سلسلۂ تراجم عثمانیہ ٹریننگ کالج حیدرآباد دکن

تنظیم مدرسہ

مصنفہ

ایس۔ ای برے۔ ایم۔ اے

رسپانڈنٹ ٹریننگ کالج ڈبلن۔ بیرسٹرایٹ لا۔ سابق انسپکٹر مدارس

لندن کونٹی کونسل مصنف "برٹانیا از ریلم" وغیرہ

مقدمہ

از

سر جیمس یوکسال

مترجمہ

محبوب علی طاہر صاحب ایم اے (علیگ) ایم ایڈ (لیڈز)

لکچرار ٹریننگ کالج

حیدرآباد دکن

اصول و فن تعلیم پر جو سلسلہ مطبوعات میرے پیشرو نواب مسعود جنگ بہادر کے زمانہ نظامت تعلیمات میں شروع ہوا تھا یہ کتاب بھی اس کی ایک کڑی ہے۔

چند سال قبل تک ممالک محروسہ سرکار عالی کے مدارس تعلیم المعلمین میں صرف مڈل کامیاب اساتذہ کی ٹریننگ کا انتظام تھا۔ جس میں مدارس تحتانیہ کے لئے ٹرینڈ معلمین تیار ہوتے تھے۔ اسی اعتبار سے اصول و فن تعلیم پر صرف گنتی کی چند کتابیں اردو زبان میں تھیں جن کی حیثیت محض مبادیات کی سی تھی لیکن جب حضور پر نور بندگان عالی کی علم پروری اور معارف نوازی سے جامعہ عثمانیہ کی تاسیس ہوئی اور اعلیٰ ترین تعلیم کا ذریعہ بھی اردو زبان قرار پائی تو قدرتی طور پر ایسے مدرسین کی ضرورت محسوس کی گئی جو اپنے مخصوص فن کی تربیت اردو میں پاکر اسی زبان میں ثانوی مدارس کے نصابی مضامین کی تعلیم بھی دے سکیں چنانچہ مدرسہ تعلیم المعلمین بلدہ کی تنظیم از سر نو کی گئی اور پہلے میٹرک اور رفتہ رفتہ ایف اے کامیاب اساتذہ کی ٹریننگ کا انتظام بھی اس میں ہوا اور آج کل خدا کے فضل سے وہ ایک درجۂ اول کا کلیۃ المعلمین بن گیا ہے جو

بی اے کامیاب اساتذہ کی ٹریننگ کا انتظام بھی کرتا ہے۔

اِن مقاصد کے حصول کے لئے اردو زبان میں اصول و فن تعلیم کی مستند کتابوں کے ترجمے ناگزیر تھے چنانچہ اب میٹرک اور ایف اے کامیاب اساتذہ کے لئے اِس فن کے ہر نصابی مضمون کے لئے ایک مستند انگریزی کتاب ترجمہ کرائی گئی ہے مترجمین کا انتخاب زیادہ تر ٹریننگ کالج کے اساتذہ ہی میں سے کیا گیا ہے۔ اور حسب ضرورت دوسرے ماہرینِ فن سے بھی مدد لی گئی ہے۔ اصطلاحات کا ترجمہ جامعہ عثمانیہ کے سررشتۂ تالیف و ترجمہ کی مدد سے ہوا ہے اور ان سب کتابوں کی طباعت کا انتظام دفتر نظامت تعلیمات کی طرف سے کیا گیا ہے۔ غرض کہ اب زبان اردو فن معلمی پر بھی اعلیٰ معیار کے تراجم کا سرمایہ بن گئی ہے فی الوقت ان کتابوں کی اشاعت صرف ممالک محروسہ سرکار عالی کی حد تک ہے۔ لیکن عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب اعلیٰ حضرت سلطان العلوم کے دست مبارک کا روشن کیا ہوا چراغ سارے ہندوستان میں بھی اجالا کر دے گا اور اردو عام طور پر ذریعہ تعلیم ہو گی اور اس وقت علوم و فنون کے دوسرے شعبوں کی طرح اصول و فن تعلیم پر بھی ہماری یہ کتابیں دوسروں کے لئے دلیل راہ بنیںگی۔ آنے والے مورخین سرزمین دکن کی طرف اشارہ کریں گے اور بتائیں گے کہ اسی منبع سے عہد عثمانی میں یہ سوت پھوٹی تھی۔

میں ارباب دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ۔ جملہ مترجمین کتب۔ خصوصاً مولوی سجاد مرزا صاحب پرنسپل ٹریننگ کالج حیدرآباد دکن کا ممنون ہوں کہ سب کی مشترکہ کوششوں سے یہ کام جو بظاہر کار دشوار تھا سرانجام ہوا فقط

فضل محمد خاں

ناظم تعلیمات ممالک محروسہ سرکار عالی

سلسلہ تراجم عثمانیہ ٹریننگ کالج حیدرآباد دکن

تنظیم مدرسہ

مصنفۂ

ایس ۔ ای پرے ۔ ایم اے

رسپانڈنٹ ٹرینیٹی کالج ڈبلن ۔ بیرسٹرایٹ لا ۔ سابق انسپکٹر مدارس
لندن کونٹی کونسل ۔ مصنف "برٹانیا از ریلم" وغیرہ

مقدمہ

از

سرجیمس یوکسال

مترجمہ

محبوب علی طاہر صاحب ایم اے (علیگ) ایم ایڈ (لیڈز)

لکچرار عثمانیہ ٹریننگ کالج

حیدرآباد دکن

دیباچہ

یہ کتاب خالصتاً متعلمین کے لئے لکھی گئی تھی اور اس کے بار اول میں بے حد تعجیل سے کام لیا گیا۔ باوجود اپنی خامیوں کے یہ کتاب مصنف کی امیدوں سے زیادہ مقبول ہوئی بار موجودہ میں کئی اہم تبدیلیاں اور ترمیمات کی گئیں لیکن بار اول کا مقصد نظر انداز نہیں کیا گیا۔ بلکہ وہی سابقہ طرز بیان جس کی بنیاد تجربات پر رکھی گئی تھی حسب حال برقرار رکھا گیا۔ گو جدید ترین سرکاری قواعد اور ترقی یافتہ تعلیمی نظریوں کا لحاظ رکھتے ہوئے مضامین میں بہت کچھ ردوبدل اور اضافہ کرنا پڑا۔

گزشتہ چند سالوں کی تبدیلیاں فن تعلیم اور تربیت اطفال میں غیر معمولی ترقی کا پتہ دے رہی ہیں تجربات نفسیاتی تحقیقات۔ اور طبی معائنوں کی بنیادوں پر ایک ایسے جامع اور صحیح علم کی بنیاد استوار ہو رہی ہے جس کے احاطہ میں ہم اپنے تعلیمی اصول مقرر کر سکیں گے جو ہر ہر قدم پر ہمارے رہنما ہوں۔ موجودہ کتاب میں اس ترقی پذیر تحریک اور اضافہ علم سے حتی الوسع استفادہ کیا گیا ہے مصنف نے صرف مناسب تدابیر بیان کر دینے پر اکتفا نہیں کی بلکہ یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ اطفال کی مکمل ترقی کے لئے ابتدائی مدرسہ کے حدود میں کسی قسم کی تنظیم ہو سکتی ہے اور ہونی چاہئے۔ امید ہے کہ بار موجودہ سے نہ صرف متعلمین کی ضروریات پوری ہوں گی بلکہ معلمین بھی اس سے مدد لے سکیں گے۔

اختصار اور سہولت کے مدنظر اس کتاب میں اکثر جگہ معلم کی جگہ استاد کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ کتاب مدرسہ کے تمام شعبہ جات کی تعلیم و تنظیم پر حاوی ہے۔ اس لئے سوائے ان مقامات کے جہاں صراحت کر دی گئی ہے ہر جگہ استاد یا معلم کے لفظ میں معلمہ کا مفہوم بھی داخل ہے۔

تنظیم مدرسہ

سرجیمس یوکسال ایم پی نے مقدمہ تحریر فرما کے جو عزت بخشی ہے مصنف اس کا تہ دل سے معترف ہے۔

بار سوم کا دیباچہ

بار موجودہ میں کوئی اصولی تبدیلیاں نہیں کی گئیں۔ بار دوم میں جو عام اصول مقرر کئے گئے تھے بلا کم و کاست برقرار رکھے گئے ہیں لیکن اس موقع سے فائدہ اٹھا کر بعض ایسے طریقوں پر بحث و تمحیص کی گئی ہے جو فی الحال اختیاری مدارج سے گذر چکے ہیں اور جن کے زیر اثر گذشتہ عمل میں تبدیلیوں کا امکان ہے مزید برآں تعلیمی بورڈ کے موجودہ قواعد سے تطابق پیدا کرنا ضروری تھا اس لئے بھی اس کتاب میں کہیں کہیں رد و بدل کرنا پڑا۔

آخر میں مسٹر آر۔ او جیو۔ ایم۔ کوم صدر مدرس سابق تحفہ ہیاگٹی سنٹرل اسکول لندن کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے نہایت قابلیت کے ساتھ تبدیل و ترمیم کا کام انجام دیا ہے۔

یس۔ ای۔ بی۔

فہرست مضامین

پہلا باب

عمارت۔ لازمات۔ فرنیچر وغیرہ اور مدرسہ کی تنظیم و حفظ صحت سے ان کا تعلق۔ ۴۱

دوسرا باب

تیسرا باب

....

چوتھا باب

پانچواں باب

چھٹا باب

ساتواں باب

آٹھواں باب

تنظیم مدرسہ

قومی نظام تعلیم میں ابتدائی مدرسہ کا موقف

از

سر جمیس یوکسال

انگلستان میں حکومت کی طرف سے اب تک اس سوال کا جواب نہیں دیا گیا کہ قومی تعلیم کے ایک معقول نظام میں ابتدائی مدرسہ کا کیا موقف اور کیا حیثیت ہونی چاہئے۔

"انگلستان کی تعلیم عامہ میں اعدادی مدارس ذکور کے موقف" پر مخصوص روئداد" کی ایک مکمل جلد موجود ہے۔ لیکن ابتدائی مدارس انگلستان کے موقف اور اہمیت پر کوئی رسالہ نہیں نظر آتا خواہ آپ کتنی ہی جستجو کریں۔ ہماری رہبری کے لئے نہ تو کوئی تعمیری نظام العمل ہے اور نہ کوئی مدلل رسالہ۔ تعلیم کے اس اہم شعبہ میں ہمارا عمل بے مقصد ہے اور اس میدان میں قدم قدم پر ہمیں لغزشیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ اختیاری اور بلدی مدارس کے عمل اور اہمیت پر حکومت کے کس رکن نے فلسفیانہ بحث کی ہے یا عالمانہ اصول مرتب کئے ہیں؟ مجلس تعلیمات کے کس صدر یا معتمد نے یہ کام انجام دیا ہے؟ مہتمان تعلیمات میں کون اس عہدہ کا متھوار ثلاثہ ہوا ہے؟ فرائض کی انجام دہی نے انھیں کچھ ایسا زیر بار کر دیا کہ ایک میعاری ابتدائی مدرسہ کی عمارت کے لئے داغ بیل ڈالنے کی فرصت نہ ملی۔

پہلی مخصوص روئداد جو تعلیمی بورڈ کی خدمت میں پیش کرنے کیلئے کیگئی اس کا عنوان تھا "انگلستان اور ویلز میں تعلیم عامہ ۰۰ ۸ اء سے ۱۹۵۵ء تک" لیکن اس کا صحیح مقصد خود اس کے الفاظ میں

۱۸۷۰ء کے قانون تعلیم ابتدائی کے نفاذ کے بعد سے انگلستان اور ویلز میں ابتدائی تعلیم کے لئے جو روز افزوں انتظامات کئے گئے اعداد شمار کے ذریعہ ان کا نقشہ پیش کرتا تھا۔ غرض اس کا موضوع اعداد شمار نہ تھا نہ کہ اوصاف و خوبیاں۔
مسئلہ تعلیم پر دیگر سرکاری اشاعتوں کا بھی کم و بیش یہی حال ہے "مخصوص روئدادوں" کی طویل فہرست کا مطالعہ کیجئے تو کئی صفحے شمانیا، ایرستان اور مالٹا کی ابتدائی تعلیم کے متعلق واقعات، قوانین، تواریخ اور اعداد و شمار سے پر نظر آئیں گے۔ لیکن انگلستان کے ابتدائی مدارس عامہ کے بارہ میں صحیح رائے یا معیار قایم کرنے میں ان سے کوئی مدد نہیں مل سکتی۔ کم از کم اس حد تک اطلاع و تحقیق کا خصوصی محکمہ ایک ایسا سررشتۂ معلومات ہے جسے عقل کا سررشتہ نہیں عطا کیا گیا ہم انگریزوں کو محض مادی اور بدیہی واقعات سے بحث کرنے کی ایسی عادت پڑ گئی ہے کہ بیرونی ممالک پر طیار کی ہوی مخصوص روئداروں میں تک اس کا ذکر نہیں کیا گیا کہ ہالینڈ، سویڈن، اسٹریا اور فرانس میں ابتدائی مدرسہ کا تصور کیا ہے اور کن اصول پر یہ مدارس کاربند ہیں۔
ضابطہ ہائے مدارس کے ابتدائی صفحوں میں جو تمہیدی یاد داشتیں اور مقدمے درج ہیں ان کا انداز بیان ناصحانہ اور ترغیبی ہے نہ کہ فلسفیانہ اشارے کنائے اور احکام کے ذریعہ یہ تو بتا دیا گیا ہے کہ ایک ابتدائی مدرسہ عامہ کے کیا فرائض ہیں اور یہ کس طرح انجام دئے جائیں لیکن اس سوال کا کہیں جواب نہیں ملتا کہ قومی نظام تعلیم میں ابتدائی مدرسہ کا موقف کیا ہے۔
ضابطہ مدرسہ روزینہ کے دیباچہ کا ابتدائی حصہ اس بارے میں کچھ امید افزا نظر آتا ہے۔ عبارت اس طرح پر شروع ہوتی ہے۔ "ابتدائی مدرسہ عامہ کا مقصد یہ ہے کہ" لیکن بعد میں پھر یہ الفاظ ہیں "جو طلباء اس میں زیر تعلیم ہوں انہیں اخلاقی

اور ذہنی ترقی دی جائے" اس میں کوئی شبہ نہیں لیکن ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کس قسم کے طلباء اس میں زیر تعلیم رہیں۔ اور اس سوال کا وہی جواب ملتا ہے جو خاص انگریزی جواب ہے " جو بھی طلباء ہوں" پھر اس مقدمہ میں لکھا ہے۔ اگر ابتدائی مدرسۂ عامہ کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ زمانہ طالب علمی کا بہترین استعمال کیا جائے" یہ بالکل درست ہے لیکن زمانہ طالب علمی کا کونسا حصہ؟ بچے کو ابتدائی مدرسہ میں عمر کے کتنے اور کون سے برس گزارنے چاہئیں؟ اس سوال کا بھی غالباً وہی مخصوص انگریزی طرز کا سرکاری جواب دیا جائے گا یعنی تعلیمی قوانین میں اس سوال کا جواب موجود ہے" حالانکہ ابتدائی مدرسہ کا پہلے ایک قومی تصور قائم کیا جانا چاہئے اور پھر تعلیمی قوانین نافذ کرنے چاہئیں نہ کہ پہلے قانون نافذ ہوا اور بعد تصور قائم کیا جائے۔

" ہدایات برائے اساتذہ و دیگر کارپردازان متعلقہ ابتدائی مدارس عامہ" میں لکھا ہے کہ " ابتدائی مدارس عامہ سے قوم جس کام کی امید رکھتی ہے اس کا تذکرہ بااتفاق آرا مقدمۂ ضابطہ میں کر دیا گیا ہے" یہ ضابطہ وہی مستند کاغذ ہے جس پر سطور بالا میں تنقید کی گئی ہے۔ آگے چلکر یہ فقرہ آتا ہے" قواعد ضابطہ کا منشاء اولاً ان شرائط کو واضح کر دینا ہے جنکی تکمیل کے بغیر کوئی ابتدائی مدرسہ ایسی رقوم امدادی نہیں حاصل کر سکتا جو پارلیمنٹ نے ابتدائی مدارس عامہ کے لئے منظور کی ہیں" کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی چیز بے معنی اور مہمل ہو سکتی ہے؟ ابتدائی مدرسہ کی حیثیت اور حقیقی موقف معلوم کرنے کے لئے سرکاری شائعون کی ورق گردانی تضیع اوقات ہے۔ ان روئدادوں کے مصنفین کی رائے میں ابتدائی مدرسہ کا مفہوم سب پر روشن ہے۔ گویا ان کا یہ کہنا ہے کہ " ہم اس کی حقیقت سے واقف ہیں۔ آپ اس کی حقیقت سے واقف ہیں۔ پھر اس بحث سے

کیا فائدہ کہ وہ کس قسم کا ہونا چاہئیے۔ یا کس قسم کا ہو سکتا ہے"۔ جہاں تک ہمیں علم ہے جس طرح ایک بڑے مصنف نے "جامعہ کے تصور" پر بحث کی اس طرح پر کسی نے بھی آجتک ابتدائی مدرسہ کے تصور پر بحث نہیں کی حالانکہ ابتدائی مدرسہ عامہ کو کمسن طلباء اور غربا کی حد تک وہی درجہ ملنا چاہئیے جو کلیہ جامعہ کو حاصل ہے۔

چوبیس برس گذر گئے اور کسی شاہی کمیشن نے اس مسئلہ پر تحقیقات نہیں کی انگلستان میں ثانوی تعلیم پر جو شاہی کمیشن مقرر ہوا تھا یہ مسئلہ اسکے دائرہ عمل سے باہر تھا۔ ۱۸۸۶ء میں انگلستان اور ویلز میں ابتدائی تعلیم کے قوانین پر جو رپورٹ کمشنروں نے پیش کی تھی اس میں نہ تو ابتدائی مدرسہ کے تصور کا ذکر تھا نہ اسکے مقاصد، وسعت کار اور حیثیت سے بحث کی گئی تھی اس لحاظ سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ پچاس برس گذر گئے اور کسی نے ادھر توجہ نہیں کی۔ رپورٹ کا ایک حصہ البتہ اس موضوع پر تھا" ابتدائی مدارس اور اعلیٰ تعلیم" اور اس مبہم عنوان کے تحت حسب ذیل مضامین تھے۔ مقامی حالت میں تنوع، چھوٹے مدارس کو یکجا کرنا، مدارس میں مدارج قایم کرنا۔

کمشنروں نے رپورٹ میں لکھا ہے کہ "محکمہ تعلیمات ہر ابتدائی مدرسہ کو کم وبیش ایک ہی نمونہ کے مطابق تصور کرتا ہے"۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ آخر وہ کونسا نمونہ ہے۔ اور نہ اس "نمونہ" کی تنقیدی تعریف یا کوئی معقول توجیہ کی صرف اتنا لکھدینا کافی خیال کیا "اگر وہ مدرسہ صغیر نہیں ہے تو جہاں تک محکمہ کا تعلق ہے طلباء حسب ضابطہ انتہائی نصاب تعلیم میں امتحان دے سکتے ہیں"۔ کیا اس سے زیادہ گول مول خالی خولی باتیں بھی ہو سکتی ہیں؟ اصل میں انھیں اس سوال کا جواب دینا چاہئیے تھا کہ انتہائی نصاب تعلیم

بہت زیادہ ہے یا بہت کم اور کیا نصاب ابتدائی مدرسۂ عامہ کے مناسب
حال اور اس کی تکمیل مقاصد کے لئے معاون ہے؟

لیکن انھوں نے اس سے قطع نظر کیا اور ابتدائی مدرسہ کو بھی اُسی
حالت پر چھوڑ دیا جس حالت میں وہ ۱۸۶۰ء میں تھا جب کہ مصری غلاموں کی طرح
اُجرت بلحاظ نتائج ادا کی جاتی تھی اور اس کے بدلے کمشنر صاحبان اعلیٰ ابتدائی
مدارس اور ثانوی مدارس کے لئے وظائف اور نمائشوں اور "لاطینی زبان سے
ناواقف طلباء" پر میٹھے میٹھے سُروں میں کچھ گنگنانے لگے۔ الغرض ان کی رپورٹ
جو اول سے آخر تک مبہم اور کمزور دلائل پر مبنی تھی بہت جلد طاق نسیاں میں
رکھدی گئی اور کسی نے اسکی قبل از وقت موت کا غم نہیں کیا۔ تعلیم کے بارے میں
اس کے احمقانہ طرز کا اس جملے سے اندازہ ہو سکتا ہے: "جس تعلیم کے مصارف
چنگی اور محصول سے ادا کئے جاتے ہیں اس کا تعین مقننہ ہی کرے۔ اور جب تک
یہ نہ ہو ابتدائی اور ثانوی تعلیم کے حدود نہیں مقرر کئے جا سکتے۔" ہمارا کہنا ہے کہ
حدود مقرر کئے جا سکتے ہیں لیکن اس کا یقین نہیں کہ کوئی اس کا خواہاں بھی
ہے۔ اور آیا بقول "پارلیمنٹ" اور "لیننگ" یعنی انکا متراکب ہونا ناگزیر اور مفید نہیں ہے

یہ تنگ نظر نا قابل فہم سرکاری اشاعتوں کی جلدیں صف بصف
نظر آتی ہیں جیسے کسی جماعت میں کند ذہن طلباء استادہ ہوں ہم تعلیم کے
بھوکے ان سے روٹی مانگتے ہیں اور یہ ہمیں پتھر دیتی ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ
اگر ایک مجھ جیسا شخص جو نہ تعلیمات کا ماہر ہو نہ متعلقہ عہدہ دار اس موضوع پر
کہ قومی نظام تعلیم میں ابتدائی مدرسہ کا موقف کیا ہے، قلم اٹھانا چاہے تو وہ
دارالعوام کا سارا کتب خانہ اور سرکاری اشاعتیں چھان مارے بھی تو
اسے کوئی مفید مطلب چیز نہیں ملے گی اور اس کی محنت رائیگاں جائیگی۔

(۲)

یا تقریباً رائیگاں جائے گی" "مخصوص روئداد وں" کی چوتھی جلد میں کچھ روشنی بیرونی ذرائع سے اس مسئلہ پر ڈالی گئی ہے۔ اس جلد میں پروفیسر رین کا مضمون "جرمن نظام تعلیم کے رجحانات" اور اسکا ترجمہ درج ہے جسکے پڑھنے سے ابتدائی مدرسہ کے تصور کا کچھ اندازہ ہوتا ہے۔ ڈاکٹر رین نظریہ سے بحث کرتے ہیں۔ اور غیر اطمینان بخش واقعی حالات سے علحدہ ہو کر ایک ایسا نصب العین پیش کرتے ہیں جو ابھی تک پوری طرح حاصل نہیں ہوا۔ اور وہ کہتے ہیں ہمارے مدارس بجا طور پر روحانی غذا کے مرکز کہلاتے ہیں۔ اور ان مدارس میں سب سے اہم موقف ابتدائی مدرسہ کا ہے جس سے بچا نوے فیصدی آبادی بہرہ ور ہوتی ہے۔

بالآخر ایک انگریزی سرکاری اشاعت میں بالواسطہ ہمیں یہ بیان ملتا ہے کہ قومی نظام تعلیم میں ابتدائی مدرسہ کا سب سے اہم موقف ہے۔ اس بنیادی حقیقت پر ہم ایک نظریہ قائم کر سکتے ہیں اور پھر اس پر علمی حیثیت سے ایک عمارت کھڑی ہو سکتی ہے۔ پروفیسر رین نے بھی یہی کیا ہے (کہیں کہیں میں نے انگریزی عبارت میں کچھ ترمیم کر دی ہے) عبارت یہ ہے "ہمیں اسپر مصر ہونا چاہئیے کہ ابتدائی مدرسہ موزوں نمونہ پر کھولا جائے۔ اس کا وجود ایسا ہو جس سے قوم کی فلاح و بہبود میں ترقی ہو۔ آج بھی تحتانی مدرسہ کے بارے میں اکثر یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ ایک قسم کا مدرسہ ہے اور بس غربائ اس میں تعلیم پاتے ہیں۔ اور عوام کے بچوں کو کمترین علم و قابلیت سکھانے کے لئے نہایت موزوں ہے۔

"پھر ڈاکٹر رین فرماتے ہیں" ہمیں ہمیشہ کے لئے اس دشمن انسانیت غیر مسیحی تخیل کو خیر باد کہہ دینا چاہئیے۔ ہمیں تمام بچوں کے لئے خواہ وہ کسی طبقے کے ہوں ایک ہی مدرسۂ تحتانیہ کا مطالبہ کرنا چاہئیے تاکہ یہ مدرسہ ہمارے

وسیع تعلیمی نظام کے لئے ایک ایسی مشترکہ بنیاد ثابت ہو جو قوم کے مختلف
افراد میں اتحاد کی روح پھونک دے۔ مدارس کا یہ کام نہیں کہ طبقاتی
اختلاف کو اپنے اندر جگہ دیں یا ان میں اور اضافہ کریں۔ کلیسا کی طرح
مدرسہ کا پہلا فرض ہماری مشترکہ انسانیت کی تصدیق، ہمارے باہمی اختلافات
کی تطبیق، ہمارے تفرقوں کا ازالہ اور ہماری واحد قومیت کا اعلان
ہے۔ ان وجوہات کی بناء پر ہم ایک مشترکہ عام مدرسہ تحتانیہ کا مطالبہ
کرتے ہیں۔ ثانوی مدارس کے ملحقہ اعدادی شعبہ جات برخاست کردینا
چاہئے۔

اسٹین اور ہمبولٹ کے وطن میں بھی یہ الفاظ پر زور خیال کئے جائینگے
لیکن پروفیسر رین کی ذاتی رائے یہ ہے "تمام جرمنی اس رائے
سے متفق ہے"

پرشیا کا وزیر تعلیمات مشترکہ مدرسہ تحتانیہ کا زبردست حامی ہے۔
جرمن مدارس ابتدائی کے جملہ اساتذہ گزشتہ دس سال سے یعنی ۱۸۸۷ء
سے ۱۸۹۷ء تک یہی صدا بلند کررہے ہیں، اور بویریا میں تو مشترکہ
مدرسہ تحتانیہ رائج بھی ہو گیا ہے"

غالباً یہی وجہ ہے کہ میونک کے ابتدائی مدارس میں جو میری نظر سے
گزرے ہیں قومیت اور تعلیمی کارگزاری کا اس قدر خیال رکھا گیا ہے
لیکن ہمیں تو یہاں انگلستان سے بحث ہے۔ ڈاکٹر رین کے بلند آہنگ
فقروں کے بعد ذرا اعدادی مدارس کی یہ مخصوص روداد بھی دیکھ لو
جس میں پروفیسر سیڈلر، با دل ناخواستہ اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں صفحہ ۳۲، پر
"انگلستان کی ثانوی تعلیم میں اعدادی مدارس نوکور کا موقف" سے

بحث کرتے ہوئے پروفیسر صاحب فرماتے ہیں۔ ہر طبقہ کے طلباء کو کم از کم ابتدائی تعلیم کے لئے ان ابتدائی مدارس عامہ میں یکجا جمع کر دینے سے سماجی اختلافات کس حد تک دور ہو سکتے ہیں؟ یہ ایک مابہ النزاع مسئلہ ہے۔ جبتک رائے عامہ اس کے موافق نہ ہو یہ طریقہ جبریہ رائج نہیں کیا جا سکتا۔"

پروفیسر سیڈلر کو غالباً اس کا افسوس ہے کہ رائے عامہ اسکے موافق نہیں اور ان کا خیال ہے کہ اعدادی اقامتی مدارس کا طریقہ یقیناً طریق مدارس روزینہ کی بہ نسبت بہت زیادہ اختلافات کا باعث ہے کیوں کہ اس طرح پر متمول خاندان کے بچے ہمیشہ علیحدہ رہتے ہیں اور انھیں افلاس کا تجربہ رکھنے والے طلباء سے ملنے جلنے اور اپنی قابلیت کا ان سے مقابلہ کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ لیکن ساتھ ہی وہ فرماتے ہیں "یہ خیال کرنا کہ اس تفریق کی وجہ محض رسم و رواج یا سماجی تعصبات ہیں بالکل غلط ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اکثر انگریز والدین اپنے لڑکے اور لڑکیوں کو کم سنی میں ہر کس و ناکس کی صحبت سے بچانا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔"

اس طرح نہایت ہوشیاری سے لیکن کماحقہ انگلستان کی حالت بیان کر دی گئی ہے اور متمول انگریز والدین اس حالت کو کئی سال تک برقرار رکھنے کی کوشش کرینگے۔ اسی لئے مجلس تعلیمات کے قواعد "ابتدائی۔ تحتانیہ" اور اعدادی مدارس اور جماعتوں کے فرق کو تسلیم کرتے ہیں۔ اس معاملہ میں اسکاٹلنڈ جمہوریت پسند ملک تھا۔ ایک زمانہ تک اہل اسکاٹلنڈ کا دعوےٰ تھا کہ ان کے ہاں کوئی مدرسہ نہ "ابتدائی" تھا نہ تحتانی" اور ابتدائی مدرسۂ عامہ کے تو وہ نام سے تک واقف نہیں اور یہ کہ زمیندار سے لیکر چرواہے تک سب کے بچے ایک ہی

مدرسہ میں دوش بدوش بیٹھتے ہیں۔ لیکن گزشتہ دس سال سے وہاں بھی علحدگی کی تحریک شروع ہو گئی ہے۔ اسکاٹلنڈ کی تعلیمی مشاورتی کونسل نے جن امراء کی کمیٹی مقرر کی تھی، اس کمیٹی نے ۱۹۱۰ء میں حسب ذیل علحدہ نام تجویز کئے جن کا تعلق مضمون زیر بحث سے ہے۔ مدرسہ تحتانیہ۔ وہ مدرسہ یا مدرسہ کا شعبہ جس میں چودہ برس سے کم عمر والے طلباء کو محض انگریزی کی تعلیم دی جائے۔ مدرسہ تحتانیہ میں طلباء کو فرداً فرداً یا مختصر جماعتوں میں وسطانیہ کی تعلیم بھی دیجا سکتی ہے۔

مدرسہ وسطانیہ۔ وہ مدرسہ جس میں کم از کم تین سال السنہ، ریاضی، سائنس اور ایسے مضامین کی تعلیم دی جائے جو ابتدائی مضامین میں کامیابی کی قابلیت رکھنے والے طلباء کے لئے موزوں خیال کئے جائیں۔

ثانوی (فوقانیہ) مدرسہ۔ وہ مدرسہ جس میں امتحان آزمائشی کے بعد کم از کم مضامین مندرجہ بالا میں پانچ سال کی تعلیم کا انتظام ہو۔

مختصر یہ کہ قومی نظام تعلیم میں ابتدائی مدرسہ کا خاص موقف جس کے لئے پروفیسر رین نے پچیس سال قبل کامیابی کے ساتھ جرمنی میں جد و جہد شروع کی تھی، اب برطانیہ میں اس کے حصول کی کوئی صورت نظر نہیں آتی اور نہ اس سے قبل کبھی نظر آئی تھی۔ اس ملک میں صدر انجمن اساتذہ تنہا یا تقریباً تنہا اس کی حامی ہے، جس طرح کہ جرمنی کی انجمن اساتذہ پرشیا بیڈن، سکسنی اور ورٹمبرگ میں کوشاں ہے "یہ بلند مقصد" ابھی برطانیہ کے دسترس سے باہر ہے۔

(۳)

تعلیمی بورڈ کی سرکاری اشاعتوں کی چھان بین سے حسب ذیل امور کا

بالواسطہ یا بلاواسطہ پتہ چلتا ہے۔

(الف) تعلیمی اغراض کے لئے ابتدائی مدرسہ انگلستان اور ویلز کے تمام طلباء کے لئے واحد مدرسہ تحتانیہ ہونا چاہیئے لیکن سماجی اسباب اس کی اجازت نہیں دیتے۔

(ب) ابتدائی، تحتانیہ اور اعدادی مدارس اور جماعتیں یکساں قواعد کے تحت نہیں لائی جا سکتیں۔

(ج) ابتدائی مدرسہ ایک خاص قسم کا تحتانیہ مدرسہ ہے اور چونکہ اس مدرسہ کی اعدادی جماعتیں طلباء کو زمانہ مابعد تعلیم کے لئے طیار کرتی ہیں، اس لئے یہ مدرسہ دیگر مدارس سے علحدہ متصور ہونا چاہیئے۔

اس سے بڑھکر معلومات حاصل کرنا چاہیں تو ہمیں خود تلاش کرنا پڑتی ہے۔ کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ اس طویل تمہید کے بعد پھر بھی وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ قومی تعلیم کے کسی معقول نظام میں ابتدائی مدرسہ کا کیا تصور، موقف اور وسعت کار ہونا چاہیئے۔

ایک مصنف کا دل تو یہی چاہے گا کہ اس سوال کا جواب خالصتاً علمی اور نظری دے کر تعلیم کا ایک خیالی محل تعمیر کر دیا جائے۔ لیکن جہاں تک مجھے علم ہے اس قسم کے تصوری ابتدائی مدرسہ کا وجود جرمنی کے سوا کہیں نہیں پایا جاتا۔ اسپین یا کسی اور ملک میں اس کی تلاش کرنا فضول ہے۔ ہمارا مقصد یہاں صرف یہ دیکھنا ہے کہ انگلستان اور ویلز میں ابتدائی مدرسہ کا درجہ کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ انگلستان کی بہ نسبت ویلز میں زیادہ حصہ طلباء کا ابتدائی مدرسہ سے نکل کر ثانوی مدرسہ میں شریک ہوتا ہے اور اس حد تک ان دونوں ممالک کی حالت میں فرق ہے لیکن یہ کچھ ایسا بڑا فرق نہیں ہے۔

عملی ضروریات کے لئے نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔

لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ جنوبی حصۂ برطانیہ میں۔

(۱) ابتدائی مدرسہ ایک ایسا ادارہ ہے جو غیر متمول خاندانوں کے بچوں کی تعلیم کے لئے مخصوص ہے اور آئندہ مخصوص رہے گا۔

(۲) ابتدائی مدرسہ تین سال سے لے کر پندرہ سال کی عمر والے بچوں کے لئے ہے۔

(۳) ان میں سے بہت ہی قلیل تعداد ثانوی مدارس یا روزینہ تسلسلی مدارس میں شریک ہوگی۔

(۴) ایک عرصہ تک ان بچوں میں بہت کم طلباء کو مدارس شبینہ اور صنعتی اداروں میں شرکت کا موقع ملے گا۔

(۵) ابتدائی مدارس کی پیداوار بلا استثناء فرد مدپیشہ طبقہ میں شمار ہوگی۔

(۶) ابتدائی مدرسہ کے سوا عوام کے لئے اور کوئی دروازہ کھلا نہیں ہے۔

یہ ہیں وہ واقعات اور حالات جو سرکاری استاد بدیہی امور تصور کرتے ہیں اور یہ بدیہی بھی اسقدر بدیہی کہ ان کا ذکر کرنا بھی فضول ہے۔ پارلیمنٹ تعلیمی بورڈ، مقامی حکام تعلیمات، ان سب کے نزدیک یہ بدیہی امر ہے۔ لہٰذا ہمارا بھی فرض ہوگیا کہ انھیں بدیہی خیال کریں۔ لیکن ساتھ ہی ہمیں یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ ان واقعات سے ابتدائی مدرسہ کا کیسا تصور پیدا ہوتا ہے اور کیا چیز ظہور میں آتی ہے؟ ان حالات میں ابتدائی مدرسۂ عامہ کس نمونہ کا ہو، اور کس معیار کے مطابق اسے بجا طور پر ہونا چاہئے۔

(۴)

مذکورۂ بالا حالات، قیود اور اسباب کے مطالعہ سے میری رائے میں ابتدائی مدرسہ کے موقف، وسعت کار، اور مقاصد کے متعلق حسب ذیل نتائج مرتب ہوتے ہیں۔

(الف) اپنے طلباء کی ایک کثیر تعداد کی راست اور خالص مکتبی تعلیم و تربیت کا تمامتر انتظام۔

(ب) طلباء کی ایک چھوٹی سی تعداد کو ثانوی مدارس یا روزانہ تسلسلی مدارس کے لئے طیار کرنا۔

(ج) ایک حصہ طلباء کو مدارس یا جماعت ہائے شبینہ میں شرکت کا موقع دینا۔

(د) مکتبی تعلیم کے اعتبار سے تمام طلباء کو یا تو کلیتاً جیسے (الف) میں یا جزواً جیسے (ب) اور (ج) میں، صنعتی، سیاسی، اخلاقی، ذہنی اور روحانی زندگی کی ذمہ داریوں کے لئے طیار کرنا۔

اس لئے یہ وغیرہ ین کے نزدیک لازمی طور پر مدرسہ تحتانیہ کی سب سے زیادہ اہمیت ہے۔ وہی حالات و تعصبات جو بظاہر اس کی اہمیت گھٹاتے ہیں، حقیقت میں اسکی بلند پایگی کا باعث ہیں۔ ابتدائی مدرسہ کا کام عوام کو تعلیم دینا ہے۔ اور جیسا کہ ایک مقتدر عہدہ دار نے جو تمام عمر عوام کو تعلیم دلانے کا مخالف رہا، کہا ہے "ہمکو چاہئے کہ اپنے آقاؤں کو تعلیم دیں"۔ حاکم طبقہ کا مفہوم اور اس کی تعریف رفتہ رفتہ کچھ اور ہی ہوتی چلی ہے۔ اب طبقہ حکام میں صرف چند افراد داخل نہیں ہیں بلکہ قوم کی تمام کثیر التعداد آبادی پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس سیاسی

تبدیلی کے ساتھ قومی نقطہ نظر سے اس خاص قسم کے مدرسہ کی اہمیت بھی گھٹ رہی ہے جس نے کبھی گلاڈسٹن اور کیننگ کو پیدا کیا تھا۔ ابتدائی مدارس کے ذمہ کروڑوں طلباء کی تعلیم ہے۔ برخلاف اسکے "پبلک اسکول" صرف چند ہزار افراد کے لئے، جن کا تعلق اعلیٰ طبقے سے ہے، مخصوص ہیں ان دونوں کی ذمہ داریوں کا کوئی مقابلہ نہیں دیر ہی سے سہی عوام کے لئے جبری تعلیم قانوناً لازمی گردانی گئی ہے۔ اب عوام حقیر نہیں رہے۔ اور نہ کوئی ان کی تعلیم کو اپنے زعم میں حقیر تصور کر سکتا ہے۔

یہ محض ہماری گرمجوشی نہیں بلکہ انصاف اس امر کا متقاضی ہے کہ ابتدائی مدرسہ کا درجہ اعلیٰ وارفع ہو۔ قوم کے ایک کثیر حصے کے لئے جن مدارس کے سوا کوئی اور درسگاہیں نہ ہوں انھیں حقیر ناکارہ اور مالی امداد سے محروم رکھ چھوڑنا سراسر ظلم ہے۔ مزید برآں کسی ابتدائی مدرسہ کے لئے محض کارکردگی کافی نہیں اس کی کامیابی تو اس وقت ہے کہ جب وہ دلوں میں عزت اور سینوں میں امنگ پیدا کرے۔

دیگر مدارس کے لئے جو بہترین تدابیر اختیار کی گئیں، جہاں تک ممکن ہو ابتدائی مدرسہ کے لئے بھی وہی عمل ہو۔ ایٹن کے تختوں پر یا رگبی کے مدرسہ کی یادگاروں میں کندہ کئے ہوئے نام پڑھ کر جو جذبات اور ولولے دل میں پیدا ہوتے ہیں، کوئی وجہ نہیں کہ ایک دیرینہ ابتدائی مدرسہ کی رکنیت سے وہی جذبات اور ولولے پیدا نہوں اور کیوں نہ وہاں بھی وہی مدرسہ کا مطمح اور مدرسہ کا ترانہ سننے میں آئے طلبائے ہارو کے علاوہ اور طلباء بھی "چالیس برس بعد" (ایک گیت) سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں،

اور گو اس حد تک نہ سہی اس قسم کا جماعتی احساس ان میں بھی کارفرما ہو سکتا ہے۔ بلکہ شائد اس سے کچھ اعلیٰ قسم کا ہو۔ "پبلک اسکول" کے طلباء کو اتنی جلد روٹی کمانا نہیں پڑتی جتنی کہ ابتدائی مدرسہ کے چودہ سالہ طلباء کو اس لحاظ سے وہ دیر میں انسان بنتے ہیں۔ مزدور پیشہ طبقے کے بچوں کی آئندہ زندگی کے دشوار فرائض اور دلسوز کیفیت کا خیال مدرسہ کے ہر جلسے میں پیش نظر رہنا چاہئے تاکہ یہ خیال اساتذہ کے لئے شمع ہدایت بنے اور طلباء کے لئے رشتہ اخوت کا کام دے۔ لہذا ابتدائی مدرسہ میں ایک خاص قسم کی یکجہتی پیدا ہو جاتی ہے۔ جو اور جگہ ممکن نہیں۔

(۵)

کتابوں کی الماریوں میں سے ایک الماری میں جو میری پسندِ خاطر کتابوں کے لئے مخصوص ہے۔ دو چھوٹی کتابیں رکھی ہیں جن کی بھوری جلدوں پر طلائی کام کیا ہوا ہے۔ ان میں سے ایک کتاب ہے۔ Edward thringas "اڈورڈ تھرنگ بحیثیت استاد و شاعر" Teacher and poet
upping han school songs and
Borth Lyrics
اور دوسری کتاب ہے۔
"مدرسہ اپنگھم کے گیت اور بورتھ کی غزلیات" ہر استاد کو اپنے رنگ کا شاعر ہونا چاہئے۔ مضمون نظم کرنے کی صلاحیت نہ بھی ہو تو کم از کم روحانی تخیل اور ادراک ضرور ہو۔ اور پھر تعظیم اور رحمدلی کے جذبات کی تعلیم ناگزیر ہے۔ تھرنگ کو سب سے زیادہ یہ مقولہ پسند تھا۔ "دعا مانگو اور کام کرو" پھر اس کے بعد ورڈسورتھ کا یہ مشہور مصرع زبان زد تھا "تحسین، امید اور محبت ہماری زندگی کے سامان ہیں۔" بدنصیب ہے وہ مدرسہ جہاں کے اساتذہ یہ نہ سمجھ سکیں کہ تحسین، امید اور محبت نفسیاتی تبدیلیوں کی سب سے

بڑی کلیں ہیں۔ تھرنگ کا منشور یہ تھا کہ " معمولی الفاظ اور اشیاء کے طلسمی فانوس کو روشن کرو۔ پہلے باطن کی طرف توجہ کرو پھر ظاہر کی جانب بڑھو۔ اُستاد وہ ہے جو زندگی کی تخم ریزی اور آبیاری کرے۔ سوکھی ہڈیوں سے سروکار مت رکھو" یہ اقوال و نصائح صرف " پبلک اسکول" کے لئے مختص ہیں۔ اور پھر " ہر صبح کو وہ ملتے ہیں۔ ننھے ننھے قدم اٹھاتے ہوئے آتے ہیں اور اسی سبک رفتار سے چلے جاتے ہیں۔ ایک نہر رواں ہے کہ جس کا پانی ہر وقت بدلتا رہتا ہے لیکن کبھی بدلتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔ جبتک آفتاب فلک پر درخشاں ہے یہ نہر یوں ہی جاری رہے گی اور فصیل کے پتھر یونہی ننھے قدموں کی آوازسنیں گے اور ان سب کو اپنی ملک سمجھیں گے "۔

ان الفاظ سے جن امور کا پتہ چلتا ہے، یعنی مدرسہ کی زندگی کا تاریخی تسلسل، اس کے چھوٹے بڑے فرزند، سابق طلباء، مقامی مشاہیر، مدرسہ کی روح اخوت، علم کی دست بدست مشعل برداری۔ کیا ان کا اطلاق صرف طلباء انگلھم پر ہی ہو سکتا ہے۔؟ مدارس کی زندگی کا دارومدار محض امدادی رقوم پر نہیں ہوتا۔ دولت کسی مدرسہ کو شرف نہیں بخش سکتی اور نہ افلاس بذات خود اسے ذلیل کرسکتا ہے۔ اکثر ابتدائی مدارس میں انگلھم کے جذبات موجود ہیں یہی جذبات تمام ابتدائی مدارس میں ہونے چاہئیں۔ " پبلک اسکول" کی زندگی میں جتنی اچھی باتیں ہیں کوئی وجہ نہیں کہ دیگر غریب مدارس میں موجود نہ ہوں۔ اگر " پبلک اسکول" کی سب میں بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ طلباء کو زندگی کے لئے طیار کرتا ہے تو ابتدائی مدرسہ کو اس صفت کی اور بھی زیادہ ضرورت ہے۔ کیونکہ یہاں سے تعلیم پاکر نکلنے والوں کو جامعہ کی شرکت کا موقع نہیں ملتا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ قومی یگانگت کا تقاضہ یہ ہے کہ

ابتدائی مدرسہ عامہ کی کارگزاری اور درجہ اعلیٰ ارفع اور با عظمت ہونا چاہیئے

(۶)

چونکہ ابتدائی مدرسہ اصطلاحی معنی میں اعدادی نہیں ہو سکتا یا اگر ہو سکتا ہے تو چند ہی طلباء کے لئے اسے فی نفسہ مکمل ہونا چاہیئے۔ اس کے نصاب، مقاصد اور اسالیب میں اعلیٰ ابتدائی یا ثانوی مدرسہ کا تتبع نہ کیا جائے۔ طریق وظایف سے ابتدائی مدارس میں غیر ضروری تبدیلیوں کا اندیشہ ہے۔ ابتدائی مدرسہ کا وجود مستقل ہونا چاہیئے۔ نہ یہ مفت خورہ رہے۔ اور نہ کسی کا ماتحت بلکہ اس کی اپنی زندگی اور موقف علیحدہ ہو اپنی حد تک یہ ایک مستقل اور مکمل تعلیمی ادارہ کی حیثیت رکھے جس کا دار و مدار کسی خارجی ادارہ پر نہ ہو اور نہ جس کا تعلق کسی تکمیلی مدرسے سے رہے، کیوں کہ ہر دس طلباء میں آٹھ تو ایسے ہوں گے جن کے حق میں یہی تکمیلی مدرسہ ہوگا۔

کانگرس ہائے اتحاد مزدوران اور حزب العمال کے سوا کسی نے جبری ثانوی تعلیم کا مطالبہ نہیں کیا۔ اور کم از کم مستقبل قریب میں یہ ضرورت پوری ہوتی نظر نہیں آتی۔ لہذا فی الحال عملی حیثیت سے یہ مسئلہ زیادہ اہم ہے کہ ان کروڑوں طلباء کے لئے جو ثانوی مدرسہ میں شریک نہ ہونگے کیا کیا جا سکتا ہے۔ ابتدائی مدرسہ کے موقف اور عمل کا تعین کرتے ہوئے اس حقیقت کو فراموش نہ کرنا چاہیئے۔ اس میں شک نہیں کہ ہر سال چند طلباء کو وسطانی یا ثانوی مدارس کے شرکتی امتحانات کے لئے طیار کرنا پڑے گا۔ لیکن یہ عموماً کمسن بچے ہونگے جن میں سے اکثر کا سن شاذ ہی بارہ برس سے اونچا ہو اس قلیل تعداد سے قطع نظر جو باقی طلباء ہیں انکی تعلیم در اصل ابتدائی مدرسہ کا سب سے بھاری کام اور اہم فریضہ ہے۔

اس کے یہ معنی ہوئے کہ ابتدائی مدرسہ کی اعلیٰ جماعتوں کی تعلیم، وظائف صبیان کے نصاب اور آزمایشی امتحانات کی مشروط نہ قرار دی جائے اور نہ ان اعلیٰ جماعتوں پر ایسے مدارس کا اثر پڑے جن میں بچے کبھی شریک ہی نہونگے جس شرف اور ترقی کا میں نے ذکر کیا ہے اس کا ایک حصہ اس طرح حاصل ہو سکتا ہے کہ اعلیٰ جماعتوں کو کل مدرسہ نقطۂ منتہی گروانا جائے ورنہ بغیر ان جماعتوں کے جن سے دراصل تمام مدرسہ کی رونق ہے، مدرسہ کی مستقل اور مکمل حیثیت نہیں رہے گی۔ پبلک اسکول کے اثرات میں ایک اہم اثر وہ بطل پرستی ہے جو ننھے اسمتھ کو بڑے براون کا معتقد بنا لیتی ہے۔ کیوں نہ یہی جذبہ مفلس مدارس میں بھی پیدا ہو؟ بہرحال ابتدائی مدرسہ میں اعلیٰ جماعتوں کا شمول ضروری ہے۔

میری رائے میں ان وجوہات کی بناء پر زیادہ نہیں تو کم از کم اتنا تو نتیجہ نکلتا ہے کہ ابتدائی مدارس کے کسی نظام میں علیٰ ابتدائی یا اعلیٰ جماعتی مدارس کا دم چھلا لگانا زیبا نہیں یا بچوں یا کسی اور جماعت پر اس کے دو ٹکڑے کرنے سے مدرسہ ابتدائی کا مقصد فوت ہو جاتا ہے علیٰ ہذا اعلیٰ شعبہ جات کا قیام خواہ وہ مخلوط ہوں یا مخصوص برائے ذکور یا اناث ناپسندیدہ ہے۔ اس طریقہ سے مدرسہ کی وحدت باقی نہیں رہتی اور کسی ابتدائی مدرسہ کے دو ٹکڑے کر دینا کسی حالت میں مفید نہیں۔

شعبۂ صبیان اور دیگر شعبہ جات میں ہمیشہ تسلسل اور ایک قسم کا زندہ تعلق رہنا چاہیئے۔ یا بالفاظ دیگر ایک ہی شخصیت ابتداء سے آخر تک برقرار رہے۔ بچے اپنے کو نہ صرف ایک شعبے کے بلکہ ایک ہی مدرسے کے رکن محسوس کریں۔ تمام مدرسہ کی ایک زندگی ہو کیونکہ اسی اجتماعی زندگی سے

ابتدائی مدرسہ کا "تصور" ظہور پذیر ہوتا ہے۔

(۷)

مجھے امید ہے کہ اس "تصور" کا مفہوم سرکاری رودادوں اور اسناد سے زیادہ ان صفحات میں واضح ہوگیا ہوگا۔ بالآخر ہمیں مجملاً معلوم ہوگیا کہ ابتدائی مدرسۂ عامہ کا حقیقی، موقف، وسعت کار، عمل، فرض، اغراض، اور عظمت کیا ہونی چاہئیے۔ لیکن ابھی ہم نے یہ نہیں بتایا کہ مدرسہ سے نکلنے کے بعد تحصیل علم کا شوق کس طرح پیدا کیا جائے۔

ابتدائی مدرسہ کے لئے یہ مفید ہے کہ اپنے طلباء میں دستکاری، خانہ داری اور ظروف اوزار کے استعمال میں چستی اور صفائی کا سلیقہ پیدا کرے۔ انہیں نقش کشی، پیمایش، سینا پرونا، خاکہ سازی، چیزیں بنانا، ایجاد کرنا اور ترتیب دینا سکھائے۔ باغبانی اور علم موجودات کی تعلیم دے۔ اور ان میں موسیقی، تصاویر، نشید عوام کے گیت۔ اور ورزش جسمانی، قواعد، کسرت، پیادہ پا سفر، اور باضابطہ گیمس کا جس میں بڑے طلباء حصہ لے سکیں، شوق پیدا کرے۔ ذی فہم اور صحیح مشاہدہ کی قوت کو ترقی دے وغیرہ۔ یہ تمام باتیں اور ان کے علاوہ اعتدال و انکسار کا سبق حفظ صحت کی تعلیم۔ مدنیت، اخلاق اور انجیل کا درس بچوں کو آئندہ زندگی کے لئے طیار کرے گا۔ لیکن ان سب سے زیادہ اہم وہ چیز ہے جو ان سب کی کفیل ہے۔ اور وہ مقدمہ ضابطہ مدارس روزینہ کے الفاظ میں "مفید مطالعہ اور فکر و تحقیق کا ذوق" پیدا کرتا ہے، تاکہ سابق طلباء زمانہ مابعد میں اپنے معلومات میں اضافہ کرسکیں۔ تسلسلی مدارس شبینہ، فنی تعلیم کی جماعتیں، مدارس فنون لطیفہ اور صنعتی اداروں وغیرہ کی سرسبزی زیادہ تر اسی پر منحصر ہے۔ مزید برآں بجائے

موجودہ مہملات کے ادبیات کو فروغ ہوگا لوگ راگ گھروں کے بجائے مہذب رقص گاہوں کو پسند کریں گے اور شراب خانوں کی جگہ بے چند کتب خانے اور فنون لطیفہ کی نمایش گاہیں نظر آئیں گی۔ غرض تمام قوم کی ترقی ہر اعتبار سے اور ہر چیز میں اس پر منحصر ہے۔ ابتدائی مدرسے کے موقف اور عمل میں بالخصوص یہ فریضہ اور ذمہ داری داخل ہے جو حقیقت میں گاؤں، ضلع، شہر، اور مملکت کی خدمت ہے۔

مطالعہ ما بعد کے سلسلہ میں ان امور پر غور کرتے ہوئے کہ کس طرح اس کی ترتیب دی جائے اور کیوں کر مذکورۂ بالا ترقیات ظہور پذیر ہوں گے، میں اس حقیقت کو فراموش نہیں کر سکتا کہ اس بارے میں دو رجحانات ہیں۔ ایک ابتدائی مدرسہ کے نصاب میں وسعت دینے کی طرف اور دوسرا سہولت پیدا کرنے کی جانب مائل ہے۔ نصاب تعلیم میں وسعت دینا مدرسہ کی عزت، عظمت اور بار آوری میں اضافہ کرنے کا بظاہر بہترین ذریعہ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن نظر غور سے دیکھا جائے تو واقعہ اس کے برعکس ہے۔ عقل کا رجحان سادگی کی طرف ہے۔ پیچیدگی محض علم کا کرشمہ ہے۔ فنون لطیفہ کا مسلمہ اصول ہے کہ "معنی جتنے دقیق ہوں گے صورت اتنی ہی سادہ ہوگی"۔ تعلیم میں بھی میرے خیال میں یہی اصول ہونا چاہئے۔ نصاب کی حد تک ابتدائی مدرسہ کا فریضہ دماغی کام کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا ہے نہ کہ وہ تمام مضامین سکھانا جن پہ آئندہ دماغ صرف ہوگا۔ بچوں میں تجسس کا مادہ پیدا کرو، مشاہدہ کی عادت ڈالو اور مطالعہ کا شوق پیدا کرو اور سمجھ لو کہ وہ یقیناً عمر بھر بطور خود تعلیم پاتے رہیں گے۔

ابتدائی مدرسہ میں "بلند حوصلہ" نصاب بے محل ہے۔ جہاں تک آئندہ زندگی کا تعلق ہے مدرسہ میں تعلیم کی ترغیب دی جا سکتی ہے، نہ کہ خود تعلیم۔ اور عملی نصاب بھی بے موقع ہے۔ صحیح تعلیم اعلیٰ تعلیم کے مترادف نہیں بلکہ اس سے کہیں بہتر ہے۔ "تعلیم کے کئی راستے ہیں" اور تمام راستے ایک ہی منزل تک پہونچاتے ہیں۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ انسان تمام راستوں پر سفر کرنے کی کوشش کرنے۔ تعلیم کا جوہر اور روح اہم ہے، لغت، مخزن علوم، اوزار اور تحسیبی مشن اہم نہیں۔ میری رائے میں ابتدائی مدرسہ کا مسلمہ اصول یہ ہونا چاہیئے۔ "نصاب کو سادہ اور عمیق بناؤ"۔ ورڈسورتھ جو اساتذہ کا شاعر تھا اس کا تجربہ رکھتا تھا۔

"اشیاء اور الفاظ کے تیرہ اور خطرناک راستوں سے گزرتے ہوئے اس نے کئی راتیں بے خوابی میں گزار دیں"

لیکن جب علم دانش میں جذب ہو جاتا ہے تو پھر وہی شاعر کہتا ہے۔ "وہ شخص جس میں ایقان اور عقیدہ پختہ ہو کر ایمان بن گئے تھے اور ایمان پر جوش وجدان کی حد تک پہنچ گیا تھا"

ہم کو چاہیئے کہ ابتدائی مدرسہ کو ایسے بلند موقف پر پہنچا دیں کہ اس کا عمل شمع ہدایت کا کام دے۔

تنظیم مدرسہ

مقدمہ

"مسئلہ تعلیم فطرت انسانی کا ابدی مسئلہ ہے۔" (ما زینی) "ہم تسلیم کرلیں گے کہ دیگر فنون کی طرح معلمی بھی ایک فن ہے جو صرف عملی طریقہ پر سیکھا جا سکتا ہے۔" (ویٹس)

اورگنائزیشن (تنظیم) کی اصطلاح کا مفہوم واضح کرنے کیلئے ہمیں اس یونانی اصل کی طرف رجوع ہونا چاہیے جس سے یہ لفظ مشتق ہے اور جس کے معنی ہیں اوزار یا ہتیار جس سے کام لیا جائے۔ حیاتیات میں اورگن کے معنی ہیں وہ عضو جس سے جسمانی فعل سرزد ہو۔ جسطرح عضویات کے نقطہ نظر سے فرد کی زندگی مجموعہ ہے اس کے تمام افعال کا، اسی طرح جسم مجموعہ ہے جملہ اعضاء کا۔ (جسم۔ اورگنزم۔ عضو = اورگن) آخر میں مصنوعی جسم یا اورگنزم کو جس میں مختلف حصوں کو کسی خاص مقصد کے لئے ایک جا جمع کیا جائے" اصطلاح میں اورگنائزیشن یا تنظیم کہنے لگے جیسا کہ عام طور پر ایک ہی اصطلاح کا اطلاق عمل اور اثر یا عمل اور حالت دونوں صورتوں میں ہوتا ہے، اسی طرح تنظیم سے انتظام کرنا اور انتظام دونوں چیزیں مراد ہیں۔ فن معلمی میں اس لفظ کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ کسی ضلع یا شہر کے حصے کے مدارس میں تطابق، مدرسہ کی تقسیم مختلف شعبہ جات میں طلباء کی باقاعدہ تعلیم و انتظام کے لئے صدر مدرس کا طیار کیا ہوا نظام العمل یہ تمام چیزیں بحاظ طور پر تنظیم مدرسہ کے مفہوم میں داخل ہیں۔

ان صفحات میں زیادہ تر تنظیم مدرسہ کے آخرالذکر پہلو سے بحث کیجائے گی

اور یہ وہ بنیاد ہے جس پر تعلیم و ڈسی پلین کا قیام ہے۔ نظام العمل پر عمارت کی نوعیت خصوصاً تعداد، وسعت اور تقسیم کمرہائے جماعت کا اثر پڑنا لازمی ہے۔ مزید برآں تعداد اور قابلیت اساتذہ، طلباء کی استعداد، صنف اور عمر، مضامین درسی اور طریق تعلیم، ڈسی پلین کی نوعیت، اور بالآخر وہ مقصد جو منتظم کے پیش نظر ہے۔ یہ سب چیزیں اپنا اپنا اثر ڈالتی ہیں۔

عدہ جماعت بندی تنظیم مدرسہ کی جان ہے۔ استاد کا جماعت کیلئے موزوں ہونا، جماعت اور کمرے میں مطابقت، مضامین اور طریق تعلیم کو طلباء کے مناسب حال بنانا، وقت کی صحیح تقسیم وغیرہ مزید تسلسل و رابطہ کا باعث ہوتی ہے۔ طریق تعلیم کی حقیقی بنیاد فرد پر ہے لیکن بالعموم اس کا استعمال جماعت میں ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر اسے طلباء کے ایسے فریقوں کے مناسب حال بنانا پڑتا ہے۔ جن کا علمی معیار کم و بیش یکساں ہے۔ لیکن استعداد اور سیرت میں فرق ہے۔

ظاہر ہے کہ بہترین نظام تعلیم وہی ہے جو ایک مقررہ وقت میں بہترین تعلیمی نتائج پیدا کرے بشرطیکہ دیگر حالات یکساں ہوں۔ عمدہ تنظیم کے لئے یہ امر ناگزیر ہے کہ تعلیمی مقصد صحیح اور واضح ہو۔ تعلیم کا مقصد اس کتاب کا موضوع نہیں ہے۔ لیکن جہاں تک اس کا تعلق تنظیم اور انتخاب نصاب سے ہے، چند باتیں بتا دینا نامناسب نہ ہوگا خصوصاً جبکہ استاد کی زیر نگرانی بچے کی تربیت کا سوال زیادہ تر ترقی کے مختلف مدارج میں خود تنظیمی اور خود تطبیقی کا سوال ہے، کوئی شخص اس وقت تک تعلیم یافتہ نہیں کہلا سکتا جب تک اس نے اپنے تجربات کی تنظیم نہ کی ہو یا حافظہ میں ان کی اس طرح ترتیب نہ دی ہو کہ آئندہ ان کا مناسب و مفید استعمال ہو سکے۔

حقیقی تعلیم تجربات کی تنظیم کے بغیر ناممکن ہے۔ مشق سے کمال حاصل ہوتا ہے۔ تیسری کوشش کے نتیجہ کا مقابلہ پہلی کوشش سے کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ عام حالات میں کس درجہ ترقی ہوئی ہے۔ اور یہ ترقی دراصل نتیجہ ہے اس تنظیم کا جو اس شخص نے پہلی اور دوسری کوشش میں اپنے تجربات کے اندر کی تھی۔ ہربارٹ کے "دائرہ خیال" سے مراد وہی ذہنی عمل ہے جو اس قسم کی تنظیم کے لئے درکار ہے۔ اور جب اس کا ظہور انسانی عمل میں ہوتا ہے تو عادات کی تشکیل ہوتی ہے۔ جو سیرت کی بنیاد ہے "تمام عمل دائرہ خیال سے پیدا ہوتا ہے"

بعضوں کا خیال ہے کہ تعلیمی مقصد کی سب سے بھاری خصوصیت اخلاقی ہونی چاہئے۔ اور یہ کہ تعلیم اخلاقی تربیت کی رہنما ہو۔ ایسی تربیت جو محض باتوں کی حد تک نہ ہو بلکہ دل و دماغ کے ذریعہ، مثال کے ذریعہ اور ان تمام قوتوں کے ذریعہ جو بچے کی سرشت میں داخل ہیں اسکی روح میں گھر کرلے۔ بقول رسکن "بچوں کو پہلے صداقت کے چار آئینے سے سنور لینے دو اور پھر دنیا کے سارے خوشنما پتھر خود ہی جگمگانے لگیں گے" عمدہ سیرت پر مقاصد حیات کے تمام نظریے پورے اترتے ہیں۔ محض دماغی ترقی خواہ وہ کتنی ہی حیرت انگیز کیوں نہ ہو کسی کو مطمئن نہیں کرسکتی۔

ظاہر ہے کہ دماغی ترقی پر خاطر خواہ توجہ کرنا پڑے گی۔ مدرسہ کے وقت کا بیشترین حصہ قدرتی طور پر دماغی نشو نما میں صرف ہوگا کیونکہ دماغ اور قوت ارادی کی صحیح تربیت ہی سے اخلاقی بلندی اور قوت حاصل ہوتی ہے۔ ذہن میں تیزی پیدا کرنا، قوت استدلال کی تربیت، اور فکر و تجسس کا استحکام ضروری ہیں۔ اور آج جو نظریے سکھائے گئے ہیں کل ان پر

عمل کرنے کی عادت ڈالنا بھی مفید ہوگا۔ ڈی گاموکا قول ہے "علم کا انتہائی اعادہ اس کا استعمال ہے۔" ورزش جسمانی کو بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ اس بارے میں روسو کا کیا ہی خوب نصب العین ہے یعنی انسانی جسم کے مختلف حصوں میں بوقت حرکت تناسب پیدا ہو جیسے کسی نغمۂ ساز کی آوازوں میں ہوتا ہے۔

چونکہ مدرسہ سرکاری امداد سے اور سرکاری قواعد کے تحت کام کرتا ہے۔ اور چونکہ وہ نظم مملکت کا ایک جزو ہے، لازمی طور پر رائے عام اور سرکاری خزانہ کی گنجائش اس پر اپنا اثر ڈالے گی۔ اس لحاظ سے مدرسہ کئی قوتوں اور اثرات کی سنجد بار میں گھرا ہوا ہوتا ہے۔ پس اگر کوئی استاذ یہ محسوس کرے کہ ان ان دیکھی زنجیروں کی حلقہ بندی میں رہ کر وہ خاطر خواہ انتظامات نہیں کرسکتا تو اسے اپنے تعلیمی عقیدہ کو کمزور یا اپنے اصول کو بے اثر نہ ہونے دینا چاہئیے۔ کیونکہ باوجود ان قیود کے مدرسہ کی چار دیواری کے اندر اور مدرسے سے باہر شخصیت اور قوت ایجاد کے لئے کافی میدان موجود ہے۔ ڈسی پلن قایم رکھنے کے لئے ایسے اساتذہ درکار ہیں جن کی عمریں فطرت انسانی خصوصاً فطرت طفل کے لامتناہی مسائل کی تحقیق میں صرف ہوئی ہوں۔ جن کا تعلق تربیت اطفال سے ہے انہیں یاد رکھنا چاہئیے کہ اکثر کم سن بچے اپنی عمر یا خیالی پرستان میں گزارتے ہیں۔

جس طرح کہ ایک قوم وقتاً فوقتاً نئے قوانین کا نفاذ یا پرانے قوانین کی تنسیخ یا ترمیم ضروری خیال کرتی ہے اسی طرح ایک مدرسہ کو اپنی درستی اور بقا کے لئے لازمی ہے کہ کبھی کبھی پرانے رواج ترک کردے یا ان میں ردوبدل کرے۔ اور نئی باتیں اختیار کرے۔ تبدیلی فطرت کا قانون ہے۔

لہٰذا تبدیلی ایک خاص معنیٰ میں روایات مدرسہ میں داخل ہونی چاہئیے۔ کوئی ادارہ اس وقت تک مستقل طور پہ ترقی نہیں کر سکتا جب تک نئے خیالات اس کے آئین کا جز نہ بنیں۔ زمانہ کی رفتار کے ساتھ نئے حالات کا پیدا ہونا یقینی ہے۔ سکون موت کا مترادف ہے۔ "آگے نہ بڑھنا گویا پیچھے ہٹنا ہے" "جوں جوں ہم آگے بڑھتے ہیں علم کے حدود بھی بعید تر ہوتے جاتے ہیں"۔ ترقی کے آئین کی پابندی سب پر لازم ہے۔

لیکن تبدیلی محض تبدیلی کی خاطر نہو۔ جہاں کہیں تبدیلیاں کی جائیں وہ ایسی ہوں جو ایک زندہ جسم میں رونما ہوتی ہیں نہ ایسی کہ جو بادلوں میں دکھائی دیتی ہیں۔ بغیر غور و خوض کے کوئی پرانی چیز نہ ترک کی جائے اور نہ کوئی نئی بات اختیار کی جائے۔

مدرس کی دلچسپی مدرسہ کے اندر صرف اپنی جماعت تک محدود نہو بلکہ اس کا دائرہ عمل کم از کم اصولاً اتنا ہی وسیع ہو جتنا کہ اس کے صدر کا۔ ضرورت آپڑے تو مدرسے سے متعلق ہر چیز میں اسے دلچسپی لینی چاہئیے صدر مدرس کے ساتھ وفاداری اور اشتراک عمل اور طلباء سے محبت استاد کے فرایض کا لب لباب ہے۔

دوسری جانب ایک دانشمند صدر مدرس کا فرض ہے کہ وہ ہر استاد کا خیال رکھے اور سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکنے کی کوشش نہ کرے اور یہ حقیقت ہمیشہ اس کی پیش نظر رہے کہ استاد جماعت ہی کے توسط سے فرداً فرداً طلباء کو قواعد مدرسہ کی پابندی پہ مجبور کر سکتا ہے

مضمون ذیل کا اکثر حصہ تجربہ پر مبنی ہے۔ علوم عمرانی میں عموماً اور معلمی میں خصوصاً تجربہ ہی ہمارا رہنما ہے۔ حالات ما سیرت اور مقامی

مقاصد کا اختلاف اس قدر وسیع ہے کہ ایک چھوٹی سی کتاب میں کماحقہٗ علمی اصول بیان کرنا تقریباً ناممکن ہے لیکن اتنا کہہ سکتے ہیں کہ ایک عمدہ مدرسہ کی ہر جگہ وہی خصوصیات ہوں گی۔ بقول ہربارٹ "ایک عمدہ مدرسہ میں ہمیشہ وہی رجحانات ہوں گے" وہی فکر و مشاہدہ کی صلاحیت وہی دنیوی حسن اور ما فوق عالم عظمت کا احساس اور وہی خانگی اور شہری رنج و راحت کی شرکت یا

اس اقتباس سے نوعیت کار کا اندازہ ہو جائے گا اور یہ تو ظاہر ہے کہ عمدہ تنظیم کی بنیاد اس کے لئے ضروری ہے۔ ذاتی شوق و ذوق فطرتِ طفل سے واقفیت، بہترین ماہرین تعلیم کے دریافت کئے ہوئے اصول اور ان کے طریق کار کا علم یہ بہترین ایک استاد کے لئے بہترین ساز و سامان ہیں

پہلا باب

"ہر فن کی خوبی اس کے مقصد کی تکمیل پر منحصر ہے"

عمارت، لازمات فرنیچر وغیرہ اور مدرسہ کی تنظیم و حفظ صحت سے ان کا تعلق۔
عمارت کی عام حالت۔

عمدہ عمارت کا اثر تعلیم پر | مقامی حکام کی رہبری کے لئے تعلیمی بورڈ نے مدرسوں کے سامان اور نقشوں سے متعلق چند معیار قواعد بنائے ہیں۔ ان قواعد میں کم سے کم ضروریات کا ذکر ہے اور چند خاص صورتوں کے سوا ان کا اطلاق تمام نئی عمارات پر ہوتا ہے۔

بلاشبہ عمدہ عمارت کا اثر تعلیم پر پڑتا ہے۔ اگر عمارت کا بیرونی حصہ سادہ، شاندار اور حتی الامکان خوبصورت رہے جس کے دیکھنے سے عمارت کے مقصد کا پتہ چلے تو ایسی صورت میں طلباء اپنے مدرسہ پر فخر کریں گے اور ہمسایوں کے دلوں میں بھی تعلیم کی عزت پیدا ہو گی۔ مدرسہ کی عمارت واقعی خوبصورت ہو اور یہ سادہ رہ کر بھی خوبصورت ہو سکتی ہے تو اس کے حسن کا اثر روز و شب دوسروں پر پڑے گا کیونکہ یہ روحانی اشیا کا دائمی ظہور ہے۔ یا سنگ و خشت کی صورت میں ایک بلند مقصد کا مجسمہ ہے۔ اور اپنے زائرین اور مکینوں کے لئے نیکی کا خاموش درس ہے۔ مفلس اور گندے محلوں میں خصوصاً ایسی عمارت کے عمدہ اثرات قابل قدر ہیں مقامی عہدہ داروں سے یہ کہنا بیجا نہ ہو گا وہ تمہارے

موازنہ میں جتنی بھی گنجایش نکل سکے عمارت پر صرف کرو لیکن اس طرح کہ غیر ضروری تکلفات نہوں،،

فن تعمیر کا کلیہ ہے کہ عمارت کا بیرونی حصہ اندرون عمارت کی نوعیت کا پتہ دے۔ اور اندرونی حصہ مقاصد عمارت کو پیش نظر رکھتے ہوے طیار کیا جائے۔ مکان کا نقشہ مرتب کرتے وقت سب میں پہلے قوانین حفظ صحت کا خیال رکھنا چاہئے۔ مضر ماحول کا بچے پر بہت جلد اثر پڑتا ہے۔ لہذا حفظ صحت مقدم ہے۔ عمارت کا موقع محل ایسا ہو کہ آفتاب کی روشنی ہر کمرہ جماعت میں داخل ہو سکے درختوں کے پتے یا مکانات کی چھتیں درمیان میں حائل نہ ہوں۔ ہوا ہر طرف سے آتی ہو۔ بدرو سے زمین کے نچلے حصہ میں نمی نہ پیدا ہو۔ مزید براں عمارت کارخانوں سے دور رہو۔ قریب میں کہیں کسی جگہ بدبو نہ ہو۔ اور حتی الوسع شاہ راہ عام سے ہٹ کر واقع ہو تا کہ راستے کی آواز یں کام میں حارج نہ ہوں۔

کشادہ بازی گاہ، مساوی حرارت اور روشنی رکھنے والے کمرے اور ترویح کے کافی انتظامات ہونے چاہئیں۔ علاوہ ازیں دروازوں کی تعداد، لبادہ کمرہ کی وسعت، کمرہ ہائے جماعت کی تعداد و تقسیم، خاطر خواہ نگرانی اور ایک حصہ عمارت سے دوسرے حصہ میں طلباء کی آمد و رفت کی سہولتیں بھی قابل لحاظ ہیں۔

ظاہر ہے کہ اگر عمارت کا اندرونی حصہ موزوں ہو تو تنظیم کے کام میں مدد ملے گی اور بہترین تعلیمی نتائج پیدا ہوں گے۔ طلباء کو بوقت مطالعہ ہر روز اور ہر ساعت کافی روشنی، تازہ ہوا اور تبدیل مقام اور ورزش کے موقع ملنا ضروری ہیں۔ ورنہ ان سے اپنے فطری رجحانات اور قابلیتوں کے

مطابق ترقی کی امید رکھنا فضول ہے۔ صحت بخش ماحول اور نشوونما کے حسب دلخواہ مواقع موجود نہوں تو دماغی قوی کمزور ہونے لگتے ہیں۔ اور اخلاقی قوتوں میں انحطاط شروع ہوجاتا ہے۔

ایک معمولی درجہ بند مدرسہ کا عام نقشہ | کام کی نوعیت اور طلباء کی جماعت بندی اور تعلیم کا خیال کرتے ہوئے ہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ کے مکان کا نقشہ خاص اسی مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے طیار کیا جائے۔ اکثر دفعہ زمانہ ماضی میں تعلیمی مقاصد کو دیگر اغراض پر قربان کردیا گیا ہے۔ ساتھ ہی تمام مدارس کی عمارتوں کے لئے کوئی اٹل معیار مقرر کرلینا بھی درست نہیں تعلیم ایک ترقی پذیر چیز ہے لہذا طریق تعلیمی کی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ پرانے مکانات میں تبدیلی یا نئے مکانات کی تعمیر کرنا پڑے گی تعداد طلباء اور وہ خاص مقصد جس کے لئے وہ تربیت پا رہے ہیں کم از کم ایک حد تک عمارت کی نوعیت پر اپنا اثر ڈالے گا۔ جس طرح کوئی طریق تعلیم قطعی نہیں۔ اسی طرح عمارت مدرسہ کا کوئی معیار قطعی نہیں۔

جہاں تک اندرونی حصہ کا تعلق ہے بہترین قسم کی عمارت وہ ہے جس میں ایک تالار اور اس کے قریب ہی جماعت کے کمرے ہوں اور ہر کمرہ کا ایک علحدہ دروازہ بھی رہے اور اگر تالار اور دوسرے کمرے نچلے حصہ پر ہی واقع ہوں تو اور بھی اچھا ہے۔ جہاں جگہ کی کمی ہو تو بالائی کمروں کا راستہ بصورت مجبوری تالار ہی میں سے رکھا جائیگا۔ جہاں یہ مجبوری نہو۔ اس طریق سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ (ا) تردیح کے راستے ایک دوسرے کے مقابل ہونے چاہئیں اور یہ عام طور پر اس وقت تک

ممکن نہیں جب تک کہ تالار سے ہوا کی آمد و رفت نہ ہو (۲) تالار میں اکثر گیمس اور ورزشیں ہوتی رہیں گی اور ان کی آوازیں بازو کے کمروں کی پڑھائی میں حارج ہوں گی۔

حتی الوسع کمرہائے جماعت اور ارّج میں جو دس فٹ چوڑا ہو تالار کے ایک جانب یا ہر دو جانب واقع ہو راستہ رہے۔ اس قسم کی عمارت نیویارک میں پائی جاتی ہے جہاں اسکی شکل انگریزی حروف کلاں کے حرف "ایچ" سے ملتی ہے۔ لندن میں نئی عمارتوں کا نچلا حصہ چار ضلعی شکل کا ہوتا ہے۔ اکثر کمرہائے جماعت
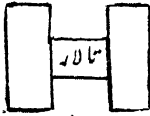
شکل نمبر (۱)
صفحہ (۱۰)
تالار

کے راستے ارّج میں نکلتے ہیں لیکن عموماً دو کمروں کے راستے تالار میں نکلتے ہیں جسکی وجہ سے تالار میں ترویح کے راستے ایک دوسرے کے مقابل میں رکھنے پڑتے ہیں۔ شکل (۱۲) میں جہاں امریکن مدرسہ کا نقشہ بتایا گیا ہے اسی قسم کا راستہ کمروں اور تالار میں ہے، جو جلسئہ عام کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اگرچہ اس میں تالار سے ترویح کا کام نہیں لیا جاتا بلکہ اس کے لئے دیگر خاطر خواہ راستے عموماً بشکل قطر بنائے جاتے ہیں۔

بعض امریکن ماہرین تعلیم کا خیال ہے کہ جملہ عمارات مدرسہ نچلے حصہ پر ہوں اور روشنی اوپر سے داخل ہو۔ یہ طریقہ زیادہ قدرتی ہے اور اس میں آنکھوں پر بار نہیں پڑتا۔ شفاف اور سفید آئینوں میں سے نور کا ایک سیلاب کمروں میں آنا چاہئے اور اس مقصد کے لئے چھتوں پر اتنی کافی جگہ نکالی جائے کہ کوئی حصہ مکان تاریکی میں نہ رہے بازو کی طرف کھڑکیاں نہ نکالی جائیں بلکہ ارّج کی سمت میں ہیں

لہ چھت کے روشندان قابل اعتراض ہیں نہ تو مدرسوں کے کمروں کیلئے اور نہ جماعت کے کمروں کے لئے موزوں ہیں انکا استعمال صرف ایسے تالاروں میں جائز ہے جہاں ترویح چھت کی چوٹی پر سے ہوسکتی ہے "۔ تعلیمی بورڈ کے قواعد عمارت

جن میں مدرسہ کے باغ کا نظارہ ہو سکے۔ ان ماہرین کا قول ہے کہ ترویح کے انتظامات ایسے ہوں کہ جیسے ڈاکٹر رچرڈسن کی "ہائی جیا"[1] میں بتائے گئے ہیں یعنی "سانس لینے والی دیواریں ہوں"۔ اس اصول کے حامی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس طرح ترویح کی مشکلات دور ہو جائیں گی اور عمارت مدرسہ سے متعلق دیگر مسائل کا حل ہو جائے گا۔

یہ بہترین قسم کی عمارت جس کا اوپر ذکر کیا گیا اس تعریف کی اسی حد تک مستحق ہے جس حد تک ذیل کے شرائط پورے ہوں مثلاً (۱) تعداد طلباء اور تالار کی وسعت کا تناسب؛ (۲) آیا جماعت کے کمروں کے علاوہ اور بھی کمرے موجود ہیں جہاں خالص عملی قسم کا کام بخوبی کیا جاسکے یا نہیں؛ (۳) آیا عمارت سے اپنے شعبہ کی تمام ضروریات پوری ہوتی ہیں یا نہیں۔

ایک تالار جس کا طول ۵۰ فٹ اور عرض ۴۰ فٹ ہو پانسو طلباء کے لئے[2] کافی ہے۔ اس امر کا تصفیہ کہ کسی مدرسہ کے مکان کے لئے تالار چاہیئے یا نہیں۔ تعداد طلباء پر منحصر ہے۔ خاص تعلیمی وجوہات کی بنا پر تالار کا ہونا اس قدر ضروری ہے کہ اسے عمارت کا جزو لاینفک کہا جاسکتا ہے اگر موقتی ضروریات کے لئے کمرۂ جماعت بھی میکانی ترکیبوں سے عارضی طور پر تالار بنائیں

---

[1] دیکھو "این آئیڈیل اسکول" مصنفہ پروفیسر سرج۔ ۸۸ تا ۹۰

[2] تالار فی طالب علم فرش پر (۴) مربع فٹ جگہ سے زیادہ منظور نہیں کی جائیگی (۳) مربع فٹ فی طالب العلم کافی ہوگی" (تعلیمی بورڈ کے قواعد تعمیر) بڑے شعبوں کے لئے جن میں (۲۰۰) سے لے کر (۶۰۰) تک نشستیں ہوں" بہترین نقشہ یہ ہے کہ درمیان میں تالار اور اس کے اطراف جماعت کے کمرے ہوں" (ایضاً)

بدل دیا جائے یا کمروں میں سے کسی خاص کمرہ میں اتنی گنجائش موجود ہو کہ تمام طلباء بیک وقت اس میں سما سکیں تو یہ اور صورت ہوگی لیکن پھر بھی اسی طرح کی سہولتوں سے ایک مدرسہ کو وہ فائدہ نصیب نہیں ہوتا جو وسیع اور مستقل ہال سے حاصل ہو سکتا ہے۔

اکثر بڑے شہروں میں زمین کی قیمت اس قدر گراں ہے کہ مقامی عہدیداروں کو مجبوراً سہ منزلہ مکانات تعمیر کرانا پڑے۔ نچلا حصہ چھوٹے بچوں کے لئے اور اُوپر کے حصے بڑے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے۔ لیکن ان میں سے کئی "سہ شعبوں" میں ہر ہر شعبہ کے لئے ایک ہال ہوتا ہے خصوصاً جبکہ مدرسہ میں ہزار یا ہزار سے زیادہ طالب علم ہوں۔

طبی شہادتیں شدت کے ساتھ اس امر پر مصر ہیں کہ دو منزلہ سے زیادہ اونچا مکان نہ تعمیر کیا جائے اس لئے دن میں چار پانچ دفعہ باقاعدہ طریقہ سے بہت زیادہ سیڑھیاں چڑھنے اترنے سے نازک بچوں کے قویٰ پر بیجا بار پڑتا ہے۔ زمین کافی وسیع کھلی ہوئی اور سطح ہو تو سب سے زیادہ کفایت اس میں پڑتی ہے کہ تمام کمرے نچلے حصہ میں واقع ہوں۔ اور تعلیمی نقطہ نظر سے بھی یہ طریقہ احسن ہے۔

ابتدائی مدرسہ عامہ کے لئے جو عمارت بنی ہو وہ دو منزلہ سے زیادہ نہو "خاص خاص صورتوں کے سوا سہ منزلہ عمارت میں کئی خرابیاں ہیں[۵]"

"چھوٹے مدرسے سرکاری شرائط کی تکمیل کر سکتے ہیں بشرطیکہ نقشہ بناتے وقت جماعت کے کمروں سے انچ کے ذریعہ راستہ رکھا جائے یا اگر" ایک مدرسہ کا کمرہ ہو اور ایک یا ایک سے زیادہ جماعت کے کمرے ہوں "خاص صورتوں کے سوا" ایک جماعت کا کمرہ ضروری ہے۔

---

[۵] تعلیمی بورڈ کے قواعد تعمیر۔

اسٹافرڈشر کی وضع کا مدرسہ
نچلا حصہ جس میں ہر سہ شعبوں کا موقع محل بتایا گیا ہے ۔

ضمیمہ صفحہ (۴۷)
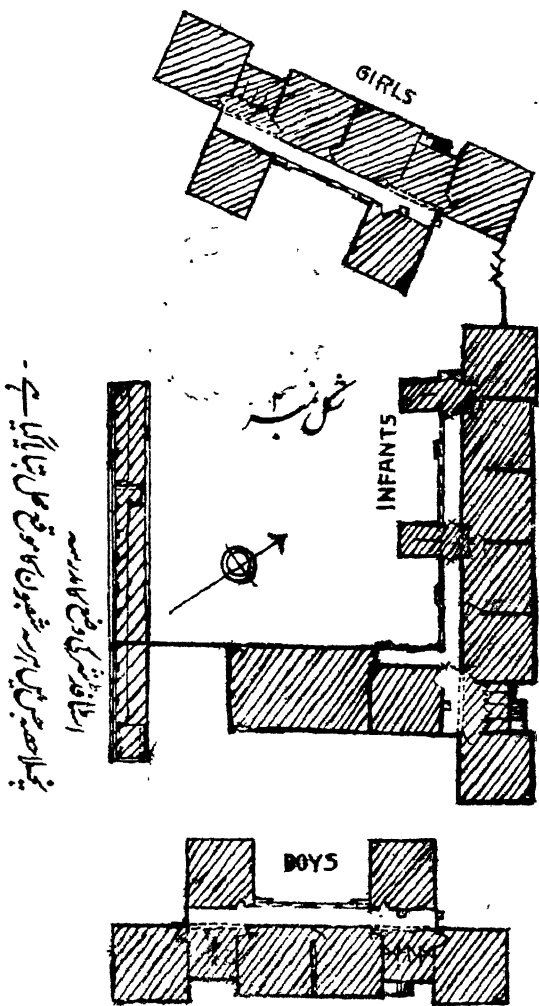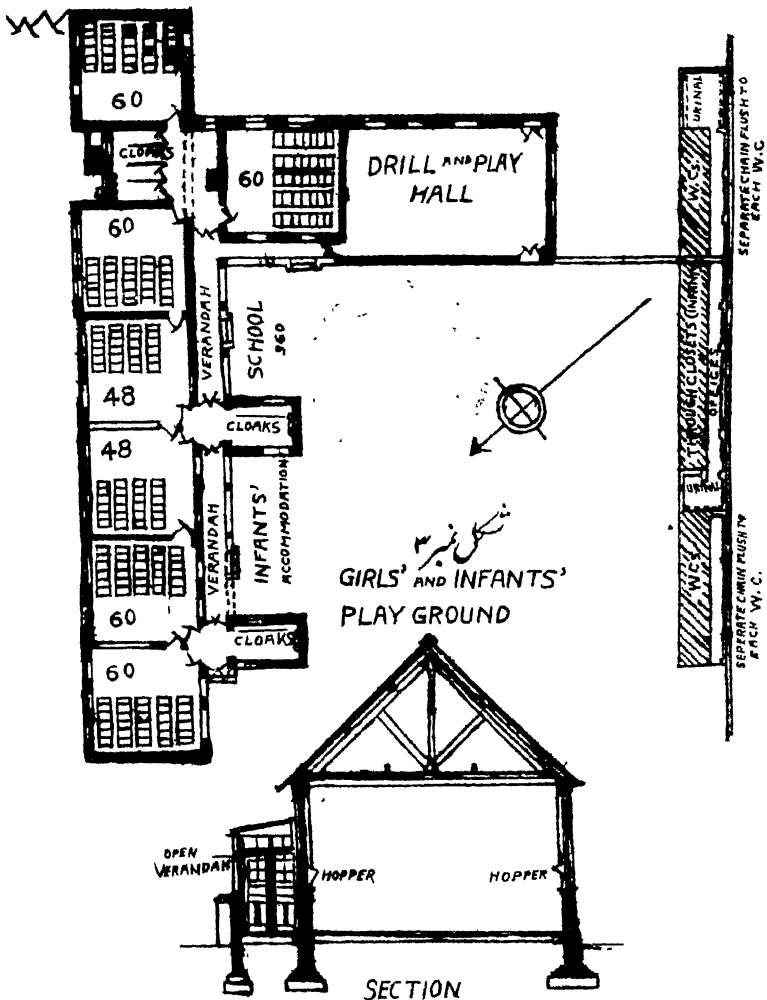
اسٹافرڈشر کی وضع کا مدرسۂ ابتدائی

شعبۂ صبیان کا نچلا حصہ - قواعد اور گیمس کا تالار - اور کمرۂ جماعت کا ایک حصہ

اور اس حالت میں مدرسہ کے کمرے میں سو سے زیادہ بچوں کے لئے ہرگز گنجایش نہ رکھی جائے۔"

اس سلسلہ میں اسٹافرڈشر کا وہ تجربہ قابل ذکر ہے جو "سائبانی مدارس" کے قیام میں کیا جارہا ہے۔ ان عمارتوں میں ترویج کی مشکلات کی وجہ سے وسطی تالار نہیں ہوتا۔ جملہ جماعتوں کے کمرے نچلے حصہ میں ہوتے ہیں اور اسی تھوتالار سے جو مدرسہ صبیان سے ملحق رہتا ہے تمام شعبوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ جماعت کے کمرے سائبان کی شکل میں بنے ہوتے ہیں۔ ان کمروں سے پیش دالان میں راستہ نکلتا ہے اور پھر ہر شعبہ صبیان کے پیش دالان کا راستہ تالار میں جانکلتا ہے۔ اس تجربہ کے حامیوں کا بیان ہے کہ (۱) حفظ صحت کے نقطہ نظر سے سائبان کی وضع کی عمارت فن تعمیر مدارس میں ترقی کا قدم ہے، کیونکہ اس میں کھڑکیوں کی چوکھٹوں اور کواڑ کی کھلی ہوی راہوں سے ہوا کی آمد و رفت ہر دو جانب سے بلا روک ٹوک ہوتی ہے۔ (۲) وسطی تالار رکھنے والی عمارتوں سے ایک ثلث قیمت میں طیار ہوتی ہے (۳) اور بحیثر تعلیمی کارکردگی کے لئے اسی قدر موزوں[1] ہے۔

شکل (۲)	شکل (۳)
اسٹافرڈشر کی وضع کا مدرسہ نچلا حصہ جس میں ہر سہ شعبوں کا موقع محل بتایا گیا ہے۔	اسٹافرڈشر کی وضع کا مدرسہ ابتدائی شعبۂ صبیان کا نچلا حصہ تواعد گیمس کا تالار اور کمرۂ جماعت کا ایک حصہ
[صفحہ ۱۳]	[صفحہ ۱۴]

---

[1] ملاحظہ ہو دد اسکول ہائی جین، ، مصنفہ لسٹر

پہلے دو دعوے درست ہیں تیسرا بہت مشکوک ہے۔

ایک معمولی ابتدائی مدرسہ کی عمارت کا نمونہ حسب ذیل امور پر منحصر ہے
(۱) تعداد طلباء جن کے لئے گنجایش درکار ہے' (۲) ان طلباء کی تقسیم بلحاظ
صنف و عمر' (۳) آیا پانچ برس سے کم عمر والے بچے لئے جائیں گے یا
نہیں' (۴) اگر کوئی اور مقامی ادارے ہیں تو ان کے ساتھ مدرسے کے
کام کی مطابقت' (۵) نگرانی اور تنظیم کے کاموں میں سہولت پیدا کرنے کیلئے
متحدہ وجود کی ضرورت اور (۶) دوسرے کا رضی شرائط یعنی (الف)
ہر شعبہ کا علحدہ صدر مدرس رہے (ب) کسی شعبہ میں چھ سو سے زیادہ
نشستیں نہوں۔

چھوٹا مدرسہ | بعض صورتوں میں مدرسہ کا مشترکہ کمرہ یا نالا زما گزیر ہے۔
اکثر دفعہ ایسے اضلاع میں جہاں آبادی قلیل ہے'
دیہی مدارس میں بیس سے لے کر پچاس تک کی تعداد میں طلباء شریک
رہتے ہیں جن کی باہمی استعداد میں اتنے ہی مختلف مدارج ہوتے ہیں
جتنے کہ بڑے شہری حلقوں میں۔ اس قسم کے چھوٹے مدارس کی تنظیم
اور تعلیم عموماً ایک ہی سند یافتہ اُستاد کے سپرد ہوتی ہے۔ ان حالات میں
استاد تمام طلباء کو ایک ہی کمرہ میں جمع کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے تاکہ
جب وہ ایک فریق کو زبانی درس دے رہا ہو تو دوسرے طلباء اس
کی آنکھوں کے سامنے رہیں۔ ایسی صورت ہو تو علحدہ کمرۂ جماعت بیکار ہے
اگر اس میں تمام طلباء کے جمع ہونے کی گنجایش نہو۔ اس وقت کہیں یہ

سلہ تعلیمی بورڈ کے قواعد تعمیر ملاحظہ ہوں۔

عملی کام یا تبدیل مقام یا تازہ ہوا کے لئے کارآمد بن سکے گا۔ ایسا مدرسہ جس میں ایک ہی کمرہ ہو زیادہ سے زیادہ چھ سو مربع فٹ زمین[۱] پر تعمیر کیا جائے گا۔

جہاں مدرسہ میں بشمول صدر مدرس دو یا تین اساتذہ ہوں تو اس کے لئے موزوں عمارت وہ ہو گی جس میں پندرہ یا سولہ فٹ چوڑا ازج ہو اور کمرہ ہائے جماعت، لباده کمرہ، اور طہارت خانہ کا اس میں سے راستہ رہے۔ ازج میں لکڑی کا فرش کر دیا جائے تو بھرپا و وباراں میں ورزش جسمانی اور دیگر مقاصد کے لئے اس سے تالار کا کام لیا جا سکتا ہے۔

تالار تالار[۲] تمام جماعتوں کے اکٹھا ہونے کی جگہ ہے اگر اس سے عارضی یا دائمی طور پر معمولی کمرۂ جماعت کا کام لیا جائے تو اساتذہ پر بے حد بار پڑے گا، ان کی کارکردگی گھٹ جائے گی اور تالار کا اصلی مقصد فوت ہو جائے گا۔ تالار اس قدر وسیع ہو کہ جس شعبہ کا یہ جزو ہے اس کے تمام طلباء اس میں سما سکیں۔ حرارت، روشنی اور ہوا کے اس میں ایسے ہی عمدہ انتظامات ہوں جیسے عمارت کے دیگر حصوں میں۔

بعض دفعہ تالار دو یا دو سے زیادہ شعبہ جات میں مشترک ہوتا ہے تعلیمی بورڈ کو اس پر کوئی اعتراض نہیں بشرطیکہ جملہ طلباء اس سے واجبی استفادہ کر سکیں کبھی کبھی اس مشترکہ استعمال سے اس شعبہ کا ہرج ہوتا ہے جس کی جماعتوں کے کمرے تالار سے متصل ہیں موسم سرما میں اور ایسے موقعوں پر جبکہ کھلے میدان میں کام کرنا ناممکن ہو تالار ورزش جسمانی کے لئے بے حد

---

[۱] تعلیمی بورڈ کے قواعد تعمیر ملاحظہ ہوں۔

[۲] مدرسہ یا شعبہ کی وسعت کے لحاظ سے تالار کی گنجائش (۱ ½ ۳) سے لیکر مربع فٹ فی طالب العلم ہونا چاہیئے

کارآمد ہے عام طور پر تالار سے کمرہائے جماعت کا کام نہیں لیا جا سکتا۔ عارضی انتظام کیلئے بھی تعلیمی بورڈ سے اجازت لینا پڑتی ہے۔

جماعت کے کمرے

شعبہ کی ضروریات کے لحاظ سے جماعت کے کمروں کی تعداد مقرر کی جائے گی۔ عموماً پچاس طلباء میں ایک کمرہ اطمینان بخش انتظام تصور کیا جاتا ہے۔ دس مربع فٹ کے اصول پر کسی کمرۂ جماعت میں تیس طلباء سے زیادہ کے لئے جگہ نہ نکالی جائے۔ تعلیمی بورڈ کے قواعد کی رو سے جن میں مختلف حالات کو مد نظر رکھا گیا ہے، کسی کمرہ میں ساٹھ طلباء سے زیادہ نہیں بٹھائے جا سکتے گو "خاص صورتوں میں اس سے کچھ بڑے کمروں کی بھی اجازت ملجاتی ہے"[1] چونکہ چھوٹی جماعتوں میں اکثر نسبتاً زیادہ لڑکے ہوتے ہیں اور بڑی جماعتوں میں بھی اور آخر سال کی نسبت اوائل میں زیادہ تعداد ہوتی ہے، اس لئے سب کمروں کا ایک ہی طول عرض نہیں رکھنا چاہیئے۔

جس شعبہ میں (۳۵۲) بچے شریک ہوں وہاں مناسب تقسیم یہ ہوگی کہ جماعتوں کے لئے آٹھ کمرے ہوں اور ان کی نشستوں کی تعداد حسب ذیل رہے - ۴۰ - ۴۰ - ۴۴ - ۴۴ - ۴۴ - ۴۴ - ۴۸ - ۴۸ - یا اس سے بہتر مثال اس شعبہ کی ہے جس میں (۳۶۸) طلباء ہوں۔ اس وقت نو کمرے ہوں گے جن میں نشستوں کی تقسیم یہ ہوگی۔

دو کمروں میں چھتیس چھتیس۔ پانچ میں چالیس چالیس اور دو میں اڑتالیس اڑتالیس نشستیں فی کمرہ کے حساب سے۔ ایک مدرسہ جس میں تین شعبے ہوں[2]

---

[1] حدود لندن کی نئی عمارتوں میں فریق کبیر کے لئے زیادہ سے زیادہ چالیس اور فریق صغیر کیلئے (۴۸) کی اجازت ہے

[2] اس قسم کی تنظیم میں شعبہ کبیر اور شعبہ صغیر کے درمیان مجوزہ تناسب نشست نو اور دس ہے۔

اور ہر ایک شعبہ میں لڑکے لڑکیوں اور چھوٹے بچوں کی تعداد کا تناسب قائم رہے اس کی نشستوں کی یوں تقسیم کی جائے گی ۳۵۲-۳۵۲-۳۸۰-یہاں یہ فرض کرلیا گیا ہے کہ پانچ برس سے کم عمر کے بچے بھی شریک کئے جاتے ہیں۔

جن کمرہائے جماعت میں عمارت کے کسی دوسرے حصہ یا شاہراہ یا بازیگاہ سے آمد و رفت کا راستہ رہے وہ "راہی کمرے" کہلاتے ہیں۔ ایسے کمرے نہایت غیر اطمینان بخش ہوتے ہیں کیونکہ ان سے کام میں ہرج واقع ہوتا ہے۔ استاد کے دماغ پر بیجا بار پڑتا ہے اور اسے سکون قلب نہیں نصیب ہوتا۔

جب کبھی جماعت کے کمروں کو حرکت پذیر اوٹ کے ذریعہ ایک دوسرے سے علیحدہ کردیا جائے تو اس امر کا خیال رہے کہ علیحدگی آواز اور نظارہ کی حد تک مکمل ہو ضرورت کے وقت دو کمروں کو ملحق کرکے ایک کمرہ بنالینا بھی سہولت افزا پایا گیا ہے مثلاً ایک کمرہ جس میں ستر بچوں کی نشستوں کا انتظام ہو اور جو ایک استاد کے لئے ضرورت سے زیادہ وسیع ہو تو آسانی تمام تیس اور چالیس طلباء والی اونچی جماعتوں کے لئے دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے اور پھر جب ضرورت رفع ہوجائے تو حسب سابق اسے اصلی حالت پر لاسکتے ہیں

(۱) حرکت پذیر اوٹ:- جن مدارس کی عمارتیں قدیم ہیں ان میں بعض ایسی ہیں جہاں صرف ایک یا دو وسیع کمرے ہوتے ہیں جن میں مضبوط قسم کے علیحدہ ہونے والے اوٹ لگادئے جاتے ہیں اور ان کے بالائی حصہ پر شیشہ جڑا ہوتا ہے تاکہ روشنی کمرہ میں داخل ہوسکے۔ اس طرح کمرۂ جماعت میں ضروریات کے لحاظ سے مزید گنجایش بھی نکالی جاسکتی ہے اور اس کی اصلی وسعت بھی برقرار رہتی ہے۔ اس قسم کے اوٹ فرش سے لے کے چھت تک کے حصہ کو بالکل علیحدہ کردیتے ہیں۔ ان کے قبضے بازو کی دیواروں میں مستقل طریقہ پر

گزرتے ہوتے ہیں اور انھیں ہر وقت کمرۂ ملاقات کے اوٹ کی طرح تہہ
کیا جاسکتا ہے۔ اس ترکیب سے دو تین چار جتنے اوٹ لگائے جائیں تالار
اتنے ہی کمرہائے جماعت میں تقسیم ہوسکتا ہے اور پھر حسب سابق جلسۂ عام،
برخاست یا دیگر مقاصد کے لئے بھی کام آتا ہے اس انتظام میں کچھ خرابیاں بھی
ہیں مثلاً اس طرح کہ کمرہائے جماعت کی وضع قطع نہایت خراب ہوتی ہے
علیحدہ آمد و رفت کے راستے نہیں ہوتے۔ اوٹ کے نقص سے آوازیں
ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں سنائی دیتی ہیں لیکن پھر بھی اس کے فوائد کو
نظر انداز نہیں کر سکتے۔

(۲) پردے وغیرہ۔ کمرے کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے علیحدہ
کرنے میں پردے بہت کام دیتے ہیں لیکن اس انتظام کو ہمیشہ عارضی تصور
کرنا چاہیئے۔ جہاں کہیں علیحدگی کے اس سے بہتر ذرائع ممکن ہوں وہاں
ان کا استعمال نامناسب ہے۔ اگر یہ دھلاؤ کپڑے کے ہوں تو اس قدر
قابل اعتراض نہیں۔ لیکن پھر بھی بالعموم ان سے روشنی رک جاتی ہے اور
اور آوازیں نہیں رکتیں۔ بعض دفعہ پردوں کے عوض چھوٹے چھوٹے لکڑی یا
کلسائی شیشہ کے بنے ہوئے اوٹ استعمال ہوئے ہیں جنھیں ایک جگہ سے
دوسری جگہ اٹھا کر رکھ سکتے ہیں۔ اگر بغیر پردوں کے کوئی گزر نہ ہو تو انھیں
ہر ہفتہ خوب پاک صاف کر لینا چاہیئے۔

یکساں طول عرض اور یکساں بلندی کے کمرے مساوی تعداد طلباء
کے لئے ہر حالت میں یکساں موزوں نہیں ہوتے۔ میزوں کی وضع روشنی
کے لحاظ سے ان کی اطمینان بخش ترتیب۔ دروازوں کا موقع محل
آتش دان کی جگہ، کمرہ کی شکل وغیرہ ان تمام امور کے لحاظ سے صحیح

گنجائش کا تخمینہ ہوگا۔ جہاں تک شکل کا تعلق ہے تعلیمی بورڈ کو ایسے کمرے پسند ہیں جو کم و بیش مربع شکل کے ہوں۔ لیکن ہم تو اسے بہترین معیار نہیں خیال کرتے۔

(۳) زائد کمرہ۔ نہ صرف کسی شعبہ کے لئے ہر کمرہ میں تھوڑی بہت بھرتی کی جگہ درکار ہے بلکہ ایک موقتی یا علیحدہ کمرہ کی بھی ضرورت ہے اس کمرہ کو باقاعدہ طور پر مکانیت میں نہ شمار کیا جائے اور اگر شمار کیا جائے تو صرف بیس یا پچیس نشستوں کی حد تک خواہ دس مربع فٹ کے اصول پر اس میں پچاس ساٹھ بچوں کی گنجایش ہی کیوں نہو ایسے کمرے سے متعدد کام لئے جا سکتے ہیں جن کا واحد نتیجہ اضافہ کارکردگی ہوگا مزید برآں مقامی ضروریات کے مدنظر اس کو کئی طرح سے استعمال کیا جا سکتا ہے مثلاً مستقل یا ہنگامی طریقہ پر اسے غیر درجہ بند کمرہ بنا لیا جا سکتا ہے۔ اگر یہ انتظام مستقل ہے تو چھوٹا کمرہ بھی کافی ہو جائے گا۔ ورنہ اس کا طول عرض اتنا ہونا چاہئے کہ کسی معمولی جماعت کے لئے نشست کا انتظام ہو سکے عموماً اس قسم کا وسیع کمرہ ہی سب میں زیادہ موزوں ہے کیونکہ جیسی جیسی ضرورت پیش آئے اس سے مختلف کام لے سکتے ہیں۔

علاوہ ازیں ایک ایضاحی کمرہ کا ہونا بہت کارآمد ہے بڑی جماعتوں کے سائنس کا کام اور چھوٹی جماعتوں کے تجربی اسباق بالخصوص اور فانوسی اسباق بالعموم اس میں ہو سکتے ہیں اس قسم کے کمرہ میں عام طور پر ایک بنچ یا میز جملہ ایضاحی سامان سے آراستہ ہوتی ہے میز سے قریب ترین دیوار پر جماعت کے روبرو ایک دہرا تختہ سیاہ نصب ہوتا ہے جس کو انتصابی حرکت دی جا سکتی ہے۔ فرش پر ایک دوسرے کے

لے کمرہائے جماعت کا طول و عرض میزوں کے بچھانے کے طریقہ پر موقوف ہے لانبے اور کم چوڑے کمرے کا استعمال مناسب نہیں۔ تقریباً مربع شکل کا کمرہ اطمینان بخش ہوتا ہے۔

پیچھے زینہ بزینہ طلباء کی نشستیں ہوتی ہیں اور چونکہ ہر نشست کی صف آگے کی صف سے اونچی جگہ پر رہتی ہے ہر طالب علم بلا وقت تجربوں کو بچشم خود دیکھ سکتا ہے۔ اکثر دفعہ فانوسی تصاویر کے لئے حرکت پذیر تختہ سیاہ پیچھے دیوار پر سفید مصفا سمنٹ کر دی جاتی ہے لیکن ایک معمولی ابتدائی مدرسہ عامہ کے لئے تعلیمی بورڈ اس قسم کے خاص کمرۂ درس کی اجازت نہیں دیتا۔ اس قسم کے کمرے سے بصارتی سہولتوں کے علاوہ بعض وقت تبدیل مقام کا موقع نصیب ہوتا ہے۔ جس سے جسمانی ترقی اور دماغی چستی پیدا ہوتی ہے۔ چند مستثنیات کے سوا تمام کمرہائے جماعت میں زینے ہوتے ہیں عموماً تین زینے کافی خیال کئے جاتے ہیں۔ اس حالت میں نشست کی میزوں کی تین صفیں چبوترہ کی صورت اختیار کر لیتی ہیں لیکن زینوں کا طریقہ اطمینان بخش نہیں ہے۔

(۴) **فنون لطیفہ کی تعلیم اور عملی کام کے لئے کمرے** تعلیمی حلقوں میں ایسے خاص وضع کے کمروں کی مانگ جو عملی کام اور نقش کاری کی تعلیم کے لئے آراستہ کئے ہوئے ہوں روز بروز بڑھ رہی ہے۔ یہ تسلیم کرتے ہوئے بھی کہ کمرۂ جماعت میں لڑکے کچھ نہ کچھ عملی کام کر لیتے ہیں، اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ اس سے بہت زیادہ کام وہاں ہو سکتا ہے باوجود اسکے بعض قسم کے تجربی کام ایسے ہیں جن کے لئے طلباء کو معمولی کمرۂ جماعت سے زیادہ وسیع میدان عمل درکار ہے اور اساتذہ کو بھی روزمرہ سے بڑھ کر نگرانی کرنا پڑتی ہے۔ مثلاً ایسے کام جن کا مقصد بچے کو گہرے مطالعہ کی عادت ڈالنا۔ اس مشاہدہ سے استدلال کرنا اور اپنے تاثرات کو موزوں الفاظ میں قلمبند کرنا ہو۔ عمل نظریہ کی جان ہے جب تک مشاہدہ

فکر، اظہار، یا عمل کا دائرہ ایک مناسب مدت میں مکمل نہ ہونے پائے تعلیم کا ہر جز ناقص ہے۔ عملی کام کے لئے کم از کم ایک کمرہ کا مطالبہ حسب ذیل وجوہات کی بناء پر حق بجانب ہے۔

(الف) مدرسہ کی تعلیم کا مقصد بچے کو کامل زندگی کے لئے طیار کرنا ہے۔ زندگی کا خاصہ عمل ہے۔ لہٰذا مدرسہ کی تعلیم حتی الوسع بیرونی جد و جہد کے مناسب حال ہونی چاہئے۔

(ب) تجربی کام میں احکام ذہن کی تعمیل میں ہاتھ کا تطابق اور دیگر اعضاء کا اشتراک عمل ورزش جسمانی کا ایک جزو ہے۔ نقش کاری میں ہاتھ اور آنکھ کے اشتراک عمل پر بھی یہی اصول صادق آتا ہے جب تک اس قسم کا انفرادی عمل نہ ہو جماعتی ورزشوں، کھیلوں اور مقابلوں کے باوجود ذہن سے قطع نظر جسم کی تربیت ناقص رہے گی۔

(ج) جب تک عملی کام کی خاطر خواہ سہولتیں نہ پیدا کی جائیں تعلیمی مدارج میں کوئی درجہ بھی پوری طرح طے نہیں ہو سکتا۔

(د) قریب یا بعید مقاصد کے لئے توجہ کے ساتھ بطور خود کوشش کرنے سے جو اخلاقی اثر مترتب ہوتا ہے وہ قوت ارادی کی تخلیق اور سیرت کی تشکیل کا اہم ترین عنصر ہے۔

(ہ) فطری نشو و نماء کے لئے ضروری ہے کہ کبھی کبھی ماحول میں تبدیلی کی جائے اور معمولی کمرۂ جماعت میں نشست و برخاست پر جو قیود رہتے ہیں اور جن سے خون کی گردش سست اور حیات بخش افعال کمزور ہو جاتے ہیں انھیں اٹھا لیا جائے۔

(و) کمرۂ جماعت سے نکل کر عملی کام کے کمرہ کی تازہ ہوا اور

کھلی فضا میں جانے سے جسم اور دماغ دونوں میں پھرتی آتی ہے اور ایک جگہ بیٹھے بیٹھے جو حصۂ جسم تھک گیا ہو اسے آرام ملجاتا ہے۔ اگر تکان عام نہ ہو بلکہ صرف ایک حصۂ جسم اس کا اثر محسوس کرے تو تبدیلی نہایت ضروری ہے مصارف کے خیال سے ان خاص کمروں کی تعداد کو محدود کر دینا قدرتی بات ہے۔ لہذا جہاں عملی کام اور فنون لطیفہ کے لئے علیحدہ کمرے نہ مہیا ہوسکیں اور وہاں تالار موجود ہے تو اس سے فنون لطیفہ کے کمرے کا کام بآسانی لیا جاسکتا ہے۔ روشنی کافی ہو تو دیواروں میں نقل پذیر الماریاں نصب کرکے ایک وسیع کمرے سے دونوں کام نکل آتے ہیں۔ فنون لطیفہ کے کمروں میں عام طور پر جس قسم کی ترتیب پذیر میزیں ہوتی ہیں وہی عملی کام میں استعمال ہو سکتی ہیں۔

زمانہ ماضی کی طرح موجودہ زمانہ میں بھی یہی رجحان ہے کہ دستکاری کی تعلیم جس میں لکڑی کا کام ہو شعبۂ ذکور کے اونچے درجوں کیلئے مخصوص ہونا چاہیئے۔ آٹھ سے گیارہ برس کی عمر والے اطفال کے لئے کاغذ مقوے اور پیمائش کا کام۔ مٹی یا پلاسٹیسین کے نمونے بنانا زیادہ موزوں ہے بچیوں کے لئے بھی یہی دستی کام مناسب ہیں۔ تاریخ، مطالعۂ فطرت جغرافیہ۔ حساب اقلیدس اور نقش کاری کے ساتھ بھی اس کا خوب جوڑ ملتا ہے۔

کام کی نوعیت کے متعلق مذکورہ بالا مفروضات کے مدنظر اور اس امر کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ حساب اور دیگر مضامین کا حتی الامکان عملی طریقہ پر سکھانا ضروری ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک کمرہ جس کا طول وعرض ۲۴ × ۳۰ فٹ ہو اور جس کے ہر سہ جانب فرش سے کم از کم

تین فٹ اونچی مسطح میزیں دیوار سے ملحق ہوں۔ مفید ترین ثابت ہوگا۔ کمرہ کے وسط میں جب فنون لطیفہ کی میزیں نہ ہوں تو بنچ یا کم عرض کی میزیں بغیر زمین میں نصب کئے ہوئے رہ سکتی ہیں تپائیوں کی بھی کافی تعداد درکار ہے تاکہ نقش کاری کے وقت جو فنون لطیفہ سے جداگانہ چیز ہے اور ایسے موقعوں پر جب استاد نظری درس دے طلباء بیٹھ سکیں۔

اسی کمرہ میں لڑکیاں کپڑے سینے اور کترنے کا کام اور بعض دیگر مضامین سیکھ لیا کریں گی۔

تدریجی تنظیم کار کے ساتھ ساتھ تمام ضروری سامان بھی مہیا رہنا چاہیئے خصوصاً اگر ایسے کمرہ کو دو تین مدارس کا مرکز بنانے کی تحریک ہو عملی کام کے کمرہ کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ معمولی کمرۂ جماعت کو چھوڑکر خواہ مخواہ اسی کو دستکاری کی تعلیم کے لئے ہر وقت استعمال کیا جاوے۔ بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ موجودہ حالات میں جو دستی کام معمولی کمرۂ جماعت کے اندر خصوصاً چھوٹے درجوں میں ہو رہا ہے اس کے علاوہ جو اختصاصی کام ہوں ان کے لئے یہ موقوف رہے۔

(۵) کمرہ ہائے صبیان | بچوں کے تمام کمرے مکان کے نچلے حصہ میں رہیں جن کے راستے بڑے درجوں سے بالکل علیحدہ ہوں۔ دیہات میں البتہ جہاں جماعتہائے صبیان اور بڑے لڑکوں کی جماعتیں ایک ہی شعبہ سے تعلق رکھتی ہیں علیحدہ راستے ہر وقت ممکن نہیں۔ شعبۂ صبیان یا جماعتہائے صبیان کی قواعد یا کھیل کود کے لئے تالار یا اور کوئی کھلی جگہ ضروری ہے۔ شعبۂ صبیان کے سب سے کمسن بچوں کے لئے مسطح فرش زیادہ موزوں ہے یا زینہ وار فرش۔ اس بارے میں اساتذہ

یا عوام کوئی ایک رائے نہیں رکھتے۔ ایک زمانہ میں ننھے بچوں کے لئے گیلری کا رواج عام تھا لیکن لکڑی کے یہ چبوترے بہت جلد صفحہ ہستی سے مٹنے والے ہیں۔ بعض مقامات پر ان کی بجائے سطح فرش اور چھوٹی چھوٹی میز کرسیاں استعمال ہو رہی ہیں گیلری کے عقب میں استاد کی آمد و رفت کے لئے راستہ رہے اور وہ ہر بچے تک پہنچ سکے تو اس طریق نشست میں چند فوائد ہیں۔ باوجود اس کے اس پر کئی اعتراضات عائد ہوتے ہیں مثلاً:

(الف) ہوا کی بلا روک ٹوک گردش کے لئے جو جگہ درکار تھی وہ اس میں گھر جاتی ہے۔

(ب) تختوں کے درمیانی حصہ فضا میں ذرات اور جراثیم اڑتے ہیں اور پھر نیچے کی طرف جمع ہو جاتے ہیں جہاں جمود کے سبب ہوا مخرب صحت گیس سے بھری ہوتی ہے۔

(ج) اونچی سیڑھیوں سے بعض بچے ٹھوکر کھا کے گرتے اور اپنے آپ کو ضرر پہنچا لیتے ہیں۔

گیلری سے جو کچھ بھی ممکنہ فوائد حاصل ہو سکتے ہیں ان سے یہ نقصانات کہیں زیادہ ہیں بعض ننھے بچوں کے کمروں میں جگہ کی کفایت کے مدنظر نشستیں یا شعبۂ صغیر کی میزیں ہر سہ جانب دیواروں سے ملحق رہتی ہیں اور اس طرح درمیانی فرش پر بہت سی جگہ ورزشوں اور کھیلوں کے لئے نکل آتی ہے اس صورت میں فرش کی زمین مسطح ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ پانچ برس کی عمر تک کے بچوں کے لئے سطح فرش ہی بہترین طریقہ ہے۔

علاوہ ازیں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک دوسرے کے مقابلہ میں استاد شاگردوں کی نشستوں کی بہترین صورت یہ ہے کہ آخرالذکر سطح فرش پر اور

اول الذکر کسی قدر اونچے چبوترے پر رہے یہ انتظام قابل اعتراض ہے اس لئے کہ اس میں بچوں کو نظریں اوپر کی طرف اٹھائے رکھنا پڑتی ہیں جس سے آنکھ کے پٹھوں پر ناقابل برداشت بار پڑتا ہے[1]۔

جہاں یہ ممکن ہو کمسن بچوں کیلئے ایک مطالعۂ فطرت کا کمرہ ضروری ہے جو یہ نہو تو کم ازکم کھڑکیوں کے پرت میں پھول پودے اگانے کی جگہ ہونی چاہئیے سچ پوچھو تو ہر کمرۂ جماعت بذات خود ایک مختصر سا مطالعہ فطرت کا کمرہ بنا رہے۔

ایک کمرۂ جماعت کے لئے چودہ فٹ بلندی کافی ہے۔ اس سے زیادہ اسراف ہے کیونکہ اس سے کوئی مفید مقصد پورا نہیں ہوتا۔

(۶) کمروں کی گنجایش | اکثر مدارس میں گنجایش کا تخمینہ ابھی تک تو مربع فٹ کے اصول پر ہوتا ہے یعنی ہر بچہ کے لئے اس قدر جگہ سطح زمین پر درکار ہے۔ تمام نئے مدارس میں تعلیمی بورڈ نے (معمولی اعلیٰ شعبوں کے لئے دس مربع فٹ اور کمسن بچوں کیلئے نو مربع فٹ کی قید لگا دی ہے) یہ اصول کسی حالت میں بطور نمونہ نہیں پیش کیا جا سکتا۔ بڑھتے بچوں کو خصوصاً جب وہ بہت کمسن ہوں بڑوں سے زیادہ تازہ ہوا کی ضرورت ہے نہ صرف موجودہ سرکاری شرائط کے تحت بلکہ ترویج کا بہترین انتظام بھی کیا جائے تو ہر موسم میں ہوا کو تازہ رکھنا ناممکن ہے۔ لہذا گنجایش کا اوسط بڑھانا ضروری ہے۔ تالار اور بچت وغیرہ دکھلائی، خانہ داری دستکاری، سائنس، اور نقش کاری کے خاص کمرے مدرسہ کی باقاعدہ

---

[1] ملاحظہ ہو لندن کے سابق طبی افسر مجلس مدارس کی رپورٹ برائے سنہ ۱۹۰۹ء تا ختم مارچ۔

گنجائش ہیں نہ شمار کئے جائیں۔

خاص خاص مقاصد کے لئے عمارات | معمولی مدرسہ کی عمارتوں کے علاوہ دیگر عمارتوں سے متعلق مزید چند امور کا بیان۔

(۱) مرکزی[1] مدرسہ۔ معمولی مدارس کے لئے جن اصول پر نقشے بنائے جاتے ہیں کم و بیش ان کا اطلاق اعلیٰ ابتدائی اور اسی قسم کے مدارس پر بھی ہوتا ہے۔ عمارت کا نقشہ طیار کرنے سے پہلے مجوزہ مدرسے کے خاص مقصد کو واضح کر دینا چاہئے۔ ایک ایسے مدرسہ کے لئے جس میں تین سو سے تین سو پچاس طلباء تک کی نشستیں ہوں۔ عموماً آٹھ یا دس کمرہائے جماعت درکار ہوں گے۔ کیونکہ ہر جماعت کا علیحدہ کمرہ ہونا چاہئے اور کسی کمرہ میں چالیس طلباء سے زیادہ کی نشستیں نہ ہوں۔

کمرۂ جماعت میں ایک نشستی یا دو نشستی میزیں بچھائی جا سکتی ہیں ایک نشستی میزیں ہوں تو فی طالب علم تقریباً پندرہ مربع فٹ جگہ اور دو نشستی میزیں ہوں تو اس سے کچھ کم اوسط چاہئے۔ لیکن کم سے کم بارہ مربع فٹ فی طالب علم ضرور[2] ہو

معمولی کمرہائے جماعت کے علاوہ خاص کمرے بھی موجود ہوں تو بہتر ہے۔ انکی نوعیت کا انحصار طریق تعلیم اور نصاب کی نوعیت پر ہوگا بہر حال ان میں کافی وسعت اور ضروری سامان رہے۔ دارالتجربہ یا نقش کاری کے لئے جن کمروں کی منظوری لی گئی ہے ان کا اوسط

---

[1] ملاحظہ ہو تعلیمی بورڈ کے قواعد برائے تعمیر و ساز و سامان ابتدائی مدرسۂ عامہ۔

[2] مرکزی مدارس کے لئے لندن کی کونٹی کونسل نے دس مربع فٹ کا اصول منظور کیا ہے۔

بلحاظ گنجایش تیس مربع فٹ فی طالب علم ہونا چاہئیے۔ روشنی خاطر خواہ ہو تو تالار نقش کاری کے لئے کام آسکتا ہے۔ ہر حالت میں ایسا تالار ضروری ہے۔ جس میں جملہ طلباء سما سکیں ایک بڑے مدرسہ میں اس قسم کا تالار ناگزیر ہے کیونکہ اس کے سواء تمام طلباء مدرسہ کو اجتماعی درس یا کسی خاص تقریب کے موقع پر جمع کرنے کا اور کوئی مقام نہیں۔ ان جلسوں سے مدرسہ کی کارگزاری اور وقار قائم رکھنے میں صدر مدرس کو بے حد مدد ملتی ہے بغیر اس سہولت کے مدرسہ نقصان میں رہے گا۔

بخت و پز اور دستکاری سکھانے کے کمرے وغیرہ عام طور پر بخت و پز، دھلائی یا دستکاری سائنس یا نقش کاری کے کمرے ایک سے زیادہ مدارس میں مشترک ہو سکتے ہیں بشرطیکہ وہ کسی مرکزی مقام پر واقع ہوں۔ ہر ایسے مرکز کے لئے جداگانہ لباده کمرہ۔ اور طہارت خانہ ہونا چاہئیے۔ بڑے مدارس یا خاص قسم کے مدرسے جیسے کوئی مرکزی مدرسہ ہو تو پھر ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ کمرے درکار ہوں گے۔

تخت و پز بخت و پز کے کمرے میں بارہ سے لے کے اٹھارہ طلباء کے عملی کام کی جگہ ہونے[1] برتن دھلائی کی تعلیم بھی ضروری ہے۔ ہودی کمرہ استاد اور شاگردوں کی آنکھوں کے سامنے ہو۔ اور وہاں ٹھنڈے پانی کے نل اور بدرو کا انتظام رہے۔

فرش پر عملی کام کے لئے فی طالب علم پچیس مربع فٹ جگہ رکھی جائے اور اس میں غیر ضروری الماریاں چولھے وغیرہ نہ رہیں۔

---

[1] کسی ایک جماعت کے طلباء کی تعداد مضامین خانہ داری کیلئے بیس سے زیادہ نہو۔ ضمن ۱۴ پراونشل کوڈ ۱۹۲۳ء

پخت و پز کے کمروں میں ترویح کا خاص خیال رکھنا چاہئے جہاں گیس کا چولھا استعمال کیا جاتا ہے فاسد بخارات خارج کرنے کے لئے ایک ڈوورا لگانے کی ضرورت پڑے گی۔ حرارت کسی صورت میں ستر درجہ سے زیادہ نہو۔

پخت و پز سکھانے کے اسباب میں چولھے اور اس قسم کا اور سامان جو عملی کام کے لئے کافی ہو اور جو خود طلباء کے مکانات میں روزآنہ استعمال ہوتا ہو رکھا جائے۔ سامان کو اس طرح پر جمایا جائے کہ ہر طالب علم اسباب سے پورا استفادہ کر سکے۔

شوب گاہ | شوب گاہ سادہ اور معمولی مدرسہ کی عمارتوں سے بالکل علٰحدہ ہو گنجایش کا اصول یہ رہے کہ فی طالب علم کم از کم پچیس مربع فٹ جگہ ہو۔ بنچوں یا میزوں کی سطح اتنی ہو کہ ہر طالب علم کو استری کرنے کے لئے تین فٹ کی جگہ ملے۔

ترویح کے سلسلہ میں بھاپ کے خارج ہونے کا خاص انتظام کیا جائے۔

خانہ داری | ابتدائی مدرسہ کے طلباء کے والدین عموماً جس قسم کے مکانوں میں رہتے ہیں اس قسم کا ایک چھوٹا سا پانچ چھ کمروں کا مکان خانہ داری کا مرکز[1] ہوتا ہے اس کا سامان سادہ مگر آرام بخش ہوتا ہے۔ اور اس میں وہی گھر کا اسباب ہوتا ہے جو عمدہ انتظام خانہ داری کے لئے ضروری ہے۔

لڑکوں کے لئے دستکاری کی تعلیم | نقشہ، انتظامات، تعمیر، روشنی، ترویح کے اعتبار سے دستکاری کی تعلیم کا کمرہ

---

[1] تعلیمی بورڈ نے ابھی تک خانہ داری کے مرکزوں کے سامان و نقشہ سے متعلق تو علٰحدہ ہدایت نافذ کئے ہیں۔

مدرسہ کی بجائے کارخانہ کے نمونہ پر بنایا جائے۔ اس کی عمارت بالکل سادہ ہو حالات کے لحاظ سے چھت ڈھلوان یا اور کسی وضع کی ہو سکتی ہے بیچوں کے آگے والی کھڑکیوں کے پاس دس فٹ بھی اس بلندی ہو تو کافی ہے روشنی زیادہ ہونی چاہیئے۔ حرارت معمولی کمرۂ جماعت سے کم ہو۔ عام طور پر یہ ضروری نہیں کہ چھت مسطح ہو فرش سے پانچ فٹ کی بلندی پر ہوا کی آمد کے لئے اور انتہائی بلندی پر ہوا جانے کے لیے کافی روشن دان ہوں۔ بیس طلباء کے لئے دستکاری کے کمرہ میں سات سو مربع فٹ فرش ہونے

سائنس یا عملی کام کا کمرہ ہر بڑے مدرسے یا متعدد رسدی مدارس کے لئے ایک کمرہ جس میں سائنس کے ابتدائی عملی کام کے لئے موزون سامان موجود ہو ضروری ہے۔ عام طور پر ایسے سائنس کے کمرے کے لئے چھ سو مربع فٹ سے زیادہ زمین نہ ہونی چاہیئے۔ ساز و سامان میں سادہ مگر مضبوط میزیں۔ سیلابے۔ الماریاں تختے اور ضرورت پڑے تو دخان خانہ موجود ہو مزید براں کافی گیس بھی مہیا رہے علاوہ سائنس کے کمرہ کے جماعت کے معمولی کمروں میں سے کسی ایک میں ایک معمولی ایضاحی میز، گیس اور پانی کا انتظام رہے۔ لیکن ایک معمولی ابتدائی مدرسہ عامہ میں کوئی خاص لکچر کا کمرہ ضروری نہیں۔

فنون لطیفہ کے کمرے نقش کاری کے کمرۂ جماعت کی منظوری اسوقت ملتی ہے جب ایک بڑے مدرسہ یا کئی رسدی مدارس کے طلباء کی ہفتہ میں متعدد مرتبہ جمع ہونے کی توقع ہو۔ چھ سو مربع فٹ سطح زمین ایسے کمرہ کے لئے مناسب خیال کی جائے گی۔ شمال، شمال مشرق،

لے تعلیمی بورڈ کے قواعد۔

اور مشرق کی جانب مناسب بلندی اور زاویہ سے روشنی داخل ہو سکے۔
عموماً[1] نقش کاری کے کمرۂ جماعت کی گنجائش بیس سے زیادہ نہ ہو۔

معذور بچوں کے لئے کمرے

نوٹ۔ ابتدائی مدارس عامہ کے سامان تعمیر کے عام قواعد کے ساتھ یہ قواعد پڑھے جائیں ایک قسم کے معذور بچوں کے لئے جو عمارت منظور کی گئی ہے وہ دوسرے قسم کے معذور بچوں سے مختلف ہو۔

معذور بچوں کے لئے مدارس یا جماعتہا روزینہ

(الف) جسمانی عیب رکھنے والے بچوں کے لئے ہر کمرۂ جماعت میں اٹھارہ مربع فٹ فی طالب علم اور دیگر قسم کے عیوب رکھنے والوں کیلئے پندرہ مربع فٹ جگہ لازمی ہے۔ کمرہ جماعت کی کمترین سطح فرش تین سو ساٹھ مربع فٹ جسمانی عیب رکھنے والے طلباء کے لئے۔ اور تین سو مربع فٹ بقیہ معذورین کے واسطے ہونا چاہئیے۔ دستکاری اور پیشہ ور تعلیم کا سامان ہر کمرہ میں موجود ہو تو مناسب ہے۔

(ب) بازی گاہ لبادہ کمرے، طہارت خانے۔ دروازے اور راستے اس وضع کے ہوں کہ مدرسہ کا استاد بآسانی طلباء کی نگرانی کر سکے۔ اور سوائے طلباء مدرسہ کے کوئی ان سے استفادہ نہ کرے۔

(ج) جسمانی عیب رکھنے والے بچوں کے تمام کمرے فرش زمین پر واقع ہوں۔

(د) ایک سے زیادہ جماعتوں کے لئے جو عمارت بنائی جائے

---

[1] تعلیمی بورڈ کے قواعد۔

اس میں وسیع اور روشن انج یا تالار کا ہونا ضروری ہے جو تواعد اور جلسۂ عام وغیرہ کے کام آسکے۔

(ھ) نابینا بچوں کے مدارس کو مستثنیٰ کرکے ہر مدرسہ کے لئے فی طالب علم ایک مناسب ناپ کی ڈھلواں میز جس کا زاویہ دس یا پندرہ درجہ کا ہو، لازمی ہے۔

(و) بازی گاہ میں فی بچہ تیس مربع فٹ سے کم جگہ نہ ہو۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے علٰحدہ میدان ہوں۔

(ز) استاد کی نشست و برخاست اور طبی معائنہ کے لئے ایک کمرہ چاہئے۔ اس امر کا اظہار غیر ضروری ہے کہ تمام خاص عمارات کی تعمیر اور ان کے سازوسامان کی فراہمی کا اصول یہ ہے کہ ان عمارتوں سے ان کا اصلی مقصد پورا ہو

بازی گاہ۔ اکثر مدارس میں کھیل کے لئے کوئی میدان موجود نہیں آج کل تعلیمی بورڈ نے ایک دانشمندانہ اصول یہ مقرر کیا ہے کہ ہر نئے مدرسہ کی تعمیر کے وقت اس کی وسعت اور ضروریات کے لحاظ سے کھیل کا کھلا میدان نکالا جائے۔ تمام بازیگاہیں فرحت بخش کم و بیش مربع شکل کی اور مسطح رہیں ان کے اطراف دیواریں بنائی جائیں بدررو کا انتظام رہے۔ اور حتی الامکان کسی قسم کے خطرناک گوشے یا پتھر کے ڈھیر نہ ہوں۔ بارش سے محفوظ رہنے کے لئے میدان کا ایک حصہ سایہ دار ہو بچوں کی بازی گاہ اور مدرسہ دونوں ایک سطح پر واقع ہوں اور میدان کا نظارہ فرحت بخش رہے بعض اہم شہری مرکزوں میں بڑے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے سایہ دار بازی گاہیں بنی ہوئی ہیں۔ جہاں موزوں کھیل کے میدان موجود نہیں وہاں بچوں کو بازاری صحبتوں سے محفوظ رکھنے کے لئے اساتذہ اور رضا کاروں کی

زیر نگرانی کھلانے کی باقاعدہ کوشش کی جاتی ہے۔ مثلاً برلن اور شارلٹن برگ[1] میں گرمیوں کے زمانہ میں کم ازکم ہفتہ میں دو مرتبہ شام کے چار سے چھ بجے تک تفریحی مقامات یا بازی گاہوں میں کھیل کا انتظام ہے۔ موسم گرما کی تعطیلات میں مختلف مہتمموں کے تحت کھیل سکھانے کا تجربہ بے حد مقبول عام ہوا ہے۔ گاہے ماہے دل چسپ مقامات کی ہوا خوری سے اس تنظیم کا لطف اور بھی دوبالا ہو جاتا ہے۔ سرما بھی باقاعدہ تفریحات سے خالی نہیں تفریحی میدانوں کے بعض حصوں پر اسکیٹنگ (یعنی کاٹھ کا جوتا پہن کر پھسلنے کی روشیں بنادی گئیں ہیں ان روشوں پر کبھی لڑکے اور کبھی لڑکیاں خوب دل بہلاتی ہیں۔

اسی قسم کی بلکہ اس سے بڑے پیمانہ پر خانگی کوششیں لندن اور دیگر بڑے شہروں میں بھی جاری ہیں۔ قابل نگران کاروں کے تحت بچوں کو کھیل کود کے بلند مقاصد کی تعلیم دینا اور بڑے لڑکوں کو یہ دکھا دینا کہ کام دل چسپی سے کیا جائے تو کس قدر دل کش ہوتا ہے، اس کا منشا ہے۔ اخلاقی تربیت گاہ کی حیثیت سے کھیل کے میدان سے کوئی بہتر جگہ نہیں، کیونکہ یہاں سماجی جبلت غالب رہتی ہے۔ اور اس کے بہترین خواص قدم قدم پر ظاہر ہوتے ہیں۔ موافق حالات میں کھیل سے انسان خوش طبعی، جدت پسندی، دور اندیشی، انصاف، ایثار، دوسروں کی خوشی میں حصہ لینا، اور اپنے کام سے طمانیت حاصل کرنا سیکھتا ہے۔ اور ان خوبیوں میں روز بروز ترقی کرتا ہے۔ کھیل کے میدان میں استاد کو طلباء کی سیرت کا

---

[1] ملاحظہ ہو مسٹر جی انڈریو کی رودادِ برائے محکمہ تعلیمات اسکاٹلینڈ سنہ ۱۹۱۰ء

مطالعہ کرنے کے بہترین مواقع ملتے ہیں۔ ہر مناسب موقع پر اس کا وہاں رہنما
ضروری ہے۔ علم قوت ہے اور جو علم اس طرح حاصل کیا جائے وہ طلباء کے حق میں
اخلاقی ترقی کی کلید ثابت ہوگا۔ جو اخلاقی خوبیاں یا کمزوریاں کھیل کے
میدان میں نظر آئیں، انھیں وہ کمرۂ جماعت میں سبق دیتے وقت بطور مثال
پیش کر سکتا ہے یا ہفتہ واری یا الاری مخاطبہ میں انھیں اپنا موضوع بنا سکتا ہے۔
یہ بیان کرنا غیر ضروری ہے کہ ان اشارات میں ذاتیات کا دخل نہ ہو کھیل
جبلی شئے ہے اور قدرت اس سے مفید کام لیتی ہے۔ بہت کمسن بچوں کے لئے
یہ تعلیم کا بہترین ذریعہ اور ترقی کا اہم ترین عنصر ہے۔ جن رجحانات کا یہ نتیجہ ہے
بچہ انھیں ہرگز نہیں دبا سکتا۔ اساتذہ، قدرت یعنی کھیل اور ضرورت سے
جتنا علم ایک بچہ سیکھتا ہے اس کا عشر عشیر بھی استاد مدرسہ کی مساعی سے
نہیں حاصل کرتا۔

پانچ برس کی عمر تک کے بچوں کے واسطے کھیل کا میدان دراصل مدرسہ ہے
اور کمرۂ جماعت فقط ایک معاون۔ سات برس تک بچہ اس قدر جلد جلد
بڑھتا ہے کہ اس میں قدرتی طور پر آزادانہ حرکت کرنے اور کام میں مشغول
رہنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ کھیل کے مختلف مشاغل بلا شبہہ اس
فطری تحریک کو پورا کرتے ہیں۔

لہذا موسم گرما اور دیگر مناسب اوقات میں بچوں کی بازیگاہ میں کھیل
اور پالک گھر کی تدریب وغیرہ کا انتظام کرنا ضروری ہے۔ بقول پسٹالوسٹی
تعلیم کی بنیاد نہ تو کتابوں پر رکھی جائے اور نہ انسانی مہارت پر بلکہ اس کا
تعلق بالراست زندگی سے ہو۔[1] یا پھر ہماری خاموش امنگوں اور پوشیدہ

---

[1] [illegible] موتھر۔

خواہشات کے لئے غذا ضروری ہے۔ واقعات کی روشنی میں آؤ قدرت سے سبق لو۔"

"ذوق فکر، تازگی درس، انسانی ہمدردی اور بلند مقاصد تعلیم[1] کی جان ہیں۔ یہ روحانی اشیا ہیں اور روح ہوا کے مانند آزاد ہے۔"

استاد ایک مصور کے جذبات لے کر اپنا کام شروع کرے۔ گویا کھلے میدان میں جو روح کارفرما تھی وہی کمرۂ جماعت میں اس کی رہبری کرے جہاں اسے دانشمندی کے ساتھ ڈسی پلن قایم رکھتے ہوئے ہمدردی اور اخلاقی جذبات کی حرارت میں ان موم کے پتلوں کو جو اس کے سپرد ہیں زندگی کے سانچے میں ڈھالنا پڑے گا۔

مدرسہ کا حفظ صحت

اس میں شک نہیں کہ جن مسائل پر ابھی بحث کی گئی ان کا تعلق مدرسہ کے حفظ صحت سے ہے۔ لیکن اس سلسلے میں امور ذیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ خالص صحت کے نقطہ نظر سے مدرسہ کی عمارت کے لئے جگہ منتخب کرنے سے پہلے تین چیزیں یاد رکھنا چاہئیں۔ (۱) قدرتی بہاؤ جس میں زمین پر جمع ہونیوالا پانی بھی داخل ہے (۲) زمین کی نوعیت خشک زمین ضروری ہے۔ (۳) موقع یعنی رخ یا سمت بلندی اور قریبی ماحول۔

عمارت کا رخ جنوبی یا جنوب مغربی ہو تو اچھا ہے کیوں کہ اس طرح عموماً شمالی اور مشرقی ہواؤں سے بچاؤ ممکن ہے اور دھوپ بھی کافی داخل ہوتی ہے۔ دن میں کسی نہ کسی وقت ہر کمرۂ جماعت میں آفتاب کی شعاعوں کا

---

[1] خاص روئداد میں۔ جلد ۹ مصنفہ مسز میکل ای سیڈلر۔
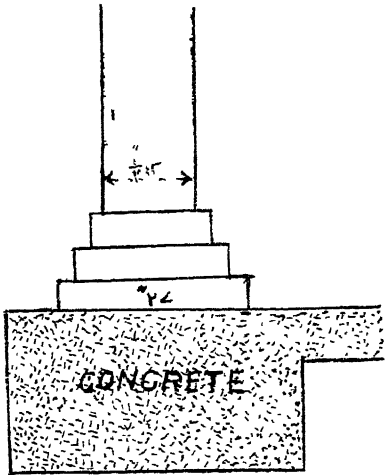
شکل نمبر (۱۴)

وجود ضروری ہے۔ (دیکھو نوٹ صفحہ ۱۶۹ اصل کتاب اس باب کے آخر میں)
شاید یہ کہنا غیر ضروری ہے کہ استاد عمارات مدرسہ کے اتفاقی اصول تعمیر سے
واقف رہے اس کا عہدہ اس قسم کا ہے کہ وہ اس فرض سے سبکدوش نہیں ہوسکتا۔
تعمیر کے نقائص یا کوئی عیب جس سے مدرسہ کی کارکردگی خراب ہو جائے یا طلباء کی
صحت پر اس کا برا اثر پڑے ایسے معاملات میں جن سے اس کا راست تعلق ہے نئے
مکانات کی تعمیر یا پرانی عمارات کی مرمت کے وقت بعض حکام تعلیمات صدر مدرسین سے
نقشوں کی بابتہ مشورہ کرلیتے ہیں اور ان کا یہ فعل نہایت دانشمندانہ ہے موقع اور
محل کے بعد سب میں اہم چیز بنیاد ہے یہ ہمیشہ تازہ مٹی کی ہونا چاہئے جس پر بیرونی
دیواروں کے نیچے کئی انچ کنکریٹ کی تہ بچھی ہو ان دیواروں کے نیچے والی تہہ دوسرے
مقامات کی بہ نسبت زیادہ گہری ہو دیوار کے وزن کی مناسبت سے اس کی گہرائی
مقرر کی جائے اگر کنکریٹ کی یہ تہ موجود نہ ہو تو زمین دوز پانی اور نم ہوائیں عمارت میں
جذب ہونے لگیں گی جس کا طلباء پر برا اثر پڑے گا۔

شکل نمبر (۴) دیوار کا زیرین حصہ اور کنکریٹ کی بنیاد

تمام دیواروں کے پایہ میں خواہ وہ حصار کی دیواریں ہی کیوں نہ ہوں نمی یا رطوبت سے محفوظ
رکھنے کا انتظام لازمی ہے اگر یوں ٹیلیں اور زمین کے نیچے ترویح کیلئے مقابل کی دیوار میں جھجری اینٹیں
لگائی جائیں زمین کے چھ انچ اوپر سے عمارت کے چوبینہ تک نم روک تعمیر کر دیا جائے اسمیں دوگونہ فوائد ہیں ایک تو

۱؎ قواعد تعمیر مرتبہ تعلیمی بورڈ کو ہا جیسا کہ ڈاکٹر جی ڈوسن اپنی کتاب سنیمائیں کہتے ہیں عمارت مخصوص کمانہ بنائی
جا سکتی ہے

قانون کشش شعری کے تحت زمین دوز رطوبت دیواروں میں جذب ہونے نہیں پاتی، دوسرے فرش کے نیچے والے حصے خشک رہتے ہیں اور ان میں ہوا کی آمد و رفت رہتی ہے۔ اینٹوں پر جب تک صیقل نہ ہو یہ بہت جلد رطوبت جذب کرلیتی ہیں۔ لہٰذا اگر جلا کی ہوئی اینٹیں یا جلا کیے ہوئے سنگ تراشیدہ نہ لگائے جائیں جیسا کہ شکل (۵) سے ظاہر ہے تو سب سے نیچے کی اینٹیں زمین کی رطوبت جذب کرلیں گی پھر ان سے اوپر والی اینٹیں اور پھر اس طرح ساری دیواریں مرطوب اور صحت کے لئے خطرناک ہو جائنگی۔

فرش اور چھت نہ صرف زمین پر بلکہ ہر حصہ کے فرش کے لئے کنکریٹ پر جمائے ہوئے لکڑی کے کندے استعمال کئے جائیں[1] ان پر چلنے سے آواز بہت کم ہوتی ہے اور گرد و غبار بھی زیادہ جمع نہیں ہوتا۔ برخلاف اس کے معمولی تختوں کا فرش ہو تو جیسے ہی یہ سکڑنے لگے شگافوں میں گرد اور جراثیم گھر کرلیتے ہیں جس سے کمرۂ مدرسہ کی فضا خراب ہونا یقینی ہے۔ مستطیل گوشے اور نوکدار کناروں کے بجائے اگر سطح مقعر یا محدب ہو تو صفائی میں سہولت ہو گی۔ مثلاً جہاں فرش اور دیوار ملتی ہے کچھ حصہ مدور بنا دیا جائے۔ نئی عمارتوں میں اب چوبی تختہ بندی کے بجائے جو مخرب صحت خیال کی جاتی ہے رنگین جلا کی ہوئی اینٹیں لگانے کا رواج عام ہو رہا ہے۔

اگرچہ بظاہر استاد کے کام سے چھت کے بیان کا کوئی قریبی تعلق نظر نہیں آتا لیکن واقعہ یہ ہے کہ چھت کی نوعیت استاد کے لئے بے حد اہم ہے اگر یہ ٹھیک طور پر نہ بنائی جائے تو سب سے بالائی منزل پر کام کرنے والے

[1] اس امر کا خاص لحاظ رکھنا چاہیئے کہ حتی الامکان فرش آواز روک ہو۔ تعلیمی لحاظ سے قواعد

ضمیمہ صفحہ (۴۱)

شکل نمبر ۵

شکل نمبر (۶)
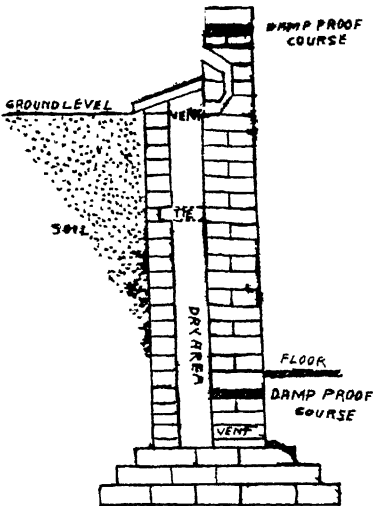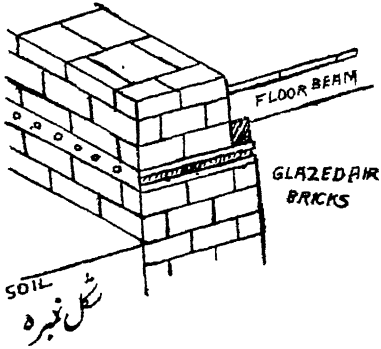
استاد اور شاگرد سب سردیوں میں سردی سے اکڑتے رہیں گے
اور گرمیوں میں گرمی برداشت نہ کر سکیں گے لہذا چھتیں ایسی
بنائی جائیں کہ نہ انتہائی گرمی محسوس ہو اور نہ انتہائی سردی۔
پتلے تختوں پر سلیٹ لگانے سے بالائی کمروں کی خاطر خواہ حفاظت نہیں ہوتی
لیکن اگر یہی سلیٹ نمدہ مڑے ہوئے تختوں پر لگائی جائے تو کافی بچاؤ ہو جاتا ہے۔

شکل ۵　　　　شکل ۶

چونکہ چھت میں جلد سے جلد بارش کا پانی خارج کرنے کا انتظام رہتا ہے،
مکان کی دیواروں اور نچلی زمین کو نمی سے بچانے کے لئے پرنالوں کا
ہونا ضروری ہے بارش کا پانی خارج کرنے والی تمام نالیاں اور بدرَویاں
دیواروں سے ایک آدھ انچ ہٹا کر نصب کی جائیں تاکہ اگر یہ کبھی
لبریز ہو جائیں یا کہیں سے ٹپکنے لگیں تو پانی عمارت کی دیواروں سے
علیحدہ زمین میں جذب ہو جائے۔

اندرونی دیواریں — اگر ان کی سطح کھردری ہو یا کوئی اور چیز ان پر
نہ مڑی جائے تو صحت کے لئے خطرناک ہیں مثلاً یہ
تحقیق ہوا ہے کہ معمولی گچی پر روغن نہ چڑھایا جائے تو نہایت خوفناک
مقدار میں نمی اور جراثیم کو اپنے اندر جذب کر لیتی ہے۔ اور اس خارجی مادہ سے

جو خمیر پیدا ہوتا ہے اس سے کئی مضرت رساں گیس بنتے اور کمرۂ جماعت کی ہوا خراب کرتے رہتے ہیں۔ جہاں اس قسم کی دیواریں موجود ہوں وہاں صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہیے اور تازہ رنگ کے ساتھ ہمیشہ کوئی دافع تعدیہ ملا لینا چاہیے۔

مطلب یہ ہے کہ دیوار کی سطح چکنی اور غیر جاذب ہو جب ذیل اشیاء دیواروں کے لئے نہایت موزوں ثابت ہوئی ہیں با لخصوص آخر الذکر جو سب میں بہتر خیال کی جاتی ہے[۵۱]۔ (۱) گچی جس پر روغن وارنش یا کوئی اور ایسی ہی غیر جاذب چیز چڑھی ہوئی ہو (۲) سخت اور غیر جاذب اینٹیں جو سمنٹ میں جڑی گئیں ہوں (۳) جلائی ہوئی اینٹیں یا مٹیا کھپریل۔ ہر حالت میں وقتاً فوقتاً صفائی ضروری ہے۔

خصوصاً سال کی ہر سہ طویل تعطیلات میں دیواروں کے لئے ایسا رنگ منتخب کیا جائے جو نہ تو آنکھوں کو برا لگے نہ بصارت پر بے جا بار ڈالے اور نہ ضرورت سے زیادہ روشنی جذب کرے۔ اور رنگوں کی نسبت سرخ رنگ زیادہ روشنی جذب کرتا ہے۔ برخلاف اس کے زرد رنگ روشنی تو کم جذب کرتا ہے لیکن تکان اور عصبی کمزوری پیدا کرتا ہے۔ ہلکا سبز رنگ خاص طور پر آنکھوں کے لئے آرام دہ ہے۔ اور روشنی بھی اس میں کم جذب ہوتی ہے۔ لیکن دھانی خاکستری رنگ سب میں بہتر خیال کیا گیا ہے۔

غیر ضروری کگر ابھرے ہوئے حصے اور تمام ایسی چیزوں سے احتراز لازمی ہے جن سے صفائی میں ہرج واقع ہو۔

---

[۵۱] دیکھو "اسکول ہائی جین"۔ مصنفہ لسٹر۔

دروازے زینے اور ازج | ہر شعبہ اور صنف کے لئے علیحدہ علیحدہ دروازے اور زینے بنائے جائیں اور انکی وسعت اور تعداد اتنی ہو کہ تمام طلباء دو منٹ کے اندر برخاست ہو سکیں۔ لباده کمرے میں سے بڑے راستے نہ رہیں اور ہر دروازہ اندر باہر دونوں جانب کھل سکے۔ آگن روک زینے جن میں کوئی مثلث زینہ ہو ضروری ہیں۔ خاص خاص مواقع کے لئے جب کوئی شدید ضرورت آپڑے تو چار فٹ طول تیرہ انچ عرض اور چھ انچ بلندی رکھنے والے زینے کافی ہو جانا چاہئیں۔ جن بالائی منزلوں میں دو سو پچاس سے زیادہ نشستیں ہوں ان کے لئے علیحدہ زینے درکار ہیں۔ جہاں زینے بیرونی دروازے میں نکلتے ہوں۔ وہاں اس دروازے اور آخری زینے کے درمیان جگہ چھوڑنا چاہئے۔ (۱) ہر بارہ زینوں کے بعد جگہ چھوڑنا اور (۲) تمام زینوں کے بازو کٹھرا لگانا بھی ضروری ہے۔

کمرہائے جماعت سے بازی گاہ تک اور پھر بازیگاہ سے کمرہائے جماعت تک طلباء ہمیشہ اکھیری یا دوہری صفوں میں باقاعدہ طور پر جایا کریں زینے اترنے میں احتیاط نہ برتی جائے تو حادثات واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔ ازج جن کا عرض عموماً دس فٹ ہوتا ہے۔ اور زینے کسی حالت میں سامان وغیرہ رکھنے کے لئے نہ استعمال کئے جائیں۔

لبادہ کمرے اور طہارت خانہ | ہر لبادہ کمرے کے دو دروازے ہوں تاکہ طلباء ایک سے داخل ہوں اور دوسرے سے باہر نکلیں۔ لبادہ کمرے کو راہی کمرہ یا ازج نہ بنا دیا جائے اور نہ اس کا تعلق کسی پڑھائی کے کمرے سے رہے لبادہ کمرے کے باہر

کافی کھلی جگہ درکار ہے ترویح اور روشنی کے خاطر خواہ انتظامات کسی ایک طرف ضروری ہیں۔

کھونٹوں کے درمیان راستہ کم از کم چار فٹ چوڑا رہے اور کھونٹیاں ایک دوسرے سے بارہ انچ کے فاصلہ پر نصب کی جائیں ہر ایک پر نمبر لگا دیا جائے اور ان کی دو قطاریں اس طریقہ پر رکھیں کہ ایک کھونٹی دوسرے کے بالکل اوپر نہ آ جائے۔ ان کی تعداد تمام طلباء کے لئے کافی ہو جب بادوباران خطرہ نہ ہو تو شعبۂ ذکور میں اکثر دفعہ لباد ہ کمرہ سے بے اتفاقی برتی جاتی ہے ان رجحانات کا سدباب کرنا چاہئے کیوں کہ اس تساہل سے صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔

لبادہ کمروں کے فرش کنکریٹ کے اور دیواریں جلا کی ہوئی اینٹوں کی بنی ہوئی ہوں۔ ترویح اور حرارت اسقدر کافی رہے کہ تر کپڑے فوراً خشک ہو جائیں۔ فلزی ڈھانچے (دیکھو شکل ۷) جن میں گرم کی ہوئی تازہ ہوا کی گردش کے لئے متعدد راستے ہوں نہایت مفید ثابت ہوئے ہیں پچاس طلباء میں ایک تشت کافی خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن صفائی کے نقطہ نظر سے یہ انتظام ناقابل اطمینان ہے پچیس طلباء کے لئے ایک تشت کا رہنا ضروری ہے۔ اس قسم کی تشتوں کی کمی نہ صرف بالراست بلکہ بالواسطہ بھی کئی مضرت رساں نتائج پیدا کرتی ہے۔ بدن کی صفائی بے حد اہم ہے اور مدرسہ میں اس کا سکھانا مقدم ہے۔ لہذا مدرسہ کا فرض ہے کہ طہارت خانہ کی کافی تشتوں کا انتظام کرے۔ لیکن طہارت خانہ کا کوئی سامان لبادہ کمرہ میں نہ رکھا جائے۔

شکل ۷۔ لبادہ کمرہ کا فلزی سامان

روشنی کا انتظام قدرتی اور مصنوعی	تمام تیرہ و تاریک گوشے اور مقامات

لبادہ کمرہ کا فلزی سامان
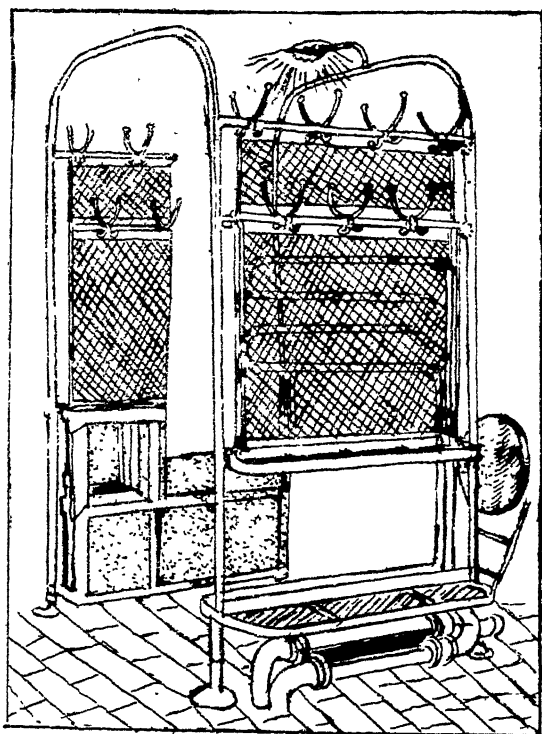
شکل نمبر (۷)

مضرت رساں ہیں کمرۂ جماعت میں بائیں طرف سے روشنی داخل ہو تو اچھا ہے یعنی جب طلباء استاد کی طرف رخ کرکے بیٹھیں تو ان کے بائیں کندھوں پر روشنی پڑے۔ اسپر بھی اکثر دفعہ ہوا کی آمد و رفت کے لئے مزید کھڑکیاں درکار ہوں گی۔ بائیں جانب سے روشنی کا داخلہ ناممکن ہو تو داہنی طرف سے اس کا انتظام کیا جائے۔ چھت پر روشندان بنانے کی سرکار اجازت نہیں دیتی۔ تالار التفاس قاعدہ سے مستثنےٰ ہیں لیکن اس وقت جبکہ ہوا کی آمد و رفت کے لئے چھت پر کھڑکیاں لگانا ضروری ہو۔

بدترین صورت وہ ہے جب روشنی طلباء کے پیچھے سے یا بالکل سامنے سے داخل ہو۔

روشنی وافر اور چاروں طرف پھیلی ہوئی ہو تو اس سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ وافر اس لئے کہ یہ ہوا کو صاف کرتی ہے اور پھیلی ہوئی اس واسطے کہ تیرہ و تاریک گوشے اور مقامات میں آنکھوں کو وہی نقصان پہنچتا ہے جو روشنی کی راست زد سے پہنچ سکتا ہے۔ بڑی کھڑکیوں کے دہلیز اور فرش زمین میں چار فٹ سے زیادہ فاصلہ نہو۔ کھڑکی کا بالائی حصہ چھت سے جا لگے۔ اور اوپر کے کواڑ حرکت پذیر ہوں کھڑکی کی چوٹی اور مکان کی چھت میں زیادہ فاصلہ رہے تو کمرہ کی ہوا خراب ہو جاتی ہے۔ ایسی جلا جس سے روشنی دھندلی ہو جائے، اور جس کے صاف کرنے میں دشواری ہو نہ استعمال کی جائے۔ استاد کی میز سے جو کھڑکی سب میں دور واقع ہو اس کے اور طلباء کی میزوں کی آخری صف ایک ہی بلندی پر ہو[1]۔ اور ایک ضروری احتیاط یہ ہے کہ

---

[1] ملاحظہ ہو۔ تعلیمی بورڈ کے قواعد تعمیر۔

کھڑکیاں اس وضع کی ہوں کہ آفتاب کی شعاعیں بالراست میزوں پہ نہ پڑ سکیں۔

بعض شہری مرکزوں میں کمرۂ جماعت کی روشنی کا خاص انتظام کرنا پڑتا ہے۔ کیوں کہ بلند عمارتوں کی قربت کی وجہہ سے آسمان نہیں دکھائی دیتا۔ اضافہ روشنی کے لئے ذیل کی چیزیں استعمال کی جاتی ہیں (۱) عاکس (۲) شیشہ منشور (۳) ناب دار شیشہ۔ منشور کھڑکی کے ایک حصہ میں اس طرح جما دئے جاتے ہیں کہ روشنی سفید چھت کی طرف منصرف ہو کر کمرۂ جماعت میں پھیل جاتی ہے لیکن لوگوں کا خیال ہے کہ ناپ دار شیشہ سب سے بہتر ہے اس کی ایک جانب چکنی سطح اور دوسری جانب فی انچ بیس دھاریا افقی شکل کی ہوا کرتی ہیں۔ اس شیشے کے حامی اس بات کا دعویٰ رکھتے ہیں کہ اگر اسے اوپر کی چوکھٹ میں نصب کر دیا جائے تو ابر کے دن بھی کم از کم[۱] پچاس فی صدی کا روشنی میں اضافہ ہوگا۔

سب سے ناموزوں مقام پہ بچھی ہوی میز پر بھی پچاس موم بتیوں[۲] کے برابر روشنی کا ہونا ضروری ہے ورنہ آنکھوں پر بار پڑے گا۔

اندرونی حصہ مکان کی رنگ کاری کا روشنی سے گہرا تعلق ہے۔ دیواروں، چھت اور سامان کے لئے ایسے رنگ منتخب کئے جائیں جن سے آنکھوں کو تکلیف نہ ہو۔ بعض مقامات پر مدرسہ کی رنگ کاری سے قبل اساتذہ کو اطلاع کر دی جاتی ہے اور انھیں کے مشورہ سے رنگ کا انتخاب

---

[۱] ۔ دیکھو اسکول ہائی جین مصنفہ لسٹر۔

[۲] ۔ موم بتی کا پیمانہ وہ روشنی جو ایک معیاری موم بتی ایک میٹر کے فاصلے سے دے۔

کیا جاتا ہے اور بعض دفعہ بہترین رنگ پسند کیا جاتا ہے۔

تعلیمی بورڈ کے قواعد کی رو سے نئی عمارتوں میں بڑی بڑی متعدد کھڑکیاں نصب کی جاتی ہیں جن کی چوکھٹیں چھت سے جا ملتی ہیں۔ "دھندلی کلیسائی روشنی" ممکن ہے کہ اعلیٰ جذبات پیدا کرے لیکن مدارس کی حد تک بے حد مخرب صحت ہے۔

یہ فرض کرتے ہوئے کہ کمرہ میں کافی روشندان موجود ہیں اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ شیشے پاک صاف رہیں۔ ورنہ نہ صرف روشنی کے داخلہ میں رکاوٹیں پیدا ہوں گی بلکہ شیشہ پر ہمہ قسم کی گرد و جراثیم کے جمع ہونے سے بچوں کی صحت پر برا اثر پڑے گا۔ یہ نہ بھی ہو تو اس قسم کی گندگی سے ہوا کے حیات بخش خواص زائل ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی طالب علم کسی مرض کی ابتدائی حالت میں مبتلا ہو تو دوسروں کے متاثر ہونے کا اندیشہ ہے۔

معمولی مشعل کے ذریعہ گیس کی روشنی بدترین قسم کی مصنوعی روشنی ہے۔ اول تو یہ آکسیجن کا ایک بڑا حصہ تلف کر دیتی ہے اور پھر ہوا کو مخرب صحت کثافتوں سے مملو بنا دیتی ہے۔ گیس کی روشنی کے خراب اثرات ایک حد تک تاباں مشعل اور چراغدان کے استعمال سے کم ہو جاتے ہیں۔ سگیلس کا بازتکوینی گیس لیمپ بھی نہ صرف تیز روشنی دیتا ہے بلکہ اپنا دھواں آپ ہی خارج کر دیتا ہے اور چھت پر جمع ہونے والی خراب ہوا کے اخراج میں بھی بہت کچھ مدد دیتا ہے۔ بڑے اور وسیع کمروں کے لئے یہ چراغ نہایت موزوں ہے۔ وہ نہام بھی اچھا مشعل ہے اس کا شعلہ شیشہ کے ہنڈول میں بند رہتا ہے اور احتراق سے جو اجزا پیدا ہوتے ہیں فوراً کمرے سے

خارج ہو جاتے ہیں برقی روشنی سے بہتر مدرسوں کے لئے کوئی روشنی نہیں نظر آتی۔ یہ شفاف ہوتی ہے اور اگر کافی مقدار میں ہو اور اس کی بتیاں بہت زیادہ اونچی جگہ نہ لگائی جائیں تو ہر لحاظ سے اچھے نتائج پیدا کرتی ہے۔

ترویح اور حرارت

حرارت اور ترویح کے انتظامات میں اس قدر قریبی تعلق ہے کہ ان دونوں کا ذکر ایک جگہ کرنا پڑتا ہے

ترویح کے معقول انتظام کے یہ معنی ہیں کہ کمرہ کی خراب ہوا فوراً خارج ہوتی جائے۔ اور ساتھ ہی آہستہ آہستہ تازہ ہوا جس میں آکسیجن کی اوسط مقدار ہو داخل ہوتی رہے۔ یہ بہت آسان کام معلوم ہوتا ہے لیکن عملاً یہی مشکل ترین مسئلہ ثابت ہوا ہے۔ باوجود اس کے کہ موجودہ سازوسامان کے استعمال میں کوتاہی نہیں کی گئی کئی مدارس کے کمروں میں ترویح کے انتظامات ناکافی ہیں ہو سکتی بو؟ سونگھنا ہو تو ذرا کوئی موسم سرما میں انکے اندر قدم رکھے۔ واقعہ یہ ہے کہ کھلی کھڑکیوں کے علاوہ ہوا کی آمد و رفت کے جو معمولی ذرائع ہیں، ٹوبن کی نالیاں۔ دودکش، دیوار اور چھت کی جالیاں، کھلے آتشدان، غرض کسی طریقہ سے بھی تازہ ہوا کے خاطرخواہ داخلہ کا انتظام نہ ہو سکا۔ ہوا کے داخلہ کے لئے ٹوبن کی نالیاں کمروں کے کونوں میں رکھدی جائیں تو مفید ثابت ہوئی ہیں۔ اور گندی ہوا کے اخراج کے لئے جس میں کاربن ڈائی آکسائیڈ اور البومنائی امونیا جیسی مضرت رساں کثافتیں شامل ہوں علیحدہ دودکش کارآمد ہو سکتے ہیں۔

تازہ ہوا کی کسی مقدار کے دس ہزار حصے کئے جائیں تو اس میں چار حصے کاربن ڈائی آکسائیڈ نکلے گا یا بالفاظ دیگر اس کی مقدار ۴ء۰ فیصدی ہو گی۔ جس فضاء کے دس ہزار حصوں میں اس کے دس حصے ہوں وہ

صحت کے لئے مضر ہے۔

تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ باوجود ترویح کے معقول انتظامات کے تفریحی وقفہ سے قبل کمرہ جماعت میں ہوا کے دس ہزار حصوں میں پندرہ سے زیادہ حصے کاربانک ایسڈ گیس کے ہوتے ہیں۔ ہالڈین کے آلے سے دن میں کسی وقت بھی کمرہ کی ہوا میں کاربن ڈائی اکسائیڈ کا جزو دریافت کر سکتے ہیں یہ عجیب بات ہے کہ بڑوں کی نسبت بچوں کے جسم سے نامیاتی لوثین زیادہ خارج ہوتی ہیں۔ ایسی لوثوں کا جن میں خورد ترین بر جلے دھنی مادے اور کاربن ڈائی اکسائیڈ شامل ہو کمرہ سے فوراً باہر نکلجانا ضروری ہے ورنہ یہ چھوٹے چھوٹے نامیاتی ذرات دیواروں اور ان کے گرد پر جم جاتے ہیں بالخصوص اگر دیواریں سرد ہوں اور اس طرح جو آکسیجن دیگر مقاصد کے لئے درکار ہے وہ ان کی نذر ہو جاتا ہے۔ انہی نامیاتی اجزا کے ہوا میں موجود رہنے سے زیادہ ترکیبتی بو پیدا ہوتی ہے۔ جب یہ معلوم ہو گیا کہ کس طرح یہ اجزا مدرسہ کی دیواروں پر جم جایا کرتے ہیں تو لازم ہوا کہ (۱) دیواروں کو رات کے وقت بھی غیر معمولی طور پر سرد نہ ہونے دیا جائے۔ کیونکہ انھیں دوبارہ فضائے کمرہ کے برابر گرم ہوتے نسبتاً زیادہ مدت درکار ہے (۲) صبح اور شام کی برخاست کے ساتھ ہی عمارت کی ہوا خوب صاف کر لی جائے۔ اونچی چھت کے کمرے گو زائد از ضرورت کبھی وسعت رکھتے ہیں لیکن نہ فضاء درست رکھنے میں ان سے کچھ مدد ملتی ہے اور نہ ترویح کے انتظامات میں بعضوں کا تو خیال ہے کہ اگر کھڑکیاں بھی اس مناسبت سے بلند ہوں تو چودہ فٹ سے اونچی چھت نقصان دہ ہے۔

ترویح کے عمدہ انتظام کے یہ معنی ہیں کہ ہر بچہ کو فی گھنٹہ کم از کم اٹھارہ سو کیبی فٹ تازہ ہوا نصیب ہو اور یہ کہ عمارت کے کسی حصہ میں ہوا بند ہونے نہ پائے مزید برآں کمرہ کے اندر کی ہوا جس قدر گرم ہے تازہ ہوا بھی اسی قدر گرم ہو کیونکہ داخلہ سے پہلے ہوا کو گرم کر لینے میں بچے اس کی زد سے محفوظ رہتے ہیں اس مقصد کے لئے کچھ تو ہوا کی آمدورفت کے قدرتی ذرائع اور کچھ میکانی یا مصنوعی ترکیبوں سے مدد لینا پڑتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ پلینم کے اصول سے یہ سب باتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ اس طریقہ سے چھت کے قریب گرم ہوا کمرے کے اندر داخل ہوتی اور اسی جانب فرش کے پاس سے کثیف ہوا خارج ہوتی رہتی ہے۔ اور دن میں کوئی آٹھ یا دس دفعہ ہر کمرے کو تازہ ہوا ملتی ہے۔ پلینم کا اصول کامیاب نہیں ہوا۔ یہ اور اسی قسم کی دیگر مصنوعی ترکیبوں سے قطع نظر اگر ہوا کی آمدورفت کے لئے قدرتی ذرائع اختیار کئے جائیں تو کھڑکیوں سے موسم سرما میں کثیف ہوا کے اخراج کا کام لیا جائے اور جب کبھی بیرونی حرارت کمرے کے اندر کی حرارت سے کم نہ ہو تو ہوا کے داخلہ کے لئے بھی یہی موزوں راستے ہیں۔

ترویح کے نقطہ نظر سے وقفہ تفریح کی بے حد اہمیت ہے۔ جیسے ہی کمرہ خالی ہو جائے تمام دروازے اور کھڑکیاں کھول دی جائیں تاکہ بچوں کو واپسی کے بعد ایسی ہی تازہ ہوا ملے جیسی کہ کھلے میدان میں ملی تھی۔

ظاہر ہے کہ ترویح کے انتظامات میں تازہ ہوا کے داخلہ اور کثیف ہوا کے اخراج دونوں کے راستے شریک ہیں۔ آخرالذکر عموماً چھت سے قریب ہوتے ہیں۔ دودکش خود ہوا کے لئے ایک اہم بدررو

شکل نمبر ۸

کھڑکی کے اوپر کا قبضہ دار حصہ

ضمیمہ صفحہ (۸۱)
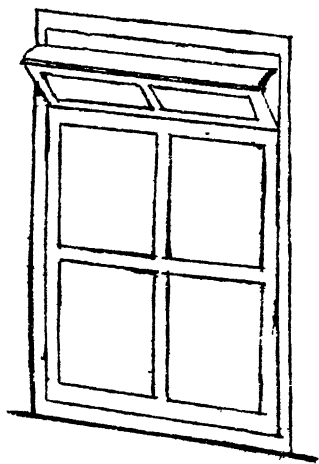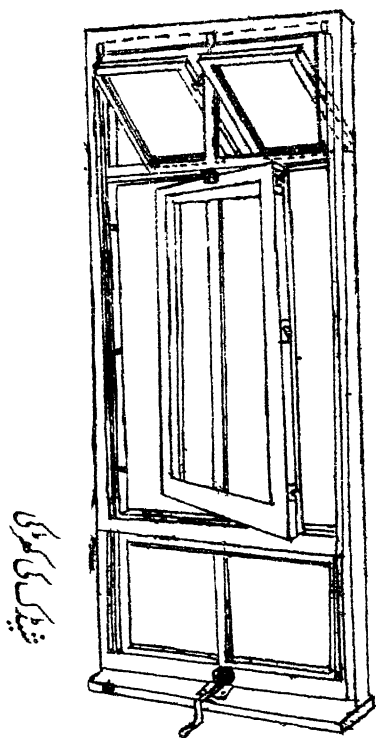
شکل نمبر (۹)

پھر اس پر ایک علیحدہ ہوا کی نالی کا دیگر روشندانوں کے ساتھ اضافہ کر دیا جائے جس میں گرم کرنے اور بجھانے کا مستقل بندوبست ہو تو چھت کی جالیوں اور کھڑکیوں کے بالائی چوکھٹوں کو ملا کر اخراج ہوا کے انتظامات تقریباً مکمل خیال کیے جائینگے
ہوا کے داخلے کے اہم راستے یہ ہیں:- ٹوبن کی نالیاں ڈالٹن کی آہنی جالیاں در ہوا دینے والے چولھے کھڑکیوں کے سلسلہ میں ہوا کے تدریجی داخلہ کے کئی طریقہ ہیں مثلاً (۱) جھوں کا روک (۲) ہوپر کے روشندان (۳) لوور کی کھڑکیاں (۴) شیڈس کی کھڑکی۔

نمبر (۱) ایک کھڑا تختہ یا شیشہ کا ٹکڑا پانچ یا چھ انچ کی اونچائی کا ہوتا ہے جسے کھڑکی کی اندرونی کگر میں اسطرح نصب کر دیتے ہیں کہ نیچے کا کواڑ کھولنے سے تازہ ہوا کمرہ میں داخل ہو کر تختہ اور کواڑ کے بیچ سے اوپر کی طرف مڑ جاتی ہے۔

(۲) یہ روشندان کھڑکی کے بالائی حصہ میں ہوتا ہے جس میں حرکت کے لئے قبضے لگے ہوتے ہیں اور جس کا رخ اندر کی طرف ہوتا ہے بازوؤں میں جو مثلث جگہ نکل آتی ہے اُسے لکڑی یا شیشے سے ڈھک دیا جاتا ہے تاکہ ہوا کا رخ بجائے نیچے کے اوپر کی طرف رہے۔ (دیکھو شکل ۸)

شکل (۸) کھڑکی کے اوپر کا قبضہ دار حصہ　　شکل (۹) شیڈک کی کھڑکی

انتظام نمبر (۳) میں چند شیشے کی پٹیاں در Venetian نیشین کھڑکیوں کی طرح کھڑکی کے ایک حصہ میں لگا دی جاتی ہیں ان پٹیوں کا

رخ باہر سے اوپر کی طرف ہوتا ہے تاکہ ہوا کو اوپر کی طرف مڑے بغیر گذر نہ ہو۔ (۴) شیڈ کی کھڑکی کا نقشہ دیکھنے سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ کیا چیز ہے یہ انتظام نہایت سہل ہے اور بلا شبہہ کامیاب ثابت ہوا ہے ٹوپن کی نالی میں فرش کے قریب دیوار کی جالی سے بیرونی ہوا کے داخلہ کا بندوبست ہوتا ہے پھر ایک کھڑی نالی کے ذریعہ ہوا اوپر چڑھ جاتی ہے جہاں سرے پر ایک کھل منڈان لگی ہوتی ہے جس سے اندر داخل ہونے والی ہوا خود بخود گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔

برقی پنکھوں سے ہوا کی قدرتی آمد و رفت میں اور بھی سہولت پیدا ہوتی ہے۔ ترویح کے مصنوعی انتظامات کا دار و مدار دو قسم کے عمل پر ہے۔ (۱) استخراج، (۲) تسبیر۔ استخراج کا انحصار اصول خلا پر ہے۔ خراب ہوا نکالدی جاتی ہے یا خارج کر دی جاتی ہے اور لازمی طور پر تازہ ہوا داخل ہوتی ہے جس کے لئے پہلے سے راستے موجود ہوتے ہیں تسبیر میں تازہ ہوا کمرے میں داخل کی جاتی ہے اور خراب ہوا فرش کی سطح ہی پر باہر نکل جاتی ہے۔ بہترین انتظام وہ ہے جس میں ان دونوں اصول پر عمل کیا جائے۔

باوجود اس کے احسن طریقہ یہی ہے کہ ضمنی ضروریات کے لئے انسانی ایجادات سے استفادہ کرتے ہوئے ہوا کی آمد و رفت کے قدرتی ذرائع ہی پر بھروسہ کیا جائے پیچیدہ مصنوعی انتظامات کا نتیجہ لازمًا ناکامی ہے۔

حرارت اور ہوا کے انتظامات ایک دوسرے کے لازم و ملزوم ہیں ہوا کی آمد و رفت کے لئے حرارت بمنزلہ قوت متحرکہ ہے۔ حرارت

ضمیمہ صفحہ (۸۳)
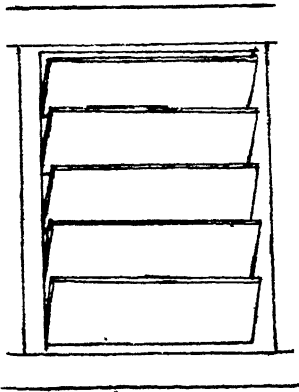
شکل نمبر ۱۰

پیدا کرنے کے یہ طریقے ہیں۔ (۱) کھلی آگ یا بند چولھے۔ (۲) گیس کی آگ یا چولھے۔

شکل ۱۰

تنور کی کھڑکی

(۳) گرم ہوا (۴) گرم پانی کی نالیاں۔ یا سائنٹیفک اصول پر اس کی تقسیم یوں ہوگی۔ (۱) اشعاع (۲) تسییر۔ ترجیح کے جتنے بھی انتظامات ہیں ان سب میں "حمل" کا اہم حصہ ہے اس کے لئے عموماً گالٹن کا آتشدان استعمال کیا جاتا ہے جس کے پچھلے حصہ میں گرم ہوا کا خانہ ہوتا ہے۔ اس خانہ میں باہر سے سرد ہوا داخل ہوتی ہے اور پھر گرم ہونے کے بعد جالیوں میں سے کمرہ میں پھیل جاتی ہے جب کبھی چولھے استعمال کئے جائیں ان میں بھاپ نکالنے والی نالیوں کا رہنا ضروری ہے۔

کھلی آگ سے ہوا کے انتظامات میں بھی مدد ملتی ہے اور طبیعت کو بھی فرحت ہوتی ہے لیکن اس میں صرف پندرہ فی صدی حرارت کمرہ کو گرمانے کے کام آتی ہے اور بقیہ جتنی حرارت نکلتی ہے وہ سب ضائع ہو جاتی ہے اور یہ پندرہ فی صدی حصہ بھی اچھی طرح پھیلتی نہیں۔ حرارت کے انتظامات میں جو سب سے ارزاں ہوتے ہیں۔ ان کی حرارت عام طور پر برابر تقسیم ہوتی ہے لیکن ان کی دیکھ بھال میں بہت وقت ضائع ہو جاتا ہے اور جب یہ خراب ہو جائیں تو کمرہ کی فضا کو مکدر کر دیتے ہیں۔ جہاں تک گرم پانی کی نالیوں اور گرم ہوا کے آلات اشعاع کا تعلق ہے یہ کھلی آگ اور چولھوں کی بہ نسبت فضا کو زیادہ صاف

رکھتے ہیں اور ان کی حرارت بھی زیادہ مساوی طریقہ پر تقسیم ہوتی ہے۔
لیکن اگر مسامدار برتن میں پانی بھر کر نہ رکھا جائے تو ان سے ہوا کی
تازگی اور مرطوبیت جاتی رہتی ہے۔ لہذا جب کبھی عمارت کو مذکورہ بالا
دو طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ پر گرمایا جائے تو ایک خشک و ترپانڈی کا
رطوبت پیما رکھنا ضروری ہے۔
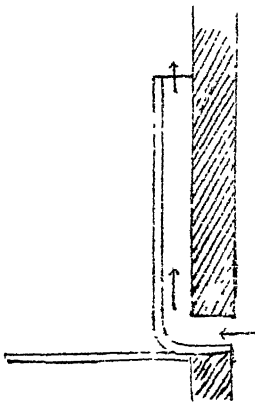
شکل ۱۱

ٹون کی نالی

مدرسۂ صبیان میں (۶۰) درجہ فیرن ہائیٹ سے کم حرارت نہ ہو بڑے بچوں کے لئے
۵۶ اور ۶۰ درجوں کے درمیان رہ سکتی ہے۔ لیکن کسی حالت میں حرارت
پچاس درجوں سے کم یا ساٹھ سے زائد نہ ہونے پائے اگر حالات انسان کے قابو سے
باہر ہوں تو دوسری صورت ہوگی جب تک احتیاط نہ برتی جائے اندرونی اور بیرونی
ہوا کی حرارت میں دس درجہ سے زیادہ فرق ہونے کے یہ معنی ہونگے کہ کمرہ میں ہوا مارتی رہیگی
موسم گرما میں جب سخت گرمی پڑے تو فرش پر پانی کا چھڑکاؤ کرنے سے حرارت میں
کمی واقع ہوتی ہے۔ ہر کمرۂ جماعت میں ایک مقیاس الحرارت نصب رہے۔
ننھے بچوں کے کمروں میں کھلی آگ اور ساٹھ درجہ حرارت ہو تو اچھا ہے
تعلیمی بورڈ صرف ایسے چولھوں کی اجازت دیتا ہے جس میں "ضروری
دودکش اور تازہ ہوا کے داخلہ کا انتظام ہو" مزید برآں چولھے گرم ہوکر

ضمیمہ صفحہ ۱۰۴
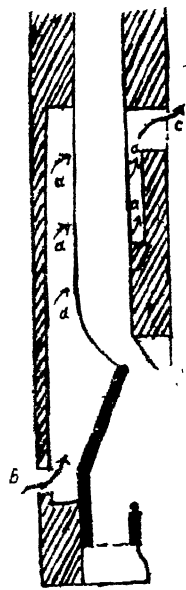
شکل نمبر ۱۲

آگ کی طرح سرخ نہ ہو جائیں اور نہ ان سے ہوا خراب ہونے کا اندیشہ ہو
اور انھیں ایسے مقام پر رکھا جائے کہ "فرش زمین پر پڑھائی کی
جگہ کم نہ ہو"۔

تمام آتشدان اور چولھوں کے ساتھ آگن روک انتظامات ضروری ہیں

انتظامات صفائی

طلباء کے طہارت خانے کھیل کے میدانوں میں ایک دوسرے سے علیحدہ اور حتی الامکان مدرسہ کی عمارت سے دور بنائے جائیں۔ ظاہر ہے کہ لڑکے اور لڑکیوں کیلئے علیحدہ طہارت خانے اور ان کے علیحدہ راستے ہوں گے اگر ان میں بطور خود صاف ہونے کے ذرائع نہیں ہیں تو نوکروں میں دو وقت انہیں صاف کیا کریں پینے کے لئے تازہ صحت بخش پانی کافی مقدار میں موجود ہو اور جہاں تک مقامی حالات اجازت دیں صفائی کے بہترین انتظامات کئے جائیں۔

ڈسک

ڈسک کے متعلق تعلیمی بورڈ کے قواعد کا خلاصہ یہ ہے (۱) تمام طلباء کے لئے ان کی عمروں کی مناسبت سے پشتی ڈسک اور نشستیں مہیا کی جائیں اور انہیں کھڑکی کی دیوار سے زاویہ قائمہ پر جمایا جائے (۲) ہر طالب علم کے لئے کم از کم اٹھارہ انچ کی جگہ ہو ڈسکوں کے درمیان اور ان کے اور دیواروں کے بیچ میں کم از کم اٹھارہ انچ کا

ا؎ ترجیح کے انتظامات کے لئے طالب علم کو لسٹر کی اسکول ہائی جین پڑھنا چاہیے مزید براں۔ نیوشالم اور ریکس کی کتاب ۔۔ اسکول ہائی جین اور ۱۹۰۲ء ختم مارچ کی مدت کا نوشتہ بورڈ آف تعلیمی بورڈ برائے لندن بھی دیکھی جائے۔

۲؎ ملاحظہ ہو ابتدائی مدرسہ عامہ کے نقشے اور ساز و سامان کے متعلق تعلیمی بورڈ [illegible]

راستہ چھوڑا جائے (۳) ڈسک بارہ فٹ سے زیادہ لمبے نہ ہوں اور چھ سے زیادہ ان کی صفیں نہ رہیں (۴) لمبے ڈسک ہوں تو صفوں کے بیچ میں اور دو نشستی ہوں تو پشت کی صفوں کے پیچھے استاد کیلئے گذرنے کا راستہ رہے (۵) ہر ڈسک کے لئے پندرہ درجہ کا ڈھلاؤ کافی ہے۔ ڈسک کے اوپر کا حصہ ہرگز سطح نہ[1] رکھا جائے اغراض نوشت کے لئے "فاصلہ" صفر ہو ("فاصلہ" اس وقت صفر کہلاتا ہے جب ڈسک کے اندرونی سرے سے کھچا ہوا انتصابی خط نشست کے اندرونی سرے سے جا ملے۔ جب نشست اس سے آگے بڑھ جائے یا یہاں تک نہ پہنچ سکے تو کہیں گے کہ "فاصلہ" تفریق ہے یا جمع ہے۔ یعنی کم یا زیادہ ہے) مختلف عمر والے طلباء کی مناسبت سے عموماً ڈسک چھ ناپ کے ہوتے ہیں۔ "فاصلہ" کے متعلق بہت کچھ اختلاف رائے ہے بعض جمع بعض صفر اور بعض تفریق کے حامی ہیں اول الذکر اس لئے مذموم ہے کہ اس میں طلباء کو جھکنے کی ضرورت پڑتی ہے صفر یا تفریق کا فاصلہ ڈسک پر قلم یا پنسل سے لکھنے کے لئے بہترین طریقہ ہے خصوصاً ثانی الذکر پر سیدھے بیٹھنے میں سہولت ہوتی ہے۔ دو نشستی ڈسک میں حرکت پذیر نشست کو فراموش نہ کیا جائے اس میں نہ صرف پڑھائی کے وقت بلکہ زبانی اسباق کے موقع پر جسم کو آسانی حرکت دی جا سکتی ہے علاوہ ازیں اس کی وجہ سے طلبا ڈسک سے ہٹے بغیر آسانی کے ساتھ کھڑے ہو سکتے ہیں (۱) ناموزوں ڈسک کے خطرات ۔ طلباء کی ضروریات کے

---

[1] یا الٹ کھڑے ڈسکوں پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔

مطابق ڈسک فراہم کرنے کی اہمیت ابھی پوری طرح محسوس نہیں کی گئی ہے نخاعی خرابیاں سکڑے ہوئے سینے، قریب نظری، ضعف بصارت، کوب اور ایسی ہی کئی خرابیاں بچوں کو روزانہ گھنٹوں ناموزوں ڈسکوں پر جبراً بٹھانے کے نتائج ہیں۔

دو نشستی ڈسک کو لمبے ڈسک پر ترجیح دی جانی چاہیے۔ یک نشستی ڈسک جو ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور کینیڈا میں مروج ہے، دو نشستی سے بھی بہتر ہے۔ لیکن یک نشستی ڈسک سے کمرہ کی گنجایش تقریباً ۲۳، ۱۲ فیصدی کی حد تک گھٹ جاتی ہے گو اور لحاظ سے وہ نہایت قابل اطمینان ہے۔ بالخصوص صحت کے نقطۂ نظر سے یہ ڈسک اس قسم کے تمام ساز و سامان میں بلا شبہہ افضل ہے۔

(۳) نظام شیفیلڈ[۵] شمالی انگلستان میں اکثر مدارس نظام شیفیلڈ کو پسند کرتے ہیں۔ اس میں ڈسک لمبا ہوتا ہے جس پر عموماً چھ طالب علم بیٹھ سکتے ہیں لیکن نشستیں علیحدہ علیحدہ اور ڈسک کی طرح زمین میں نصب ہوتی ہیں۔ اس نظام میں یہ فوائد بتائے گئے ہیں کہ اساتذہ ہر طالب علم تک آسانی سے پہنچ سکتے ہیں بازو میں اتنی کافی جگہ ہوتی ہے کہ وہ کھڑا ہو سکتا ہے اور یہ قواعد کے لئے بہت سہولت افزا ہے اور یہ کہ اس میں کمرے کے اندر طلباء کبھی کچھ نہیں بھرے جا سکتے اور جھاڑو دینے اور فرش دھونے کی بھی آسانیاں ہیں۔ ڈسک مختلف ناپ کے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ جتنے اونچے ہوں نشستیں بھی اتنی ہی اونچی

---

[۵] ملاحظہ ہو رگوٹ ڈاکٹر طبی افسر متعلقہ مجلس مدارس لندن سنہ ۱۹۰۴ء

ہوتی ہیں۔ لیکن اس نظام میں حسب ذیل عیوب ہیں:۔
(۱) ڈسکوں میں فاصلہ جمع رہتا ہے (۲) پیٹھ کا ٹیکا بہت مختصر ہوتا ہے جس سے پیٹھ کو خاطر خواہ سہارا نہیں ملتا (۳) گو طلباء کی نشستیں بظاہر علیحدہ علیحدہ ہوتی ہیں لیکن درحقیقت میں دونشستی ڈسک سے زیادہ ان میں ایک دوسرے کے قریب بیٹھتے ہیں (۴) دونشستی یا ایک نشستی ڈسک کی بہ نسبت ان میں زیادہ تکان محسوس ہوتی ہے (۵) ۴۵ درجے سے ۶۰ درجہ تک کا زاویہ کتاب کے رکھنے کیلئے موزوں ہے۔ یہ سہولت ان میں موجود نہیں (۶) کمرہ کی باقاعدہ گنجایش سے زیادہ طلباء نہیں شریک کئے جا سکتے یہ پابندی تعلیمی نقطۂ نظر سے کتنی ہی مفید کیوں نہ ہو انتظامی ضروریات کے لحاظ سے اتنی مفید نہیں ہو سکتی۔

عمدہ ڈسکوں کی خصوصیتیں (۱) ڈسک بچے کیلئے موزوں ہو اس کا اگلا حصہ بچہ کی ناف کے مقابل رہے (۲) جب جماعت کے تمام بچے اپنی اپنی پسند کے مطابق ڈسک منتخب کریں تو چھ مہینوں تک ہر بچہ اپنی مخصوص نشست پر بیٹھا کرے جس کے بعد نشستوں کی دوبارہ تقسیم کی جائے بعض بچے اس قدر جلد جلد بڑھنے لگتے ہیں کہ نشستوں کی دوبارہ تقسیم کے لئے سال بھر تک ٹھیرنا مناسب نہیں (۳) ہر کمرہ جماعت میں کم از کم تین ناپ کے ڈسک[1] رکھے جائیں۔ اور تمام ڈسکوں میں پیٹھ کے لئے آرام دہ ٹیکا لگایا جائے۔ عمروں سے بچوں کی جسامت کا صحیح اندازہ لگانا دشوار ہے (۴) ہر ڈسک میں معقول حد تک بچوں کے لئے حرکت کرنے اور کھڑے ہونے کی گنجایش رہے (۵) استاد بچوں تک بآسانی پہنچ سکے (۶) ڈسک مضبوط ہو اپنی جگہ پر قایم رہے اور خط افقی سے پندرہ درجہ کے زاویہ پر ڈھلوان ہو۔ اور اس کے علاوہ وہ تمام ذیلی خصوصیتیں اس میں موجود ہوں جو ایک موزوں ڈسک کے لوازمات سے ہیں۔

---

[1] غالباً تجربہ سے ... کے ذریعہ ... ان کے چھوٹے درجوں کیلئے غالباً دو ناپ کے ڈسک کافی ہو جائینگے۔

شکل ۱۳۔ نظام شیفیلڈ جس میں ہر طالب علم کی علیحدہ نشست ہوتی ہے
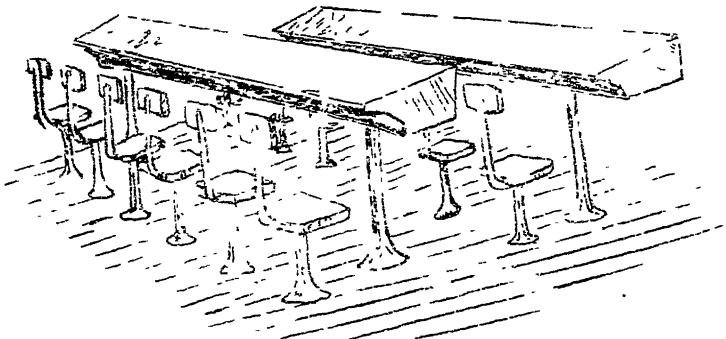
شکل نمبر ۱۳

شکل نمبر ۱۴ "جمع" ڈسک پر بیٹھ کر لکھنے کا طریقہ نشست

شکل (۱۵) "صفر" ڈسک کا اچھا طریقہ نشست۔ بیٹھے کا ٹیکہ نہ ہونے کی وجہ سے اس نشست میں آدمی بہت جلد تھک جاتا ہے۔

بچہ کے لئے ڈسک اسی وقت موزوں ہو سکتا ہے جب اس میں جسم کا توازن قایم رکھنے اور سیدھے بیٹھنے کی سہولتیں ہوں۔ اور جب تک رانیں کم و بیش خط افقی پر اور پنڈلیوں کی دونوں ہڈیاں خط انتصابی پر نہ رہیں اور قدم فرش زمین پر نہ جمیں جسم کا توازن قایم نہیں رہ سکتا۔ مزید برآں جسم کو سنبھالنے کے لئے بائیں ہاتھ کا ڈسک کے برابر سرے پر یا سرے سے قریب ٹکنا ضروری ہے۔ ان تدابیر کے اختیار کرنے سے سینے کے پھیلنے کا پورا موقع ملتا ہے۔ پیٹ کی آلایش دبنے نہیں پاتی

خون کی گردش میں رکاوٹیں پیدا کرنے والی جسمانی کیفیتوں کا سد باب ہو لیتا ہے۔ اور جو قوت دماغی کام کے لئے درکار ہے وہ ضائع نہیں جاتی۔ ڈسک میں بالخصوص اس امر کا لحاظ رکھا جائے کہ آنکھوں اور سامنے کی چیزیں ضروری فاصلہ رہے۔ از روئے قواعد یہ فاصلہ دس سے لے کر سولہ انچ کا ہونا چاہئے۔

معمولی لمبے ڈسک میں ان حالات کا پیدا کرنا اس وقت ممکن ہے جب ڈسک مختلف ناپ کے ہوں اور نشستوں کی تقسیم سے پہلے طلباء کی جماعت بندی میں احتیاط برتی جائے۔ ڈسک کی نشستیں ہمیشہ مقعر ہوں کبھی مسطح نہ رکھے جائیں اور یہ تو ظاہر ہے کہ اگر یہ ترتیب پذیر ہوں تو پھر نہ اتنے زیادہ مختلف پیمانوں کی ضرورت باقی رہے گی اور نہ نشستوں کی معیاری تقسیم کا مسئلہ اتنا اہم ہوگا۔ بچوں کے لئے موزوں ڈسک انتخاب کرتے وقت محض ان کے قد و قامت کو نہیں دیکھنا چاہئے۔ مثلاً کسی دو لڑکوں کو لیجئے جن کا قد و قامت ایک ہے بہت ممکن ہے کہ ان کے دھڑ اور ہاتھ پاؤں کا ناپ علیحدہ ہو۔ اور ڈسک کی موزونیت میں ان امور کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اس لحاظ سے لڑکے اور لڑکیوں میں بھی فرق ہے لڑکیوں کے دھڑ ہاتھ پاؤں کی نسبت لڑکوں سے زیادہ لمبے ہوتے ہیں۔ مزید براں بارہ اور چودہ سال کے درمیان لڑکوں کے مقابلہ میں لڑکیاں زیادہ جلد جلد بڑھتی ہیں۔

ہالینڈ میں جن یک نشستی یا دو نشستی ڈسکوں کا رواج ہے وہ کسی قدر ترتیب پذیر اور نہایت عمدہ قسم کے ہوتے ہیں۔ ان میں تقریباً دو انچ کا روجمع فاصلہ، ہوتا ہے اور ان کا ڈھلوان تختہ حرکت پذیر ہونیکی وجہ سے
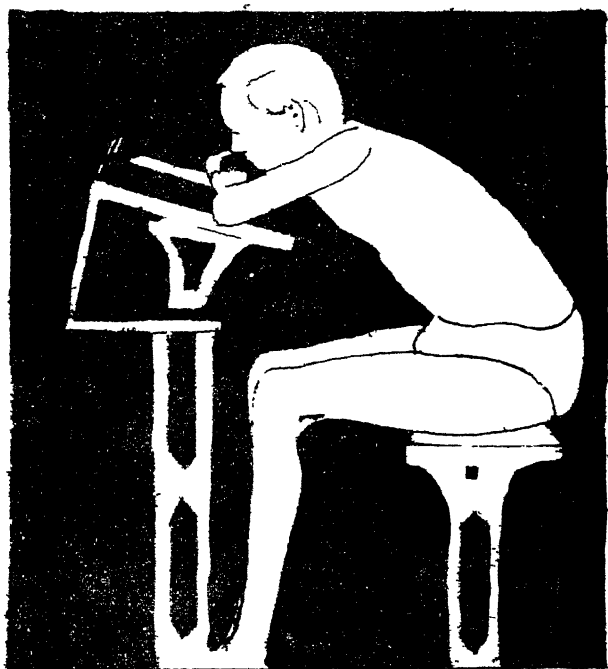
ضمیمہ صفحہ (۹۰)

شکل نمبر ۱۴

"جمع" ڈسک پر بیٹھکر لکھنے کا طریقۂ نشست

شکل نمبر ۱۵

''صفر'' ڈسک کا اچھا طریقۂ نشست

پیٹھ کا ٹیکا نہ ہونے کی وجہ سے اس نشست میں آدمی جلد تھک جاتا ہے

طلباء اس کے نیچے اپنی کتابیں اور آلات رکھ سکتے ہیں اور اس تختہ کو بیٹھنے والے کے قریب کر دینے سے حسب ضرورت "فاصلہ جمع یا تفریق" ہو جاتا ہے۔ اس تختہ کو بند کر دینے سے سیاہی دان ڈھک جاتا ہے اور گرد جمع ہونے نہیں پاتی۔ لوسرن میں تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ ہر جماعت کے لئے پانچ سے لے کر سات مختلف ناپ کے ڈسک درکار ہیں۔ شکاگو میں جب طلباء کے ناپ لئے گئے تو معلوم ہوا کہ ہر مدرسہ کے لئے پانچ مختلف ناپ کے غیر ترتیب پذیر ڈسک اور تین ناپ کے ترتیب پذیر ڈسک ضروری ہیں۔ لہٰذا مطالعۂ اطفال کی کمیٹی نے ہر جماعت یا درجہ کے لئے (۷۵) پچھتر سے لے کر (۸۵) پچاسی فیصدی ترتیب پذیر ڈسکوں کی جو طلبائے جماعت کی جسامت کے لحاظ سے موزوں ہوں اور پندرہ سے لے کر پچیس فیصدی ترتیب پذیر ڈسکوں کی سفارش کی ہے۔[1]

ناموزوں ڈسک اور بالخصوص ایسے ڈسک جن کا "فاصلہ" جمع ہو بچھانے کا نتیجہ ہے کہ اکثر طلباء آگے جھک کر بیٹھتے ہیں۔ اس نشست سے خون کی گردش کم ہو جاتی ہے۔ آنکھیں کمزور ہونے لگتی ہیں۔ پٹھوں پر بار پڑتا ہے۔ تکان محسوس ہوتی ہے۔ اور رفتہ رفتہ نخاع میں خم آجاتا ہے۔ مختلف ناپ کے ایک نشستی ڈسک کے عام استعمال سے نشست کے اکثر مسائل حل ہو سکتے ہیں گو پھر بھی اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ کیوں مدرسہ کی زندگی پر ڈسکوں کا اتنا گہرا اثر پڑے۔ آخر لڑکوں کو اتنی دیر تک بٹھایا کیوں جاتا ہے۔ اگر انھیں قرأت یا زبانی اسباق یا دیگر موقع

---

[1] دیکھو روئداد مطالعہ طفل نمبر ۳ سال ۱۹۰۰ء مدارس عامہ شکاگو نیز شوالی تجلین مصنفہ برگرشٹین

جب ان کے اس فعل سے کام میں ہرج نہ واقع ہو کچھ دیر کھڑے ہونے کی اجازت دی جائے تو ان کی طبیعت بھی نہیں اکتائے گی اور ان کے جسم میں قوت بھی زیادہ پیدا ہوگی۔ لیکن استادگی کے بھی کئی طریقے ہیں۔ ایک تو صحیح قسم کی استادگی ہے اور دوسری غلط قسم کی۔ عام طور پر چاہئے کہ جسم کو سیدھا رکھیں۔ اس کا بار دونوں پاؤں پر مساوی رہے۔ اور ایڑی اور پنجوں پر برابر برابر بوجھ پڑے۔ سر پیچھے کی طرف اور سینہ آگے کی طرف جھکا ہوا ور اگر زیادہ دیر تک کھڑا ہونا ہو تو مندرجہ بالا شرائط کی پابندی کرتے ہوئے آرام سے کھڑے ہونے کی وضع اختیار کی جائے۔

بچوں کا فرنیچر پانچ برس تک کی عمر کے بچوں کے واسطے سطح فرش[1] مناسب خیال کیا جاتا ہے۔ بالک گھر کے ونشتی ڈسک بھی ایسے بچوں کے لئے موزوں ہیں۔ لیکن ان سے بہتر نیچی میزیں ہیں جن کے آگے چھوٹی چھوٹی کرسیوں پر دو دو چار چار بچے بیٹھ سکیں۔ جماعت کو اس طرح چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کر دینے اور پھر میز کرسیوں کے ذریعہ گھر کی فضاء پیدا کرنے سے سماجی جبلت کی تقویت اور خود اظہاری کی تحریک ہوتی ہے۔ یہ انتظام خاص کر ڈرپوک اور بزدل بچوں کے لئے موزوں ہے۔ بالک گھر کی تعلیم کے اس طریقے سے استاد کو نگرانی کرنے اور طلباء تک پہنچنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ کرسی کی وجہ سے بچہ کو حرکت کرنے کی آزادی رہتی ہے، جو اس عمر میں نہایت ضروری ہے۔ جگہ بدلنے سے تکان کے امکانات کم ہو جاتے ہیں یہ تکان ہی ہے جس سے چڑچڑاپن اور ضعف حافظہ

---

[1] ہر جگہ سطح فرش اور میز کرسیاں بجائے ڈھلوان ڈسکوں کے رکھنا ہی اچھا ہے۔

پیدا ہوتا ہے۔ جسمانی۔ اخلاقی۔ دماغی۔ ہر لحاظ سے ترقی کا انحصار مسرت پر ہے اب اگر صف در صف ڈسکوں کی وجہہ سے طلباء کو ایک دوسرے کے پیچھے بیٹھنا پڑے تو باوجود ایک ہی جماعت میں ہونے کے ان میں علحدگی رہیگی اور ان کی سماجی جبلت یقیناً کمزور ہو جائے گی۔

دیواروں کے تختے وغیرہ کمسن بچوں کی جماعتوں کے کمروں میں دیوار پر ہر طرف چاکلیٹی رنگ کی پٹیاں نقش کاری کے لئے لگا دی جائیں جن تک سب کا ہاتھ پہنچ سکے تو مناسب ہے۔ اکثر مدارس میں دستی نقش کاری کے لئے یہ انتظام ہے۔ بعض مدارس میں چھوٹے چھوٹے سیاہ تختے کڑیوں میں لگا کر یا کمرہائے جماعت کی دیواروں پر لٹکا دئے جاتے ہیں۔ یا اگر تار مل سکتا ہو تو مختصر سیاہ تختے اور نقش کاری کی تپائیاں فرداً فرداً ہر طالب علم کو دیجاتی ہیں تاکہ وہ دستی نقش کاری کا کام کرے۔ دستی نقش کاری میزوں پر بھی کی جاسکتی ہے۔ اگر ان میں تار کے ذریعہ سے نقش کاری کی تپائیاں جن پر تختے نصب ہوں لگا دی جائیں لیکن اس میں ہمیشہ نقش کاری کی نازک تپائی کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ رہتا ہے اس لئے نقش کاری کی پٹیاں ہی سب میں موزوں ہیں۔ ایک تو یہ بآسانی صاف ہو جاتی ہیں اور دوسرے اس میں شک نہیں کہ طلباء کو مجبوراً کھڑے ہو کر کام کرنا پڑتا ہے۔ کمسن بچوں اور دیگر طلباء کو مدرسہ میں ضرورت سے زیادہ بیٹھنا پڑتا ہے۔ گاہ گاہ بوقت کار دس پندرہ منٹ تک بڑے بچے ہوں تو اس سے بھی زیادہ کھڑے ہونا بے حد مفید ہے مثلاً طالب علم کھڑا ہو کر نقشے اتارے تو ہاتھ کو زیادہ آزادی کے ساتھ حرکت دے سکتا ہے جس کی وجہہ سے وہ بہتر کام کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ ان اسباب کی بنا پر کمسن بچوں اور بڑی جماعت کے طلباء کیلئے

دیواروں پر نقش کاری کی پٹیاں لگانا ہی بہتر معلوم ہوتا ہے۔ اس میں صرف ایک
عیب ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک تہائی یا آدھی جماعت سے زیادہ بیک وقت
نقش کاری نہیں کر سکتی۔ تار لگی ہوئی نقش کاری کی تپائیوں میں یہ حد بندی تو
نہیں لیکن دوسرے عیوب ہیں۔

سیاہ تختے الماریاں وغیرہ: کمرہ ہائے جماعت میں معمولی سیاہ تختوں اور نقش کاری کی
تپائیوں پر دیواروں کے سلیٹ کا اضافہ ہو تو اور بھی اچھا ہے۔ دیواروں پر
نصب کئے ہوئے سلیٹ کا فائدہ یہ ہے کہ ضروری معلومات دیر تک جماعت کے
پیش نظر رہتے ہیں یہ ہر شخص جانتا ہے کہ جتنے زیادہ حس متاثر ہوں گے تعلیم کا اتنا ہی
زیادہ اثر ہوگا اور ذہنی تصویر اس مناسبت سے روشن ہو جائے گی تعلیمی عمل میں
حافظہ کا بہت بڑا حصہ ہے اور حافظہ کے لئے یہ بہت کارگر تدبیر ہے۔ کسی کام کے دہرانے
میں مختلف قوتوں کا جو لطیف تطابق ہوتا ہے اس کا تکملہ حافظہ کرتا ہے۔ محض سمعی یا بصری
حافظہ کی بہ نسبت متحدہ سمعی بصری حافظہ زیادہ قوی ہوتا ہے اسی طرح سمعی بصری اور
نطقی حافظہ محض سمعی بصری حافظہ پر غالب آجاتا ہے۔ وقس علیٰ ہذا [1]

سیاہ تختوں کے ساتھ دیواروں کے سلیٹ لگانے سے طلباء کی آنکھوں پر بار پہنچتا
اس سلسلے میں استاد کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ چاک کی گرد شش کے لئے مضر ہے اس لئے
گرد پونچھنے کا کپڑا بھگو لیا جائے تو گرد کمرہ جماعت کی ہوا میں سرایت کرنے نہیں پائے گی
ہر کمرہ جماعت میں روزمرہ سامان کے لئے ایک الماری ضروری ہے دیواروں میں
نصب کی ہوئی الماری غیر نصب شدہ الماری کی بہ نسبت آنکھوں کو زیادہ بھلی لگتی ہے
ہر مدرسہ میں فوری علاج کا سامان، سیاہی کی کشتیاں رکھنے کی جگہ اور ایک

---

[1] ملاحظہ ہو رپورٹ ... طفل ... مدارس عامہ ...

عجائبات کی الماری کا ہونا ضروری ہے اس الماری میں ایسا سامان رکھا جائے جو
اسباق کی تفہیم میں کام آسکے نہ ایسی چیزیں جو نری عجائبات ہوں اور کبھی الماری سے
باہر نہ نکلیں۔ کیونکہ پھر واقعی ضروری اشیا کے لئے جگہ نہیں رہے گی۔ اگر طلباء ہی اس
قسم کی الماری میں سامان جمع کریں تو اچھا ہے۔ لیکن انھیں وہ "جو چیز ہاتھ لگی اسے
رکھ لیا" کے اصول سے باز رکھنا چاہئے۔

مزید برآں کمسن بچوں کے ہر شعبہ میں بالک گھر یا عملی کام کا جملہ سامان رہنا چاہئے۔

کمرۂ اساتذہ — جب تک ایک یا ایک سے زیادہ کمرے اساتذہ کے لیے نہ بنائے
جائیں اور ان میں مختلف سامان آسایش آرام کرسیاں حوالجاتی کتب خانہ اور
طہارت کا انتظام نہ ہو۔ مدرسہ کی عمارت نامکمل رہیں گی۔ چونکہ اساتذہ کا کام
عرق ریزی کرنا ہے جب کبھی وہ کام سے فراغت پائیں انہیں ہر قسم کا آرام ملنا چاہئے
اس کمرہ کے قریب ہی مدرسہ کا سامان رکھنے کے لئے ایک کمرہ بھی بنا دیا جائے تو اچھا ہے

تیلئے فرش[۱] — کمرۂ جماعت کی ہوا میں گرد کی موجودگی اور نگر تصاویر کے چوکھٹے
اور الماریوں کی چھتوں پر پڑی ہو جو صحت کے لئے خطرناک ہے اس خطرہ کا سدباب کرنے
یا کم از کم اس کی تخفیف کے لئے فرش کو تیل سے دھونے کا تجربہ کیا جا رہا ہے۔
اس ترکیب سے اس کا مقصد تو پورا ہو جاتا ہے لیکن تیل سے دھونے کے بعد
فرش کی صورت بگڑ جاتی ہے مزید برآں استانیوں کو بجا طور پر شکایت ہے کہ
ان کے سائے خراب ہو جاتے ہیں۔ بہر حال عنقریب موجودہ ترکیب سے شاید کوئی
بہتر تدبیر نکل آئے۔ جرمنی کو چکنے فرش کا طویل تجربہ ہے اور پرشیا کا وزیر تعلیمات
ایک سرکاری یادداشت میں ان کے نتائج پیش کرتے ہوئے اپنے بیان کا خلاصہ

---

[۱] ملاحظہ ہو لندن کاؤنٹی کونسل کے طبی افسر کی رپورٹ و تعلیمات ۱۹۱۱ء

یوں کرتا ہے۔

تجربہ سے اب یہ ظاہر ہوا ہے کہ مندرجہ ذیل طریقے اختیار کئے جائیں تو فرش کے لئے تیل کے استعمال کی پر زور سفارش کی جا سکتی ہے (۱) تیل تعطیلات میں لگایا جائے۔ اور اس میں غیر ضروری تعویق نہ ہوتا کہ اگر فرش صنوبر کی نرم اور سفید لکڑی کے ہیں تو مدرسہ کھلنے تک اڑتالیس گھنٹے اور بلوط کے سخت فرش ہیں تو کم از کم تین دن گذر جائیں (۲) تیل لگانے سے قبل فرش کو گرم پانی اور صابن یا شورے سے خوب دھو کر سکھا لیا جائے۔ (۳) نمدے کے ربڑ سے تیل کی پتلی سی تہ برابر بچھائی جائے تو بہتر ہے (۴) فرش کو بدبو یا بدرنگی سے بچانے کے لئے چاہیئے کہ تازہ اور حتی الامکان بے رنگ تیل کا استعمال کریں (۵) آمد و رفت کی مناسبت سے تیل چڑھانے کی باری مقرر کی جائے۔ خالی پڑے رہنے والے کمروں، تالار اور فنون لطیفہ کے کمروں وغیرہ میں سال میں دو بار معمولی کمرہائے جماعت میں سہ بار اور راہرو میں سال میں چار دفعہ (۶) پتھر کے فرش۔ لکڑی یا پتھر کے زینوں پر ہرگز تیل نہ چڑھایا جائے۔ (۷) قواعد کے تالار اور ورزش گاہوں کے فرش پر بھی تیل کا استعمال نہ کیا جائے (۸) جس فرش پر تیل چڑھایا گیا ہے اسے پھر پانی سے دھونے کی ضرورت نہیں بلکہ روزانہ جھاڑ دینا کافی ہے۔ گاہ گاہ فرش دھویا بھی جائے تو پہلے کپڑے کو خوب نچوڑ لیں۔

دھوپ کے اثر پر یادداشت امپیریل میڈیکل سرچ کونسل نے دھوپ پر تحقیق کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ نہ صرف جسم انسانی پر اس کے اثرات مسکا اور دیگر حیوانی شحم کی خوراک کے مماثل ہیں بلکہ جس ہوا میں سے یہ گزرتی ہے اس پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے جس ہوا میں سے بالائے بنفشی شعائیں گزرتی ہیں وہ ہوا بچوں کے جسم کو وہی غذائی قوتیں پہنچاتی ہے جو خود ان شعاعوں سے دستیاب ہوتی ہیں۔ ٹائمز ۹ر جنوری سنہ ۱۹۲۳ عیسوی

باب دوسرا

"طلباء کی محنت اور ذوق، اساتذہ کی سرگرمی، ہمدردی اور روشن خیالی، اور جس جذبے کے ساتھ کام کیا جائے یہی چیزیں ہیں جن پر کسی نظامِ تعلیم کی قوت کا دار و مدار ہے"

تمہید یادداشت ضابطہ سنہ ۱۹۰۹ء

"جتنے دانشمندی کے کام کیجئے اتنی ہی زندگی کی نعمت عطا ہوتی ہے"

رسکن

جماعت

معمولی مدرسہ میں جماعت کے طلباء کی تعداد

جماعت کام کرنے والی اکائی کی حیثیت سے گو مدرسہ میں فرد ہی جزو واحد ہو سکتا ہے لیکن تنظیم کے نقطۂ نظر سے جماعت کو یکائی خیال کرنا چاہئے۔ بعض افراد کا ایسا مجموعہ جو کسی خاص نصاب تعلیم و تربیت کے لئے یکجا جمع کیا گیا ہو۔

ظاہر ہے کہ کسی مقرر کا اپنے مضمون کی توضیح کرنا اور استاد کا جماعت کو درس دینا دو مختلف چیزیں ہیں۔ اول الذکر صورت میں جب تک مقرر کی آواز ہر شخص تک پہنچ سکتی ہے۔ حاضرین جلسہ کی تعداد غیر اہم ہے۔ یہ سوال

کہ حاضرین کہاں تک اسکی توضیحات سے استفادہ کر رہے ہیں
اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کہ ہر شخص کس حد تک اس کی معلومات سے
بہرہ اندوز ہوا ہے۔ مقرر کے فرائض میں داخل نہیں۔ سامعین کی
تفریح طبع ہو گئی یا ان کو معلومات بہم پہنچ گئیں تو مقرر کے فرائض کا
بیشتر حصہ ختم ہو گیا استاد کا کام اس سے بہت زیادہ طول طویل ہے
اس کے ذمہ نہ صرف توضیح کرنا، سمجھانا، اور دلچسپی پیدا کرنا ہے اور
ہر چیز کو اس طرح پیش کرنا ہے کہ ہر بچہ کی قوائے ذہنی میں ترقی ہو
بلکہ اسے یہ بھی دیکھنا پڑتا ہے کہ جو معلومات بہم پہنچائی گئیں ہیں وہ
ہر رکن جماعت کے ذہن نشین ہوئی ہیں یا نہیں۔ بالفاظ دیگر عملاً
اسے ڈیوڈ اسٹو کے مقولہ پر عمل کرنا چاہیے۔ یعنی "جب تک بچہ سیکھ
نہ لے استاد نے سکھایا نہیں ہے" سیکھنے سے مراد سیکھے ہوئے علم کا
جزو زندگی بنا لینا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ استاد یہ نہ فرض کر لے
کہ بچے خالی ظروف ہیں جن میں خواہ مخواہ معلومات بھرتے جانا اس کا
فریضہ ہے۔

اس مقصد کے لئے ہر طالب علم کی ضروریات کا پورا پورا لحاظ رکھنا
چاہیے۔ اگر کوئی طالب علم سب میں کمزور ہے تو اسے بھی مستثنےٰ نہ کیا جائے
جس طرح ایک بیڑہ کی رفتار اس بیڑہ کے سب میں سست جہاز کی رفتار پر
منحصر ہے۔ اسی طرح کسی جماعت کی ترقی ایک حد تک اس جماعت کے
سب سے کند ذہن رکن کی ترقی پر موقوف ہو گی۔ جہاں تک محض
نصاب کا تعلق ہے اس میں کوئی قباحت نہیں صرف قدرت کی طرف سے
روک تھام کا طریقہ ہے "آہستہ آہستہ آگے بڑھو تاکہ ہر عنصر جاذب ہو جائے"

استاد جماعت کے لئے بہترین مقولہ ہے۔ جماعت کی حقیقی ترقی کے لئے حتی الامکان طلباء پر فرداً فرداً توجہ کرنا، انہیں آزمانا آموختہ سکھانا، اور اُن کی معلومات میں اضافہ کرنا ضروری لوازمات ہیں۔ مزید برآں ان میں اخلاقی ضبط[1] پیدا کیا جائے اور اخلاقی محرک کا ان پر اثر ڈالا جائے۔ اور کند ذہن کے ذہن میں تیزی؛ تساہل پسند کی طبیعت میں چالاکی؛ بے توجہ کے دل میں توجہ پیدا کی جائے۔ تو دوسری سرکوبی کرکے تمام موانع کا ازالہ یا تخفیف کی جائے۔ اور استاد کی قوت بخش روح ہر طالب علم کو متاثر کردے۔ ان تمام باتوں سے واضح ہو جائے گا کہ استاد کے کام سے فرداً فرداً یا بہ حیثیت مجموعی فائدہ اٹھانے کے لئے تعداد طلباء کا محدود ہونا کس قدر ضروری ہے۔

تعداد طلباء اور تبدیلیاں معیار کارکردگی کو مساوی بھی فرض کرلیا جائے تو حالات کے لحاظ سے ان حدبندیوں میں تبدیلیاں ہوتی رہیں گی۔ طلباء جماعت کی تعداد کا انحصار ایک تو استاد کی قابلیت، اس کے اظہار بیان کی صفائی و سلاست، اس کی اخلاقی قوت، اس کی مردم شناسی، اس کی پھرتی اور جماعت کو ضبط میں رکھنے کی صلاحیت پر ہوگا۔ دوسرے طلباء کی استعداد اور ادراک کی کمی و بیشی کو بھی اس میں دخل ہے۔ اور پھر کمرۂ جماعت کی وسعت۔ اور مضمون درس کی نوعیت پر بہت کچھ اس کا دارومدار ہے۔ مثلاً سائنس کا عملی سبق دینے کے لئے ایک ہی استاد مقرر ہو تو تعداد طلباء بیس سے

---

[1] انسان کی فضیلت اس کے ارادے پر موقوف ہے نہ کہ اسکے علم پر" ہربارٹ

زائد نہو برخلاف اس کے موسیقی کا زبانی درس دینا ہو تو تالار یا معمولی کمرے میں جتنی گنجایش ہو اتنے طلباء رہ سکتے ہیں۔ بشرطیکہ استاد ان سب کی توجہ اور ذوق قایم رکھ سکے۔

طلباء جماعت کی تعداد اکثر مدرسہ میں اس جماعت کی حیثیت پر بھی موقوف ہے۔ یعنی اس کا تعلق بڑے درجوں سے ہے یا چھوٹے درجوں سے مدرسہ کے بڑے درجوں میں آموختہ سکھانا، تصحیح جوابات، اور عام طور سے زیادہ سخت نگرانی کرنا پڑتی ہے جس کی وجہ سے کثیر التعداد جماعتیں تقریباً ناممکن ہیں۔ ورنہ پھر کارکردگی کا اعلیٰ معیار نہیں قایم رہ سکتا۔ علاوہ ازیں تعداد طلباء کا دارومدار تعلیمی بورڈ کے قواعد اور مقامی حکام کے احکام پر بھی رہے گا۔ جہاں تک ان کا تعلق کمرے کی گنجایش[1] یا استاد جماعت کی حیثیت[2] سے ہے۔

تبدیلی تعداد کی ایک اور شرط باقی رہ گئی ہے جو قاعدہ مذکورہ سے مستثنےٰ ہے۔ یعنی وہ خاص مقاصد جس کے لئے جماعت بنی ہے ظاہر ہے کہ معمولی استعداد ترقی رکھنے والے طلباء کی بہ نسبت غیر معمولی کم استعداد و قابلیت رکھنے والے بچوں کی جماعتیں زیادہ قلیل التعداد ہونگی۔

جماعت کے طلباء کی تعداد پر گزشتہ زمانہ میں جو پابندیاں عاید کی گئیں وہ ایک دوسرے سے بہت کچھ مختلف تھیں۔ اکثر دفعہ ان کا تعین کرتے وقت تعلیمی سہولتوں کی بجائے کفایت کو مدنظر رکھا گیا۔

---

[1] ضمن ۱۳۰ اور ضمن ۱۹ مجموعہ قوانین ۱۹۲۲ء

[2] ضمن ۱۳ اور ضمن ۳۳ مجموعہ قوانین ۱۹۲۲ء

لیکن ابھی حال میں بعض روشن خیال مقامی حکام نے تعداد طلباء کو معقول حد تک گھٹانے کی جو کوششیں کی ہیں ان کے بالواسطہ نتائج کا اثر دور دور تک محسوس ہو رہا ہے[1] اور ہم سمجھتے ہیں یہ قدم صحیح راستہ پر اٹھایا گیا ہے۔ انگلستان میں ایک سند یافتہ استاد جماعت کے لئے ساٹھ بچوں کی حد مقرر کی گئی ہے۔ روزمرہ[1] حاضری کے لئے اس طرح ایک غیر سند یافتہ استاد کے لئے ۳۵[2] اور متعلم استاد کے لئے ۲۰ کی شرط ہے۔ اس امر کا خیال کرتے ہوئے کہ طلباء پر فرداً فرداً توجہ کرنا استاد کے فرائض میں داخل ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تعداد مذکورہ اساتذہ کیلئے

---

(۱) "روزمرہ حاضری" اوسط حاضری کا مترادف نہیں ہے۔ [دیکھو ضمن ۱۴۰ مجموعہ قوانین ۱۹۲۲ء اور اس کا مقابلہ ضمن ۱۲ (الف) سے کرو) ظاہر ہے کہ اوسط کم ہوگا۔ لندن کی کونٹی کونسل کا اوسط بشمول صدر مدرسین ۴۱ سے لے کر ۴۳ تک ہے۔ ان مدارس میں سند یافتہ مددگار مدرس کے لئے ۵۰ طلباء کی اوسط حاضری کی حد ہے۔ اس شرط کا دارومدار ایک غیر نوشتہ قانون پر ہے جس کی سختی سے پابندی نہیں کی جاتی۔ انتظامات اساتذہ میں متعلم اساتذہ کا ہمیشہ لحاظ نہیں کیا جاتا۔ لیکن مدرس طلباء اکثر متعین تعداد اساتذہ میں محسوب کئے جاتے ہیں

(۲) ضمن ۱۲ فہرست ۱ مجموعہ قوانین ۱۹۲۲ء۔

(۳) ضمن ۱۲ مجموعہ قوانین ۱۹۲۲ء اور ضمن ۳۸ (ب) اساتذہ مدارس ابتدائی کی تعلیم کے ابتدائی حصہ سے متعلق قواعد۔ نیز ملاحظہ ہو مجموعۂ قوانین کی فہرست نمبر (۳)

اور بالخصوص سند یافتہ اساتذہ کے لئے بہت زیادہ ہے نہ صرف یہ کہ فی نفسہ تعداد زیادہ ہے بلکہ اس لحاظ سے بھی کہ اس کے تعین میں نہ تو ان جماعتوں کا لحاظ رکھا گیا ہے جن میں دو یا دو سے زیادہ فریق یا درجے ہوتے ہیں اور نہ مدرسہ کی بڑی اور چھوٹی جماعتوں میں کوئی تفریق کی گئی ہے۔ یہ اصول ناقص ہے۔ آخر کے دو امور بہت اہم ہیں عام اس سے کہ وہ ایک اجمالی اور اصولی چیز ہو۔ تقرر اساتذہ کی کوئی تجویز اس وقت تک تشفی بخش نہیں ہو سکتی جب تک ان باتوں کا خیال نہ رکھا جائے۔

سرکاری قواعد میں تھوڑی سی ترمیم ہونا چاہئے[1] مختلف حالات کے لحاظ سے تقرر اساتذہ میں مناسب رد و بدل کی ضرورت ضمن زیر بحث کی منسلکہ یادداشت سے خود واضح ہے۔ یہ یاد رہے کہ تعلیمی بورڈ منظوری امداد سے قبل کمترین تعداد اساتذہ مقرر کر دیتا ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ یہ تعداد مدرسہ کی کارکردگی کے لئے کافی ہے۔ بہرحال تعداد اساتذہ کے کافی ہونے نہ ہونے کا اندازہ لگاتے وقت کسی مدرسہ کی مخصوص حالت اور گرد و پیش کے عام تعلیمی حالات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔[2]

ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور نو آبادیات میں تقریباً وہی عمل ہوتا ہے جو ہمارے ہاں (انگلستان میں) ہے۔ نیویارک میں جماعت کی حد پچاس ہے اور اوسط حاضری فی استاد ۳۶[3] ہے۔ اس میں صدر مدرس اور زائد مدرسین

---

[1] ضمن ۱۲ (الف) مجموعۂ قوانین ۲۲ ۱۹ء

[2] ضمن ۱۰ مجموعہ قوانین ۲۲ ۱۹ء

[3] اوسط حاضری فی استاد بشمول صدر ۴۴ ہے ملاحظہ ہو مہتمم شہر کی روداد برائے سال ۱۹۰۳ء

داخل نہیں۔ کیونیسلنڈ میں اوسط فی استاد ۲۹ہے۔[۵]

جرمنی کے مختلف حصوں میں جماعتی اعداد مختلف ہیں۔ برلن کے مدارس[۶] میں اوسط تعداد فی استاد ذیل کی جدولی کیفیت سے معلوم ہو سکتی ہے۔ وہاں جماعت اول سب سے بڑی جماعت اور انگلستان کے درجۂ ہفتم کے مساوی ہے۔

جماعت اول۔	۳۵	جماعت پنجم	۵۰
جماعت دوم۔	۳۸	جماعت ششم	۵۴
جماعت سوم	۴۱	جماعت ہفتم	۵۶
جماعت چہارم	۴۵	جماعت ہشتم	۵۷

برلن میں مدارس کی تنظیم "ہشت جماعتی" اصول پر کی جاتی ہے۔ چھ سال سے لے کر چودہ سال تک کی عمر کے طلباء شریک کئے جاتے ہیں مختلف جماعتوں میں وہی مدارج قائم ہیں جو انگریزی درجوں میں تھے جن کی اب کوئی قانونی حیثیت باقی نہ رہی۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ برلن کے اعداد حاضری سے چنداں مختلف نہیں ہیں۔ انھیں تعلیمی اور معاشی مطالبات کا ایک معقول سمجھوتہ تصور کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر سب سے چھوٹی تین جماعتوں میں پچاس سے زیادہ تعداد نہ ہو تو عملاً یہ انتظام قابل اطمینان ہے۔ اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ انگلستان کے حالات میں بالخصوص بعض مقامات پر

---

[۵] روئداد برائے ۱۹۰۳ء

[۶] مسٹر اینڈریو کی روئداد سررشتۂ اسکاٹلینڈ ۱۹۰۳ء - ۱۹۰۱ء میں سلطنت ... طلباء کا اوسط فی استاد ... سلطنت ... میں تعلیم عامہ کی تنظیم تاریخ ۱۹۰۳ء مصنفہ ڈاکٹر کلیمنر

یہ تعداد سب سے چھوٹی تین جماعتوں کے لئے اتنی زیادہ ہے کہ کارکردگی برقرار نہیں رہ سکتی۔ اگر کسی شعبہ میں فی استاد تعداد طلباء کا اوسط ۲۵[۱۵] ہو بشرطیکہ تمام اساتذہ ضروری لیاقت رکھتے ہوں، تو تعلیمی معیار ایک حد تک پورا ہو جائے گا۔ لیکن چونکہ دنیا کی اور چیزوں کی طرح تعلیم بھی مالی قیود سے آزاد نہیں ہے اس معیار کو پہنچتے پہنچتے ایک عرصہ لگے گا۔ اور غالباً ملک کے ہر حصہ کو فوراً یہ بات نصیب نہ ہو گی۔ ان مجبوریوں کو فراموش کر دینا ایسا ہی ناقابل عمل ہے جیسا کہ "آنے والی دنیا کو پھاند لینا"۔

جماعتوں کی تعداد کے تعین میں کمروں کی گنجایش اور استاد کی حیثیت کا جو حصہ ہے اس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ مجموعہ قوانین میں بحاظ طور پر کمرے کو کھچا کھچ بھر دینے اور استاد پر بے جا بار ڈالنے کی ممانعت ہے۔

یہاں اس مسئلہ کی تمام امتیازی خصوصیات پر بحث کرنا ناممکن ہے ہم صرف ایک مثال پیش کریں گے جس میں تعداد طلباء استاد کی حیثیت کے لحاظ سے تو زیادہ ہے لیکن کمرے کی گنجایش کا خیال کرتے زیادہ نہیں۔ استاد کی حیثیت انتظام جماعت کا ضروری جزو نہیں ہے۔ لیکن اگر طلباء کی روزمرہ حاضری سے اساتذہ کا بہ حیثیت مجموعی تناسب دیکھا جائے تو پھر یہ بھی ایک عنصر ہے کیونکہ ہر استاد کا درجہ ایک عددی قیمت

---

۱۵ لندن کونٹی کونسل نے تمام نئی عمارات کی تعمیر کے لئے بڑے شعبوں کی حد تک یہ شرط منظور کر لی ہے۔ انگلستان کی مرد جماعت اپنے تعلیمی نظام العمل میں جماعتوں کے طلبا کی تعداد یوں مقرر کرتی ہے۔ ۳۵ فی جماعت (آیندہ قایم ہونے والے مدارس میں[۴۰]) مرکزی مدارس میں ۲۵۔

حصہ ۱۲ (الف) مجموعہ قوانین ۱۹۳۲ء

رکھتا ہے۔ گویہ سرکار کی جانب سے معین کی ہوئی قدر چند عام اصول پر مبنی ہے اور اس کا تعلق مجموعی تعداد اساتذہ سے ہے نہ کہ ہر ایک استاد کی انفرادی قابلیت سے۔ منتظم تو یہ دیکھے گا کہ جو کام استاد کے سپرد کیا گیا ہے آیا وہ اس کے قابل بھی ہے یا نہیں ایسی صورت میں استاد کی حیثیت کا سوال لازمی طور پر نہیں پیدا ہوتا۔ ایک غیر سند یافتہ استاد کے ذمہ ۵۰ یا ۶۰ طلباء کی جماعت ایک سند یافتہ استاد کے ذمہ ۳۵ یا اس سے بھی کم طلباء کی جماعت رہ سکتی ہے بشرطیکہ (الف) اپنی حیثیت سے قطع نظر استاد جماعت کے قابل ہو (ب) تمام مدرسہ کے طلباء کی روزمرہ حاضری اور جماعتوں کی مجموعی عددی قیمت کا تناسب قائم رہے[1]۔ بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ ایک غیر سند یافتہ استاد میں سند یافتہ استاد سے زیادہ پڑھانے اور ڈسپلن قائم رکھنے کی قابلیت پائی جاتی ہے۔ لہذا سرکاری احکام کی پوری پابندی کرتے ہوئے بھی منتظمین اساتذہ میں کام تقسیم کرتے وقت اپنے امتیازی اختیار کو کام میں لا سکتے ہیں۔ اس وقت ایک معقول حد تک استاد کی حیثیت کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ جماعت اول ایک مدرس طالب علم کے حوالہ کر دی جائے۔

اس مسئلہ کے کئی پہلو ہیں۔ مثلاً اکثر دفعہ تنظیم جدید کی مجبوریوں سے تعلیمی سال کی ابتدا میں دو یا تین بڑی جماعتوں کو ملا دینا پڑتا ہے۔ ایسی صورت میں بعض دفعہ ۶۰ سے زیادہ اور بعض دفعہ ۷۰ سے زیادہ طلباء کی ایک ہی جماعت سند یافتہ استاد کے سپرد ہوتی ہے منتظم جانتا ہے

---

[1] ضمن ۱۰ اور ۱۲ مجموعہ قوانین ۱۹۳۲ء

کہ رفتہ رفتہ یہ تعداد کم ہو جائے گی لیکن اس اثنا میں کیا کیا جائے ؟ اس کے لئے دو راستے ہیں یا تو زائد طلباء کی تعلیم کا علیحدہ انتظام کیا جائے اور اور اس غرض سے موزوں لڑکے چن لئے جائیں۔ یا استاد کو اس قسم کی ضمنی امداد دی جائے کہ مجموعہ قوانین کی شرائط پوری ہو لیں[1]۔

یہ اور اسی قسم کی دیگر مشکلات جو کسی اور شکل سے حل نہ ہو سکیں ان کیلئے نیو یارک میں یہ قاعدہ ہے کہ زائد طلباء دوسرے مدرسہ میں منتقل کر دیے جاتے ہیں۔ لیکن یہ انتظام اطمینان بخش نہیں ثابت ہوا۔ ان پیچیدہ مشکلات کا ایک دوسرا علاج، جس کا تعلق بالخصوص مدرسہ کی بڑی جماعتوں سے ہے جو ابتدائے سال میں تو کثیر التعداد رہتی ہیں اور اواخر سال میں قلیل التعداد ہو جاتی ہیں، یہ ہے کہ کم و بیشی کی گنجایش چھوڑی جائے یعنی ایک تو کمترین گنجایش ہو اور دوسری بیشترین گنجایش۔ بیشترین گنجایش صرف اسی وقت نکالی جائے جب موقتی ضروریات آپڑیں۔

ظاہر ہے کہ حفظ صحت کے قوانین اس تحریک کے سلسلہ میں مقدم ہیں بیشترین گنجایش میں صحت بخش حالات برقرار رہیں اور شعبہ کی گنجایش کمروں کی کمترین گنجایش کے حساب سے معینہ مقدار میں ہو۔ غالباً کل گنجایش کی سب میں سہولت افزا شرح ۵ : ۴ ہو گی یعنی کمترین گنجایش میں چار نشستیں ہوں تو بیشترین میں پانچ۔

کمرے کی گنجایش یا استاد کی حیثیت اور جماعت کے طلباء کی تعداد میں

---

[1] ضمن ۱۴۳ مجموعہ قوانین ۱۹۲۲ء "کسی ایک استاد کے زیر تعلیم جماعتوں یا جماعت کی تعداد طلباء جو رجسٹر میں مندرج ہو وہ ۶۰ سے زیادہ نہ ہو وغیرہ"

کوئی ضروری تعلق نہیں ہوتا لہٰذا منتظم کو آئے دن مشکلات کا سامنا کئے اور ان پر غلبہ پائے بغیر چارہ نہیں۔ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے استاد کو جس حد تک تعداد طلبا بڑھانے کی اجازت سرکار نے دی ہے وہ بھی ہماری رہنمائی نہیں کرتی۔ پھر اس پر طرفہ یہ کہ افراد کی ذاتی قابلیتوں میں جو تفاوت ہے اسے بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

تنظیم کے ان مسائل میں دو مسائل ایسے ہیں جنھیں منتظم حل نہیں کر سکتا گو مختلف حیثیت و قابلیت رکھنے والے اساتذہ میں سے انتخاب کرنے میں ایک حد تک اس کی مشکل دور ہو جاتی ہے۔ لہٰذا بحالت مجبوری اسے وہی راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے جو سب میں کم دشوار گزار ہے یعنی جماعت کو استاد کے اور حتی الوسع کمرے کے مناسب حال بنانا۔ استاد کو جماعت کے لئے موزوں بنانا ضروری ہے۔ لیکن ابتدائے سال میں ایسا کیا بھی جائے تو منتظم کی مصیبتوں کا خاتمہ نہیں ہوتا۔ نئے داخلے خصوصاً چھوٹی جماعتوں میں اور مختلف جماعتوں کے اندر مختلف بچوں کی کم زیادہ ترقی اس انتظام کو درہم برہم کر دے گی۔ لہٰذا گاہ گاہ معقول تغیرات کرنا پڑیں گے۔ اور اگر ہر طالب علم کو اس کی قابلیت کی بنا پر یا میقاتی ششماہی ترقی دی جائے تو ان تبدیلیوں میں اور بھی سہولت پیدا ہو جائیگی۔

تعلیم کے سالانہ نصاب جو درجے کہلاتے ہیں (اصولاً امتحانات کے درجے نہ کہ نصاب تعلیم کے) وہ اسلئے مفید ثابت ہوئے ہیں کہ اول تو ہر شخص ان سے واقف ہے۔ دوسرے انھیں عام مقبولیت حاصل ہے اور ان پر ہر جگہ عمل ہو رہا ہے۔ لیکن ان درجوں کا سال بھر کے لئے ہونا اس بات کی دلیل خیال کی جاتی ہے کہ ختم سال سے پہلے درجہ

نہ چڑھایا جائے۔ خواہ مساوی قابلیت و استعداد کی بنا پر جدید تنظیم کا امکان ہی کیوں نہ ہو۔

بلاشبہ یہ سالانہ درجے جو غیر تغیر پذیر ہوتے ہیں کئی اوسط سے زیادہ ہوشیار اور ذہین طلباء کی ترقی میں غیر ضروری رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں اب جبکہ درجہ بندی سرکاری طور پر موقوف ہوگئی ہے۔ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ تقویمی یا تعلیمی سال میں کوئی اثاثی خوبیاں نہیں ہیں۔ گو پہلے بھی از روئے مجموعہ قوانین منتظم کو کافی آزادی حاصل تھی لیکن اب تو وہ بیجا ایسے انتظامات تعلیم کرسکتا ہے جو طلباء کے مناسب حال ہوں اور انہیں حتی الامکان مختلف حالات کا پابند بناسکیں۔ موجودہ قواعد کے تحت یہ ضروری نہیں کہ ہر سال نصاب میں مطابقت ہو بشرطیکہ غیر معمولی تبدیلی کی معقول وجہ بتائی جائے۔ لیکن کوئی عقلمند استاد خواہ مخواہ نصاب کے تطابق میں خلل اندازی کی جرأت نہیں کرے گا۔

درجوں کے متعلق جو کچھ کہا گیا مدرسہ صبیان کے مدارج یا زینوں پر بھی صادق آتا ہے لیکن اس کی بحث آگے آئے گی جب ترقیات کا ذکر کیا جائے گا۔

کثیر التعداد جماعتیں یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ کثیر التعداد طلباء کا جماعت میں ہونا نقصان ہی نقصان رکھتا ہے بلاشبہ ایسی جماعتوں میں قباحتیں ہیں۔ لیکن ان میں چند فوائد بھی ہیں گو وہ نقصانات کی نسبت کم ہی کیوں نہ ہوں۔ ہمدردی ایک زبردست تعلیمی قوت ہے۔ اگر کسی جماعت میں سب ایک ہی مقصد کے لئے کام کر رہے ہیں اور بحیثیت ہم جماعت ہونے کے ایک دوسرے سے

ہمدردی رکھتا ہے، تو لازمی طور پر کثرت تعداد سے ہمدردی۔ دوستانہ مسابقت،¹ اخلاقی قوت اور ذہنی سرگرمی کے جذبات پیدا ہوں گے۔ ایک حد تک جتنی بڑی جماعت ہو گی اتنی ہی زیادہ مسابقت رہیگی، اور اخلاقی قوت کی تحریک سے دماغی اشتہا تیز ہونے لگے گی۔
بڑی جماعتوں کی تعریف میں مختلف استعداد رکھنے والے طلباء کی جماعتوں کا اتحاد بھی داخل ہے۔ گویہ اتحاد جماعت مطلق نہیں لیکن اضافی ضرور ہے۔ ان بڑی جماعتوں سے افراد میں خوداعتمادی اور جدت پیدا ہوتی ہے۔
موجودہ زمانہ کی بعض تعلیمی ترقیات میں اگر کوئی خطرہ ہے تو وہ یہی ہے کہ طلباء ضرورت سے زیادہ استاد کے دست نگر ہو جاتے ہیں۔ تعلیم کا جوہر طالب علم کی جد و جہد ہے، نہ کہ استاد کی۔ فروبل کا مقولہ۔ شاگرد پر صادق آتا ہے، نہ کہ استاد پر۔ استاد کا کام حکیمانہ اور دوستانہ رہنمائی کے سوا کچھ بھی نہیں۔
کثرت تعداد سے جو ہمدردی کی لہر دوڑ جاتی ہے اس کا اثر استاد شاگرد پر یکساں پڑتا ہے۔ وہ خاص اخلاقی اتحاد جو استاد و شاگرد کو ایک ہی رشتے میں منسلک کر دیتا ہے، دراصل جذبات کی ان لہروں کا نتیجہ ہے جو استاد سے شاگرد، اور شاگرد سے استاد کو پہنچتی رہتی ہیں اور جن سے دونوں فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ان جذبات کے تحت استاد اپنے اندر

---

¹ موجودہ ترقیات مثلاً ماڈیسوری نظام طریق ڈالٹن وغیرہ اس احساس کا نتیجہ ہیں کہ سابقہ ترقیات کے نقائص میں اصلاح کی ضرورت ہے۔

ایک غیر معمولی قوت محسوس کرتا ہے اور اپنی قابلیت سے نادری درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ لیکن یہ تمام فوائد اسی وقت حاصل ہو سکتے ہیں جب استاد قابل ہو۔ اوسط قابلیت رکھنے والے یا کمزور استاد کے ہاتھوں میں جماعت کی حالت بد سے بدتر ہو جاتی ہے لہذا مذکورہ بالا بیان کو بڑی جماعتوں کی قصیدہ خوانی نہیں خیال کرنا چاہئے۔ ہم نے صرف تصویر[1] کا بہترین رخ دکھانے کی کوشش کی ہے ورنہ معمولی حالات میں اعلیٰ جماعتوں کیلئے ۳۰ یا اس سے بھی کم طلباء کا اوسط مناسب ترین ہے۔

تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ بڑی جماعتوں کی وجہ سے عام طور پر بڑی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ان میں کئی عیب نظر آتے ہیں سب سے بڑا عیب تو یہ ہے کہ ہر فرد سے باوجود قربت کے بعد پیدا ہو جاتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ جماعت کے اندر جذب ہو جاتا ہے اور "اوسط بچے" کا تصور ان انفرادی خصوصیات کو چھپا دیتا ہے جو دراصل تعلیمی اعمال میں سب سے زیادہ توجہ کی محتاج ہیں۔ ظاہر ہے کہ جو تربیت انفرادی حسن و قبح کو نظر انداز کردے وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جن کمیات و کیفیات کا علم ہے ان کی اصلاح نامعلوم کمیات و کیفیات کی بہ نسبت زیادہ آسان ہے۔ جس فرد کی تربیت کرنا ہے اس سے واقفیت رکھنا اعلیٰ تربیت کی اولین شرط ہے۔ یہ تو ہوا استاد کا فریضہ یعنی اسے شاگرد کی رگ رگ سے واقف ہونا ضروری ہے۔ طالب علم پر اس کا یہ اثر

---

[1] بعض حالات میں کثیر اساتذہ رحمت ثابت ہوئی ہے کیونکہ ایسی صورت میں استاد کو مجبوراً طلباء میں ذاتی کوشش کا شوق پیدا کرنا پڑتا ہے۔ تعلیمی بورڈ کی روئداد ۱۹۰۹ء صفحہ

ضمیمہ صفحہ (۱۱۱)

شکل نمبر ۱۶
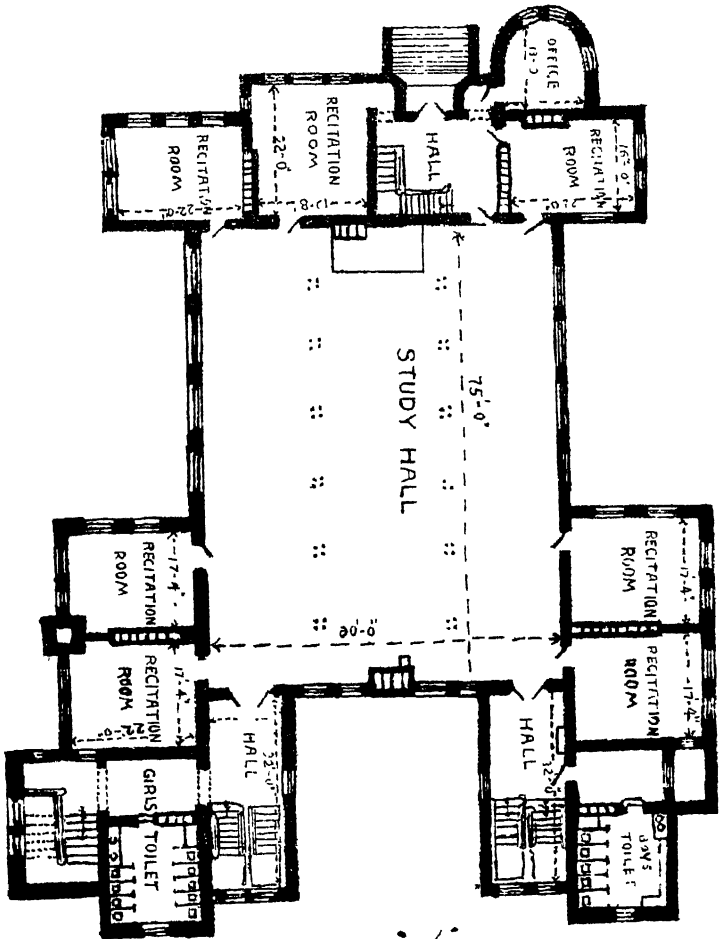
پڑتا ہے کہ بڑی جماعت میں وہ اپنے بُعد کو محسوس کرنے لگتا ہے۔ اسے یہ احساس رہتا ہے کہ اسے کوئی سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا اور یہ کہ اس جیسے بیسوں اور ہیں۔ لہٰذا اس میں مدرسہ اور جماعت کے ساتھ ذمہ داری کا احساس بجائے بڑھنے کے اور گھٹ جاتا ہے۔

بعض حالات میں بڑی جماعتوں کا وجود جائز بلکہ ضروری ہے مثلاً موسیقی کی جماعت جس میں دو یا دو سے زیادہ جماعتوں کو ملا دینا ہی اچھا ہے۔ اگر کوئی اس پر حد بندی ہے تو وہ گنجایش مقام اور استاد کی ضبط قائم رکھنے اور درس دینے کی قابلیت ہے۔ قانونی اسباق بھی معمول سے بڑی جماعت میں دئے جا سکتے ہیں ایک دوسری مثال طیاری اسباق کی جماعت کی ہے۔ امریکن مدارس میں عام طور پر خانگی مطالعہ کے لئے تالار سے کام لیا جاتا ہے۔ جدت اور ذاتی کوشش کا سلیقہ پیدا کرنا اس کا منشا ہے۔ اس میں اساتذہ کی بھی کفایت ملحوظ ہے کیونکہ نگرانی کے لئے پڑھائی کے مقابلہ میں کم اساتذہ درکار ہوتے ہیں۔ سبق دہرانے کی مشق بازو کے کمروں میں کی جاتی ہے جیسا کہ ذیل کے نقشے سے ظاہر ہے لیکن یہ صرف انہیں مکانات میں ممکن ہے جو اس مقصد کے لئے تعمیر کئے گئے ہیں اور جن میں اس کا خاص ساز و سامان موجود ہے۔

شکل ۱۶۔ ایک امریکن مدرسہ کا نقشہ جس میں مطالعہ کا تالار اور قرأت کے کمرے دکھائے گئے ہیں۔

ایک استاد رکھنے والا یا غیر درجہ بند مدرسہ

اس قسم کا مدرسہ غیر آباد اور دور افتادہ دیہات میں پایا جاتا ہے سوزن کاری کے لئے ایک مددگار رہوتا ہے ورنہ ایک ہی استاد مدرسہ کا سارا کام دیکھ لیتا ہے صدر مدرس بھی وہی ہوتا ہے اور مددگار مدرس بھی وہی۔ روزمرہ نگرانی کے لئے کچھ طلباء البتہ مانیٹر مقرر کئے جاتے ہیں ان حالات میں بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تنظیم بالکل ندارد ہے لیکن حقیقت میں ایک حد تک عمدہ کارکردگی کے قیام و بقا کے واسطے یہیں سب میں زیادہ تنظیم کا موقع ہے۔ استاد کو ایک وقت میں جسمانی حیثیت سے دو چار جگہ رہنے کا مسئلہ حل کرنا پڑتا ہے اور پھر سارے مدرسہ کی فضا کو اپنے روحانی وجود سے مملو کرنا بھی ضروری ہے۔ ان حالات میں جو مشکل پیش آتی ہے وہ تو ظاہر ہے خصوصاً جبکہ اتفاقاً مدرسہ میں جماعت اول سے لے کر ششم یا ہفتم جماعت کے طلباء تک جمع ہوجائیں اور اس سے بھی زیادہ شومئی قسمت وہ ہے کہ جب ننھے بچے بھی موجود ہوں اور ان کا تنہا استاد صنف نازک سے ہو[لہ]

لہ دیکھو ضمن ۲ (و) اور ۳۴ (ھ) نیز جدول فہرست ۴ (۳۱) مجموعۂ قوانین سنہ ۱۹۲۲ء دیکھو صفحہ ۱۶۲ (اصل کتاب) جس میں "طریقۂ ڈالٹن" اور ایسے مدارس کی ضروریات کے لحاظ سے اس میں "ترمیم" کا بیان درج ہے۔ دوسری "نظام الاوقات" (ضمیمہ) اور پہلے سے طیار کئے ہوئے سبق کے تختوں کے ذریعہ سے استاد تمام طلباء کو مفید کام میں مصروف رکھنے کا مشکل مسئلہ کامیابی کے ساتھ حل کرسکتا ہے۔

بعض ممالک[۵۱] میں ان چھوٹے چھوٹے مدارس کو ملا کر ایک مرکزی مدرسہ بنانے کا مسئلہ، یا ہمسائے کے بڑے مرکزوں میں انہیں ضم کر دینے کا سوال کامیاب طریقے سے حل کیا گیا ہے۔ سواریوں کے ہوتے بھی فاصلہ کا واجبی ہونا اس مسئلہ کے تشفی بخش حل کے لئے ضروری ہے۔ امریکہ میں یہ طریق کار بکثرت مروج ہے، کنیڈا بھی اس کے فوائد محسوس کرتے ہوئے اس پر عمل کرنے لگا ہے۔

اس ملک[۵۲] (انگلستان) میں منتشر رقبات سے بچوں کو ایک مدرسہ میں جمع کرنے کا رواج۔ ڈیون۔ کونول اور گلوسٹر شر میں پایا جاتا ہے، جہاں یہ دیکھا گیا ہے کہ سواری کا شوق اور بارش اور موسم کی خرابیوں سے بچنے کا خیال حاضری پر اچھا اثر ڈالتا ہے۔ مزید برآں بڑے مدرسہ کی تعلیم صحت بخش اور وسیع عمارت جس میں جماعتی احساس نشو ونما پاتا ہے، اور ایسی تنظیم جس کی بنیاد عمدہ جماعت بندی پر رکھی جائے، وہ فوائد ہیں جن سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔

جہاں اس قسم کی خاطر خواہ سہولتیں موجود نہیں وہاں اس وضع کے چھوٹے مدارس کے واسطے جن میں کوئی یکسانیت نہیں، قابل اطمینان جماعت بندی اور تقسیم کار کے اصول دریافت کرنا اگر ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔ غالباً تنظیم کی بہترین صورت وہ ہوگی کہ استاد جماعت بندی کے ان اختیارات سے پورا پورا فائدہ اٹھائے جو اسے از روئے مجموعۂ قوانین حاصل ہیں۔ تاریخ، جغرافیہ، قواعد اور دیگر مضامین جماعت کے لئے

---

۵۱ سنہ ۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات میں اس کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ ۸۸ء

۵۲ دیکھو "دی اسکول" (۲ د ۱) ۸۸ میں مسٹر جے۔ سی۔ ٹڈ کا مضمون۔

عموماً دو سے زیادہ فریق ہوں۔ اور حتی الوسع زبانی اسباق کے درمیان ایسے مضامین رکھے جائیں جن میں ذاتی اور خانگی کوشش کی گنجایش ہے۔ انفرادی مطالعہ جس قدر بھی ہو سکے اچھا ہے یہ بھی ضروری ہے کہ استاد "مضامین جماعت" کے اسباق کو فرداً فرداً ہر طالب علم کی ذہنی اور اخلاقی تربیت کا ذریعہ خیال کرے۔

یہ فرض کرتے ہوئے کہ مدرسہ میں صغیر سن اطفال نہیں پڑھتے ہیں جنکی وجہ سے پیچیدگیاں پیدا ہوں اور یہ کہ طلباء کے کل چھ یا سات درجے ہیں ایسی صورت میں جماعت کی تعلیمی اغراض کے لئے مدرسہ کو دو حصوں میں تقسیم کرنا چاہئے۔ حصۂ تحتانیہ میں درجۂ اول سے درجہ سوم تک اور باقی دوسرے حصے میں مضامین جماعت کا نصاب ان دونوں حصوں کے مناسب حال ہو۔ حصۂ تحتانیہ میں بجائے باقاعدہ گرمیر کے انشا سکھائی جائے حصۂ فوقانیہ کے لئے تین چار سال کا نصاب اور اسی مناسبت سے تحتانیہ کا انتظام کیا جائے۔ سالانہ نصاب متراکب رہے تاکہ درجہ چڑھنے والے طلباء کو دشواری نہ محسوس ہو۔ طیاری نصاب کے بعد بھی ہر فریق کے طلباء کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے استاد کو وقتاً فوقتاً لاتعداد تبدیلیاں کرنا پڑیں گی۔

مضامین ثلاثہ (یعنی نوشت وخواند وحساب) میں ایک ہی قسم کی درجہ واری تعلیم کی ضرورت نہیں پیدا ہوتی۔ اگر استاد جماعت کے ہر فریق کی استعداد کے لحاظ سے قبل از قبل اسباق طیار کرے تو ہر طالب علم کی تشفی ہو جانا چاہئے۔ چونکہ اس تحصیل کا کام طلباء کی خانگی کوششوں پر موقوف ہے، اس کی آزمایش کر لینا ضروری ہے

اور یہ اوقات مدرسہ کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ اس غرض کے لئے چار بجکر دس منٹ پر چھٹی دے دیجاتی ہے۔

استاد کے وقت کی مفید تقسیم اس طرح پر ممکن ہے کہ جب مدرسہ کا ایک حصہ زبانی اسباق میں مصروف ہو تو دوسرا حصہ انفرادی مطالعہ میں مشغول رہے۔ لیکن اس تقسیم پر ہر وقت عمل نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً فرض کرو کہ استاد فوقانیہ حصہ کو جغرافیہ کا سبق دے رہا ہے اور دوسرا حصہ حساب کر رہا ہے اور اس میں ہر فریق کو کام کی ایک مقدار معینہ دی گئی ہے، اب ضروری ہوا کہ حساب کے جو سوالات حل کئے گئے ہیں انہیں فوراً دیکھ لیا جائے۔ لہذا اگر دونوں اسباق کے لئے آدھ گھنٹہ مقرر ہے تو استاد کا صرف نصف وقت زبانی درس میں صرف ہوگا اور بقیہ نصف تحتانیہ حصہ کے کام کی نگرانی اور تصحیح میں گزرے گا۔ اس اثنا میں فوقانیہ حصہ جغرافیہ کا مطالعہ بطور خود کرتا رہے گا۔

عام طور پر یہی انتظام برقرار رہے گا۔ لیکن بعض خاص مضامین میں جیسے تاریخ اور لکھائی (میکانی) یا گریمر، انشا (تحریری)، جو یکے بعد دیگرے مدرسہ کے دونوں حصوں میں سکھائے جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں استاد کا بیشتر وقت زبانی اسباق میں صرف ہوگا۔ اور طلباء کے خانگی کام کی تصحیح اوقات مدرسہ کے بعد کی جائے گی۔

مزید برآں مدرسہ کھلتے ہی صبح کے وقت کتابیں اور اس دن کے کام کا جملہ ضروری سامان ہر طالب علم کو دے دیا جائے۔ اس طریق میں علاوہ اور فوائد کے ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ طلباء میں ذاتی ذمہ داری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ جس مدرسہ میں صرف ایک ہی استاد ہو وہاں

حکومت خود اختیاری کے اثباتی اصول پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے ورنہ مدرسہ کے کام میں دقت پیش آئے گی۔ لہذا ہر شعبہ اپنا کپتان آپ منتخب کرے لیکن استاد کو اس انتخاب کے مسترد کر دینے کا حق رہے گا۔ صدر کپتان کے تحت سارا مدرسہ رہے گا اور وہی تمام طلبا کے نیک کردار کا ذمہ دار قرار دیا جائے گا۔ اور ہر شعبہ کا کپتان اپنے شعبہ کی خانگی پڑھائی کی نگرانی کرے گا۔

ظاہر ہے کہ اس قسم کے مدرسہ کا کام اس وقت اچھی طرح سے چل سکتا ہے جبکہ استاد نہ صرف مستعدی سے اپنے فرائض انجام دے بلکہ نت نئے طریقوں سے وہ ہمیشہ طلباء کے ذوق کو ابھارے، نئے خیالات کو عملی جامہ پہنائے اور ان کے دلوں میں ایسی امنگ ڈالدے کہ وہ خود جوش و خروش سے کام کرنے لگیں مدرسہ کا کتبخانہ ہر وقت گشت کرتا رہے تاکہ ہر طالب علم اور ہر گھر اس سے استفادہ کر سکے۔ تاریخ کو زیادہ تر ڈرامہ کی شکل میں پڑھایا جائے۔ اور موزوں کتابیں جس سے مضمون کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑے۔ گھر یا مدرسے میں پڑھی جائیں۔

جغرافیہ میں حتی الامکان اصلیت پیدا کی جائے کبھی کبھی شعبہ کے سارے طلباء کو ریت سے کسی ایک ملک کا نقشہ بنانے اور اس میں پہاڑ، دریا، تالاب اور بڑے بڑے شہروں کے نشانات دکھانے پر لگا دیا جائے۔ اسی طرح افراد یا جماعتوں سے مٹی کے نمونے بنوانا، مرطوب یا دامی رنگ کے کاغذ کی چیزیں طیار کرانا یا طلباء کو نقشے دیکر ان سے ارتفاعی خطوط بھروانا بھی ضروری ہے۔

بچوں میں ذوق پیدا کرنے کا ایک مفید طریقہ یہ ہے کہ جغرافیہ کی تعلیم کے لئے بازی گاہ کا ایک گوشہ وقف کر دیا جائے۔ چند گاڑیوں ریت، کچھ چکنی مٹی، آبرسانی کے انتظام اور تھوڑے سے سیدھے سادے آلات کی مدد سے طلباء ایک گھنٹہ میں جس قدر طبعی جغرافیہ سیکھ سکتے ہیں اور ذرائع سے مہینوں میں نہیں سیکھ سکتے۔ جن ممالک کا درس دیا جا رہا ہے وہاں کی اہم پیداوار کے نمونے جمع کرنے کا شوق بھی طلباء میں پیدا کرنا چاہئیے۔ مشاہدۂ قدرت کا سبق کھلے میدان اور جنگل کی ہوا خوری کے سلسلے میں دیا جا سکتا ہے۔ مختصر یادداشتیں وہیں قلمبند کر لی جائیں۔ اور پھر بعد کو تفصیلی مضامین لکھے جائیں۔ حساب عملی طریقہ پر سکھایا جائے۔ نیچے کے درجوں میں مسطر، آلات پیمائش اور دیگر قسم کا سامان ہر وقت موجود رہے۔ لیکن باوجود بہترین انتظامات کے اس وضع کے مدارس میں کچھ نہ کچھ خامی ضرور رہ جائے گی۔ خوش قسمتی سے جدید سرکاری قواعد ان خامیوں کی اصلاح کی طرف مائل ہیں کبھی ایک مددگار مدرس

لہ تعلیمی اغراض کے لئے نوآبادیات اور ہندوستان کی پیداوار کے نمونے ناظم امپیریل انسٹی ٹیوٹ لنڈن ج م (جنوب مغرب) سے بعد درخواست وقتاً فوقتاً حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ جو ممالک سلطنت برطانیہ کے اجزا ہیں ان کے تجارتی ذرائع کا مطالعہ کرنا ہو تو امپیریل انسٹی ٹیوٹ کی نمائش گاہوں کی تصاویر، عکس اور دیگر دلچسپ نمائشی سامان کا معاینہ کیا جائے۔ نمائشی سامان کے مفہوم کی وضاحت یا اور کسی قسم کی رہنمائی ضروری خیال کی جائے تو عہدہ داران ادارہ کو طلباء اور اساتذہ کے ہمراہ رکھنے کا انتظام بھی ہو سکتا ہے۔

کبھی ایک یا ایک سے زیادہ مدرس طلباء یا متعلم اساتذہ ان مدارس میں بھرتی کئے جاتے ہیں۔ باوجود اس امداد کے ایک استاد رکھنے والے مدرسہ میں اصول متذکرہ بالا پر عمل کرنا ضروری ہے۔ استاد کو چاہئیے کہ ہر شعبہ کے کام کے ہفتہ واری اندراجات اپنے پاس رکھے۔

اس سلسلہ میں یہ یقین کرنا مشکل ہے کہ آٹھ برس تک کی عمر والے بچوں کو صبح شام دونوں وقت کی حاضری سے پورا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔ صبح کے اوقات میں پورا کام لیکر بقیہ وقت انہیں حتی الامکان آرام دینا غالباً زیادہ مفید ثابت ہوگا۔ اس اصول پر عمل کرنے سے مدرسۂ زیر بحث کا کام زیادہ آسان ہوجائے گا۔ بڑے طلبا کی طرف کافی توجہ کے مواقع ملیں گے۔ اور وہ عام حالات کی بہ نسبت زیادہ جلد ترقی کریں گے۔

مدارس زیر بحث میں سے دو نہایت کامیاب مدرسے مندرجہ ذیل نظام الاوقات پر عمل کر رہے ہیں۔ ذیل کا خلاصہ صفحۂ ۸۲ (اصل کتاب) کے نظام الاوقات سے متعلق ہے۔

خلاصہ

	شعبۂ اعلیٰ	شعبۂ ادنیٰ
الہامی کتب	۱۵۰	۱۵۰
حساب	۲۰۰	۲۱۰
قرأت	۱۵۰	۱۸۰
انگریزی	۱۶۰	۲۴۰ ※

※ زبانی انشا بھی شامل ہے تمام قسم کے اسباق میں تقریری قابلیتوں میں انفرادی ترقی کا خیال رکھا جاتا ہے

	شعبۂ اعلیٰ	شعبۂ ادنیٰ
انشاء	۹۰	—
ڈرل	۶۰	۶۰
سبق دہرانا اور ادب	۷۵	۷۵
نقش کاری	۱۲۰	۶۰
تاریخ	۸۰	۹۰
جغرافیہ	۹۰	۹۰
لکھائی یا نقل نویسی	۹۰	۱۲۰
موسیقی	۷۰	۶۰
نقشہ کشی	۶۰	—
اسباق الاشیاء	۶۰	۹۰
وقفے	۱۲۵	۱۲۵
	۱۵۵۰	۱۵۵۰

ایسے مدرسہ کا نظام الاوقات جسمیں ایک استاد اور پچاس لڑکے ہوں

شعبہ اعلیٰ درجہ ہائے چہارم، پنجم، ششم و ہفتم

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
	۹ تا ۹ر۳۰	۹ر۳۰ تا ۱۰ر۱۰	۱۰ر۱۰ تا ۱۰ر۴۰	۱۰ر۴۰ تا ۱۱	۱۱ تا ۱۱ر۱۵	۱۱ر۱۵ تا ۱۱ر۴۵	۱۱ر۴۵ تا ۱۲	۲ تا ۲ر۴۰	۲ر۴۰ تا ۳ر۱۰	۳ر۱۰ تا ۳ر۳۰	۳ر۳۰ تا ۳ر۴۰	۳ر۴۰ تا ۴ر۱۰	
پیر	دعا و لیکچر حسب ضرورت و شعر [illegible]	حساب	زبانی	انگریزی	پڑھنا	انشاء	اردو [illegible]	نقش کشی	جغرافیہ	لکھائی	تفریح	نقشہ کشی	پیر
منگل						ڈرل		تاریخ	انگریزی تحریری	موسیقی		معمولی اشیاء کا سبق	منگل
بدھ						انشاء		نقش کشی	جغرافیہ	لکھائی		نقشہ کشی	بدھ
جمعرات						انشاء		تاریخ [illegible]	انگریزی تحریری	موسیقی		معمولی اشیاء کا سبق	جمعرات
جمعہ						ڈرل		نقش کشی	جغرافیہ	لکھائی		موسیقی	جمعہ

ہفتہ میں دو دو دفعہ چودہ لڑکے ایک گھنٹے کیلئے باغبانی کی جماعت میں شریک ہوں۔ پڑھانیوالا باغبان ہوگا

شعبۂ ادنیٰ درجہ ہائے اول و دوم و سوم

وقت	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ
۹ تا ۹،۳۰	اجتماع، تلاوت کلام پاک، حاضری، صفائی کی جانچ				
۹،۳۰ تا ۱۰	انگریزی				
۱۰ تا ۱۰،۳۰	قرأت				
۱۰،۳۰ تا ۱۱	حساب				
۱۱ تا ۱۱،۱۵	تفریح				
۱۱،۱۵ تا ۱۱،۴۵	ڈرل	نقش کشی	اسباق الاشیاء	ڈرل	نقل نویسی
۱۱،۴۵ تا ۱۲	[illegible]				
۲ تا ۲،۳۰	اسباق الاشیاء	موسیقی	تاریخ	نقش کشی	اسباق الاشیاء
۲،۳۰ تا ۳	حساب	جغرافیہ	نقل نویسی	جغرافیہ	حساب
۳ تا ۳،۳۰	انگریزی	نقل نویسی	انگریزی	نقل نویسی	انگریزی
۳،۳۰ تا ۳،۴۰	تفریح				
۳،۴۰ تا ۴،۱۰	تاریخ	قرأت	جغرافیہ	تاریخ	موسیقی

نوٹ۔ متحدہ مخلوط مدرسۂ جبیان کا نظام الاوقات چوتھے باب میں مندرج ہے۔

شمالی مغربی فرانس کے دیہاتی مدارس میں ایک استاد رکھنے والے مدرسہ کا اوسط چالیس طلباء ہے۔ بعض مدارس میں اس سے زیادہ تعداد بھی ہوتی ہے طلباء کی تعداد پچاس سے زائد ہو تو قانون ایک استاد کے اضافہ کی اجازت دیتا ہے[1]۔

جماعت شعبہ اکائی کی حیثیت سے کسی شعبہ کی مجموعی ترقی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ تعلیمی مقصد کی وحدت ہر جماعت میں ظاہر نہ ہو۔ طریق تعلیم کی مطابقت ترقی کے لئے بہرحال ضروری ہے۔ استاد اسی جماعت میں متعین رہے جہاں وہ اپنی پوری قابلیتوں کا اظہار کرسکتا ہے۔ اس سلسلے میں نہ صرف پڑھائی کی قابلیت دیکھنا ہے بلکہ ڈسپلن قائم رکھنے کی صلاحیت اعلی دستگاہ اور شخصیت کا اثر بھی قابل لحاظ ہے۔ بالفاظ دیگر استاد جماعت کے لائق ہو اور جماعت استاد کے قابل۔

سب سے پہلے تو یہ کہ استاد سرکاری قواعد کے مطابق جماعت کے قابل ہو یعنی تعلیمی بورڈ[2] جو ان قواعد کا مفہوم لیتا ہے اس کے مطابق لیکن یہ شرط جیسا کہ واضح کردیا گیا ہے، زیادہ تر تکمیل ضابطہ کے لئے ہے ورنہ اصلیت اس میں کم ہے۔ بلحاظ اپنے رجحانات کے بھی استاد کو جماعت کے قابل ہونا چاہیئے۔ اکثر دفعہ یہ دیکھا گیا ہے کہ یہ دونوں باتیں ایک جگہ جمع نہیں ہوتیں۔ سرکاری قواعد کی رو سے ایک سندیافتہ استاد کے لئے ساٹھ طلباء کی جماعت موزوں خیال کی جاتی ہے بلاشبہ معمولی حالات میں

---

[1] ملاحظہ ہو "شمالی مغربی فرانس کے دیہی مدارس" خاص روئدادیں۔ جلد ۷ ص۱۵۔ ضمن ۱۲ مجموعہ قوانین ۱۹۲۳ء۔

عمدہ کارکردگی کے لئے یہ تعداد بہت زیادہ ہے۔ خصوصاً بڑی جماعتوں کے لئے یا سب سے چھوٹی جماعتوں کے واسطے۔ اور ایسی صورتوں میں جہاں دو یا دو سے زیادہ درجوں کے طلباء کو ایک ہی جماعت میں تعلیم دیجاتی ہے۔ لیکن تعلیمی بورڈ کے قواعد اس قسم کی کوئی تفریق نہیں کرتے۔! غالباً اس لئے کہ مختلف اور متبدل مقامی حالات کے لئے یکساں قواعد بنانا بے حد مشکل ہے۔ بالعموم ایک سندیافتہ استاد کے لئے دو درجے یا فریق یکجا ہوں تو چالیس طلباء اور تین درجے ہوں تو تیس طلباء مناسب تعداد متصور ہوسکتی ہے[۱]۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک جماعت میں تعداد معینہ سے کم یا زیادہ طالب علم رہتے ہیں۔ اگر طلباء زیادہ ہوں تو زائد طلباء کو کسی دوسری جماعت میں منتقل کیا جائے۔ یا استاد مذکور کی مدد کے لئے کسی متعلم استاد یا مدرس طالب علم یا کوئی غیر سندیافتہ یا سندیافتہ مددگار مقرر کیا جائے۔ یا پھر ایک علیحدہ فریق بنائی جائے جس کی نگرانی کلیتاً یا جزوی مدرس طالب علم یا زائد مددگار کے ذمہ ہو۔ کم قابلیت رکھنے والے اساتذہ پر تمام ذمہ داری کا بوجھ ڈالنا نہ صرف تعلیمی نقطہ نظر سے قابل اعتراض ہے بلکہ اس میں ایک خرابی یہ بھی ہے کہ اس فریق کی نگرانی اور کام کی ہدایات کا بیڑہ خود صدر کو اٹھانا پڑتا ہے جو ہر وقت ممکن نہیں۔

برخلاف اس کے اگر تعداد میں تھوڑی سی کمی ہو تو اسے نظرانداز کیا جاسکتا ہے۔ یا اگر تھوڑی سی زیادتی ہو یعنی ایک یا دو طالب علم زیادہ ہوں تو اسکا بھی خیال[۲]

---

[۱] لیکن ملاحظہ ہو ضمن ۱۴ مجموعہ قوانین ۱۹۲۲ء

[۲] " " " "

نہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ اتنا تھوڑا فرق ہے کہ جلد یا دیر سے خود بخود رفع ہو جائیگا۔ منتظم کو اس کی فکر کرنا ضروری نہیں۔

جماعت کی تشکیل کے بعد ہی نئے طلباء کے داخلہ کی وجہ سے اور مختلف بچوں کی ترقی کی رفتار مختلف ہونے کے باعث کئی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ جب تک نئے داخلے غیر معمولی طور پر کثیر تعداد میں نہوں اور ان سے کوئی مفر نہو۔ ہرگز نئے طلباء کی وجہ سے جماعت کو پیچھے نہ ڈالا جاے۔ استاد سمجھدار ہو تو ان نئے طلباء کے لئے ساری جماعت کا وقت ضائع کرنے کی بجائے وقتاً فوقتاً کچھ نہ کچھ توجہ سے انکی تلافی مافات کردے گا۔ بہرحال نئے داخلے کچھ نہ کچھ تو دقت ضرور پیدا کریں گے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں نہ ان پر قیود عائد کی جائیں خصوصاً جبکہ تبدیل مدرسہ کی کوئی معقول وجہہ نہ نظر آئے۔ اکثر ثانوی مدارس میں یہ طریقہ رائج ہے۔

برلن اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے بعض حصوں میں سال میں صرف دو دفعہ داخلوں کی اجازت ہے۔ خود ان بیقرار طلباء کے لئے بھی جو ایک جگہ قیام نہیں کرتے (مہاجر طلبا) یہ قیود مفید ثابت ہوں گے۔ آداب پیشہ کا مسلمہ رواج ہو تو صدر مدرسین اس خرابی کا بہت کچھ سدباب کرسکتے ہیں۔

دوسرا امر جو مخل کار رہتا ہے وہ مختلف طلباء کی ترقی کی مختلف رفتار سے جماعت کا بہ حیثیت مجموعی لحاظ کرتے ہوے اس کا علاج زیادہ مشکل ہے۔ عام طور پر ابتدائی مدارس کے داخلوں کی اوسط شرح کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ چھ برس سے لے کر چودہ برس کی عمر تک کے طلباء کے درجوں کے مجوزہ نصاب کے مطابق ہوتی ہے۔ یہ فرض کرلیا جاتا ہے کہ ایک اوسط طالب علم جو درجۂ اول میں شریک ہوتے وقت ساڑھے

چھ سال کا ہو بغیر کسی دقت کے ان ابتدائی مراحل کو طے کرلے گا۔ اور جو لڑکے پیچھے رہ جائیں گے ان کی کمی اوسط سے زیادہ قابلیت رکھنے والے طلباء کی تیز رفتار ترقی سے پوری ہو جائے گی۔ جہاں تک بعض بڑے رقبوں کا تعلق ہے یہ قیاس واقعات سے مطابق نہیں ہے کیونکہ وہاں پر ابتدائی مدارج جلد طے کرنے والے طلباء کی نسبت پیچھے رہ جانے والے بچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ مسئلہ نہ صرف قومی بلکہ عالمگیر اہمیت رکھتا ہے، لیکن یہاں اس بحث کی گنجایش نہیں۔

یہ کہدینا کافی ہے کہ ترقی کی معمولی رفتار کا جو تصور تھا اب تک اس کا کہیں ظہور نہیں ہوا۔ لہذا یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ "معمولی رفتار" کے حدود ابھی تک مقرر نہیں ہوے ہیں۔ اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ جو طریقہ ماضی قریب میں مروج رہا ہے اور اب بھی اکثر رقبات میں مروج ہے، اس کے اثر سے ذہین طلباء کے مفاد کو بہت کچھ قربان کر دیا گیا ہے۔ اس کا باعث کبھی تو مسلسل جماعتی ترقی کا ڈھکوسلا اور کبھی استاد جماعت کے احساسات کا احترام ہے جسکی وجہ سے اکثر موقتی یا میقاتی ترقیات سے کام میں ہرج واقع ہوتا ہے یہ دونوں نقطۂ خیال قابل ملامت ہیں۔

اس سے کسی کو انکار نہیں کہ اوسط میں کمی و بیشی کا ہونا ناگزیر ہے یہ ضروری نہیں کہ اس بارے میں ایک رقبہ کا فیصد دوسرے رقبہ کے فیصد کے مطابق ہو۔ ممکن ہے کہ ان دونوں کے حالات ایک دوسرے سے بہت کچھ مختلف ہوں۔ لہذا استاد ہرگز یہ نہ فرض کرلے کہ جس چیز کا ایک رقبے میں امکان ہے۔ دوسرے رقبے میں بھی اسی قدر اس کا امکان ہے کام کا بہت زیادہ بار ڈالنا کام میں تساہل کرنے سے بڑھ کر مہلک ہے۔

جو ذرائع بھی اختیار کئے جائیں وہ نہ صرف مقاصد کے مطابق ہوں بلکہ فرد کا بھی ان میں لحاظ رہے اس بارے میں استاد جماعت کو سطح اور تہہ کی ایسی باتیں معلوم کرنا پڑتی ہیں کہ کامل صبر، سرگرمی اور قوت فیصلہ سے کام لئے بغیر اس کی کوششیں خاطر خواہ بارآور نہیں ہوسکتیں۔ اس مسئلہ کے حل میں محض نظری قواعد پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے[۵۱]۔ صدر مدرس کو طلباء کی رفتار ترقی کی عدم مساوات کے لئے طیار رہنا چاہئیے۔ استاد جماعت لازمی طور پر اپنی رفتار کو تمام جماعت کے مطابق حال رکھے گا اور وہ یہ کوشش کرے گا کہ ہر طالب علم اس کی اپنی عام قابلیت اور خاص علمی رجحان کے موافق ترقی کرے۔

ترقی | بارہ مہینوں میں ایک دفعہ یعنی تعلیمی سال کے اختتام پر جماعت کی از سر نو تنظیم ضروری ہے۔ تمام کے تمام یا اکثر و بیشتر طلباء کو اس وقت بڑی جماعت میں ترقی دی جاتی ہے۔ چند طلباء ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی کمزوری کی وجہ سے فوراً درجہ نہیں چڑھتے۔ اکثر مدارس میں تعلیمی سال کے دو یا تین میقاتوں میں سے کسی ایک کے آخر میں طلباء کی ایک

۵۱۔ لندن کے امدادی مدارس میں سنہ ۱۹۰۳ء کے یوم مریم تک ختم ہونے والے سال کے لئے شعبۂ ذکور، اناث، اور مخلوط شعبوں میں ۲۷ فیصدی طلباء اوسط درجہ میں، ۷ فی صدی اوسط سے اوپر، اور ۶۵ فی صدی اوسط سے کم تھے یہ شرح فی صد قایم کرتے ہوئے یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ ہر بچہ درجۂ اول کی پڑھائی ساڑھے چھ سال کی عمر میں شروع کرتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ نظری اعتبار سے جو اوسط تھا عملاً وہ اوسط نہیں پایا گیا۔

قلیل تعداد کو درجہ چڑھانے کا تجربہ بھی کامیاب ثابت ہوا ہے۔ اس قسم کی ترقی عموماً امتحان لے کر دی جاتی ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں۔ طالب علم کا میقاتی عمل دیکھکر بھی ترقی دی جاسکتی ہے۔ اور کارکردگی میں کوئی ہرج واقع نہ ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ اگر ضروری ہو تو اس کے علاوہ ایک یا دو مضامین میں امتحان لے لیا جائے۔

اکثر ابتدائی مدارس میں ترقیات سالانہ ہوا کرتی ہیں۔ لیکن اس طرز عمل کو اپنے لئے شمع ہدایت بنانا غلطی ہے۔ موجودہ قواعد کے تحت اساتذہ کو جماعت بندی میں جو آزادی حاصل ہے اس کے مدنظر تو کسی مدرسہ میں بھی اس پر سختی سے عمل نہ ہونا چاہئے۔ خوش قسمتی سے اکثر رقبوں میں بیداری کے آثار پیدا ہو رہے ہیں۔ جس وقت جیسی مصلحت ہو سالانہ اور میقاتی ہر دو قسم کی ترقیات پر عمل کیا جائے تو بلا شبہ یہ بہترین اصول ہے اگر کوئی ذہین بچہ جماعت کے کام کا معتدبہ حصہ چار چھ مہینوں میں بخوبی سیکھ لے تو اسے سال بھر تک وہی کام دہرانے کے لئے دق کرنا ظلم ہے۔ ان حالات میں ایک ہی جماعت میں روک رکھنے کا نتیجہ تباہ کن ہوگا۔ توجہ اور محنت کا سرچشمہ ذوق ہے اور اس طرح بچہ کا ذوق کم ہو جاتا ہے بیقراری اور تکان بڑھنے لگتی ہے۔ اور جب تک وہ مدرسہ میں رہتا ہے اسے ان کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔

میقاتی ترقیات کے خلاف اہم اعتراضات یہ ہیں:۔ (۱) استاد جماعت کے مستقل اور مسلسل سالانہ کام میں ہرج واقع ہوتا ہے (۲) بچہ کو ایک ایسی جماعت میں ترقی دینا جو اپنے سالانہ نصاب کا تقریباً نصف حصہ ختم کر چکی ہے۔ چنداں مفید نہیں معلوم ہوتا (۳) خود استاد بھی

یہ نہیں چاہتا کہ اپنے بہترین شاگرد جماعت سے نکل جائیں۔ ان اعتراضات میں کچھ اہمیت ہے بھی تو وہ اُن نقصانات کے مقابلہ میں بہت کم ہے جو بچے کو ترقی نہ دینے سے پیدا ہوں گے جبکہ وہ ہر لحاظ سے ترقی کا مستحق ہے ان تین اعتراضوں میں سے پہلے اعتراض میں تو حقیقت سے زیادہ وہم کا دخل ہے دوسرا اعتراض بظاہر قوی نظر آتا ہے لیکن فی الحقیقت ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ بغیر کسی دشواری کے بجائے سالانہ نظام العمل کے میقاتی یا ششماہی نظام العمل مرتب کیا جا سکتا ہے۔ مزید برآں عملاً یہ دیکھا گیا ہے کہ ہوشیار بچہ بالآخر اپنے ہمدرسوں کو بآسانی سبق میں ملا لیتا ہے۔ تیسرا اعتراض بیشک ایسے استاد کے لئے مایوس کن ہے جو واقعات کو غلط نقطۂ نگاہ سے دیکھتا ہے زمانۂ ماضی کی غلطیاں اور بہت کچھ حال کی غلطیاں بھی تنگ نظری کا نتیجہ ہیں۔ نصاب کا متن ایسا بھاری ہے جیسے فلک کا وہ برج جس میں سورج کی روشنی نہ داخل ہو سکے۔ جو مقصد ہونا چاہئے تھا اسے ذریعہ خیال کیا جاتا ہے اور تربیت جو مدرسے کے کام کی ابتدا اور انتہا ہے اس پر کوئی توجہ نہیں کرتا۔ اگر اساتذہ وغیرہم نصاب کو محض ایک آلۂ کار سمجھتے اور اسے بعید مقاصد کے مطابق و مناسب بناتے تو راہ راست سے یوں بھٹکنے نہ پاتے۔ مزید برآں اگر سب سے ہوشیار بچوں کو بڑی جماعت میں ترقی دی گئی ہے تو ایسے ہی اور ذہین بچے چھوٹی جماعت سے ترقی پا کر ان کی جگہ لیتے ہیں۔ یہاں ہم یہ فرض کر رہے ہیں کہ میقاتی ترقیات کا رواج تمام مدرسہ میں ہے۔ گو یہ بچے ویسی استعداد نہ رکھیں لیکن پھر بھی اپنی ذاتی قابلیتوں کی وجہ سے وہ جماعت کے کام میں کچھ نہ کچھ دلچسپی ضرور پیدا کر دیں گے۔ استاد جماعت کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ طلباء کا

مفاد اس کا فرض اولین ہے جس کے مقابلہ میں اس کو اپنا خیال نہ لانا چاہیئے۔
اور ایک سادہ قانون بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ وہ یہ کہ قوت کو کوئی نہیں روک سکتا یہ کبھی نہ کبھی باہر نکل آئے گی۔ اور اگر بے قاعدہ یا باقاعدہ طریقے سے اس کا سدباب کیا گیا تو پھر یہ رکی ہوی قوت کوئی ایسا راستہ ڈھونڈھ لے گی جس میں کمترین رکاوٹیں ہوں بہت ممکن ہے کہ یہ غلط راستے ہوں یہی حال اس طالب علم کا ہے جو باوجود ترقی کا مستحق ہونے کے خواہ مخواہ کسی جماعت میں روک لیا جائے۔

اسے وسیع تر میدان عمل کی ضرورت ہے۔ اس کے ذہنی اور جذباتی آلۂ برقی سے بجلی خارج ہونے کو ہے۔ اگر موانعات کو نہ ہٹا دیا جائے تو غیر متوقع جانب دھماکہ ہونے کا اندیشہ ہے، یا خود طالب علم کو کوئی ضرر پہنچے۔ مسدود ترقی عام شکایت ہے اور یہ انہیں کے حصہ میں آتی ہے جنھیں بر وقت موزوں محرکات نصیب نہیں ہوتے۔

یہی الفاظ کم و بیش اختلاف کے ساتھ اس اوسط طالب علم پر بھی صادق آتے ہیں جسے ترقی سے محروم رکھا جائے تعلیمی سال کے ختم پر جماعت کے ہر بچہ کو ترقی ملنا چاہیئے۔ میقاتی ترقی سے اس کو کوئی تعلق نہ رہنے اگر درجہ نہ چڑھانے کی کوئی زبردست وجوہ ہوں تو وہ اور صورت ہے۔
عام طور پر ایک ہی جماعت میں طالب علم کو دو تین سال روک دینے اس کے قوی میں جو انحطاط اور مردنی پیدا ہو جاتی ہے وہ مدرسہ کی زندگی کے کسی اور واقعہ سے نہیں پیدا ہوتی ان حالات میں ذوق تقریباً مفقود ہو جاتا ہے۔ خودداری اور خود اعتمادی کے جذبات سرد پڑ جاتے ہیں۔ اور اگر طالب علم پہلے ہی سے اپنی جماعت یا درجہ کے لحاظ سے

عمر رسیدہ ہے تو یہ اثرات اور بھی نمایاں ہو جاتے ہیں۔ "امید کا حبل نہ آنا دل کو مایوس کر دیتا ہے"۔ یہ مقولہ بچوں پر اسی طرح صادق آتا ہے جیسے بڑوں پر۔ لیکن اگر درجہ نہ چڑھانے کے قوی وجوہ ہوں تو چھ یا تین مہینے بعد یا اس سے بھی کم مدت میں ترقی دینے کا وعدہ کرکے طالب علم کو تسلی دینا چاہئے تاکہ وہ اپنی بہتری کی کوشش کرتا رہے۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے مصلحت اندیشی کے ساتھ سالانہ اور میعاقی ترقیات کا اتصال ہی بہترین تدبیر نظر آتی ہے لیکن اسکو کامیاب بنانے کے لئے نصاب تعلیم میں چند تبدیلیاں ضروری ہیں وہ مدارج جو درجے کہلاتے ہیں انکی بنیاد ایک اوسط بچے کے سالانہ کام پر قایم کیگئی ہے۔ عام طور پر منتظم یہ طریقہ اختیار کرتا ہے کہ اسباق اس طرح پر رکھے جائیں کہ آٹھ یا نو مہینوں میں ان مدارج یا نصابات کی تکمیل ہولے اور سال کا بقیہ حصہ آموختہ سکھانے، اہم امور پر خاص توجہ کرنے، اور اضافہ و ترمیم کرکے کام کو تکمیلی صورت پر لانے میں صرف ہو۔ اس طریق کار کی سفارش نہیں کی جاسکتی کیونکہ اس میں کئی ایک عیب ہیں۔ مدرسہ کا انتظام اسقدر غیر تغیر پذیر نہ ہونا چاہئے بلکہ اس میں تبدیلیوں کی گنجائش رہے کم از کم دو ایسے طریقے ہیں جو اس سے بہتر ہیں۔ جن میں سے کسی ایک پر بھی بلحاظ حالات عمل کیا جائے تو وہ مفید ثابت ہوگا۔

سب سے پہلے یہ تجویز پیش کی جاتی ہے کہ تعلیمی سال کو چھے چھ مہینوں کی دو میعادوں میں تقسیم کرکے نصاب درجہ کو (۱ : ۲) یا اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ (۲ : ۵) کی مناسبت سے دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ نصاب کا بڑا جزو پہلے

چھ مہینوں[1] میں اور چھوٹا جزو دوسرے چھ مہینوں میں ختم کرایا جائے آخرالذکر کے ساتھ ساتھ میقات اول کے نصاب کے وہ ضروری حصے بھی سکھائے جائیں جو اوسط سے کچھ زیادہ قابلیت یا غیر معمولی کوشش کا حوصلہ رکھنے والے بچے کے متناسب حال ہوں۔

اس انتظام کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس سے ایک طرف معمولی طالب علم کو اعادۂ اسباق کا موقع ملے گا۔ دوسری طرف ششماہی ترقی پانے والے بچے کو وہی سہولت حاصل ہوگی جو ابتدائی سال[2] میں درجہ چڑھنے والے معمولی طالب علم کو حاصل ہے۔ اس ترکیب سے وہ عیوب رفع ہو جائیں گے جو بعض اوقات بچوں کو چھ مہینے کے بعد ایسی جماعت میں ترقی دینے سے پیدا ہوتے ہیں جو سالانہ کام کا دو ثلث حصہ ختم کرکے آخری ثلث کی ابتدا کرنے کو ہے ترقی یافتہ طالب علم کو اس جگہ سے نصاب شروع کرنا پڑتا ہے جہاں خاطر خواہ تحصیل علم کے لئے گزشتہ چھ مہینوں میں سکھائے ہوئے مسائل کا جاننا ضروری ہے۔

ان مجوزہ دو میقاتی نصابات پر عمل کرنے کے باوجود اکثر و بیشتر ترقیات تعلیمی سال کے ختم ہی پر دی جائیں گی۔ لیکن ختم سال سے پہلے چند طلباء کو بھی مناسب طریقہ سے ترقی دینا کچھ کم فائدہ نہیں رکھتا۔

اس بیان سے ہماری ہرگز یہ مراد نہیں کہ بچے کو قبل از وقت

---

[1] حساب کا نصاب پہلے ہی میقات میں ختم کرلینا اچھا ہے۔

[2] بالعموم سالانہ نصاب کی بجائے میقاتی یا ششماہی نصاب مقرر کیا جائے تو میقاتی یا ششماہی ترقیات کی ساری مشکلات دور ہو جاتی ہیں

ترقی دے کر آئندہ زندگی میں اس کی مٹی پلید کی جائے طالب علم کا زمانہ تعلیم مسرت میں گزرنا چاہئے جس میں وہ دلچسپی کے ساتھ کام کر سکے جسم یا دماغ پر بیجا بار ڈالنے سے کبھی مسرت حاصل نہیں ہو سکتی لہذا صرف انہیں بچوں کو جلد ترقی دی جائے جو بغیر کسی تکلیف کے اپنے کام سے عہدہ برآ ہو سکیں مثلاً ایک خراب غذا پانے والا بچہ[1] ممکن ہے دوسروں سے زیادہ دماغی قوی رکھتا ہو لیکن اس کا کام بڑھانے کے عوض گھٹانا ہی اچھا ہے۔ عموماً غیر معمولی قابلیت رکھنے والے بچوں کو بے جا بار اٹھانے سے روکنے کیلئے ہر وقت ان کی نگرانی کرنا پڑتی ہے۔ بچہ کی کل ہستی استاد کے سپرد ہے۔ شکاگو کے تعلیمی کمیشن نے منجملہ دیگر امور کے یہ سفارش کی ہے "نصاب تعلیم میں اس قسم کا تغیر ہو کہ کم از کم درجہ بدرجہ[2] شش ماہی ترقیات بآسانی دی جا سکیں"

اور پھر قواعد و ضوابط متعلقہ مدارس عامہ شہر باسٹن کے دفعہ ۲۴۲ میں لکھا ہے "سٹیپمر اور رفر وری میں طلباء کو ایک درجہ سے دوسرے درجہ میں باقاعدہ ترقی ملا کرے گی۔ رقبے کا صدر باجازت مہتمم متعلقہ طلباء کو آزادی طور پر کسی وقت بھی ترقی دینے کا مجاز ہوگا"

عمر اور جماعت بندی ترقی اور جماعت بندی سے عمر کے تعلق پر کچھ کہنا ضروری ہے۔ بالعموم سات برس کی عمر تک بچہ کے

---

[1] مرکزی نگہبان کمیٹی لندن کونٹی کونسل کے ماتحت رہ کر تمام منحنی اور خراب غذا پانیوالے بچوں کی نگرانی کرتی اور انکی فوری ضروریات کو پورا کرتی ہے۔

[2] دیکھو رپورٹ ۱۹۱۰ء درجہ (Grade) کم و بیش درجہ (Standard) کا مترادف ہے

اخلاقی اور ذہنی قویٰ اور اس کی عمر میں راست تناسب ہوتا ہے لہٰذا مدارس صبیان کی جماعت بندی اور ترقی میں عمروں کا لحاظ رہتا ہے اور رہنا بھی چاہیئے۔ لیکن بعض دفعہ بارہ برس کا طالب علم سات برس کے بچہ سے زیادہ غبی ہوتا ہے۔

(۱) پس افتادہ طلباء۔ ترقی۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ ترقی کے مناسب طریقوں پر عمل ہو رہا ہے اور پس افتادہ طلباء معمولی تعلیمی سہولتوں سے مستفید ہوئے ہیں۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ عموماً اپنی جماعت یا درجہ کے لحاظ سے جو بچے معمر ہوں وہ اپنے ہمدرسوں سے کم لیاقت رکھتے ہیں ایسے بچے اپنے سے کمسن ساتھیوں میں رہتے رہتے اپنی خود داری کھو بیٹھتے ہیں جس سے ڈسپلن کے قیام میں دشواری پیش آتی ہے اس کا ثبوت کئی طرح سے ملتا ہے مثلاً وہ محنت نہیں کرتے۔ دلچسپی نہیں لیتے بد مذاق ہو جاتے ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ شرارت اور مفسدی کا قطعی رجحان ان میں پیدا ہو جاتا ہے۔

لہٰذا ان میں ذاتی ذمہ داری کا احساس پیدا کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کرنا چاہیئے اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ایک معقول حد تک انہیں ایسی جماعت میں ترقی دی جائے جہاں ان کے ہم عمر موجود ہوں گو استعداد کے لحاظ سے ایسے بچے جماعت کے قابل نہ ثابت ہوں لیکن یہ ضرور ہوگا کہ اور چیزوں میں وہ اپنے سے کم عمر بچوں کے ساتھ بڑھ کر جس رفتار سے ترقی کرتے اس سے کہیں زیادہ ترقی کر لیں گے۔

عملاً یہ طریقہ اکثر دفعہ کامیاب ثابت ہوا ہے اور جو بچے چھ مہینوں کے اندر ہمیشہ کے لئے مدرسہ چھوڑنے والے ہیں ان کے لئے تو اور بھی ضروری ہے اگر مدرسہ کی سب سے بڑی دو جماعتوں میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی

ان کا تعلیمی اور قریبی معاشرتی رشتہ نہ جڑے تو مدرسہ چھوڑتے وقت ان میں اس اخلاقی ذمہ داری اور معیار کا احساس بلکہ شائبہ تک نہیں پیدا ہونے پاتا جو ایک عمدہ تعلیمی ادارہ کی دو سب سے بڑی جماعتوں کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ لہذا اگر ان بچوں کی استعداد اور قابلیت اونچی جماعتوں کے طلباء سے بہت زیادہ کم ہو تو گاہ گاہ ہی سہی مگر ان کا ان جماعتوں میں رہ کر تاریخ۔ جغرافیہ۔ الہامی کتب۔ ادب اور دیگر مضامین جن میں زبانی تعلیم کی گنجایش ہو وقتاً فوقتاً سیکھنا ضروری ہے۔

(۲) غیر درجہ بند جماعت۔ پس افتادہ طلباء کے لئے ایک خاص جماعت (جو ایک غیر درجہ واری جماعت ہوتی ہے جس میں طلباء کو منتقل کیا جاتا ہے) مفید ثابت ہوئی ہے۔ لیکن بعض عمارتوں میں کمروں کی کمی کی وجہ سے اس طریقہ پر عمل کرنا ناممکن ہے اکثر اس کے لئے ایک زاید استاد بھی ملازم رکھنا پڑتا ہے ایک عام بات یہ ہے کہ تعلیمی اغراض کے لئے پس افتادہ طلباء کو یکجا جمع کرنا خود ایک مضر رسم ہے۔ اس قسم کی درجہ بندی کے موافق حسب ذیل امور ہیں۔ (۱) یہ ایک عارضی تدبیر ہے (۲) تعلیم کا خاص طریقہ اختیار کیا جاتا ہے (۳) چونکہ جماعت میں بچوں کی تعداد کم ہوتی ہے عموماً بیس یا تئیس بچوں سے زیادہ نہیں ہوتے۔ لہذا معمولی حالات کے مقابلہ میں استاد زیادہ انفرادی توجہ سے کام لے سکتا ہے۔ اور (۴) جو خاص مقصد پیش نظر ہے وہ بخوبی حاصل ہو جاتا ہے۔

بعض بڑے شعبوں میں پس افتادہ طلباء کی ایک متوسط جماعت جس کا نصاب تعلیم سوم اور چہارم درجوں کے بین بین ہوتا ہے اور جسمیں تمام چیزیں عملی طریقہ پر سکھائی جاتی ہیں نہایت کامیاب ثابت ہوئی ہے

یہاں حساب کا درس خرید و فروخت ترازو اور باٹ کے ذریعہ دیا جاتا ہے تاریخ ڈرامے کی مدد سے اور جغرافیہ مٹی اور پلاسٹین کے نقشے بنا کر اور مختلف مقامات کی تفریح کرا کے سکھایا جاتا ہے۔ مختلف قسم کی دستکاری کا بھی اس میں اہم حصہ ہے۔ حسب سفارش مجموعۂ قوانین تعلیمی تفریحات بھی بکثرت مروج ہیں۔ (۳) کسی ایک مضمون میں درجہ چڑھانا۔ پس افتادہ طلباء کو شوق دلانے کا ایک تیسرا کامیاب طریقہ یہ ہے کہ انکی کمزوریوں کے ساتھ ان کا طاقتور پہلو بھی دریافت کیا جائے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک غبی طالب علم کسی خاص طرف نہ صرف رجحان رکھتا ہے بلکہ اسکو اس چیز کا ملکہ ہوتا ہے۔ وہ جو کچھ بھی ہو اسے ترقی دینا چاہیئے۔ اس مضمون کی حد تک اسے تم سب سے بڑے درجہ میں چڑھا دو۔ پھر دیکھو کہ وہ کسطرح اپنا توازن اور ذمہ داری محسوس کر لیتا ہے ایک بلند یا نسبتاً بلند درجہ حاصل کرنے کے بعد پھر وہ اور طرف بھی ترقی کی راہیں دریافت کرلے گا اور اس طرح اس کی کھوئی ہوئی خودداری پہلے سے بہتر صورت میں عود کر آئے گی ہر شخص جانتا ہے کہ تازہ قوت کا احساس خواہ وہ قوت کتنی ہی محدود کیوں نہ ہو کس طرح طبیعت کو گرما دیتا ہے۔ پوشیدہ جوہر جو اب تک خوابیدہ تھے نمایاں ہو جاتے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ انسے رفتہ رفتہ ایسی بیداری اور اس کے اثر سے ترقی کا ظہور نہ ہو جو زندگی کے راستوں کو وسیع تر بنا دے اور ذہن کی قوت و تصرف میں اضافہ کر کے دماغی جدوجہد کے لئے نئے نئے میدان نکال لے۔ لہذا ایک طالب علم نقش کشی وغیرہ کے لئے سب سے بڑی جماعت میں اور دیگر مضامین میں متوسط یا ادنیٰ جماعت میں بٹھایا جا سکتا ہے۔

سب سے اونچی جماعت

سب سے اونچی جماعت میں ایک حادثہ عام طور پر ایسا پیش آتا ہے جو استاد کے لئے بے حد مایوس کن ہوتا ہے۔ جیسے ہی طلباء اس عمر کو پہنچتے ہیں جس کے بعد مدرسہ کی حاضری قانوناً لازمی نہیں، وہ اس مفروضہ آزادی سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں مفلس حلقوں میں بالخصوص یہ مرض پھیلا ہوا ہے۔ تعلیمی سال کی ابتدا میں جو جماعت غالباً کثیر التعداد تھی وہ ختم سال تک گھٹتے گھٹتے چند باقی طلباء تک محدود ہو جاتی ہے۔ اساتذہ کے انتظامات کافی ہوں تو باوجود اس تمام شیشہ ساعت کے "اثناء" کے تنظیم کو درہم برہم نکرنا ہی اچھا ہے۔ بعض دفعہ اس قسم کی بقیہ جماعت کو کسی دوسری ایسی ہی جماعت کے ساتھ ملا دینا پڑتا ہے جس کی وجہ سے طلباء کی تعداد میں مزید کمی واقع ہوتی ہے تسلسل کار میں ہرج ہوتا ہے اور نئی متحدہ جماعت کی ضروریات کے مدنظر نصاب تعلیمی میں تبدیلی کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس "تراوش" کی وجہ سے سب سے اونچی جماعت سب میں زیادہ پریشان کن ہوتی ہے۔ اور اچھے طلباء کا یکے بعد دیگرے دنیائے عمل میں قدم رکھنا استاد جماعت کے لئے بیحد یاس افزا ہے۔

اس تراوش سے تعلیم کو نقصان پہنچتا ہے نہ صرف انفرادی بلکہ قومی نقصان پھر اس پر طرفہ یہ کہ اس عمل تحلیل سے ہر شخص کا حوصلہ پست ہو جاتا ہے۔ تعلیمی معاملات میں عوام زیادہ دلچسپی لینے لگیں اور بالخصوص طلباء کے والدین کو تعلیم کی قدر و قیمت کا زیادہ اندازہ ہو تو پھر قانون کی غیر موجودگی میں بھی اس خرابی کا بہت کچھ علاج ہو سکتا ہے۔ برلن[1] میں بھی قانوناً عمر کی بالائی حد وہی ہے،

---

[1] ملاحظہ ہو مسٹر جی اینڈریو کی روئداد برائے محکمہ تعلیمات اسکاٹلینڈ سنہ ۱۹۰۴ء

جو اس ملک (انگلستان) میں ہے لیکن وہاں تعلیمی سال کے درمیان چودہ برس کی عمر کو پہنچنے والے طلباء کو ختم سال سے پہلے مدرسہ چھوڑنے کی اجازت نہیں لہٰذا سب سے اونچی جماعت کی تدریجی تحلیل وہاں مفقود ہے[1]۔

اختصاصیت | مندرجۂ بالا بحث سے واضح ہو چکا ہے کہ جماعت کا استاد کے قابل ہونا خصوصاً تعداد کی بالائی حد کے اعتبار سے کسقدر ضروری ہے۔ لیکن اس شرط سے استاد کا جماعت کے قابل ہونا لازم نہیں آتا جس طرح کہ صنعتی دنیا میں تقسیم عمل کار آمد اور اختصاصیت مفید ثابت ہوئی ہے۔ اسی طرح مدرسہ کی زندگی میں بھی پڑھائی میں اختصاصیت کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے لیکن مدرسہ کے کام کی اس روزافزوں خصوصیت پر بحث کرنے سے پیشتر بطور تمہید جماعت کے لئے استاد کی قابلیت پر دو ایک عام امور کا تذکرہ مناسب ہوگا۔

اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ تعداد میں اہم تبدیلیاں نہیں ہوتیں تو جماعت کو استاد کے قابل بنانے کے اصول پر انتظامات مکمل ہو جانے کے بعد پھر جماعت کا اپنے استاد کی رہبری میں مدرسہ کے مدارج ترقی طے کرنا آسان امر ہے۔ اس طریق گردش میں بعض فوائد ہیں مثلاً استاد اپنے شاگردوں سے بخوبی واقف ہو جاتا ہے طویل مدت تک ان کے ساتھ رہنے سے وہ ان میں زیادہ گہری دلچسپی لینے لگتا ہے۔ اور امتداد زمانہ کی بدولت اپنا اپنا اخلاقی سکہ جما سکتا ہے۔ لیکن

---

[1] ۱۹۱۸ء کے قانون سے انگریزی مدارس میں اسی قسم کی اصلاح نافذ ہو گئی ہے۔ جس میقات کے اندر طلباء چودہ برس کی عمر کو پہنچیں اس کے ختم ہونے تک وہ مدرسہ نہیں چھوڑ سکتے۔

طریق گردش پر ہر وقت عمل کرنا اصولاً نامناسب ہے۔ مستثنےٰ حالات میں یعنی جب کبھی استاد میں اخلاقی قوت۔ فراست اور ذہنی بلپن قائم رکھنے کی غیر معمولی صلاحیت موجود ہو تو بیشک اس میں کئی فوائد ہیں۔ لیکن بالعموم مندرجۂ ذیل اعتراضات اسپر عائد ہو سکتے ہیں۔

(۱) طلبا پر ایک ہی ذہن کا تعلیمی اثر ڈالنا انہیں تنگ خیال بنا دیتا ہے
(۲) بعض اساتذہ بڑی جماعتوں کی بہ نسبت چھوٹی جماعتوں کا انتظام بہتر طریقہ پر کر سکتے ہیں جس کے معنی یہ ہوے کہ وہ مدرسہ کی ہر جماعت کا کام اسی قابلیت سے نہیں کر سکتے۔ (۳) ایک کمزور یا لاپروا استاد کے ساتھ طلباء کا اپنی ساری مدرسہ کی زندگی گزار دینا اکثروں کے حق میں تباہی و بربادی کا باعث ہوگا
(۴) کسی خاص استاد جماعت کا اخلاقی اثر گو اہم سہی لیکن ایک اچھے مدرسہ میں اس کی اہمیت دیگر اثرات کو پس پشت نہیں ڈال سکتی۔ بہتر تو یہ ہوگا کہ اخلاقی اثر کا دارومدار ان تمام نیک اثرات پر ہو جو ہر جانب سے، مدرسہ پر من حیث الکل راجع ہوں۔

مدرسے کے معمولی کام کے بعض اجزاء میں اعلیٰ ترین کارکردگی کے لئے اساتذہ کو ایک طرف خاص رجحانات اور دوسری طرف خاص قسم کی قابلیت رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً مدرسۂ صبیان کے استاد سے جو قابلیت اور میلانات متعلق ہیں ان کا وجود بڑے شعبوں کے ان لڑکے اور لڑکیوں کی تعلیم وضبط کے لئے ضروری نہیں جن کا بیشتر حصہ سن بلوغ کو پہنچ چکتا ہے۔

اکثر ابتدائی مدارس کے شعبہ جات ذکور۔ اناث وصبیان میں تقسیم اساتذہ بھی کم وبیش اسی قسم کی تفریق کا باعث ہوی ہے۔ لیکن ایک ہی شعبہ کے اساتذہ میں بھی یکساں اخلاقی اور ذہنی قوت نہیں پائی جاتی اور نہ

انکی مردم شناسی، مذاق طبع، میلان فطرت، اور معیار علمیت مساوی یا مشابہ ہوتا ہے۔ اساتذہ کو کام سپرد کرنے سے قبل منتظم کو ان اختلافات پر کامل غور کر لینا چاہئے۔ قدرتی طور پر اس کا اہم مقصد تو یہی ہوگا کہ تعلیم دینے والوں میں ہر فرد واحد کو وہیں رکھا جائے جس جگہ وہ بہترین کام انجام دے سکے۔

لیکن اس چیز سے متعلق چند امور بھی ہیں جنکی طرف توجہ نہ کرنا دانشمندی کے خلاف ہے۔ تنوع کار استاد کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ شاگرد کے واسطے۔ استاد کو سالہا سال تک ایک ہی جماعت یا درجہ میں متعین رکھنا اس کے ذوق کو خاک میں ملا دیتا ہے۔ سب سے اونچی جماعت جس کے پڑھانے کی کسی ایک استاد میں خاص قابلیت ہو۔ البتہ اس سے مستثنےٰ ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مختلف تجربات سے استاد کی زندگی پر برا اثر پڑے اور اس کے کام کا پورا فائدہ نہ حاصل ہو۔ بلا شبہہ بعض مرد اور عورتیں گو بظاہر کسی خاص جماعت کے لئے نا قابل نظر آئیں۔ لیکن اگر انکی آزمایش کیجائے تو حیرتناک طریقے سے اپنی قابلیت کا ثبوت دیتی ہیں۔ لہذا جایز حدود کے اندر اساتذہ کے ساتھ تجربہ کرنا روا ہے۔ خصوصاً جبکہ تنوع کار ضروری یا مفید خیال کیا جائے۔

ایسی صورتیں بھی پیدا ہوں گی جن میں خاص جماعتوں یا مضامین کو ایسے استادوں یا استانیوں کے سپرد کرنا تقریباً ناگزیر ہو جائیگا جو انکے خاص طور پر اہل ہوں۔ بعض مضامین میں ایک مقام ایسا بھی آتا ہے جبکہ استاد کے لئے سرکاری سندی نصاب متعلقہ تعلیمی نصاب سے مادری مختص علم اور ساتھ ہی مختص قابلیت رکھنا ضروری ہو جاتا ہے۔

اس کا تجربہ بالخصوص عملی سائنس۔ اور فنون لطیفہ۔ لکڑی اور

دیہات میں دستکاری کی تعلیم۔ مضامین خانہ داری (بخیت ویز شوب کاری، اور انتظام خانہ داری) اور السنۂ جدیدہ میں ہوتا ہے۔ آخر الذکر کے سوا بقیہ تمام مضامین میں تعلیم دینے کے ذریعہ کچھ ایسے واقع ہوئے ہیں کہ کسی ایک جماعت میں بیس سے زیادہ طلباء[1] شریک نہیں کئے جا سکتے۔ اکثر تعلیمی قبہ جات میں عملی سائنس کی تعلیم کے لئے ماہرین مقرر ہوتے ہیں اور اس مقصد کے لئے کمروں میں ایسا سامان موجود ہوتا ہے کہ ہر طالب علم کو بطور خود تجربہ کرنے کے لئے کافی آلات اور جگہ دستیاب ہو سکے بعض وقت دو دو طالب علم ملکر کام کرتے ہیں اس طریق میں کئی فوائد ہیں! علی النقش کشی کی تعلیم بھی فنون لطیفہ کے کمروں میں مماثل حالات کے تحت دیجاتی ہے۔ یہ کمرے بعض دفعہ ہمسایہ مدارس کے طلباء کے لئے مرکز کا کام دیتے ہیں۔ چوبی اور

---

[1] لندن کونٹی کونسل کے مدارس میں بخت ویز شوب کاری کی تعلیم انتظام خانہ داری اور متحدہ مضامین خانہ داری میں بیس طلباء فی استاد اور دستکاری کام میں سولہ طلباء کی حد مقرر ہے۔ یہ اعداد تقریباً وہی ہیں جو تعلیمی بورڈ نے منظور رکھے ہیں فرق اتنا ہے کہ بعض دفعہ کمرے کی تنگی کی وجہ سے ایک استاد کیلئے اس سے کچھ کم حاضری پر اکتفا کرنا پڑتی ہے۔ فنون لطیفہ کی تعلیم میں عموماً پچیس کی حد مقرر ہے۔ اکثر فنون لطیفہ کے کمروں میں پچیس سے لے کر تیس تک کی گنجائش ہوتی ہے۔ اسی طرح عملی سائنس کے کمروں میں عموماً چوبیس طلباء تک بیٹھ سکتے ہیں۔ تعلیمی بورڈ نے اپنے مراسلہ مورخہ ۱۱۔ ڈسمبر سنہ ۱۹۰۸ء میں عملی سائنس کی جماعت کے لئے اگر دوسرا استاد نہ رکھا جائے تو پچیس کی قید لگا دی ہے۔ اس مراسلہ کا تعلق اعلیٰ ابتدائی مدرسہ سے تھا۔

قلزی کام کی تعلیم اور فنون خانہ داری کے لئے خاص ساز و سامان سے آراستہ کئے ہوئے مرکز ہوتے ہیں جن میں عموماً طلباء کا ایک گروہ ہر ہفتہ ایک ایک مضمون[1] کی تعلیم حاصل کرتا ہے۔

ان تمام مضامین میں ماہرین فن کی مہارت، موزوں سامان سے آراستہ کیا ہوا کمرہ، اور انفرادی تعلیم عموماً ضروری خیال کی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ قلیل التعداد جماعتوں اور اختصاصی تعلیم کی دوگونہ ضرورت زیادہ تر مدرسہ کے بڑے بچوں کے لئے، یعنی جن کی عمریں بارہ یا بارہ سے اوپر[2] ہوں، محسوس ہوتی ہے۔

تعلیم میں عملی کام کی اہمیت پر جتنا زور دیا جائے کم ہے۔ کسی ممتاز امریکن نے کیا خوب کہا ہے "ہاتھ دماغ کا خارجی حصہ ہے" کیونکہ ہاتھ سے سیکھا ہوا علم ایک زندہ چیز بن جاتی ہے۔

لڑکیوں کا تربیت خانہ داری کے مرکز میں ہر اس مضمون کے لئے جس میں وہ تعلیم پا رہی ہیں ہفتہ واری اجلاس میں حاضری دینا مدرسہ کے

---

[1] موجودہ رجحان تعلیم کے تمام پہلوؤں کو مدرسہ ہی میں شامل کرنے کی طرف ہے، جس کے لئے خاص قابلیت رکھنے والے اساتذہ جو دوسرے کام کی اہلیت کے ساتھ اس قسم کی تعلیم دے سکیں مقرر کئے جاتے ہیں۔

[2] دماغی یا جسمانی عیب رکھنے والے بچوں کے خاص مدارس میں بھی ان ہی اصول پر عمل ہوتا ہے۔ تعلیمی بورڈ کے قواعد کی رو سے دو جماعتوں کے سوا جہاں ۲۵ کا اوسط ہو سکتا ہے ان مدارس کی تمام جماعتوں میں حاضری کا اوسط بیس سے زیادہ نہیں ہونا چاہیئے۔ ۱۹۱۸ء کے قانون میں "عملی تعلیم" کے انتظام کی شرط لگا دی گئی ہے۔

معمولی کام میں تکلیف دہ رکاوٹیں پیدا کرتا ہے اس سے بہتر تو یہ ہوگا کہ ہر لڑکی مدرسہ کی زندگی کے آخری چھ یا بارہ مہینے خالصتًا فنون خانہ داری کی تربیت کے لئے وقف کردے۔ لیکن اس طریق کار کو کامیاب بنانے سے پہلے کئی ایک انتظامی مشکلات کا حل کرنا ضروری ہے عام طور پہ لڑکیاں خانہ داری کی تربیت گیارہ برس کی عمر میں شروع کرتی ہیں۔ اس طرح ہر قدیم جو علم وہ سیکھتی ہیں گھر میں انکا تجربہ کرنے اور اسے مضبوط بنانے کے مواقع بہم پہنچائے جاتے ہیں۔

شعبۂ صبیان میں اختصاصیت کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہاں "نادرانہ اصول" کے مفید طریقہ پر عمل ہونا چاہئے اور اکثر ہوتا بھی ہے۔ کمسن بچے کو ایسی نگہداشت اور تربیت کی ضرورت ہے جو ایک گرویدہ مہذب اور سمجھدار ماں اسے دے سکتی ہے۔ سماجی، جسمانی اور ذہنی تربیت کے اندر ذوق اس طرح شامل ہو جائے جیسے ایک پیچ در پیچ جال میں سنہری دھاگہ۔ اور پھر یہ تربیت بچہ کی جسمانی اور ذہنی نشو ونما قدرتی مناسبت کے ساتھ معقول حد تک اس کی امکانی کوششوں کے دائرہ میں ہو۔ یہ ایسا اصول ہے کہ ہر مدرسہ میں اس پر عمل ہونا چاہئے۔

شعبہ واری تعلیم جہاں تک بڑے شعبوں کا تعلق ہے مضامین مذکورہ کو چھوڑ کر دیگر مضامین میں اختصاصیت کا اصول بتدریج زیادہ مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔ موسیقی کا درس کہیں کہیں مستثنٰی ہے ورنہ عام طور پر کسی ایک جماعت کے جملہ مضامین ایک ہی استاد کے ذمہ قرار دئے جاتے ہیں۔ اس ملک (انگلستان) میں اور اس سے بھی زیادہ امریکہ میں ہر استاد کو کسی ایک جماعت کا بہ حیثیت مجموعی ذمہ دار گردانے کی بجائے

کبھی کبھی یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ استاد کے سپرد جماعت کے صرف وہی مضامین کر دئے جاتے ہیں جن کا اسے خاص علم اور قابلیت ہو تجربہ ہی بتا سکتا ہے کہ آیا اس اصول پر تحتانیہ مدارس کے بڑے شعبوں میں کلیتہً عمل کیا جائے یا صرف بڑی جماعتوں میں اور آیا اس میں کوئی خوبی بھی ہے یا نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ثانوی مدارس میں خصوصاً بڑی جماعتوں کی حد تک اختصاصیت اچھی چیز ہے۔ بہر حال مقامی حالات ہمیشہ ملحوظ خاطر رہیں۔

اس اصول پر کلیتہً عمل عموماً کامیاب نہیں ہوا لیکن اگر زیادہ تر بڑی جماعتوں میں اسپر عمل کیا جائے تو ممکن ہے کہ ابتدائی مدرسہ میں اسکا مناسب موقف نکل آئے۔ غنا۔ مشاہدۂ قدرت اور تاریخ۔ وہ زائد مضامین ہیں جنکی خاطر خواہ تعلیم کے لئے خاص علم اور قابلیت ضروری ہے۔

اس ترمیم شدہ اختصاصیت کے (جسکو شعبہ واری تعلیم کہتے ہیں) فوائد و نقصانات کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔ اس کے فوائد یہ ہیں:- (۱) استاد صرف ان ہی مضامین کا درس دیتا ہے جن سے وہ واقف ہے۔ اور جن کے بارے میں یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ وہ سب میں زیادہ اسکے مذاق کے مطابق ہیں (۲) استاد کا ذوق اور خاص علم عام طور پر عمدہ طریق کار سرگرمی۔ اور پڑھائی میں وسعت نظر کا ضامن ہے (۳) واقعات پر مدھم پھورے رنگ کے عوض شوخ رنگ چڑھانے سے طلباء زیادہ دلچسپی لینے لگتے ہیں (۴) طالب علم کو اپنا اصلی رجحان معلوم کرنے کا بہتر موقع ملتا ہے (۵) روزانہ متعدد اساتذہ سے سابقہ پڑے تو طلباء کا مطمح نظر زیادہ وسیع ہو جاتا ہے (۶) ماہر فن اپنے مضمون میں تمام مدرسہ کے لئے ایسا موزوں نصاب تعلیم مقرر کر سکتا ہے جس کے مدارج طلباء کی ترقی کے ہر زینے کیلئے مناسب ہوں

اور جو تقویمی یا تعلیمی سالوں کی بندشوں سے آزاد ہو۔

برخلاف اس کے نقصانات یہ ہیں :- (۱) دائرۂ عمل کی وسعت کے سبب سے اساتذہ کے اخلاقی اثر میں کمی۔ لیکن اگر مدرسہ کے مجموعی اثرات کی مقدار زیادہ ہو تو یہ نقصان چنداں اصلیت نہیں رکھتا (۲) جماعت کی بحیثیت مجموعی ذمہ داری کا تقسیم ہو جانا۔ یہ بھی اگر فرض کر لیا جائے کہ کسی خاص جماعت کو وقت کا زیادہ حصہ دینے کی وجہ سے ایک ہی استاد اس کے رجسٹر حاضری، پابندیٔ اوقات، سامان، فضاء اور ڈسپلن کا تمام تر ذمہ دار قرار دیا گیا ہے تو بھی اس کا اثر اتنا نہیں ہو سکتا جتنا کہ تنہا ذمہ دار ہونے کی صورت میں ہوتا۔ اور وہ بجا طور پر کہہ سکتا ہے کہ ڈسپلن کا انحصار کئی قوتوں پر ہے جن میں سے صرف چند کا وہ بالراست ذمہ دار ہے (۳) اساتذہ پر بار اور تنوع کار کی کمی۔ لہذا عموماً اساتذہ کی زیادہ تعداد درکار ہے۔ ایسی تعداد سے اساتذہ کا بار ہلکا ہو جائے گا اور شاید ایک مضمون میں بھی تنوع کی کافی گنجایش ہے۔ بشرطیکہ استاد اس قسم کا ہو (۴) اس امر کا امکان ہے کہ دیگر مضامین کو چھوڑ کر طلباء صرف ایک یا دو مضامین میں خاص دلچسپی لینے لگیں گے۔ عموماً عام معلومات اور عام تربیت ضروری ہے۔ (۵) فراست یا میلان طبیعت کے اعتبار سے تمام اساتذہ میں مدرسہ کی ہر جماعت کو پڑھانے کی قابلیت نہیں ہوتی۔ لیکن ایک بڑے ادارے میں جہاں ہر مضمون کے لئے ایک سے زیادہ اساتذہ موجود ہوں اس کی ضرورت نہیں پیش آئے گی (۶) اس خطرہ کا بھی امکان ہے کہ ہر ماہر فن اپنے مضمون کو ترقی دینے کی کوشش میں دوسرے مضامین کو نقصان پہنچائے گا۔ اس قسم کی متضاد کوششوں سے

کام میں خلل پیدا ہوگا۔ اکثر ماہرین فن میں جو تنگ نظری کا رجحان ہے اسکا علاج ایک وسیع اور عام تربیت ہی کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔

یہاں ایک تنبیہ ضروری معلوم ہوتی ہے۔ کسی طریقہ کے افادہ کا تخمینہ کرتے وقت متعلم کو موافق و مخالف دلائل کی تعداد پر نظر نہیں ڈالنا چاہئے۔ مثلاً ایک سادہ بیان جو کسی تجویز کے موافق ہو بہت ممکن ہے کہ اپنے اندر بیس مخالف دلائل سے زیادہ اہمیت رکھتا ہو۔ اصل اہمیت وصف اور تاثیر کی ہے نہ کہ اعداد کی۔

اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ ایک حد تک اختصاصیت ذوق اور فعلیت کو ابھارنے کا موثر ترین طریقہ ہے۔ بالخصوص ابتدائی مدارس میں تربیت پر جو اس کا اثر پڑے گا اس کے امکانات کا ابھی پورا احساس نہیں ہوا ہے۔ ان مضامین سے قطع نظر جنکی تعلیم مرکزوں میں ہو رہی ہے نقش کشی موسیقی، مطالعۂ قدرت، تاریخ، انگریزی، ادب، السنۂ جدیدہ، اور سائنس ایسے مضامین ہیں جن کی صحیح اور وسیع النظر تعلیم صرف ماہر فن ہی دے سکتا ہے۔

ان مضامین میں معمولی استاد جماعت جو اسباق دیتا ہے وہ بہت ناقابل اطمینان ہوتے ہیں۔ ان اسباق کی مثال بعینہ اس بیکار تخم کی سی ہے جس میں نشو نما کا حیات بخش اصول مفقود ہو۔ برخلاف اس کے ایک جوشیلا استاد جو اپنے مضمون پر حاوی ہو جب اسمیں ہاتھ ڈالتا ہے اور اسکی توضیح کرتا ہے تو نصاب کا شائد ہی کوئی حصہ ہوگا جسے وہ پریوں کی کہانیوں کی طرح دلچسپ نہ بنادے اور پھر طرفہ یہ کہ ان کی اصلیت بھی اپنا اثر ڈالے بغیر نہیں رہ سکتی۔[1]

---

[1] بہرحال بڑے مدرسوں میں اختصاصیت کا رواج بڑھتا جا رہا ہے اور سرکاری سندی امتحان کی وجہ سے بعض مضامین پر خاص توجہ کرنا پڑتی ہے۔

غیر درجہ بند کمرہ | ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے اکثر حصوں میں ایسے بچوں کے لئے جو باقاعدہ کمرۂ جماعت میں نہیں بٹھائے جاسکتے

ایک غیر درجہ بند کمرہ[1] ہوتا ہے یہ ایک مفید اختراع ہے غیر درجہ بند جماعت پر غیر معمولی قابلیت رکھنے والا استاد متعین کرنا چاہئے کیونکہ یہ ایسے بچوں پر مشتمل ہوتی ہے جو عموماً یا تو حاضری کے ناغے۔ دماغ کی سستی۔ شعار میں سرکشی۔ یا دیگر اسباب کی بنا پر معمولی طلباء سے بہت پیچھے پڑ گئے ہیں یا جن کیلئے ڈسی پلن کی خاص تدابیر درکار ہیں۔ طریق کار تمام تر عملی اصول پر اور واقعات کی صریح توضیح کی جائے تو اکثر ان حالات میں تربیت پاکر بچہ چند ہی مہینوں میں باقاعدہ کمرۂ جماعت میں بیٹھنے کے قابل ہو جاتا ہے غیر درجہ بند کمرہ میں بٹھانے سے بچہ کو سزا دینا مقصود نہیں اور نہ تو اس سے والدین پر کوئی حرف آتا ہے۔ اس طریق کار کے سلسلہ میں اکثر دفعہ معاشی دجوہ بھی پیدا ہو جاتی ہیں کیونکہ اس میں عموماً کم از کم ایک زائد استاد مقرر کرنا پڑتا ہے۔ کثیر التعداد شعبوں میں غالباً دو غیر درجہ بند جماعتوں کی ضرورت پڑے گی۔ ایک بڑی جماعتوں کے لئے اور دوسری چھوٹی جماعتوں کے واسطے۔ ان میں سے کسی ایک میں استعداد کا کم و بیش اندازہ لگا کر بعض نئے طلباء کو جن کی قابلیت پر پورا اطمینان نہ ہو شریک کیا جاسکتا ہے اور تا وقتیکہ انکی استعداد کے مطابق باقاعدہ نظام جماعت میں انکے لئے جگہ نہ نکل آئے وہ وہیں رہیں۔

کمرۂ جماعت | عام طور پر کمرہائے جماعت میں باہمی تبادلہ کرنے کی

---

[1] شہر شکاگو کے تعلیمی کمیشن کی روئداد ۱۹۰۰ء۔

جس قدر گنجایش ہوتی ہے اس سے اگر کچھ زیادہ گنجایش رکھی جائے تو یہ امر اساتذہ اور طلباء دونوں کے حق میں فرحت بخش ثابت ہوگا لیکن اس میں بھی مشکلات ضرور پیش آتی ہیں۔ فرض کرو کہ کمرہ جماعت کے قابل ہے اور یہ اس لحاظ سے کہ روزمرہ حاضری سے زیادہ اس میں گنجایش نہیں اکثر دفعہ جماعتوں کی تعداد اور کمرہائے جماعت کی وسعت میں بہت بڑا تفاوت ہوتا ہے۔ اب اگر تعلیمی سال کی ابتدا میں جماعت کی تعداد کا تعین کمرے کی مناسبت سے کیا گیا ہے تو سرکاری قواعد[1] کی خلاف ورزی کئے بغیر عارضی تبدیلی کرنا بھی ہر وقت ممکن نہیں لیکن جب کبھی کمروں اور جماعتوں میں باہمی تبادلہ کی گنجایش ہو حتی الامکان اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

دوسری دقت انتظاماتِ نشست کے سلسلے میں پیش آتی ہے۔ ظاہر ہے کہ خاص طور پر معمر طلباء کے لئے بنائے ہوئے ڈسک کمسن طلباء کے لئے موزوں نہیں ہوتے جہاں تک ڈسکوں کا تعلق ہے دو چھوٹی جماعتیں کبھی کبھی کمروں کا تبادلہ کر سکتی ہیں۔ اس طرح متوسط جماعتیں اور بڑے درجے بھی اپنی حد تک کمرے بدل سکتے ہیں۔ باہمی تبادلہ پر ایک تیسری قید عام ساز و سامان کی ہے جس درجہ کی جماعت کے لئے کمرہ نامزد کیا گیا ہے اس کے لحاظ سے سال میں ایک دفعہ ہر کمرے کے لئے سامان ملتا ہے لہذا تا وقتیکہ عام ضروریات کے لئے کوئی زائد کمرہ نہ ہو موجودہ حالات میں کمروں کو کم و بیش ناقابل تبادلہ تصور کرنا پڑتا ہے۔

---

[1] ضمن ۱۶۔ مجموعۂ قوانین سنہ ۱۹۲۲ء

بد قسمتی سے بڑے شعبوں میں کمرہائے جماعت کے فرش کا بیشتر حصہ نقل پذیر
یا غیر نقل پذیر وزنی ڈسکوں سے ڈھک دیا جاتا ہے[1]۔ اس انتظام سے
کمرے کے استعمال پر بھاری قیود عائد ہو جاتی ہیں اگر یہ صورت نہ ہوتی تو
وہی کمرہ ایسے مقاصد کے لئے کام آسکتا ہے جن سے مدرسہ کی تربیت
میں زیادہ وسعت اور اصلیت پیدا ہو۔ اس طرز عمل کی شدت، موجودہ
قواعد کی سختی، نقل پذیر یا طلباء کی ضروریات کے لحاظ سے ترتیب پذیر
ڈسکوں کی غیر موجودگی کا نتیجہ یہ ہے کہ نہ تو بچوں کو بلا روک ٹوک حرکت
کرنے اور جسم کو ترقی دینے کے مواقع ملتے ہیں اور نہ ہی کمرہ کو دستکاری
کے لئے مفید طریقے سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مدرسہ کے تزئین کی نوعیت
سے متعلق جب تک خیالات میں انقلاب نہ ہو ضروری تبدیلی ناممکن
نظر آتی ہے۔

گو یہ مفروضہ کسی طرح قابل تسلیم نہیں ہے لیکن یہ فرض کرتے ہوئے
کہ ہر کمرۂ جماعت کے لئے ڈسکوں کا ہونا ضروری ہے کیا کوئی معقول
وجہ اسکی بھی ہو سکتی ہے کہ کیوں ہمیشہ ترتیب پذیر ڈسک نہیں مہیا
کئے جاتے؟ اگر ایسا ہو اور جماعتوں کی تعداد اور کمروں کی گنجائش میں
زیادہ تفاوت نہ ہو تو کمرے اس طرح باہمی تبادلہ کے قابل ہو سکتے ہیں۔
یہ خود کچھ کم مفید نہیں ہے۔ کیونکہ قریبی ماحول کی تھوڑی سی تبدیلی بھی
بشرطیکہ وہ بد سے بدتر حالت کی طرف نہ ہو طبیعت کو گرما دیتی ہے لیکن
اس میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ کمرہ میں مضمون کے اعتبار سے

---

[1] ضمن ۲۰ سنہ ۱۹۲۳ء اور دفعہ ۶ قواعد تعمیر مدارس ابتدائی مرتبہ مجموعۂ قوانین تعلیمی بورڈ

سامان[1] رکھا جا سکتا ہے۔ مثلاً اگر مدرسہ کی گنجایش اس تفریق کی متحمل ہو سکتی ہے تو ایک کمرہ تاریخ کے لئے مخصوص ہوگا، دوسرا جغرافیہ کے لئے، تیسرا سائنس کے واسطے چوتھا ریاضی کے لئے۔ وقس علیٰ ہذا۔ مدرسہ نسبتاً چھوٹا ہو تو ایک ایک کمرے میں دو دو مضامین[2] کا سامان رکھا جا سکتا ہے۔ اس قسم کے ممکن الحصول حالات میں مدرسہ کی زندگی پر لطف ہو جائے گی اور ہیجّ عمل تقریباً دوامی رنگ اختیار کرلے گا۔

مثلاً تاریخ کے کمرے میں بحری نقشے۔ تاتی نقشے۔ اور کرسّی قدیم دستاویزات کے نقول (منشور اعظم) اسیے قدیم ہتیار اور زرہ بکتر تاریخی تصاویر اور فوٹو۔ اور ہمہ اقسام کے نمونے۔ مختصر یہ کہ ہر وہ چیز جو ماضی میں اصلیت کا روپ بھر دے اور اس پر تخیل کا رنگ چڑھا دے رکھی جا سکتی ہے۔

تالار مدرسہ حالات مجبور نہ کریں تو مدرسے کے تالار سے باقاعدہ کمرۂ جماعت کا کام نہیں لینا چاہئیے۔ سرما کے مہینوں میں اور اس زمانہ میں جب موسم خراب ہو تو تالار میں ڈرل لی جائے تو اچھا ہے روشنی قابل اطمینان ہو تو سوزن کاری اور نمونہ کی نقش کشی جیسے[3] خاموش

---

[1] سامان میں یہاں لازمی طور پر فرنیچر داخل نہیں ہے لیکن ڈسک کی بجائے معمولی میز کرسیاں بیحد مفید ثابت ہونگی

[2] ڈالٹن کے طریق تنظیم کے تحت مضمون وار اصول پر تقسیم کئے ہوئے کمروں سے جو "تجربہ خانے" کہلاتے ہیں اس قسم کا کام لیا جاتا ہے۔

[3] اس مقصد کے لئے کرسیاں استعمال کی جائیں جو ڈسکوں سے زیادہ نقل پذیر ہوتی ہیں نقش کشی کے لئے ہوئے مقوے یا نقش کشی کے تختوں کو گود اور بائیں ہاتھ کے سوا کوئی دوسرا سہارا درکار نہیں۔ اس طریقے سے طالب علم کو اس کاغذ کے ساتھ گہرا حسی تعلق پیدا ہو جاتا ہے جس پر وہ اپنے تاثرات قلمبند کرتا ہے۔

اسباق کے لئے بھی اسے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ دیگر مقاصد کے لئے بھی تالار جائز طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن یہاں ہم صرف تدریب جماعت کے نقطہ نظر سے اس مسئلہ پر غور کر رہے ہیں کمرہ ہائے جماعت سے تالار کے موقع محل کے تعلق پر بہت کچھ اس کے استعمال کا دار و مدار ہے۔ مثلاً اگر کمرہ ہائے جماعت تالار سے ملحق ہوں تو برابر کے کمروں کی پڑھائی کا ہرج کئے بغیر اسے گانے کے اسباق۔ متحدہ جماعتوں وغیرہ کے لئے نہیں استعمال کیا جا سکتا۔ برخلاف اس کے اگر تالار کا تعلق بالراست کمرہ ہائے جماعت سے نہیں ہے تو اس کے استعمال کی وسعت پر اوقات مدرسہ کے سوا کوئی اور حد قایم کرنے کی ضرورت نہیں معاشی اور تعلیمی ہر دو وجوہ کی بناء پر اس قسم کی وسعت بیحد مفید ثابت ہوگی۔

اساتذہ جماعت تنظیم کے نقطۂ نظر سے اس مسئلہ کے بعض پہلوؤں پر ضمناً بحث کی جا چکی ہے۔ لیکن بعض دیگر امور ایسے ہیں جن پر غور کرنا ضروری ہے۔ تعلیمی بورڈ نے مسلمہ اساتذہ مدرسہ کے جو مدارج قایم کئے تھے ان میں حالیہ ترمیم کی گئی ہے پرانے ضمن ۵۰ اور ضمن ۶۸ کے اساتذہ اب اس طرح موسوم نہیں کئے جاتے اب اساتذہ کے مدارج اس طرح قایم[1] کئے گئے ہیں۔

۱۔ صدر مدرسین

۲۔ سند یافتہ مدرسین یا وہ مدرسین جنھیں جدولی فہرست ط[2] کے تحت

---

[1] جدولی فہرست اور ضمن ۱۲ (الف) مجموعہ قوانین ۱۹۳۲ء

[2] ضمن ۱۳ اور جدولی فہرست (الف اور ب) مجموعہ قوانین ۱۹۳۲ء

تسلیم کیا گیا ہے۔

۳۔ غیر سند یافتہ مدرسین (پرانے ضمن ۵۰ کے اساتذہ وغیرہ)[1]

۴۔ تکمیل مدرسین (پرانے ضمن ۶۸ کے اساتذہ میں صرف عورتوں کی حد تک)[2]

۵۔ مدرس طلباء[3]

اکثر چھوٹے مدارس میں صدر مدرس کو انتظام اور نگرانی کے فرائض کے علاوہ استاد جماعت کا کام بھی انجام دینا پڑتا ہے۔

بعض مقامی حکام تعلیمات غیر معمولی تعداد رکھنے والے مدارس اور ایسے مخلوط شعبہ جات کے لئے جن کا نگرانکار استاد ہو، صدر مددگار کے درجہ کو تسلیم کرتے ہیں۔ اول الذکر صورت میں بعض ذیلی فرائض جو بالعموم صدر مدرس کے ذمہ ہوتے ہیں صدر مددگار اپنے سر لیتا ہے اور آخر الذکر صورت میں صدر مددگار جو معلمہ ہوتی ہے تمام مدرسہ کی سوزن کاری کی نگرانکار رہتی ہے اور شعبہ اناث کی حد تک بحیثیت مشیر کام کرتی ہے

دیگر امور مساوی ہوں تو منتظم کے خیال میں اساتذہ جماعت کے مدارج بلحاظ مدت ملازمت معین کئے جائیں۔ لیکن اگر کوئی نوعمر استاد خاص قابلیت رکھتا ہو تو اس کو تسلیم کرنے اور اس سے استفادہ کرنے میں کوئی امر مانع نہ ہو۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ہر نئے استاد جماعت کو ملازمت[4] کے پہلے سال میں

---

[1] ضمن ۱۳ اور جدولی فہرست ا (ج) مجموعہ قوانین ۱۹۲۲ء

[2] ضمن ۱۲۔ اور جدولی فہرست ا (د) مجموعہ قوانین ۱۹۲۲ء مرد شریک نہیں ہو سکتے لیکن اگر پہلے تسلیم کئے جا چکے ہیں تو ان کی مدت ختم ہونے پر دوبارہ تسلیم نہیں کئے جائیں گے۔

[3] ضمن ۱۲۰ اور جدولی فہرست ۲۔ (الف اور ب) مجموعہ قوانین ۱۹۲۲ء

[4] حکام تعلیمات عام طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ یہ مشق پر عمل ہے۔

کارآموز رکھا جائے۔

استاد کتنا وقت جماعت کو دے؟ اسکا انحصار حالات پر ہوگا۔ عموماً مدرسہ جتنے گھنٹے کام کرتا ہے استاد کا بھی اتنا ہی وقت صرف ہوتا ہے۔ لیکن یہ امر بدیہی ہے کہ جہاں تک باقاعدہ کمرہ جماعت کے اختصاصی اسباق کا تعلق ہے کسی استاد سے دن بھر مسلسل درس دینے کی توقع نہیں رکھنا چاہئے۔ کارکردگی اور ذاتی صحت دونوں اسکے متقاضی ہیں کہ کچھ نہ کچھ وقفہ دیا جائے جو وقت درس دینے میں نہ صرف ہو اس میں طلباء کی مشقی کتابوں کی جانچ اور تصحیح کیجا سکتی ہے۔ یا آئندہ کے لئے اسباق طیار کئے جا سکتے ہیں۔ باقاعدہ استاد جماعت کے کام میں عموماً اسقدر تنوع ہوتا ہے کہ مزید تبدیلی اور آرام کے بغیر اسے ضروری تفریح کا موقع ملجاتا ہے۔

لیکن کوئی استاد جو اپنے پیشے کی حقیقی اہمیت سے واقف ہو اپنی محنت کو اوقات مدرسہ کے حدود کا پابند نہیں رکھے گا۔ جس طرح کہ کامیاب صناع اپنے فن میں منہمک یا اس میں محو ہو جاتا ہے اسی طرح استاد جماعت کو بھی اپنے کام میں اس قسم کی محویت دکھانا اور اس سے لطف اندوز ہونا چاہئے۔ اس وقت استاد شاگرد دونوں کی محنت کا ثمر ملنا یقینی ہے۔

اسباق کی تیاری | جو استاد اپنے شاگردوں کا ذوق برقرار رکھنا چاہتا ہے اسے خود اپنے اندر ذوق پیدا کرنا چاہئے۔

اگر وہ ذوق رکھتا ہے تو اپنے معلومات میں ہمیشہ اضافہ کرنے کے لئے تیار رہے گا اور واقعات کی ہر وقت نئی توضیح کا کوشاں رہے گا۔

لہذا اسباق کی طیاری ضروری ہے اس کے لئے بہترین جگہ عموماً گھر کی خاموش فضا، یا کمرہ مطالعہ کی خلوت ہے۔ خواہ کوئی سبق پہلی دفعہ کتنی ہی خوبی سے کیوں نہ تیار کیا گیا ہو نہ تو اصولاً اور نہ از روئے قواعد اسے مکمل خیال کیا جائے۔ ہر وقت جب اسے دوہرایا جائے پیرایہ بیان اور انداز میں کچھ نہ کچھ تبدیلی ضروری ہے۔ تم دیکھ لوگے کہ نئے عنصر میں کس قدر حیات بخش قوت موجود ہے۔

جو کچھ بھی کام کی تیاری کیجائے وہ یادداشتوں میں مستقل طور پر محفوظ کرلیجائے۔ یہ یادداشتیں ان تمام افراد کے کام آئیں گی جن کا تعلق مدرسہ کی نگرانی سے ہے اور بالخصوص خود استاد کے لئے بمنزلہ یادداشت اور رہبر ہوں گی اور چونکہ ہر وقت ایک ہی سبق کے سلسلے میں وہ تمام باتیں بتانا ناممکن ہے، جو اس ضمن میں کہی جاسکتی ہیں۔ استاد کو چاہئے کہ ہمیشہ اپنے پاس ایک بڑی یادداشت کی کتاب رکھے جس میں دئے ہوئے سبق کا نام۔ تاریخ اور ضروری امور جن سے بحث کی گئی ہے درج ہوں۔ تفصیلی یادداشتیں تیار کرنا غلطی ہے۔ مفہوم کو واضح رکھتے ہوئے وہ حتی الوسع مختصر ہوں اور گو مختصر اجمالات قابل تعریف ہیں لیکن انکا اطلاق اسقدر وسیع بھی نہ ہو کہ صدر مدرس یا اوروں کے ذہن میں سبق کے رجحان یا حدود کے متعلق مختلف نتائج مرتب ہوسکیں۔ بالفاظ دیگر یادداشتیں ایک ماہر کے لئے جس نے سبق نہ سنا ہو ایسی ہی مکمل رہبر ہوں جیسی کہ سبق دینے والے استاد کے لئے

جماعت کے کام اور ہوم ورک کی تصحیح | جماعت کے کام کی تصحیح ایک

دوامی مشکل ہے لیکن اچھا استاد ہمیشہ اس پر غلبہ پا لیتا ہے۔ یہ بدیہی واقعہ ہے کہ کوئی سبق خواہ اس کا عمل کتنا ہی انفرادی کیوں نہ ہو ایسا نہیں جس میں طلباء کو بغیر نگرانی اور رہبری کے اپنے حال پر چھوڑ دیا جا سکے۔ لہٰذا جب تک استاد تدریسی فرایض سے کچھ دیر کے لئے سبکدوش نہ ہو سکے اور یہی احسن طریقہ ہے۔ اس کو ہرگز جماعت کے اندر کام کی تصحیح نہ کرنا چاہیئے جہاں اس کی توجہ دیگر مقاصد کے لئے درکار رہے لیکن بعض دفعہ اوقات کار کے اندر تصحیح ناگزیر نظر آتی ہے مثلاً ہوم ورک کی تقریباً روزانہ جانچ کرنا پڑتی ہے۔ ان اسباق کی کتابیں عموماً بچے صبح کو ساتھ لاتے ہیں اور سہ پہر کی پڑھائی کے بعد گھر لے جاتے ہیں یہ اور اس کے مماثل حالات فوری توجہ کے محتاج ہیں لہٰذا ایسی صورت میں کچھ نہ کچھ کرنا ضروری ہے۔ اکثر اساتذہ اس گتھی کو یوں سلجھاتے ہیں کہ کھانے کے لئے جو دو گھنٹے کا وقفہ ملتا ہے اس میں ان کا معاینہ کر لیتے ہیں لیکن اس طرح یہ مشکل تنظیم مدرسہ کے نقطۂ نظر سے حل نہیں ہوتی۔

لیکن چند اور طریقے اختیار کئے جا سکتے ہیں (۱) طیاری اور اعادہ کا طریقہ جیسا کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں مروج ہے (۲) اس مقصد کیلئے متعلم اساتذہ یا مدرس طلباء کا جزوقتی تقرر۔ لیکن اسے معین حدود کے اندر اور محض ان کی تربیت کے سلسلہ میں عمل کیا جائے (۳) ہفتہ میں ایک دفعہ صدر مدرس تا لازمیں الہامی کتب کا درس دے۔ اس سے کچھ وقت کے لئے مددگار مدرسین کو فرصت مل جائے گی لیکن یہ نامکمل اور صرف ایک دن کا علاج ہے۔ (۴) ایسے مشقی کاموں میں جنکی صورت مماثل ہو طلباء ہی اپنے کام کی آپ تصحیح کریں خصوصاً جبکہ یہ تصحیح میکانی ہو۔

اگر اس پر توجہ سے عمل کیا جائے تو یہ نہایت ہی مفید طریقہ ہے (۵) زبانی موسیقی، تاریخ وغیرہ کے سبق کے لئے دو یا دو سے زیادہ جماعتوں کو ملا دینا (۶) خاموش قرأت اور بعض دوسرے مشقی کام جن میں خانگی مطالعہ کی ضرورت پڑتی ہے اور جن کی سخت نگرانی نہیں کی جاتی۔ طلباء کے کام کا بیشتر حصہ ایسا ہوتا ہے کہ ان کے ڈسک پر اس کی تصحیح کرنا ضروری نہیں۔ لہٰذا استاد کمرۂ جماعت میں پھرتے پھرتے نگرانی بھی کرسکتا ہے اور پرچے بھی جانچ سکتا ہے (۷) اساتذہ اتنی کافی تعداد میں ملازم ہوں کہ صدر مدرس اس قسم کا انتظام کرسکے کہ ہر مددگار کو روزانہ ایک سبق یا ایک گھنٹے کی پڑھائی سے چھٹی مل جائے۔

مذکورۂ بالا طریقوں میں غالباً پہلا اور آخری طریقہ بہترین ہے۔ بہرحال یہ دونوں مکمل اور موثر ترین یقینی ہیں۔

جو کوئی بھی طریقہ اختیار کیا جائے مشقی کام کی تصحیح استاد جماعت کے کام کا ایک اہم حصہ متصور ہونا چاہئے۔ پرچوں کی جانچ کے محض میکانی پہلو کی حد تک اس کی امداد کی بھی جائے تو اس کا فرض ہے کہ ہر مشقی جواب کے نشانات کا بنظر خود تخمینہ کرے۔ اس طرف جتنی بھی توجہ کیجائے کم ہے۔ لاپروائی سے نشانات دینا طلباء پر اپنا اثر ڈالے گا جس کے نتائج تباہ کن ہوں گے۔ نہ صرف اس میں بلکہ مدرسے کے تمام معاملات میں استاد کا کام اوروں کے لئے صفائی اور درستی کا نمونہ ہو۔ مزید برآں کام کا عام تخمینہ ایسے بلند معیار کے مطابق ہو جس کی صحیح تعریف خود استاد کے ذہن میں موجود ہو۔ استاد کے لئے جو سات طریقے بتائے گئے ہیں انمیں سے (۱)، اور (۷)، کا انحصار ان حکام تعلیمات پر ہے جو بالآخر مدرسہ کی

کارکردگی کے ذمہ دار ہیں بقیہ طریقوں میں حالات کے لحاظ سے استاد خود اپنے اختیار تمیزی سے کام لے سکتا ہے اگر استاد جماعت جوشیلا ہے تو تصحیح کی تمام تفصیلات یا تقریباً تمام تفصیلات میں وہ خود ہی جائیگا کیونکہ اس تفصیل سے اسے جو واقفیت طلباء کی استعداد اور سیرت سے ہو گی وہ کسی اور ذریعہ سے ہرگز ممکن نہیں ان معلومات کا افادہ اس قدر بدیہی ہے کہ اس کا تذکرہ فضول ہے۔

ورزشیات بازی گاہ جس طرح ایک پیشہ ور آدمی کے کام کی تعبیر محض اوقات مصروفیت سے نہیں ہو سکتی اسی طرح استاد جماعت کا حال ہے۔ اوقات مدرسہ جو صرف اس کی رہبری کیلئے ہیں اس کی محنت کا پیمانہ نہیں ہو سکتے کیونکہ کمرۂ جماعت سے باہر بھی کئی فرائض اس کے عہدہ سے متعلق ہیں۔ مثلاً یہ فرائض کچھ کم اہم نہیں ہیں۔

(۱) بازی گاہ پر نگرانی (۲) اوقات مدرسہ کے بعد جن طلباء کو روک لیا گیا ہے ان کی نگرانی (۳) کرکٹ، فٹ بال اور مدرسہ کی جسمانی ورزشوں کی و دیگر نمایندہ انجمنوں[1] کی نگرانی اور ان میں شرکت ان میں سے (۱) اور (۲) اور بعض وقت (۳) بھی عموماً باری باری سے آنے والے کام میں متصور ہوتا ہے لیکن عملاً ورزشیات کو ایک ہی جوشیلے استاد کے سپرد کر دینا جو اس میں خاص دلچسپی رکھتا ہے زیادہ اچھا ہے۔ بازی گاہ کو جو لوگ بے چھت کا مدرسہ کہتے ہیں تو یہ نہایت[خ] موزوں نام ہے۔ اساتذہ کو چاہئیے کہ مناسب اوقات میں اس کی نگرانی کریں۔ تفریحی وقفہ میں ہر استاد کو چاہئیے کہ بازیگاہ میں

[1] ۔ ملاحظہ ہو مسٹر جی شار پلز کا مضمون خاص روئداد دین جلد ۲۲ - نیز نیویارک کے مہتمم شہر کی روئداد سنہ ۱۹۰۳ء

جا کر کبھی نگرانی کرے۔ لیکن یہ نگرانی جتنی کم ہو اچھا ہے اور کبھی خود بھی کھیلو میں حصہ لے۔ استاد و شاگرد میں رفاقت کی تھوڑی سی جھلک ان کے درمیان اخلاقی رشتہ اتحاد کو مضبوط کرتی ہے۔ طلباء کی انفرادی سیرت واضح ہو جاتی ہے۔ اور یہ وہ معلومات ہیں جن کے بغیر بچوں کی نگہداشت میں کبھی کامیابی نہیں ہو سکتی ہر شخص جانتا ہے کہ بازی گاہ میں بچے کے جو اوصاف نمایاں ہوتے ہیں وہ کمرۂ جماعت میں کبھی نہیں ظاہر ہوتے۔ دیگر قوی اسباب سے قطع نظر یہ سبب خود استاد کی وہاں موجودگی کے لئے کافی ہے۔

امتحانات جماعت | جیسا کہ ہر اچھے مدرسہ کا دستور ہے صدر مدرس کو چاہئے کہ میعادی امتحانات لے کر نتائج کے اندراجات محفوظ رکھے ایسے موقعوں پر جب صدر مدرس بعض اعتراضات کو ضروری خیال کرتا ہے تو استاد جماعت بالعموم ناراض ہو جاتا ہے۔ خصوصاً جب وہ اعتراضی تنقید وغیرہ کے لئے جو کتاب رکھی گئی ہے اس میں درج کر دیا جائے۔ اس سلسلے میں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ صدر مدرس جس کام کے افادہ کا تخمینہ کر رہا ہے بالآخر خود ہی اس کا ذمہ دار ہے۔ لہذا جہاں تک انسانی قیاس کام کرتا ہے وہ ہرگز کام کی ناقدری نہیں کرے گا۔ بالخصوص جبکہ اندراجات کی کتابیں اور امتحان کے پرچے تعلیمی بورڈ یا مقامی حکام کے نمائندہ مہتمموں کی نظر سے گزرنے والے ہیں۔

ان معاملات میں استاد جماعت کو چاہئے کہ ہر بات کو بسرو چشم تسلیم کر لے اور کبھی صدر مدرس کی رائے کے مبنی بر انصاف و حقیقت ہونے میں شبہہ نہ کرے۔ یہ نقطۂ خیال نہ صرف جماعت کی بہبودی کے لئے بلکہ خود استاد کی اعلیٰ ترین کارکردگی کے واسطے ضروری ہے۔ مذکورہ

تنقید کے تین مقاصد ہوتے ہیں ترقی کا تخمینہ اظہار عیوب۔ اور آئندہ رہبری کے لئے مفید ہدایات۔ فن معلمی بے حد مشکل فن ہے۔ اور استاد جماعت اس فن میں اس وقت کمال حاصل کر سکتا ہے جب وہ خود کو اپنے صدر کے فیصلہ کا اس طرح پابند بنالے جس طرح کہ ایک مرید اپنے مرشد کی پیروی کرتا ہے۔ اس کے ثبوت میں تجربہ ہزاروں مثالیں پیش کرتا ہے۔ جو شخص اپنے پیشے میں ترقی کرنا چاہتا ہے۔ اسے نہ صرف اپنے کام کی غیر جانبدارانہ تنقید کو اس عقیدت سے سننا چاہئے جس عقیدت سے وہ حق کی آواز سنتا اگر وہ ویوی اپنے بلند مقام سے اتر کر اسے ورس ویتی بلکہ اعلیٰ عہدہ داروں سے زیادہ اپنی اور اپنے کام کی تنقید آپ کرنا چاہئے۔ اور اس پر لازم ہے کہ ہمیشہ اپنا امتحان آپ خود ہی لیتا رہے۔ بسہولت کار اور کامیاب نتائج کے لئے امتحان اور مدرسے کے دیگر اہم مسائل میں صدر مدرس کی ولی اطاعت لازمی ہے۔ سال میں دو تین دفعہ صدر مدرس امتحانات لے تو استاد جماعت کے لئے پھر اس قسم کے رسمی امتحانات کے لینے کی چنداں ضرورت نہیں معلوم ہوتی بلکہ آخر الذکر کا طلباء سے اسقدر قریبی تعلق ہو کہ ان کا روزانہ کام دیکھکر وہ بہت بڑی حد تک انکی ترقی کا اندازہ لگا سکے۔

استاد جماعت کا فرض ہے کہ اپنی جماعت سے متعلق تمام اندراجات کو محفوظ رکھے جس طرح ایک رجمنٹ فوجی تنظیم کی اکائی کی حیثیت سے اپنے کارناموں پر نازاں ہوتا ہے، اسی طرح جماعت مدرسہ کی اکائی ہونے کے اعتبار سے اپنے کارناموں کو ملحوظ خاطر رکھے۔ اس غرض کیلئے کمرۂ جماعت کی دیواروں پر کامیابوں کی فہرست لٹکانا چاہئے حاصل شدہ

معیار سے گر رہنے کا ذرا بھی رجحان نظر آئے یا اس معیار تک پہنچانیوالے مقاصد پست ہو جائیں تو ایک دانشمند استاد ان فہرستوں کے ذریعہ سے کم ہمتی کا سدباب کرنے کے لئے جماعت کو بلکہ جماعت کے ہر طالب علم کو اس کی ذمہ داری محسوس کرائے گا۔ جماعت پر فخر کرنا ایک ایسا جذبہ ہے جو استاد اور شاگرد ہر دو کے لئے یکساں ہیجان ہونا چاہئیے۔

جماعت کا ڈسپلن اگرچہ مدرسہ کی فضا اور ڈسپلن پر جس میں بعض خصوصیات کا ہونا لازمی ہے صدر مدرس کی شخصیت حاوی ہوگی لیکن پھر بھی ہر جماعت کی فضا اور ڈسپلن کی خصوصیات علیحدہ ہوتی ہیں جن پر زیادہ تر استاد جماعت ہی کی شخصیت کا اثر پڑے گا۔ یہ اختلافات ہرگز اسقدر گہرے نہ ہوں کہ ان سے مدرسے کا توازن بگڑ جائے اس توازن کی اثر پذیری مدرسہ کی زندگی کا لطیف ترین انکشاف ہے۔ لیکن ذاتی قابلیتوں کے فرق سے جو نتائج پیدا ہوتے ہیں ان سے بھی مفر نہیں اور ان کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔

استاد کی شخصیت کے علاوہ ایک اور عنصر بھی ہے جو اپنا اچھا یا برا اثر ڈالے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہر با اثر سیرت رکھنے والا طالب علم بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہر طالب علم خواہ وہ با اثر ہو یا نہ ہو نا دانستہ طور پر ایسی قوتوں میں کچھ نہ کچھ اضافہ کرتا ہے جن سے جماعت کی . . . . متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

ہر طالب علم جو برضا و رغبت عامہ مدرسہ اور استاد کی مرضی کو (جو ایک دوسرے کے مطابق ہونا چاہئیے) قبول کرتا ہے وہ گویا ایک قیمتی تعلیمی اثاثہ ہے۔ اس کا یہ فعل دیرپا یکجہتی اور ترقی کا باعث

ہوتا ہے۔

لہٰذا دراصل مدرسہ میں کئی عناصر ہیں اور ہزار ہا بیرونی اور اندرونی اثرات ہیں جن کا تعلق جماعت کے ڈسپلن سے ہے قدرتی طور پر صدر مدرس کا اثر سب میں قوی ہوگا اور استعارتاً یوں کہا جاسکتا ہے کہ مددگار مدرسین جن میں سے ہر ایک علیحدہ آواز رکھتا ہے صدر کے ہم آہنگ ہوں اور پھر ہر طالب علم کا فرض ہے کہ جداگانہ راگ الاپنے کے بجائے سہولت کار اور توازن کے مدنظر اپنے رہنماؤں کا ہمنوا بن جائے۔ مزید براں روایات مدرسہ کی دھیمی آواز بھی انہیں شامل ہوگی۔

لہٰذا ہر جماعت تمام مدرسے کی فضا کے زیر اثر ہو اس کے اختلافات کسی قدر دھندلے ہوں لیکن پھر بھی اسقدر امتیازی رنگ باقی رہے کہ جماعت کی خصوصیت اور اثرات بآسانی شناخت ہو سکیں۔

یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ استادِ جماعت کبھی ان اہم تصورات کے خلاف عمل نہ کرے جن پر مدرسہ کی فضا اور ڈسپلن کا بہ حیثیت مجموعی دار و مدار ہے۔ طلباء کی بہبودی کے لئے وہ ان میں اضافہ کر سکتا ہے۔ لیکن انہیں ہرگز اسے کمی نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ یوں سمجھنا چاہیئے کہ یہی بنیاد ہے جس پر اسے تعمیر کرنا ہے۔ ان پابندیوں کے ساتھ اسے اپنی قابلیتوں کے اظہار کا کافی موقع حاصل ہے۔ اور اس کی سیرت کے ترغیبی اثرات میں بھی کوئی امر مانع نہیں۔

حالیہ ترقی یافتہ عمارتوں میں جہاں ہر سند یافتہ مددگار کے لئے ایک علیحدہ کمرہ ہوتا ہے۔ استادِ جماعت کے تربیتی اثر میں اضافہ کا امکان ہے۔ لہٰذا اسے تکمیلِ ضبط کی طرف رہنمائی کرنے والے اہم اصول سے واقف ہونا

ضروری ہے کیونکہ انہی اصول سے وہ قانون بنتا ہے جس پر مدرسے کے انتظام انضباط صحیح کردار اور کارکردگی کا انحصار ہے۔ جہاں تک طلباء کا تعلق ہے عمدہ ضبط جماعت کی نشانیاں یہ ہیں:۔

(۱) خوشی اور بلا اکراہ اطاعت (۲) گہری مصروفیت (۳) استاد کو مطمئن کرنے میں خوشی (۴) سوالات کے جوابات دینے کا اور سمجھ کر جوابات دینے کا شوق (۵) اچھے عادات اور عموماً نیک کردار (۶) کام کو بخوبی انجام دینا (۷) غیر ضروری جسمانی یا ذہنی پابندی کے بغیر انضباط کا قیام (۸) اجتماعی اور انفرادی ضبط نفس۔

مزید براں ان صفات کو پیدا کرنے اور برقرار رکھنے کے لئے استاد جماعت پر لازمی ہے کہ وہ:۔

(۱) خود کو جماعت کے مناسب حال بنانے کے قابل ہو۔ اس بارے میں طلباء کی عمر کا لحاظ اہم ہے۔ صنف اور سماجی حیثیت کو بھی دخل ہے۔

(۲) پرخلوص لہذا فطرت کے مطابق ہو ورنہ دوسروں کو قائل کرنا تقریباً ناممکن ہے کسی قسم کا بھی اسلحہ ہو وہ بیکار رہے کیونکہ طلباء فوراً معلوم کرلیں گے۔

(۳) صابر اور ہمدرد ہو۔ طلباء اس وقت کلیتاً اس کے زیر اثر رہیں گے جب اس میں ہمدردی کی صفت ہو۔ دماغ تک پہنچنا ہو تو دل کی راہ سے گزرنا چاہئے اور صبر تمام لذتوں اور قوتوں[1] کی جڑ ہے (۴) پرجوش ہو سرگرم استاد طلباء میں خود کو محو کردیتا ہے۔ اس کا[2] کام مثل زندہ تخم کے ہے جو زمین پر چھڑکا جائے۔ جب یہ اگتا ہے تو فصل[2] طیار ہوتی ہے۔

---

[1] رسکن

[2] سیمپل لائیٹ مصنفہ سی وگنیر

(۵) فیصلہ میں تیز ہو۔ بچے وجدانی طور پر استاد کی قوت کا اندازہ لگا لیتے ہیں اگر وہ پس و پیش کرے تو طلباء فوراً محسوس کرلیں گے۔ لہٰذا استاد صحیح جادۂ عمل کے بارے میں کبھی کسی شبہ کو دل میں جگہ نہ دے۔ استقلال کے ساتھ لیکن نرمی سے اختیارات استعمال کئے جائیں تو بچے عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں

(۶) اپنے احکام پر قایم رہے۔ عموماً حکم کو دہرانا غلطی ہے۔ اس سے بہتر حکم کی پوری تعمیل ہونے تک بطور انتظار کرنا ہے۔ ضرورت ہو تو کسی ایک فرد یا چند افراد کے نام لے لئے جائیں۔ خلاف ورزی کی ایک حرکت سے چشم پوشی کرنا، خواہ وہ حرکت محض عدم تعمیل ہی کیوں نہ ہو۔ ڈسپلن کے لئے بے حد خطرناک ہے۔

(۷) آواز کا بے جا اسراف نہ کرے۔ بلند آواز سے خود اس کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح جو قوت ضائع جاتی ہے وہ اور چیز و نہیں کام آسکتی۔ چیخنا چلانا یا کسی قسم کا صوتی مظاہرہ کرنا برا اثر پیدا کرتا ہے ترغیب کا لہجہ ہمیشہ قدرتی اور نرم ہوتا ہے۔ استاد اگر تمام جماعت پہ نظر رکھ سکتا ہے تو خود اس کی آنکھیں اس کی آواز کی مدد کریں گی۔ "نزاکت قوت کی کفایت ہے"[1] یہ مقولہ روحانی نزاکت پر بھی اسی طرح صادق آتا ہے۔

(۸) بچوں کا ذوق قایم رکھنے کا خیال رکھے، ہر قدم ترقی کا قدم ہو اور طلباء اس کو محسوس کریں۔ تھوڑا وقت انہماک کے ساتھ مطالعہ کرنا عموماً زیادہ مدت تک بے لطفی کے ساتھ کام کرنے سے زیادہ قیمتی

---

[1] ایچ اسپنسر

اور دلچسپ ہے۔ " لذت میں عموماً نبض کی رفتار آہستہ اور اسکی قوت زیادہ ہوتی ہے۔ الم میں رفتار تیز مگر قوت کم ہو جاتی ہے[1]۔ جس کام میں بچے کو دلچسپی ہے اس میں اتنی عصبی قوت نہیں صرف ہوتی جتنی ایسے کام میں صرف ہوتی ہے جس میں اس کو مطلق دلچسپی نہیں۔

(۹) منصف[2] مزاج اور سمجھدار ہو۔ اچھے کام یا نیک کردار کی تعریف کرنا فائدہ سے خالی نہیں۔ برخلاف اس کے مذمت سے بہت کم کام لیا جائے بہرحال بچے یہ محسوس کرلیں کہ استاد منصف مزاج ہے ورنہ ان کے دل میں نہ تو اس کی تعریف کی وقعت ہوگی نہ مذمت کی۔ ڈاکٹر ٹمپل جب رگبی میں تھے تو ایک طالب علم نے ان کے بارے میں کہا تھا۔ کہ "وہ جانور ہیں لیکن منصف مزاج جانور ہیں" روزمرہ کی دانشمندی کا نام سمجھ ہے۔

(۱۰) مقصد میں یقین اور مطالبات میں تطابق ہو۔ ہر وقت کام میں مصروف اور ہر وقت بلند مقاصد پر نظر رکھنے والا ہو۔

"بلند پایہ مساعی فوری باطن ہیں"

کبھی بے حد چستی اور کبھی بے حد سستی دکھانے سے طلباء پر جو مطابق اثرات پڑتے ہیں ان کے رجحانات نقصان دہ ہوتے ہیں۔

---

[1] سائیکولوجی اینڈ کرائیم۔ صفحہ ۱۲۰ مصنفہ پروفیسر منسٹربرگ۔

[2] ۔ اگر تمہارے دل میں کوئی برا خیال پوشیدہ ہو یا کوئی نااتفاقی یا کسی بھائی کے آنسوؤں کی یاد تو یقین مانو کہ راستہ چلنے والے بچے کی آنکھیں اپنے ناقابل تقلید تبسم سے تمہارا خیر مقدم نہیں کریں گی۔ دی ٹریڈر آف دی ہمبل۔ مصنفہ ایم میٹر لنگ۔

(۱۱) اس امر کا خیال رکھے کہ ڈسی پلن فی نفسہ کوئی مقصد نہیں ہے بلکہ "کامل زندگی" کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔ اگر اصل چیز ہمیشہ پیش نظر رہے تو لوازمات اپنی نگرانی آپ کر لیں گے۔

(۱۲) مستقل مزاجی، خود اعتمادی اور ضبط نفس رکھنے والا ہو۔ طلباء کا یہ سمجھ لینا کہ جماعت کے اندر ہی کامل حکومت کی طاقت موجود ہے۔ نہایت اہم ہے۔ غیر معمولی مشکل مواقع پر البتہ قیام ضبط کی کارروائی میں صدر مدرس کے اختیارات سے استمداد کی جا سکتی ہے۔ "اگر تم خود اپنے اندر سکون اور توازن پیدا کر لو۔ تو جس طرح تالاب میں پتھر پھینکنے سے دائروں کے باہر دائرے بننے لگ جاتے ہیں اسی طرح تمھاری تقلید میں موجوں پر موجیں اٹھکر پھیلنے لگیں گی۔"[۵۱]

(۱۳) حتی الامکان سزا دینے سے پرہیز کرے۔ "مصروفیت اور انعام اصلاح کے آلات ہیں نہ کہ سزا۔"[۵۲] یہ دعویٰ صرف ایک حد تک سچا ہے اور اسی حد تک اسے تسلیم کرنا چاہئیے۔

"چھوٹی چھوٹی سزاؤں سے طبیعت ورق ہو جاتی ہے۔ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ کئی بار رتبہ کر کے ایک دفعہ اپنی پوری قوت سے کام لیا جائے۔ بعض دفعہ میرا جی جس بچے کو بید لگانا چاہتا تھا اور میں بید نہ لگا سکا۔ مجھے کبھی اس کا پچھتاوا نہیں ہوا۔"[۵۳]

---

۵۱ پروفیسر جیمس۔

۵۲ رسکن۔

۵۳ دی اسکول ماسٹر۔ مصنفہ اے سی بنسن

(۱۴) طلباء کی جسمانی اور دماغی راحت کی طرف متوجہ رہے۔ ڈسک بچہ کے مناسب ہو۔ حفظ صحت کے عام حالات ضروری ہیں۔ ان امور پر دوسری جگہ بحث کی گئی ہے۔ خوف کی حالت میں بچے کے حیات بخش قویٰ ضائع جاتے ہیں۔

(۱۵) جائز حد تک افراد کو خود اظہاری کا موقع دینے کے لئے ہمیشہ طیار رہو کامل خود اظہاری کے بغیر استاد ایک حد تک گویا تاریکی میں کام کر رہا ہے خود اظہاری ترقی کا سرچشمہ ہے۔

"فطرت انسانی اٹل قوانین کی اسی قدر پابند ہے جس طرح اشکال اقلیدس"[۱۵]

آزادی کا احترام کیا جائے لیکن اگر وہ اپنے جائز حدود سے متجاوز ہو جائے تو اس کا قلع قمع کیا جائے۔ کارکردگی اور باقاعدہ تربیت کیلئے جس قسم کا انضباط اور ڈسپلن ضروری ہے اس پر اکتفا کی جائے۔

بچوں کو نیک بننے کی نصیحت کرنا فضول ہے۔ اس راستے پر انھیں لیجانا چاہیئے تاکہ انھیں نیکی کے مفہوم کا فی الواقع تجربہ ہو۔ بچے کے دل میں گھر کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ایسے کاموں میں اس کا ساتھ دیں جن میں وہ اپنی زندگی کی خوشترین گھڑیاں گزارتا ہے۔ اس سلسلے میں ورزشیات کے افادہ کا ذکر آچکا ہے۔ عمدہ ڈسپلن کے لئے شہر کھیت اور جنگل میں جماعت کی تفریحات بھی نہایت مفید ذرائع ثابت ہوئے ہیں۔

جماعت کے ڈسپلن سے متعلق اس مختصر بیان سے استاد کی شخصیت کی اہمیت کا اندازہ ہو جائے گا۔ مدرسہ کے قانون کا زیادہ تر یہی ترجمان ہے

---

[۱۵] "ٹراکٹیٹس" مصنفہ اسپنوزا۔

اور اس کی قوت کی مناسبت سے اس قانون کا عمل اور اثر ہوگا۔ اسکا فرض نہ تو محض جماعت کے تعلیمی نصابات پر توجہ کرنے سے ادا ہوتا ہے اور نہ احکام کی فوری تعمیل کرانے سے۔ بلکہ اسے ہمیشہ وہ آخری مقصد پیش نظر رکھنا چاہئے جو مدرسہ کی طرف سے ہر طالب علم کے لئے معین کیا گیا ہے اس مقصد کے لئے اسے خود اپنے اندر اور اپنے طریقہ کار میں تبدیلیاں کرنا پڑتی ہیں۔ اسے چاہئے کہ اپنی تمام کوششیں صرف کر کے بچوں کو بخوشی ان قواعد کی پابندی کا عادی بنادے جن کی جائز اور پسندیدہ تعمیل پر جماعت اور مدرسہ کی اعلیٰ ترین کارکردگی کا انحصار ہے۔ اگر وہ قوی ہے تو اس کی قوت جماعت میں سرایت کر جائے گی۔ اس کے دل میں جگہ کرلے گی۔ اور تمام مدرسہ میں اس کا اثر محسوس ہوگا۔ اگر وہ کمزور ہے تو اس کے مطابق کمزوری پیدا کرنے والے اثرات رونما ہونگے۔ استاد کو باری باری سے ہر طالب علم پر توجہ کرنا اس کی سیرت کو سمجھنا اور اپنی زندگی کے مقاصد سے اس کے دل کو متاثر کردینا چاہئے۔[1] اسکی تکمیل کے لئے استاد میں کئی قوتوں کا ہونا ضروری ہے۔

ممکن ہے جماعت سے نہایت موثر پیرایہ میں درخواست کی جائے لیکن ترغیب اور کامل یقین کی نرم آواز جس کا مخاطب صرف فرد ہو۔ اکثر دفعہ ایسے گہرے اثرات پیدا کر دیتی ہے جو بصورت دیگر ناممکن تھے۔

---

[1] مشکلات کا اندازہ شائد اس وقت زیادہ بہترین طریقے سے ہو سکے جب یہ سمجھ لیا جائے کہ "بچہ کو تعلیم دینے کے لئے اس کے زاد است ابتدا کرنا چاہیئے" ملاحظہ ہو۔ ایجوکیشن مصنفہ ایچ۔ اسپنسر۔ اور لڈآف انسٹرل ان ہیری ٹنس مصنفہ گالٹن

اور بچہ کے لئے خود یہ احساس کہ اس کو سمجھنے والے موجود ہیں نہایت ڈلخوش کن اور قوت بخش تاثیر رکھتا ہے۔

المختصر یہ فرض کرتے ہوئے کہ مدرسہ کے قانون میں کوئی عیب نہیں۔ مگر جماعت میں عمدہ ڈسپلن قایم رکھنے کے لئے حسب ذیل اثباتی اصول کا عملدرآمد ضروری ہے۔

(۱) عام حالات ایسے ہوں کہ ان سے طلباء کے کام میں سہولت واقع ہو اور یہ کام ہر بچہ کی استعداد اور قابلیتوں کی حد سے متجاوز نہ ہو۔

(۲) استاد خود کو جماعت اور اس کی ضروریات کے قابل بنا سکے۔ اور اس میں ہر طالب علم پر اچھا اثر ڈالنے کی صلاحیت ہو۔

(۳) مدرسے کے قوانین کو جن کی تصریح اور انتظام استاد کے سپرد ہونا چاہیئے ہر چیز پر فوقیت حاصل رہے۔

(۴) اگرچہ تمام مدرسہ کی اجتماعی روح کار فرما ہو لیکن جماعت خود ..... اور کامل ذمہ داری کا احساس رکھے۔

(۵) ہر طالب علم تمام مدرسہ کی ذمہ داری کے ساتھ خاص اپنی جماعت کے فرایض جو اس پر عائد ہوتے ہیں محسوس کرے۔

(۶) استاد طلباء کو ضبط نفس کی تربیت کرنے کا مصمم ارادہ کرلے۔ اور جوں جوں ضبط نفس کی قوت بڑھتی جائے اسی مناسبت سے وہ حکومت کی باگ ڈور میں ذرا ڈھیل دیتا جائے۔

(۷) جماعت کا روزمرہ کام خود بخود انجام پاتا رہے۔

(۸) انہماک کار فرض کے تصور کی شاہراہ ہے۔

اندراجات رجسٹر جماعت | اس طرف خاص توجہ کرنا چاہیئے کیونکہ جن تمرایط یہ

تعلیمی بورڈ ـ قمی امداد دیتا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ اندراجات رجسٹر کا عمل قواعد[1] کے عین مطابق ہو عموماً استاد جماعت کا افادہ رجسٹر جماعت کو جانچنے سے کم و بیش معلوم ہو جاتا ہے اگر یہ صاف اور صحیح ہے اور اس میں جدید ترین اندراجات موجود ہیں تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ استاد کو جزئیات کا خیال ہے اور یہی کامیابی کا راز ہے۔ اگر اس کے دیکھنے سے یہ معلوم ہو کہ طلباء معمول سے زیادہ بروقت اور بلا ناغہ حاضر رہتے ہیں تو یہ بادی النظر میں استاد کے اثرات کا نتیجہ ہے۔ پابندی اوقات اور باقاعدگی کی عادتوں سے زیادہ اہم استاد کا کوئی فریضہ نہیں۔ کیونکہ طالب علم اور مدرسہ کے لئے اس اثاثہ کا افادہ نہ صرف ہنگامی ہے بلکہ وہ تادم زیست ان اصول کا پابند رہے گا۔

عام اندراجات رجسٹر کا تذکرہ "مدرسہ کے رجسٹر" کے باب میں کیا گیا ہے۔

سیر و تفریح جماعت | جو مقامات تعلیمی نقطۂ نظر سے مفید یا دلچسپ[2] ہوں ان کی سیر اوقات مدرسہ میں جیسا کہ مجموعۂ قوانین[3] اجازت دیتا ہے ہونا چاہئے۔ صدر مدرسین جن کی اجازت اس تفریح کے لئے سب سے پہلے درکار ہے اور جو بعد ازاں سرکاری مہتمموں سے

---

[1] تعلیمی بورڈ مدرسے کے رجسٹروں کی نگرانی یا تصحیح کرنے والے جملہ افراد کو اس کام کی غایت اہمیت پوری طرح محسوس کراتی ہے "تمہید یادداشت ضمن ۱۵ مجموعۂ قوانین ۱۹۰۹ء نیز دیکھو ضمن ۴۴ اور جدولی فہرست ۴ مجموعۂ قوانین ۱۹۲۲ء

[2] ضمن ۳۴ (ب) مجموعۂ قوانین ۱۹۲۲ء

اجازت حاصل کر لیتے ہیں۔ اس قسم کی کوششوں کو عموماً پسند کرتے ہیں
جب کبھی اس قسم کی تفریحات کا تہیہ کیا جاتا ہے تو قبل از قبل طلباء کو
اس مقصد سے متعلق اہم واقعات سے واقف کرا دیا جائے ان موقعوں پہ
جو وقت ملتا ہے استاد کو اسے بہترین کام میں لانے کے لئے تیار رہنا
چاہئے۔ ان تفریحات کے افادہ کا اندازہ لگانے کے لئے یہ نہیں دیکھنا
چاہئے کہ کس قدر کام کیا گیا ہے بلکہ یہ دیکھنا بہتر ہوگا کہ جو کام کیا گیا ہے وہ کس خوبی
کیساتھ کیا گیا ہے جب کسی میقات کیلئے تعلیمی نصابات مقرر ہولیں تو پھر ان نصابات
کی مناسبت سے تفریحات کی تعداد اور نوعیت کا تعین ہو سکتا ہے

کانفرنس اساتذہ کی کانفرنسوں میں استاد جماعت کو گہری دلچسپی لینا چاہئے
ان کانفرنسوں کا انعقاد کم از کم سہ ماہی یا میقاتی بلکہ بہتر تو یہ ہوگا کہ
ماہانہ ہوا کرے۔ ہمدرد صدر کی زیر صدارت جو ہمیشہ نئے خیالات اور
تازہ اتفاقات قبول کرنے کے لئے تیار رہے یہ کانفرنس مدرسہ کے لئے

لہ مزید براں (۱) اساتذہ کے علاوہ حکام کی طرف سے مقرر کئے ہوئے دیگر افراد کے
ایسے مظاہرے یا تماشے جو بچوں کے نصابی مضامین ہیں ان کے مطالعہ کی تصریح
یا تضمیم کریں رکھے جا سکتے ہیں (۲) بچوں کو ان میں شرکت کی اجازت ہے "
مضمون کے لئے مناسب طریقے سے قبل اور بعد مطالعہ اور تنقید کے
انتظامات کئے جائیں (مثلاً شکسپیر کا کوئی ایک کھیل)
مجموعۂ قوانین کا یہ ذیلی دفعہ رقیۂ لندن میں اوقات مدرسہ کے اندر
مدرسہ کے بچوں کے لئے جو شکسپیر کے کھیل کئے جائیں ان تماشوں میں باقاعدگی پیدا
کرنیکے لئے بنایا گیا ہے لیکن جنگ کے بعد کی مالی سنگینیوں کی وجہ سے یہ خاص مشغلہ جاری نہ رہ سکا۔

نہایت ہی مفید اور ہر استاد کے حق میں معلومات کا ذریعہ ہیں۔ ایسے موقعوں پر
عموماً ہر استاد کا فرض ہے کہ بحث کے لئے کچھ نہ کچھ تحریک پیش کرے تاکہ اسکی
مشکلات حل ہو سکیں اور زیادہ صحیح اور یقینی ترقی کی راہیں نکل آئیں۔
ایسی کانفرسوں سے تجربہ کی ترغیب اور جدت کی تحریص ہوتی ہے
لہذا یہ اساتذہ میں اس زندہ ذوق کے برقرار رکھنے میں مدد دیتی ہیں
جسکے بغیر ہم کہہ سکتے ہیں کہ طلباء کا ذوق اور مدرسہ کی بہبودی نہیں قایم
رہ سکتی بشرطیکہ اس مدرسہ سے اس کا خاص تعلق ہو۔ تعلیم کے عمل
اور نظریہ سے متعلق کوئی ایک مضمون بحث کے لئے مناسب موضوع ہے۔

اس ملک (انگلستان) میں معلمی کے بارے میں ایک زمانہ سے
یہ خیال ہے کہ اس فن کے معلومات موجود ہیں۔ حالانکہ اس میں بے حد
مشکلات ہیں اور اس کی تہ کو پہنچنا تقریباً ناممکن ہے بقول مازینی نظریہ تعلیم کا
تعلق فطرت انسانی کے مسئلہ سے ہے۔ عمل تحقیق اور کاوش کو فکر کے لئے
اس سے وسیع تر میدان اور کیا ہو سکتا ہے؟ لہذا استاد جماعت ہرگز
یہ نہ خیال کرے کہ اس کا پیشہ بے لطف ہے۔

فرانس میں مدرسہ کی حد سے متجاوز کیانٹن یا وہی یارتمین (انتظامی حلقے)
کے لئے کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں یہ کانفرنسیں عموماً سال میں دو بار ہوا کرتی ہیں جنمیں
رقبے کے تمام اساتذہ کی شرکت لازمی ہے۔ اساتذہ کو قبل از قبل ہی کوئی
مقالہ یا عام تاثرات کی صورت میں جیسے یادداشتیں[1] وغیرہ بحث کے لئے

---

[1] ملاحظہ ہو معائنہ تعلیم ابتدائی سنہ ۱۹۰۰ء جس میں ان کانفرنسوں کے افادہ کی شہادت ملتی ہے
لندن کونٹی کونسل بھی مسایل تعلیم پر بحث تمحیص کے لئے اساتذہ کی ایک سالانہ کانفرنس منعقد کرتی ہے

موضوع ارسال کرنا پڑتا ہے۔

استاد جماعت کی صنف انتظام جماعت سے متعلق قابل ذکر امور تقریباً لاتعداد ہیں۔ بہر حال ہم اس باب کو عنوان بالا کے تحت ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ بعض جایادیں ایسی ہیں جن پر اس ملک (انگلستان) میں عورتوں کا تقرر مناسب خیال کیا جاتا ہے لیکن اہل جرمنی کی رائے میں وہ مردوں کے لئے موزوں ہیں۔ برخلاف اس کے اہل امریکہ کا عمل دوسری حد پر ہے یعنے وہاں لڑکوں کی تعلیم زیادہ تر معلمات کے ہاتھوں میں دے دی گئی ہے۔

انگلستان میں عموماً ان دونوں راستوں کے بین بین ایک متوسط راستہ اختیار کیا گیا ہے۔ وہاں عورتوں کی ملازمت شعبہ جات مخلوط اناث۔ اور صبیان۔ نیز خاص مدارس تک محدود ہے۔

لیکن مدت سے یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ کمسن بچوں کے لئے شعبۂ صبیان کے طریقوں اور ماحول سے اٹھکر بڑے مدارس کے نسبتاً سخت ڈسپلین اور کٹھن فضا میں چلا جانا بہت بھاری تبدیلی ہے۔ اور یہ کہ اس سے ترقی میں رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں۔ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ شعبہ مذکور کے درجۂ اول اور غالباً درجۂ دوم کے لئے بھی معلمات کا رہنا مفید ہے۔ جن موقعوں پر درجۂ دوم سے اوپر کی جماعتہائے ذکور کے لئے معلمات مقرر کی گئی ہیں وہاں یہ طریقہ کچھ بے جوڑ اور ناقابل اطمینان پایا گیا۔ بعض مخلوط شعبہ جات میں جہاں لڑکیاں لڑکوں کا کفر توڑ دیتی ہیں بڑی جماعتوں میں بھی معلمات جماعت کامیاب ثابت ہوئی ہیں تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بڑے لڑکوں کی تعلیم اور رہنمائی کے لئے استاد ہی موزوں ہے۔

سطحی امور سے قطع نظر اس مسئلہ کی تہ میں کئی اہم مسائل ہیں۔ کسی صنف کے بھی بچے ہوں عورتیں انکی تربیت بطریق احسن کرسکتی ہیں۔ ان میں اس قسم کے کاموں کا قدرتی رجحان ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے اکثر و بیشتر مردوں سے جذبات طفلی رخصت ہو جاتے ہیں۔ برخلاف اس کے عورت انھیں نہایت حیرتناک طریقہ سے اپنا جزو زندگی بنا لیتی ہے۔ اس کے لئے دنیا آخر تک ایک خواب ہے "جو آسمانی نور کا لباس پہنے ہوئے ہے" اور وہ اپنے تعلیمی کام پر اپنی روحانی قوت کا مہذب اثر ڈالتی ہے۔ لیکن لڑکے کی زندگی میں ایک وقت ایسا آتا ہے عموماً اس کی عمر اس وقت دس سال کی ہوتی ہے جب وہ خاموشی کے ساتھ اور شائد کسی قدر کشیدگی سے اس کی حکومت پر اظہار ناراضی کرتا ہے۔ اس کی اندرونی قوتیں کسی چیز سے نہیں رک سکتیں ہیں اس کی ترقی زیادہ تر اس آواز پر لبیک کہنے پر منحصر ہے۔ اس کی فطرت کا تمام تر تقاضا یہ ہے کہ حرکت اور فکر کی پرواز کے لئے وسیع تر میدان ہو۔ اور ذرا ذرا سی باتوں میں قیود نہ عائد کئے جائیں۔ اسے اپنی نشو نما کا احساس ہے۔ اپنی ترقی کا احساس ہے۔ اس امر کا احساس ہے کہ وہ بڑا ہو رہا ہے اور اس کی اہمیت زیادہ ہو رہی ہے۔

اس بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ لڑکے کی روک تھام اور رہنمائی کے لئے چھوٹی چھوٹی قوتوں سے زیادہ زبردست قوتیں درکار ہیں لیکن ان کا استعمال نسبتاً کم کیا جائے۔ عورت خواہ وہ کتنی ہی قابل تعریف کیوں نہ ہو اپنی خوردبین نظر اور جزئیات اور اشیا کے شوق کی وجہ سے اس ضرورت کو کماحقہ پورا نہیں کرسکتی لیکن مرد جو زیادہ خود غرض اور زیادہ زبردست ہے کرسکتا ہے۔ انضباط سے متعلق ایک لڑکے کے تصور اور عورت کے تصور میں

قطبین کا فرق ہے۔ ان معاملات میں وہ جزئیات کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اس کا عقیدہ کلیات پر ہے۔

ہر شخص تسلیم کرے گا کہ تربیت کو قوانین قدرت کے عین مطابق ہونا چاہیئے اور اس تربیت کا اصلی مقصد زبردست مرد اور روح پرور عورتوں کا پیدا کرنا ہے ذہنی حد باقی۔ اور نیز جسمانی حیثیت سے قدرت نے مرد عورت میں تفریق رکھی ہے۔ ان چیزوں میں وہ ایک دوسرے کے لازم و ملزوم ہیں۔ لڑکے کے لئے ان مردانہ اثرات کی ضرورت ہے ان قیود کی، اور عمل کے اس معیار کی، جو صرف ایک قابل استاد ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ مزید براں اسے ایک ایسے نمونہ کی ضرورت ہے جس پر وہ خود اپنی زندگی ڈھال سکے۔ اور جس سے اس کی وہ جبلی خواہش پوری ہو سکے جو کسی نہ کسی ذی حیات کی مداحی اور عظمت کرنے پر اسے مجبور کرتی ہے۔ لیکن وہ نمونہ ایسا ہو جو لڑکے کا دل اپنی طرف مائل کرلے اور جس کی وہ خود اپنے لئے آرزو کر سکے۔ کیا کسی کو اس میں شبہ ہے کہ معلمہ سے بہتر معلم جس کے اندر مردانگی کا زندہ معیار موجود ہے جو بڑے لڑکوں کے حقوق اور ضروریات کا احساس رکھتا ہے جس کا حس زیادہ تر ان کے حس سے مماثل ہے، جو ان کی زندگی کے جذبات کا صحیح تجربہ رکھتا ہے۔ اور کبھی کبھی ان کا رفیق بھی بن جاتا ہے۔ زندگی اور عمل کی تربیت کرنے کے لئے قابل ترین شخص نہیں ہے۔؟

جماعت کا مستقبل | چند سال سے نظام جماعت پر اعتراضات کی بوچھاڑ لگ گئی ہے۔ اہم اعتراضات حسب ذیل ہیں:۔

(۱) مرد کی آزادی عمل میں غیر ضروری مداخلت کی جاتی ہے۔

(۲) طلباء کو اپنی ترقی کی رفتار کا تعین اور اپنے اوقات کی تقسیم آپ ہی کرنیکا موقع دینا چاہیئے۔
(۳) ہر طالب علم کے لئے ہر مضمون میں ایک اوسط رفتار ترقی فرض کرلی جاتی ہے۔ حالانکہ ایک ہی طالب علم کے لئے مختلف مضامین میں ترقی کی مختلف رفتار ہوتی ہے۔
(۴) ایک ایسے بڑے مجمع میں جیسا کہ اوسط جماعت میں ہوتا ہے نصاب مدرسہ کے مختلف مضامین میں قابلیتوں کا اس قدر فرق ہے کہ تمام جماعت کو بہ حیثیت جزو واحد تعلیم دینا دشواری پیدا کرتا ہے۔
(۵) درجہ بندی کے بہترین نظام میں بھی جبکہ تنظیم بربنائے مضامین ہو، قابلیتوں کا فرق اسقدر وسیع ہوتا ہے کہ مجبوراً سب سے ہوشیار طلباء کو پیچھے رکھنا اور سب میں غبی طلباء کو آگے بڑھانا پڑتا ہے۔

اکثر صاحب فکر اساتذہ کا تجربہ ہے کہ ذہانت کے طریق آزمائش کی ہر ترقی سے طلباء کی قابلیتوں کے فرق کا مزید ثبوت ملتا ہے اور وہ جو تعلیمی اغراض کے لئے نظام جماعت کو تنظیم کا واحد طریقہ تصور کیا جاتا تھا اب یہ خیال کمزور ہو چلا ہے انہیں اس طریق کے دو مختلف اور علیحدہ پہلوؤں کو تسلیم کرنا پڑا ہے۔ تعلیمی اغراض کے لئے استعمال کئے بغیر جماعت کو تنظیمی اغراض کی خاطر اکائی تصور کیا جا سکتا ہے۔ یعنی جماعت "تنظیمی اکائی ہو سکتی ہے یا تعلیمی اکائی"، طلبائے مدرسہ کے لئے ہر ایک مقصد کے واسطے بالکل علیحدہ انتظامات ہو سکتے ہیں۔

ممکن ہے کہ آیندہ ترقیات کے رجحان جماعت کو بہ حیثیت "تنظیمی اکائی" بحال رکھنے اور بہ حیثیت "تعلیمی اکائی"، ترک کر دینے کی طرف ہو۔

استاد کے سپرد ایک جماعت تو رہیگی لیکن اس جماعت کی تعلیم اس طرح ہو گی کہ گویا یہ افراد کا ایک مجمع ہے جس میں ہر فرد اپنا اپنا کام کریگا اور اسکی رفتار کم و بیش علیحدہ ہو گی۔ یا جب تعلیم شروع ہو تو تنظیم کی اکائی غائب ہو جائیگی اور اسکی جگہ مضامین کی بنا پر کوئی دوسرا انتظام کیا جائیگا۔ غالباً کسی ایک مضمون کی بنا پر اختصاصیت کا قاعدہ عام ہو جائے گا۔ طالب علم کو جدت کار و زافزوں موقع ملیگا۔ اور بہ حیثیت "تنظیمی اکائی" جماعت کی تعداد میں اضافہ ہو گا۔

اسکاٹلینڈ کے قدیم نظام مدارس میں جہاں دیہی مدرسہ کے استاد کے سپرد متعدد متفرق عمروں اور قابلیتوں کے طلباء ہوتے تھے اکثر و قت تعلیم کیلئے فرد اکائی ہوتا تھا جسکی وجہ سے قابل لڑکا جلد جلد ترقی کر لیتا تھا۔ جدید طرز عمل کا رجحان یہ ہے کہ اس طریق کو دوبارہ اختیار کرتے ہوئے ہر طالب علم پر "تفویض کار" اور نقشہ جات روئداد ترقی کے ذریعہ ضروری توجہ دیجائے۔ یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ڈاکٹر مانٹی سوری کی رائے میں ایک تربیت یافتہ ناظمہ اور ایک غیر تربیت یافتہ مددگار یہ دونوں بیتالیس بچوں کی جماعت تک کے انتظام کی قابلیت رکھتی ہیں۔ عموماً جو تعداد مناسب خیال کیجاتی ہے اس سے یہ بہت زیادہ ہے۔ اتفاقی مضامین جیسے ادب اور موسیقی کی تعلیم کیلئے لندن کے ڈاکٹر ہیورڈ کی رائے میں چند سال تک کثیر تعدادی طریقہ اختیار کرنا چاہئیے۔ انھوں نے اپنے طریقہ کار کا مظاہرہ بھی کیا ہے اور انکا دعویٰ ہے کہ انکا طریقہ نہ صرف زیادہ موثر ہے بلکہ اس میں وقت اور قوت کی زیادہ کفایت پڑتی ہے۔

لیکن یہ یاد رہے کہ نظام جماعت ایک دیرینہ انتظام ہے۔ وہ ہمارے نظام معاشرت کی ارتقاء کا نتیجہ ہے اور اس سے ہماری معاشی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ ایک استاد کیلئے ایسے حالات کا تصور دشوار ہے جس میں اسکا وجود نہ ہو۔ شک اس نظام کا جمود مشکل سے دور ہو گا اور وقت ہی اسکا فیصلہ کر سکتا ہے کہ آیا دور جدید کے نظام معقول تصورات میں اس جمود پر غلبہ پانیکی کافی حرکت بخش قوت موجود ہے یا نہیں۔

تیسرا باب

"ہمیں اپنے نظام تعلیم کی خرابی صاف نظر آرہی ہے
اس نظام میں پھول کی خاطر درخت سے لاپروائی
برتی جاتی ہے خوشنمائی پر اصلیت کو قربان کیا جاتا ہے"

(ایجوکیشن مصنفہ ہربرٹ اسپنسر (فلسفۂ تعلیم ترجمہ غلام الثقلین)

مدرسہ اور اس کے حصے

شعبہ جات مدرسہ اکثر ابتدائی مدارس کی تنظیم خواہ وہ امدادی ہوں یا غیر امدادی تین شعبوں میں کی جاتی ہے۔ شعبہ جات ذکور، اناث اور صبیان۔ علیحدگی کی بنیاد صنف اور عمر پر قایم کیجاتی ہے لیکن اسکاٹلنڈ میں مخلوط مدارس کا رواج ہے اور شمالی انگلستان میں اس قسم کی تنظیم تقریباً عام ہے۔ مدرسہ صبیان بالعموم مخلوط ہوتا ہے اس مدرسہ اور بڑے شعبوں کے درمیان بلحاظ عمر حد فاصل قایم کیجاتی ہے گو بعض دفعہ

اس عمر کو پہنچنے کے بعد بھی کمی استعداد کی وجہ سے ترقی نہیں[51] ملتی بڑے شعبے۔ کم و بیش سات سے پندرہ سال تک کی عمر والے لڑکوں کیلئے اور مدرسۂ صبیان میں سے آٹھ[52] سال تک کی عمر والے بچوں کے واسطے مخصوص ہیں۔

گو مذکورۂ بالا ادارے مختلف حصص ملک کے حالات کی نمائندگی کرتے ہیں لیکن اکثر تعلیمی رقبہ جات میں تنظیم مدارس کے کئی اور طریقے دیکھنے میں آتے ہیں۔ ان میں سے بعض تجربہ کرنے کی خواہش کی وجہ سے بعض قومی ایقان اور بعض معاشی اسباب کی بنا پر وجود میں آتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ جہاں تک معمولی تحتانیہ مدرسہ کا تعلق ہے کوئی سات یا آٹھ مختلف قسم کے ادارے

۵۱؎ بچے کی تعلیم صغیر کے اختتام کا انحصار بچے کی قابلیت اور کئی مقامی حالات پر ہے۔ بچوں کی قبل از وقت ترقی جبکہ وہ عمر یا استعداد کے لحاظ سے اس کے اہل نہیں ہیں، سخت قابل ملامت ہے۔ لیکن عموماً جس عمر میں بچہ مدرسہ صبیان چھوڑتا ہے اس سے بہت زیادہ عمر رکھنے والے بچوں کو وہ پس افتادہ ہی کیوں نہوں ترقی نہ دینا بھی نامناسب ہے۔ ایسے بچوں کے لئے زیادہ سخت ڈسپلن اور طویل اسباق درکار ہیں۔ اور بازیگاہ میں ان لڑکوں کا اور کمسن بچوں کا ساتھ رہنا ٹھیک نہیں وغیرہ ۔ ۔ ۔ تعلیمی بورڈ کی تحریکات۔ کمسن بچے سے مراد آٹھ سال سے کم عمر رکھنے والا طالب علم ہے۔ اور جماعت صبیان سے مراد ایسی جماعت ہے جس میں اکثر طلباء آٹھ سال سے کم عمر رکھتے ہوں۔ تمہیدی یادداشت ضمن (۹) مجموعہ قوانین سنہ ۱۹۰۹ء

۵۲؎ پانچ برس کی عمر میں جبری حاضری کے قانون کا عملدرآمد ہوتا ہے۔ مقامی حکام تعلیمات چاہیں تو ذیلی قواعد کے ذریعہ عمر داخلہ (۶) سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ قانون تعلیمات سنہ ۱۹۲۱ء اور مجموعہ قوانین سنہ ۱۹۲۲ء ضمن ۳، ۵، ا ج —

پائے جاتے ہیں:۔

(۱) شعبہ جات ذکور، اناث اور صبیان۔ تین شعبے

(۲) بڑے شعبہ جات ذکور، بڑے شعبہ جات اناث، چھوٹے مخلوط اور شعبہ جات صبیان۔ چار شعبے

(۳) بڑے مخلوط، چھوٹے مخلوط، اور شعبہ جات صبیان۔ تین شعبے۔

(۴) مخلوط اور شعبہ جات صبیان۔ دو شعبے۔

(۵) شعبۂ ذکور۔ اور متحدہ شعبۂ اناث صبیان[1]۔ دو شعبے۔

(۶) بڑے شعبہ جات مخلوط۔ چھوٹے مخلوط اور صبیان[2] کا متحدہ شعبہ۔ دو شعبے

(۷) ذکور، اناث، اور صبیان کا ایک ہی شعبہ جو عموماً قلیل التعداد ہوتا ہے۔

ایسے بھی مخلوط مدارس یا مخلوط شعبہ جات موجود ہیں جن میں لڑکے

---

[1] ان تمام حالات میں ایک علحدہ حصہ صبیان ہونا ضروری ہے جس میں ایک یا ایک سے زیادہ جماعتیں ہوسکتی ہیں اور جس کی تعلیم علحدہ ہونا چاہیے۔ ماہرین تعلیم چھوٹے مخلوط مدارس کو بنظر استحسان نہیں دیکھتے۔ غیر موزوں عمر میں مدرسہ بدلنا پڑتا ہے۔ چھوٹے مدارس ذکور اور چھوٹے مدارس اناث یا گیارہ سال کی عمر تک چھوٹے مخلوط مدارس کی تنظیم کا طریقہ نہایت اچھا ہے کیونکہ اس تمام مدت میں تعلیم کے طریقوں کا تسلسل مفید ہے۔ چھوٹے مخلوط مدارس میں سے عموماً نو یا دس سال کی عمر کے طلباء منتقل کر دئے جاتے ہیں۔ عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ گیارہ یا بارہ سال کی عمر میں طلباء کو وسیع تر نصاب تعلیم اور طریقہ تعلیم میں تبدیلی کی ضرورت پیش آتی ہے

[2] ان تمام حالات میں ایک علحدہ حصہ صبیان ہونا ضروری ہے جس میں ایک یا ایک سے زیادہ جماعتیں ہوسکتی ہیں اور جس کی تعلیم علحدہ ہونا چاہیے۔

اور لڑکیوں کی علیحدہ جماعتیں ہوتی ہیں۔ ان میں ایک صدر مدرس ہوتا ہے۔
لڑکے اور لڑکیاں شریک رہتی ہیں جن کی جماعتوں کا انتظام صنفی تفریق کے اصول پر کیا جاتا ہے۔ یعنی لڑکے اور لڑکیوں کے لئے علیحدہ جماعتیں ہوتی ہیں اس قسم کا انتظام بعض مخلوط مدارس میں پایا جاتا ہے جہاں چھوٹی جماعتیں تو جیسا کہ مدرسہ کے نام سے ظاہر ہے مخلوط ہوتی ہیں لیکن بڑی یا بعض اور جماعتوں میں صنف کی بنا پر تفریق کیجاتی ہے۔ جب کم و بیش مساوی استعداد کے لڑکے اور لڑکیاں اس قدر کافی تعداد میں موجود ہوں کہ علیحدگی کے اصول پر دو یا دو سے زیادہ جماعتیں بن سکتی ہیں تو اس قسم کی جماعت بندی سہولت افزا ہے۔

عموماً ہر شعبہ کے لئے ایک صدر مدرس ہوتا ہے۔ اسکاٹلنڈ میں ایک ہی صدر معلم مدرسہ کے تمام شعبہ جات کا انتظام کرتا ہے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں مہتمموں کا رواج ہے۔ ہر ایک مہتمم چند مدارس یا سارے شہر کے مدارس کی نگرانی اور تنظیم کرتا ہے۔ اس کی امداد کے لئے ہر مدرسہ پر ایک نگرانکار یا صدر متعین ہوتا ہے۔

چھوٹے مخلوط شعبہ جات کے اندر اول سے دوم، اول سے سوم یا اول سے چہارم تک کے درجے ہوتے ہیں۔

مدرسہ کے شعبہ میں بچوں کو بلحاظ استعداد اور کبھی بلحاظ عمر بھی ایسی جماعتوں میں اکٹھا رکھا جاتا ہے جن کی تعداد بیس سے لے کر ساٹھ تک ہوتی ہے اگرچہ یہ دیکھا گیا ہے کہ کسی ایک درجہ یا جماعت کے اکثر لڑکے تقریباً ہم عمر ہوتے ہیں تاہم مدارس صبیان کے سوا اور وہاں بھی بعض وقت مستثنیات کی ضرورت پیش آتی ہے کبھی جماعت بندی کی بنیاد عمر و تمیز نہیں رکھنا چاہیے

صغرسنی اور لڑکپن میں تفریق کرنے کی ضرورت

بچوں کے بارے میں روزمرہ معلومات اور عضویات اور نفسیات کا مہیا کیا ہوا علمی مواد اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ صغرسنی اور لڑکپن کے تعلیمی اہتمامات میں تفریق کرنا ضروری ہے۔ تین برس کا بچہ (۵) برس کے بچے سے اور (۵) برس کا بچہ سات سالہ لڑکے سے اسقدر مختلف ہوتا ہے کہ مخصوص تدریجی تدریب ضروری ہے۔ تین اور سات سال کے درمیانی چار سال کے اندر جسمانی نشو نما کی رفتار میں بعد کے چار سال سے زیادہ تفاوت رونما ہوتا ہے۔ مخی نشو نما پر بالخصوص اسکا اطلاق ہوتا ہے بین کی رائے میں معمولی بچہ کا دماغ ساتویں برس تک نہایت سرعت کے ساتھ نشو نما پاتا ہے، بعدازاں نشو نما کی رفتار نسبتاً سست ہوجاتی ہے یہاں یہ فرض کرلیا گیا ہے کہ معمولی صحت وہ بچہ کی نشو نما میں ترقی یا کم ازکم ترقی کے لوازمات بھی داخل ہیں۔ صغرسنی میں جبکہ مخی نشو نما[1] اس تیز رفتار کے ساتھ ہورہی ہو کہ اس کا بار تمام اعضائے بدن پر پڑے تو ایسی صورتمیں جو لوگ بچہ کی تربیت کے ذمہ دار ہیں انھیں خاص احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ ایسی تیز نشو نما کے زمانہ میں اعضائے بدن کمزور ہوجاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ دماغ بھی اسی طرح جزو بدن ہے جس طرح کہ ہاتھ۔ غرض اس وقت زیادہ مقدار میں جسمانی مادہ پیدا کرنے کے لئے حیاتی قوتوں کا بیشتر حصہ درکار ہے اب اگر اس تیز نشو و نما کی وجہ سے جس زمانہ میں کمزوری لاحق ہوئی ہے۔

---

[1] تیز رفتار دمخی) نشو نما کے ساتھ یا فوراً اس کے بعد ہی (جسمانی) ترقی میں بھی اس کے مطابق تبدیلی ہونا چاہئے۔ مثلاً مثلر آف چائیلڈ اسٹڈی۔

اسی وقت دماغ میں تہیج پیدا کر کے اس سے کام لیا جائے اور اس کا م سے بچہ کے قوی پر بیجا بار پڑے تو مخرب صحت اثرات رونما ہوں گے۔ بیماریوں کی ابتدا اکثر اوائل نشوونما کے زمانہ میں جبکہ خاص احتیاط اور اعتدال ضروری ہے[1] جسمانی اور حرکی مقامات کے دماغی وظائف کی بے اعتدالیوں سے ہوتی ہے"

مزید براں " جسقدر جلد ناقص ترقی یافتہ مرکزی نظام عصبی پر یکطرفہ بار ڈالا جائے یا اس سے انواع واقسام کے کام لئے جائیں اسیقدر جلد وہ بیس ہو جاتا ہے اور آئندہ استعمال کے لئے اسکی صیاغت میں کمی ہو جاتی ہے[2] پروفیسر کرک پیٹرک کا بیان ہے " یہ بالکل قرین قیاس ہے کہ بچوں کو ابتدائی مدارج ترقی میں ایسی تربیت دینے سے جو انھیں آئندہ زمانہ میں درکار ہو گی بڑی حد تک ان کے فطری سلسلہ ترقی میں ہرج واقع ہوتا ہے[3]۔

تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سات برس سے اوپر عمر رکھنے والے بچے ایسی دماغی ورزشوں پر بآسانی حاوی ہو جاتے ہیں جو اس سے کم عمر میں بالکل بے محل ہوتیں۔ گرامر، حساب اور اس قسم کے محض عقلی مضامین سے اس کا خاص تعلق ہے۔ علاوہ ازیں (۶) سال سے کم عمر کے بچوں کو باضابطہ قرأت نہیں سکھانا چاہیئے۔ اس رائے کے موافق کئی دلائل پیش کئے جا سکتے ہیں

---

[1] ڈاکٹر ٹی۔ بی ہلیپ۔ دی کلی نکل جرنل۔ ڈسمبر ۱۹۰۴ء

[2] ملاحظہ ہو۔ مینٹل ڈیولپ منٹ ان دی چائیلڈ مصنفہ ڈبلیو پریر

[3] ملاحظہ ہو۔ فنڈامنٹلس آف چائیلڈ اسٹڈی۔

لیکن ان میں سے صرف ایک یہاں کافی ہے یعنی کمسن بچوں کی بعید النظری۔
جسمانی اور دماغی ترقی میں بہت مماثلت ہے۔ نشو نما کو روکنا اور
ترقی کو کم کرنا مقصود نہ ہو تو جیسے جیسے کمسن بچہ ترقی کے مختلف مدارج
طے کرتا ہے ویسے ویسے اس کی جسمانی ضروریات کی مناسبت سے غذا
میں تبدیلیاں کرنا چاہیئے۔ خاطر خواہ غذا کی غیر موجودگی اور نامناسب
یا زائد از ضرورت خوراک سے نظام بدن کا متاثر ہونا یقینی ہے۔ یہی حال
دماغ کا بھی ہے۔ کثرت تہیج یا بروقت صحیح تہیج کا عمل نہ ہونے سے اس کے
مطابق دماغی اثرات رونما ہوتے ہیں۔ فطری ترقی چاہتے ہو تو اندرونی
رجحانات کو پورا ہونے دو۔ جہاں تک تربیت دماغ کا تعلق ہے یہ معلوم
کرنا بہت مشکل ہے کہ ٹھیک کس قسم کے محرکات درکار ہیں اور کب درکار
ہیں۔ اس بارے میں بچے کے فطری رجحانات سے بہتر کوئی رہبر نہیں گو نفسیات
ابھی اس قدر ترقی یافتہ نہیں کہ اس مسئلہ کو بلا کم و کاست بیان کر سکے لیکن
تاہم اس قبیل کے جو معلومات ابتک حاصل کئے گئے ہیں وہ بہت مفید
ثابت ہونگے خصوصاً جب ان پر استاد اپنے کمرہ جماعت کے مشاہدات کا
اضافہ کرے۔ مثلاً یہ معلوم ہے کہ صباغت اوائل عمر میں اپنے انتہائی نقطہ پر
ہوتی ہے۔ پس ارتسامات کی تصحیح، عمدہ عادتوں کی تشکیل اور سیرت کی
بنیاد رکھنے کا یہی بہترین زمانہ ہے۔ یہ بھی معلوم ہے کہ دماغی قوت کی بنا
حس اور حرکی ہر دو قسم کے عمل پر ہے اور یہ کہ ترقی ارادہ کا انحصار
زیادہ تر حرکی تصورات یا تصورات حرکت پر[1] ہے۔ لہذا تدریب
اطفال کی رہبری کے لئے یہ تین بنیادی اصول ہیں۔

---

[1] لیکن ملاحظہ ہو پروفیسر جیمس کی تصنیف۔ پرنسپلس آف سائیکولوجی کا وہ باب جو ارادہ کے بیان میں ہے

کمسن بچہ عموماً مفرد تصورات کا ایک ذخیرہ لئے ہوئے مدرسۂ صبیان کی زندگی میں قدم رکھتا ہے۔ اس کا تمام ماحول معلومات کا ایک لا انتہا ہی ذریعہ ہے۔ کومینیس یہ سوال کرتا ہے "کیا ہم فطرت کے گلزار میں نہیں پیدا کئے گئے ہیں؟ کیوں نہ پرانے کا غذات کی بجائے دنیا کی زندہ کتاب کی ورق گردانی کی جائے" لہذا بچہ کو اس کے قریبی ماحول سے باہر لیجانے کی کوشش سے قبل جسکا نتیجہ بقول فریبل "چشمہ ہائے حیات کو مسدود کر دینا ہے" اسمیں اپنے تجربوں کو پوری طرح سمجھنے اور ان کی قدر پہچاننے کی صلاحیت پیدا کرنا چاہئے "کیونکہ یہی فہم اور قدر شناسی حقیقی تعلیم کا جوہر ہے۔ استاد کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ "جب تک مخاطب آمادہ اور تیار نہو سب تقریر مردہ زبان میں کیجارہی ہے"[۱]

صریح اور واضح مفرد تصورات کا اکتساب خاطر خواہ ذہنی ترقی کا پہلا ضروری قدم ہے۔ یہ وہ سامان ہے جس کے بغیر نو خیز دماغ کام نہیں کرسکتا۔ اگر یہ ناقص ہے تو جو چیز بھی اس سے تیار ہوگی ناقص رہے گی "جب تک اشیاء فرداً فرداً واضح نہ ہوں ان میں کسی قسم کا نظام انضباط اور باہمی تعلق قایم نہیں رہ سکتا"[۲] اگر اکتساب کئے ہوئے تصورات صریح اور واضح نہوں تو استاد کا فرض ہے کہ انھیں صریح اور واضح بنانے کی کوشش کرے۔ اور تازہ ادراکات کے مواقع پیدا کرے۔ پھر اشیاء یا مختلف اشیاء کے مختلف و مشترک خواص کا مطالعہ اس ترقی کا دوسرا قدم ہے تیز ذہن کی ابتدا ہے جو نہی کوئی فرق خود بخود واضح ہوگیا یا کوئی تعلق خود بخود

---

[۱] آر۔ ایل اسٹیونسن [۲] ہربارٹ۔

تا بیت ہوگیا فکر وجود میں آگئی۔ اظہار خیال تیسرا قدم ہے۔ اس کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں مثلاً نطق، اشارات، یا دیگر حرکات جن کے لئے کئی چیزوں میں یکسانیت ضروری ہے۔ دماغی نشوونما یا ذہنی ترقی کے لئے یہ تینوں مدارج ناگزیر ہیں اور یہ تعلیمی عمل کے عام سلسلہ یعنی (۱) مشاہدہ (۲) فکر اور (۳) عمل کے عین مطابق ہیں۔ اس سلسلہ میں مشاہدہ کے اندر تصورات کا ذخیرہ بھی داخل ہے۔ اور فکر میں تمام اعلیٰ افکار بشمول استدلال منطق شریک ہیں۔

انہی اعمال میں تفصیل پیدا کردی جائے تو غیر ضروری نظریوں کے بغیر ایک وسیع میدان ملجاتا ہے۔ تھوڑی بہت نظریت تو ہر حال میں ضروری ہے، لیکن اگر ذاتی دریافت کے اصول پر تربیت کی جائے اور اشیا کو الفاظ پر مقدم رکھا جائے تو بچہ معمولی تدریسی مضامین میں جن سے اسے آیندہ سابقہ پڑے گا یقیناً زیادہ ترقی کرے گا، اور بطور خود دماغی جدوجہد کے زیادہ قابل بنے گا۔ مضامین ثلاثہ کے مبادی اصول قبل از وقت سکھائے جائیں یا ان پر غلط عمل کیا جائے تو یہ بات نصیب نہیں ہوسکتی۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس مقصد کے حصول کے لئے کیا ذرائع اختیار کئے جائیں؟ اس بارے میں کسی قدر اختلاف آرا ہے۔ پستالوزی فروبل ہربارٹ اور اکثروں کے پاس وہی جواب ہے جو فروبل سب سے زیادہ بلند آہنگی کے ساتھ پیش کرتا ہے یعنی "قابلیتیں"

لہ میڈم مانٹی سوری کے علمی درجہ بند نظام اور اس کے متعلقہ ساز و سامان کی حالیہ ترقی سے اس مسئلہ کے حل کا بہت کچھ امکان نظر آتا ہے۔

اور "مشاغل" یا ان کے تحت جو اصول ہوں ان پر عمل کرنا ہی اہم ذریعہ ہونا چاہیئے۔ بالفاظ دیگر کھیل جو باقاعدہ تعلیمی اصول پر کھلایا جائے۔ آیندہ جس قسم کا کام کرنا ہے اس کی تیاری کے لئے کھیل گویا اعدادی مدرسہ ہے۔ اس سے قانون کی عظمت کا درس ملتا ہے تخیل کام کرنے لگتا ہے اور پیہم تبدیلی کے مواقع پیدا ہوتے ہیں جس کے بغیر بچوں کی توجہ قائم نہیں رہ سکتی۔ پھر کھیل میں چھوٹی چھوٹی مشکلات پیدا ہوتی رہتی ہیں جن پر غلبہ پانا ضروری ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جس کھیل میں مشکلات نہ ہوں اس کی کوئی قدر نہیں کرتا۔ اگر کھیل کا صحیح استعمال کیا جائے تو یہ دعویٰ ہے کہ اس کے ذریعہ حواس کی تربیت جبلتوں کی رہنمائی، مذاق کی درستی اور فکر کی تحریک ہو سکتی ہے اور جذبات کے ذریعہ ارادہ کو مضبوط بنا کر سیرت کی تشکیل کی جا سکتی ہے۔

"مدرسہ کے کھیلوں میں دماغی محنت کافی صرف ہوتی ہے۔ اکثر حواس کام میں آتے ہیں۔ موازنہ اور قوت فیصلہ کی ضرورت پڑتی ہے"[۲] یہ بیان مدرسہ کے کھیلوں کے متعلق ہے لیکن اس جگہ یہ بھی تقریباً اسی طرح صادق آتا ہے۔

کمسن بچہ کے استاد کو بہترین مشورہ جو دیا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ طلباء کی جبلتوں سے پوری طرح کام لے کیونکہ ان کا مقصد جسم کا تحفظ اور اس کی نشو نما ہے۔ اور انہی جبلتوں پر سادہ ترین اقسام توجہ کا انحصار ہے۔ جبلتیں علم جذبہ اور عمل کا سر چشمہ ہیں۔ تمام ذہنی زندگی

---

[۱] "پہلے ۵ سال تک بچہ کی جد وجہد تقریباً تمام تر کھیل کی قسم سے ہوتی ہے" فنڈامنٹلس آف چائیلڈ اسٹڈی۔

[۲] سر ولیم گورس دی کلی نیکل جرنل ۱۸ دسمبر ۱۹۰۴ء

اور انسانی جد و جہد کا دار و مدار انہی پر ہے[1]۔

کمسن بچے بعید مقاصد کو پیش نظر نہیں رکھ سکتے لہٰذا اس قسم کے مقاصد سے ان میں تہییج نہیں پیدا ہو سکتا۔ برخلاف اس کے قریبی مقاصد ان کے لئے مہیج ثابت ہوتے ہیں جبلی حرکات انہی مقاصد کے حصول کے لئے سرزد ہوتے ہیں اور چوں کہ ہر جبلت کے مطابق ایک جذبہ ہوتا ہے جس کے اظہار کا ایک مخصوص طریقہ ہے" بچہ کی درستی میں استاد کو اپنی قابلیت دکھانے کیلئے کافی وسیع میدان موجود ہے اور اس کے لئے نہ تو بچہ کے فطری سلسلہ ترقی کے حدود سے آگے بڑھنے کی ضرورت ہے اور نہ اس تسلسل کو قایم رکھنے اور اس ترقی میں اضافہ کرنے کے ذرائع کو پس پشت ڈالنے کی حاجت ہے۔

تربیت صبیان کے سلسلے میں حسب ذیل اصول اور مزید امور خاص توجہ کے محتاج ہیں:۔

(۱) بچہ کا ذوق قایم رکھنے کے لئے پیہم تبدیلی اور تنوع کا رناگزیر ہے۔ ذوق استاد کے لئے نصب العین ہونا چاہئے۔

(۲) محض تبدیلیٔ کار سے کھوئی ہوئی قوت عود نہیں کرتی لہٰذا بین اسباق کچھ نہ کچھ آرام ضروری ہے۔

(۳) ہر ادراک اور ہر جذبہ کا رجحان حرکت کے ذریعہ اپنے آپکو ظاہر کرنے کی طرف ہے۔ ان رجحانات کو روکنے سے ترقی مسدود ہو جاتی ہے۔

(۴) صبح کے وقت ایک مقدار کار سے جس قدر تکان محسوس ہوتی ہے عموماً شام کو اسی مقدار سے سہ چند تکان محسوس ہوگی۔

---

[1] ملاحظہ ہو سوشیل سائیکولوجی مصنفہ ولیم مکڈوگل۔

(۵) بچہ جتنا کمسن ہوگا اسی قدر وہ ضرر پذیر ہوگا۔ ہر عضو کے وظیفہ کا ایک خاص وقت اور طریقہ ہوتا ہے۔ اعضاء سے کام لینا انھیں غذا پہنچانا ہے۔

حتی الامکان اعضاء کا توازن برقرار رکھنا چاہئے۔ پٹھوں کی زائد از ضرورت ورزش سے دماغ کو نقصان پہنچتا ہے۔ کیونکہ وہ خاطر خواہ اپنے فرائض انجام نہیں دے سکتا۔ برخلاف اس کے اگر دماغ کو زیادہ تہیج پہنچے تو غذائی قوتیں بہت کچھ ادھر صرف ہوجائیں گی اور نظام اعضاء کے دیگر حصے محروم رہ جائیں گے۔

(۶) حاصل شدہ قابلیت کے استعمال کی بہ نسبت نئی قابلیت کے اکتساب میں زیادہ قوت صرف ہوتی ہے۔ ہر نئے اکتساب کے معنی مخی مادہ میں مسلسل عصبی نشو نما اور پائدار روشوں کا قیام ہے[۱]۔ اور یہ اس عضویاتی قانون کے مطابق ہے جس کی رو سے عصبی قوت کا رجحان سابقہ روش ہی کی طرف ہوتا ہے۔ اس لئے نئی روشوں میں وقت کی تفریق کا خیال رکھنا پڑتا ہے اور اس لئے بچہ اعادہ کار کو پسند کرتا ہے یعنے وہ پرانی روشوں پر چلنا چاہتا ہے۔

(۷) "اکثر جبلتوں کے وجود کا منشاء عادتوں کی تشکیل ہے۔ جب یہ مقصد پورا ہو لیتا ہے تو پھر نظام بدن میں ان جبلتوں کے وجود کی کوئی دلیل باقی نہیں رہتی لہذا یہ فنا ہو جاتے ہیں" [۲]

---

[۱] ملاحظہ ہو ایجوکیشن ایز اے سائنس مصنفہ بین

[۲] (پرنسپلز آف سائکولوجی) مصنفہ ولیم جیمس۔

(۸) "تمام اکتسابات کی اصل اندرونی رجحانات ہیں۔ بیرونی اثرات کے بغیر یہ رجحانات یا تو ترقی نہیں کرتے یا بہت آہستہ ترقی کرتے ہیں[1]"

(۹) "کمسن بچوں سے تفصیلی تجزئے یا بالکل درست تعریفات کا مطالبہ کرنا محض ترقی کے فطری تسلسل کے خلاف ہے۔ لہٰذا اس سے ذوق فنا ہوجاتا ہے اور ذہنی ترقی کے قدرتی عمل میں خلل واقع ہوتا ہے"[2]

(۱۰) "تخیل عموماً عمر کے پانچویں یا چھٹے سال میں عروج پر پہنچتا ہے"[3]

(۱۱) جب تک دماغ کے ادنیٰ مرکز بروقت کام نہ کریں۔ اور اس کا انحصار بہت کچھ حرکی عمل پر ہے جس میں بڑے پٹھے کام آتے ہیں اعلیٰ مرکز جن پر دماغی قابلیت کا دارومدار ہے پوری طرح نشو نما نہیں پاتے اور ان کی ترقی کم ہوجاتی ہے۔

(۱۲) تعلیم صبیان میں ان جبلتوں کا نمایاں حصہ ہونا چاہئے۔ کھیل، تجسس، رقابت، تعمیر، تقلید اور متوازن اجتماعی اور اخلاقی جبلتیں۔

(۱۳) مدرسہ صبیان کی زندگی کا تقریباً تمام تر حصہ مادری زبان، مطالعہ فطرت، اور ورزش جسمانی کے لئے وقف ہونا چاہئے۔ موسیقی کا درس زبان کی تعلیم کے سلسلہ میں داخل ہے۔

زمانہ بلوغ[5] | شکاگو کے شعبہ مطالعہ طفل کی تحقیقات سے پتہ چلتا ہے

---

[1] دی فنڈامنٹلس آف چائلڈ اسٹڈی مصنفہ کرک پیٹرک

[2] ملاحظہ ہو اڈولیسنس مصنفہ ڈاکٹر اسٹینلی ہال

کہ زمانۂ بلوغ ہیں۔ قد، وزن، گرفت اور حیاتی استعداد کے اندر بیحد اختلاف پایا جاتا ہے۔ جسمانی اور ذہنی حیثیت سے یہ نہایت نازک زمانہ ہے کیوں کہ اس زمانہ میں نشو نما کے دوسرے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ اگر اس زمانہ میں حیاتی قوتیں زیادہ تر دماغ کی طرف رجوع ہوں تو اندیشہ ہے کہ کہیں دیگر اعضائے بدن کمزور نہ ہو جائیں اور ان کی نشو نما ناموزوں یا ناکافی نہ رہ جائے۔ روزمرہ کام کی تخفیف بالکل ناگزیر نہیں معلوم ہوتی لیکن کسی اور زمانہ کی نسبت اس زمانہ میں کثرت کار کے نتائج زیادہ مضر ثابت ہونے کا خطرہ ہے۔ صحت کا دار و مدار جسم کے مختلف حصوں کے توازن پر ہے۔

وسعت شعبہ جات مدرسہ کے کسی شعبہ میں منتظمین اور نگرانکاروں کی مناسبت سے طلباء کی کتنی تعداد ہونا چاہئے یہ ایک خالص انتظامی مسئلہ ہے۔ تعلیمی بورڈ کے حالیہ قواعد کی رو سے نئے مدارس میں عموماً جملہ بارہ سو یا تقریباً چار سو فی شعبہ سے زیادہ طلباء کی گنجائش نہیں رکھی جا سکتی۔ برلن میں شعبہ کی گنجایش اکثر دفعہ سات سو سے لے کر ہزار تک ہوتی ہے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ اور بالخصوص نیو یارک میں اور نیز شمالی انگلستان کے اندر کئی مدارس ایسے ہیں جن میں ایک صدر کے تحت دو ہزار طلباء تک ہوتے ہیں۔ اگر اس مسئلہ پر خالص تعلیمی نقطۂ نظر سے روشنی ڈالی جائے تو اس واقعہ سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ صدر مدرس کے لئے ہر طالب علم کی اہم خصوصیات سے بخوبی واقف ہونا از حد مفید ہے۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کی واقفیت اسی وقت خاطر خواہ حاصل ہو سکتی ہے جبکہ نگرانی کے لئے نسبتاً محدود رقبہ ہو۔

مدارس تحتانیہ کے طلباء کو ہر وقت عام تعلیم کے وہ فوائد نصیب نہیں ہوتے
جو ثانوی مدارس کے طلباء کو بالعموم میسر آتے ہیں۔ عام وجوہ کی بنا پر بھی
صدر مدرس کے لئے فرداً فرداً ہر طالب علم سے واقفیت حاصل کرنے کے
مواقع پیدا کرنا مفید ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سنور اپنی افواج کے ہر سپاہی کا
نام جانتا تھا۔

برخلاف اس کے مدرسہ جتنا بڑا ہوگا اسی قدر مکمل تنظیم اور خصوصاً
عمدہ جماعت بندی کی سہولت میں اضافہ ہوگا۔ مزید براں گو ہزاروں کی
تعداد میں اس کی انفرادیت گم ہو جائے گی تاہم جہاں تک انسانی تجربوں کا
تعلق ہے ہر طالب علم کا میدان عمل وسیع ہوگا۔ اور اگر یہ فرض کر لیا جائے
کہ صدر کا مشاہرہ مدرسہ کی تعداد کی مناسبت سے ہے تو یقیناً ایسے
مدرسے کے لئے اعلیٰ قابلیت رکھنے والا مدرس مل جائے گا۔

مدرسہ صبیان جیسا کہ آگے بیان کیا گیا ہے بچہ کی عمر جس وقت ۵ برس کی ہو
جبری حاضری کے قانون کا اس پر عملدرآمد شروع ہو جاتا
ہے لیکن اگر ماں باپ چاہیں تو تین برس کے بچوں کو شریک کرنے کا
رواج بھی کم و بیش عام ہے۔ تعلیمی بورڈ ایسے بچوں کے نام رجسٹر میں درج
کرنے کی اجازت دیتا ہے[1]

---

[1] ضمن (۳۴) (الف) مجموعہ قوانین سنہ ۱۹۱ء

یادداشت۔ تین برس سے کم عمر والے بچوں کو حاضری مدرسہ کی اجازت ہے لیکن ان کی حاضری
رجسٹر میں درج نہیں کی جائیگی (معتمد پارلیمانی تعلیمی بورڈ دارالعوام۔ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء) چھ برس سے
کم عمر کے بچوں کو شریک کرنے کا اختیار تعلیمی بورڈ مقامی حکام تعلیمات کے امتیاز پر چھوڑ دیتا ہے

[2] تمہید۔ یادداشت مجموعہ قوانین سنہ ۱۹۰۹ء اور ضمن (۳۵) (ب) وقتی مجموعہ قوانین سنہ ۱۹۲۲ء

جرمنی اور ہولنڈ میں بلدی یا سرکاری مدارس صبیان موجود نہیں ہیں۔ وہاں تدریب صبیان کے لئے تقریباً تمام تر خانگی اہتمامات ہیں۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں اس ملک (انگلستان) کے جیسے مدارس صبیان نہیں پائے جاتے لیکن بعض بالکل گھروں میں چار سے لے کر چھ برس تک کے بچے شریک کئے جاتے ہیں۔ یہ مدارس حال ہی میں قایم کئے گئے ہیں۔ فرانس میں انگریزی مدرسۂ صبیان کے قائم مقام دو قسم کے ادارے ہیں یعنی مادرانہ مدارس اور جماعت ہائے صبیان۔

مادرانہ مدارس دو سے لے کر سات برس کے ہر دو صنف کے بچوں کیلئے جو سرکاری مدارس ہیں مادرانہ مدارس[۱] کہلاتے ہیں۔ سرکاری نظام العمل میں لکھا ہے " مادرانہ مدارس پر مدرسہ کا عام مفہوم صادق نہیں آتا بلکہ یہ گھر اور مدرسہ کی درمیانی کڑی ہے۔ ایک طرف اس میں گھر کا لاڈ پیار اور محبت و نرمی برقرار رکھی جاتی ہے، دوسری جانب اس کے ذریعہ بچہ کو مدرسہ کے کام اور باقاعدگی سے روشناس کیا جاتا ہے۔" یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ تعداد اسباق اور تعداد مضامین یا تدریب کی نوعیت سے کارکردگی کا اندازہ نہیں لگانا چاہئے۔ بلکہ بچے پر جو مجموعی طور پر نیک اثرات ڈالے گئے ہیں اور مدرسہ کے کام کو اس کے لئے جس قدر پر لطف بنایا گیا ہے اور انضباط، صفائی، خلق، توجہ، اطاعت اور دماغی جد و جہد کی جو عادتیں اس نے کھیلتے کھیلتے سیکھی ہیں، ان سب کا لحاظ رہنا چاہئے۔ ایسے مدارس میں

---

[۱] ملاحظہ ہو مس۔ ایم ایس ہیرڈ کا مضمون۔ خاص روئداد میں جلد (۸) نیز خاص روئداد میں جلد (۷) صفحہ (۶۶)

دو سو سے زیادہ بچوں کی گنجایش نہیں ہوتی اور یہ ان والدین کی سہولت کے لئے قائم ہیں جنھیں روزانہ گرما میں صبح کے سات بجے سے شام کے سات بجے تک اور سرما میں صبح کے آٹھ بجے سے شام کے (۶) بجے تک گھر سے باہر رہنا پڑتا ہے۔ لیکن روزانہ تدریب کے لئے پونے چار گھنٹوں سے زیادہ وقت نہیں دیا جاتا اور کسی سبق کے لئے بیس منٹ سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ تدریب کے لئے حسب ذیل مضامین ہوتے ہیں۔

(۱) اخلاقیات کا درس۔ (۲) اسباق الاشیاء (۳) نوشت وخواند اور نقش کشی (۴) مادری زبان کی مشق (۵) تاریخ قدرت اور جغرافیہ (۶) دستی اور عینی تربیت کی مشقیں (۷) موسیقی اور جسمانی ورزشیں (۸) شدید مضامین کی زبردست ترتیب اس اصول پر نظام الاوقات میں شریک کی گئی ہے کہ تبدیل آرام کی مترادف ہے۔ ممکن ہے کہ اس طریقہ سے جسم کے بعض حصوں کو آرام ملے لیکن تمام جسم کو اس سے آرام نہیں پہونچتا۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ تبدیل سے ذوق قائم رہتا ہے۔ ہر دو سبقوں کے درمیان چند منٹوں کا وقفہ ملتا ہے اور ۵ برس سے کم عمر کے بچوں کو نوشت وخواند کی تعلیم نہیں دی جاتی۔

والدین کی مالی حالت کے لحاظ سے مدرسے میں بچوں کے لئے مفت یا معاوضہ لیکر کھانے کا انتظام کیا جاتا ہے۔ استانیوں کے علاوہ اور عورتیں بھی اس کام میں ہاتھ بٹاتی ہیں اور طلباء کی صفائی اور صحت کی طرف ضروری توجہ کرتی ہیں۔ پیرس کے اس قسم کے مدارس میں ہر استاد کے تفویض پچاس بچے ہوتے ہیں۔

جماعت ہائے صبیان | یہ جماعتیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک وہ جس کے

ذریعہ معمولی مدرسہ تحتانیہ اور ماورانہ مدارس کی درمیانی خلیج کو عبور کیا جاتا ہے اور ایسی جماعتیں عموماً بڑے شہروں میں پائی جاتی ہیں۔ دوسری قسم دیہی رقبات میں پائی جاتی ہے۔ عمر اور مضامین تدریب کے اعتبار سے یہ اس ملک (انگلستان) کے مدارس صبیان سے مشابہ ہوتی ہیں۔

مدارس اطفال یا باغیچۂ اطفال تین برس سے لیکر چھ برس تک کی عمر والے بچوں کے لئے بلجیم میں اس قسم کے مدارس ہوتے ہیں۔ یہاں کے اصول تدریب عموماً فربیل کے طریق تعلیم سے ملتے جلتے ہیں۔ بچوں کا کام زیادہ تر پیشہ ورانہ ہوتا ہے اور مادری زبان، مطالعہ فطرت اور فرائض زندگی جو اپنی ذات کا اپنے خاندان، اپنے ملک اور عموماً بنی نوع انسان سے متعلق ہوں، اس کام کے اہم ترین اجزا ہیں۔ ان میں سے بعض مدارس میں بڑے لڑکوں کو نوشت وخواند اور حساب بھی سکھایا جاتا ہے۔

بالک کمرے وغیرہ برلن، شارلٹنین برگ[1] اور دیگر شہروں میں جہاں مدارس کے لئے نئی عمارتیں موجود ہیں۔ ایسے بچوں کے لئے جو کم وبیش والدین کی توجہ کے محتاج ہیں بعض کمرے محفوظ کر دئے جاتے ہیں۔ ان کمروں میں دن کے دو بجے سے شام کے سات بجے تک مہتمموں کے زیر نگرانی بچے قیام کر سکتے ہیں۔ اس ادارہ کا مقصد بیرون اوقات مدرسہ بچوں کی نگرانی کرنا ہے۔ کھیل اور اسباق کی تیاری اہم مشاغل ہیں۔ ماورانہ مدارس میں جن شرائط پر کھانے کا انتظام کیا جاتا ہے

---

[1] ملاحظہ ہو مسٹر جی انڈریو کی روئداد برائے محکمۂ تعلیمات اسکاٹلنڈ سنہ ۱۹۰۸ء

انہی شرائط پر یہاں عمل ہوتا ہے۔ عموماً حکام مدرسہ کمروں کا بندوبست کر دیتے ہیں اور خانگی افراد کی فیاضیوں سے ان کی رکھ رکھاؤ کے مصارف نکلجاتے ہیں۔ حال میں ان کمروں سے اور بھی بہتیرے کام لینے لگے ہیں بعض دفعہ گرما میں ان سے موسمی تعطیلات کے مدارس کا کام لیا جاتا ہے اکثر دفعہ متعلقہ انجمنیں بچوں کے لئے تفریحات کا انتظام کرتی اور انکی فلاح وبہبودی میں عام دلچسپی لیتی ہیں۔

یورپ کے اکثر ممالک اور امریکہ میں حضانت گاہ کے تصور کو عملی جامہ پہنا دیا گیا ہے۔ لیکن اس کا وجود ابھی اکثر مقامات پر خانگی مساعی کا ممنون احسان ہے۔ مسٹر ہلٹن کی حضانت گاہ کو دیکھکر جو اسٹپنی کا دولے میں ۱۸۷۱ء میں قائم کی گئی، معلوم ہوتا ہے کہ کس درجہ کامیابی کے ساتھ اور کس قدر مفید طریقہ سے ایسے ادارے مفلس محلوں کی ضروریات کے مطابق کام کر سکتے ہیں چنانچہ ان کی تعداد میں برابر اضافہ ہوتا گیا اور اب اکثر بڑے شہری مرکزوں میں یہ ادارے موجود ہیں۔ مختلف اداروں میں مختلف قواعد نافذ ہیں لیکن بالعموم یہ سب صبح کے ساڑھے سات بجے سے شام ساڑھے سات بجے تک کھلے رہتے ہیں۔ تین ہفتوں سے لیکر تین یا پانچ سال تک کی عمر والے بچے روزانہ اس میں داخل ہوتے ہیں۔ اس امر کی بے حد احتیاط کی جاتی ہے کہ جو بچے شریک کئے جائیں وہ مرض کے اثرات وغیرہ سے پاک ہوں صحت و آسایش کا خاطر خواہ انتظام اور کھیل کے جملہ عام لوازمات موجود ہوتے ہیں۔ ننھے بچوں کے لئے چارپائیاں مہیا کیجاتی ہیں۔ عمدہ اداروں میں ایک میٹرن اور چند تربیت یافتہ نرسیں ہوتی ہیں۔ محض حاضری مدرسہ کے نقطۂ نظر سے بھی حضانت گاہ ایک مفید

ادارہ ہے کیوں کہ جن لڑکے اور لڑکیوں کو مدرسہ میں حاضر رہنا چاہیئے انھیں اکثر دفعہ صرف اس لئے گھر پر رکھا جاتا ہے کہ جب ماں کام کاج میں مصروف ہو تو وہ ننھے کی دیکھ بھال کریں لیکن حضانت گاہ کا اعلیٰ ترین مدعا انسانی فلاح و بہبود پر مبنی ہے۔

اس ملک (انگلستان) کے مدارس صبیان

انگریزی مدرسۂ صبیان بالعموم مخلوط ہوتا ہے۔ اور جماعت بندی زیادہ تر بلحاظ عمر کی جاتی ہے۔ اصل میں ان مدارس کی غرض و غایت خالصتاً کم سن بچوں کی ضروریات کو پورا کرنا تھی۔ لیکن بڑے شعبوں میں کثرت تعداد اور ضروریات تنظیم کے باعث بعض دفعہ شعبۂ صبیان میں ایسی عمر کے اطفال بھی روک لئے جاتے ہیں جو زیادہ اطمینان بخش حالات میں بڑے شعبوں میں رکھے جا سکتے ہیں۔ ایسے بچوں کو عموماً درجۂ اول کی جماعت یا بعض دفعہ عارضی طور پر درجہ دوم کی جماعت میں رکھا جاتا ہے۔

بالعموم صبیان سے مراد آٹھ سال سے کم عمر رکھنے والے طالب علم ہیں۔ صبیان کی اس تعریف کو تسلیم کرتے ہوئے اور یہ فرض کرتے ہوئے کہ سب بچے چار سال کی عمر میں مدرسہ میں داخل ہوتے ہیں یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ کم از کم تین سال کا نصاب تدریب ضروری ہے۔ اکثر مدارس میں تو تین ہی برس کے بچوں کو شریک کیا جاتا ہے۔ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ اعلیٰ ترین جماعت درجۂ اول کے مساوی ہے تو اس حالت میں چار سال کا نصاب مقرر کرنا پڑے گا۔ ظاہر ہے کہ ہر درجہ کے لئے علیحدہ جماعتیں رکھنا پڑینگی۔ لیکن چھوٹے مدارس میں یہ ہر وقت ممکن نہیں۔ ایسی صورت میں جبکہ مختلف عمروں کے طلباء ایک ہی جماعت میں بیٹھیں۔ نصاب تعلیم میں ترمیم کرنا

ضروری ہو جائے گا۔ لیکن اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ کسی ایک شعبہ میں اسقدر
کافی تعداد موجود ہے کہ چار جماعتیں بن سکتی ہیں اور ہر ایک کیلئے علیحدہ استاد
رکھا جاسکتا ہے تو پھر تنظیم کا کام بہت ہی سادہ ہو جاتا ہے۔ اگر بلحاظ عمر
بچوں کو کم و بیش مساوی تعداد میں تقسیم کیا گیا ہو تو اس تنظیم کی شکل عموماً
حسب ذیل ہو گی۔

جماعت	تعلیمی سال کے اختتام پر بچوں کی عمر	تعلیمی سال کے اختتام پر عام استعداد[5]
درجۂ اول	سات سے اوپر	درجۂ اول کی استعداد یا اسکے مساوی
جماعت اول	چھ سے اوپر	بچوں میں درجۂ اول کا کام شروع کرنے کی استعداد پیدا ہو یا اسکے مساوی قابلیت۔
جماعت دوم	پانچ سے اوپر	بچوں میں جماعت اول کا کام شروع کرنے کی استعداد پیدا ہو
جماعت سوم	چار سے اوپر	بچوں میں جماعت دوم کا کام شروع کرنے کی استعداد پیدا ہو۔ لہذا جماعت سوم درجۂ اول سے تین مدارج کم ہو گی۔

بڑے شعبہ جات صبیان میں دس بلکہ بارہ جماعتیں تک ہوتی ہیں۔ عام طور پر
یہ قاعدہ رہا ہے کہ ان جماعتوں میں سب سے بڑی جماعت کو جماعت اول
اور بقیہ کو اسی سلسلے سے دسویں یا بارھویں تک موسوم کر دیا جاتا ہے۔

---

۵ یہ انتظام عام طور پر رائج ہے لیکن استعداد کی نوعیت کا اندازہ ہر مدرسہ معلم کو بطور خود کر لینا چاہیے

یہ طریقہ اب متروک ہو رہا ہے کیونکہ ہر جماعت کے تعلیمی نصاب سے جب تک واقفیت نہ ہو صحیح رائے قائم نہیں کی جا سکتی۔ برخلاف اس کے اگر مذکورہ ذیل کی طرح کوئی ایمائی تسمیہ اختیار کیا جائے تو نصاب تعلیم کو دیکھے بغیر ہر شخص کو جماعت کی حیثیت کا کم و بیش اندازہ ہو جائے گا۔ اگر کسی مدرسہ صبیان میں چھ جماعتیں ہوں اور درجہ اول نہ ہو یعنی دو جماعتیں ایسے بچوں کے لئے جو ختم سال پر چھ برس سے اوپر عمر رکھتے ہوں اور دو جماعتیں پانچ برس سے اوپر عمر والے بچوں کے لئے اور دو جماعتیں چار سال سے اوپر عمر والے بچوں کے لئے تو سالانہ مدارج کی تشریح ان واضح ناموں سے ہو سکتی ہے:۔

جماعت اول (الف) جماعت دوم (الف) جماعت سوم (الف)

جماعت اول (ب) جماعت دوم (ب) جماعت سوم (ب)

اسی طرح اگر نو جماعتیں ہوں تو:۔

جماعت اول (الف) جماعت اول (ب) جماعت اول (ج) وقس علیٰ ہذا

ان ناموں سے غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ باقی نہیں رہتا۔ کیوں کہ ان کا مفہوم غیر تبدل پذیر ان کی صورت معنی خیز اور ان کا اطلاق عام اور مستقل ہے۔

ایک دوسرا طریقہ جو شائد اس سے بہتر ہے یہ ہے کہ ہر جماعت کو ایک درجہ کہا جائے۔ [1]

---

[1] یہ طریقہ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں مروج ہے جہاں پر شعبہ صبیان کی سب سے چھوٹی جماعت سے لیکر (جو درجہ اول کہلاتی ہے) ثانوی مدارس میں آخر تک ان درجوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے

ایسی حالت میں درجۂ اول سب سے چھوٹی جماعت ہو گی، درجہ دوم درجۂ اول سے ایک سال آگے اور درجۂ سوم سب سے بڑی جماعت ہو گی یعنی پہلے اسٹانڈرڈ سے ایک درجہ کم۔ اس حساب سے پہلا اسٹانڈرڈ گویا درجۂ چہارم ہوا۔

ایک ہی درجہ میں دو یا دو سے زیادہ جماعتیں ہوں تو جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے حروف استعمال کئے جائیں۔ چونکہ لفظ اسٹانڈرڈ بتدریج متروک ہو رہا ہے۔ اور جماعتوں پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا لہذا بڑے مدارس میں بھی لفظ درجہ کو قبول کر لینا ضروری ہے۔

یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ سالانہ نصاب تدریب کی بناء پر کسی مدرسہ کی تنظیم کرنا ضروری نہیں۔ میقاتی یا ششماہی کام کے لئے بھی اس خوبی کے ساتھ نظام العمل مرتب کئے جا سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ چند مہینوں میں ایسے قابل لحاظ نتائج نہیں نکل سکتے جیسے کہ سال بھر کے آخر میں نکلتے ہیں لیکن ایک ماہر بھی ان کا تعین و تخمینہ کر سکتا ہے۔

جماعتوں کے آہن بند قانون میں تنظیم بہت ہی سخت ہو گئی ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کو زیادہ لچکیلا یا سیال بنایا جائے۔ میقاتی یا ششماہی جماعت بندی کا مقصد بار ڈالنا نہیں ہے بلکہ اس کا منشاء یہ ہے کہ ایک جماعت سے دوسری جماعت میں بآسانی ترقیات کا سلسلہ جاری رہے۔ لیکن اس میقاتی جماعت بندی کی مدارس صبیان کو اتنی ضرورت نہیں الا آنکہ سب سے بڑی جماعتیں ہوں جتنی کہ بڑے شعبوں کو ہے اگر بازی گاہ موزوں ہو تو ہر موقع سے فائدہ اٹھا کر بعض جماعتوں کی تدریب کا وہاں انتظام کیا جائے۔

چونکہ اکثر دفعہ مدارس صبیان میں پانچ یا چھ برس کی عمر رکھنے والے

ایسے بچے بھی شریک کئے جاتے ہیں جنھیں اس سے پہلے کوئی باقاعدہ تربیت نہیں دی گئی۔ ان بچوں کو موزوں جماعتوں میں داخل کرنا بے حد مشکل ہے۔ خصوصاً جبکہ یہ داخلے اس وقت عمل میں آئیں جبکہ تعلیمی سال کا بیشتر حصہ گزر چکا ہو۔ یہ مشکل ہر وقت پیش آتی ہے۔ لہٰذا ایک ایسا غیر درجہ بند کمرہ ہونا چاہئے جس میں اس قسم کے لڑکے کم از کم چند مہینے رکھے جا سکیں عام کارکردگی کے مدنظر بچوں کو ہر وقت اور ہر موسم میں شریک کرنے کی بجائے سال میں دو یا تین بار مقررہ اوقات میں شریک کرنا زیادہ بہتر ہوگا۔ خاص حالات میں اس انتظام کے باوجود چند مستثنیات ضروری خیال کئے جائیں گے۔ پانچ برس سے کم عمر رکھنے والے بچوں پر تو اسکا عمل کم و بیش کلیتاً ہوگا۔ لیکن اس سے زیادہ عمر والے بچوں کو کسی نہ کسی مدرسہ میں داخلہ کا قانونی حق حاصل ہے۔

بالک گھر معمولی مدرسہ صبیان میں بالک گھر کے اصول کا عمل مختلف جگہوں میں مختلف قسم اور مختلف درجہ کا ہوتا ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر مدارس کی تعلیم میں جو روح کام کرتی ہے وہ نہایت ہی قابل تحسین ہے۔ اور جہاں تک کم عمر طلباء کا تعلق ہے انھیں اس قسم کی تربیت دیجاتی ہے جو معمولی بالک گھر میں ملتی ہے۔

بالک گھر کم و بیش تمام تر ان اصول تدریب کے لئے وقف ہیں جن پر فریبل نے اپنی تعلیم کی بنیاد رکھی ہے۔ لہٰذا ہر چیز عملی نوعیت رکھتی ہے اور معمولی مدرسہ صبیان کے مقابلہ میں جماعتیں چھوٹی ہوتی ہیں۔ جرمنی کے بالک گھر زیادہ تر خانگی ادارے ہیں۔ امریکہ میں جہاں سرکاری امداد کی بدولت ان اداروں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ عموماً بچے صرف صبح کے وقت

حاضر رہتے ہیں سہ پہر کا وقت اساتذہ والدین سے ملنے اور تربیت کے کام میں ان کی ہمدردی اور اشتراک عمل حاصل کرنے کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ مزید براں ان ملاقاتوں میں استاد کو بچہ کی ماں کے ذریعہ اسکی خصوصیات سے بخوبی واقف ہونے کا موقع ملتا ہے۔ امریکہ کے مالک گھروں میں تقریباً ۲۵ بچوں کی ایک جماعت ہوتی ہے۔ اسی طرح اس مالک گھر میں جو لندن کے ادارۂ فربیل سے متعلق ہے کسی جماعت میں ۲۵ طلباء سے زیادہ کی اجازت نہیں۔

ظاہر ہے کہ ان مدارس میں جماعت بندی زیادہ تر عمروں ہی کی بناء پر کیجاتی ہے۔ اکثر مقامات پر بالک گھر اور باقاعدہ تحتانیہ مدرسہ کے درمیان ایک مزدوری طبقہ بھی ہوتا ہے۔

بین شعبہ جاتی ترقی | کمسن بچوں کو حسب ذیل اصول کے تحت بڑے شعبوں میں ترقی دینا چاہئے۔

(۱) میقاتی یا ششماہی تختے تیار کئے جائیں۔

(۲) الا آنکہ خاص حالات ہوں کہ ان تختوں کی ترتیب میں عمر ہی کا زیادہ لحاظ رکھا جائے۔ کمترین اور بیشترین عمر دونوں پر اس کا اطلاق ہوگا مثلاً چھ برس کی عمر کو پہنچنے سے قبل کسی بچہ کا نام اس تختہ میں نہ شریک کیا جائے۔

(۳) بشرط پابندی عمر استعداد کا بھی خیال رہے۔

(۴) میلان طبع بھی ایک فیصلہ کن عنصر ہو سکتا ہے۔ استعداد سے قطع نظر سات برس کی عمر کو پہنچنے کے بعد ہی شریر لڑکوں کو جلد سے جلد مدرسہ صبیان کی فضا سے نکال لیا جائے۔

ان اصول کے مطابق :-

(۱) طلباء کی ترقی یا تو (الف) ہر چھ مہینوں کے بعد ہو یا (ب) اگر مدرسہ کی تنظیم میقاتی طریقہ پر ہوئی ہے تو ہر میقات مدرسہ کے بعد، ضرورت محسوس ہو تو دیگر اوقات میں بھی ترقیات دیجا سکتی ہیں۔

(۲) بشرطیکہ درجہ اول کی جماعت نہ ہو ایسے طلباء کو جو بالعد کے نصف سال یا (میقات مدرسہ) میں سات سال کی عمر کو پہنچیں گے، اس نصف سال یا (میقات) کے اوائل سے زیادہ شعبہ صبیان میں نہ روکا جائے۔

(۳) جہاں درجہ اول موجود ہو یا بڑے بچوں کی کوئی ایسی مجوزہ جماعت ہو جو چھوٹے یا بڑے شعبہ کی صغیر ترین جماعت کے مساوی تصور ہو سکے تو وہاں آنے والے نصف سال یا (میقات مدرسہ) میں آٹھ برس کی عمر کو پہنچنے والے بچوں کو اوائل نصف سال یا (میقات) کے بعد اس شعبہ میں نہ روکا جائے۔

(۴) جہاں درجہ دوم موجود ہو یا بڑے بچوں کی کوئی ایسی مجوزہ جماعت ہو جو بڑے یا چھوٹے شعبہ کی صغیر ترین جماعت سے اوپر کی جماعت کے مساوی متصور ہو سکے، وہاں آنے والے نصف سال یا (میقات مدرسہ) میں نو برس کی عمر کو پہنچنے والے طلباء کو اس نصف سال یا (میقات) کے اوائل سے زیادہ اس شعبہ میں نہ رکھا جائے۔

(۵) اگر کوئی صدر معلم ان شرائط کو بدیں وجہ پورا نہ کر سکے کہ بعض طلباء بظاہر بڑے شعبہ کا کام شروع کرنے کے قابل نہیں ہیں یا اگر کوئی صدر معلم مندرجہ بالا فقروں میں نامزد کئے ہوئے طلباء کے علاوہ کسی کو ترقی دینا چاہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ شعبہ متعلقہ کے صدر معلم سے

مشورہ کرنے کے بعد ان واقعات سے منتظمین یا مقامی حکام تعلیمات کو مطلع کرے اور طلباء زیر بحث کی فہرست ارسال کرے۔

تمام معمولی حالات میں ان قواعد پر عملدرآمد ہونا چاہئے۔ جہاں خاص حالات ہوں وہاں البتہ تبدیلیاں کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں

چھوٹے مخلوط شعبوں سے ترقی دینا ہو تو چند شرائط کے ساتھ اصول متذکرۂ بالا کا عمل قائم رہے گا مثلاً (۱) برقرار رہے گا (۲) اور (۳) میں بجائے عمر کے استعداد کا زیادہ لحاظ رکھا جائے گا۔ (۴) کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے

چونکہ چھوٹے مدرسوں میں اوپر کے درجوں کی کوئی حد مقرر نہیں ہے لہٰذا درجوں کی طرف خاص اشارہ کئے بغیر بڑے شعبوں میں ترقیات دینے کے متعلق ان سب کے لئے یکساں عام قواعد بنانا ممکن نہیں۔ لیکن "قاعدہ نمبر (۴)" کا اطلاق ہر اس مدرسہ پر ہوگا جہاں درجہ دوم سب سے بڑی جماعت ہے۔

اسی طرح جہاں سب سے بڑی جماعت درجہ سوم یا درجہ چہارم ہو قاعدۂ زیر بحث کا عمل نو سال کی بجائے دس یا گیارہ سال کی شرط کے ساتھ ہوگا۔ تمام مستثنیات قاعدہ نمبر (۵) کے تحت آئیں گے۔

جب کسی شعبۂ صبیان یا چھوٹے شعبہ کی صدر معلمہ ان اصول و قواعد کے تحت بڑے شعبہ میں ترقی پانے والے طلباء کی تعداد مقرر کرلے تو اس پر لازم ہے کہ ہر نصف سال یا (میقات) کے وسط میں بڑے شعبے کی

سلہ ترمیم یافتہ شکل میں انہی قواعد کا عملدرآمد ان کی کونٹی میں ہو رہا ہے ظاہر ہے کہ بعض غیر معمولی قابلیت رکھنے والے طلباء کو مقررہ عمر سے پہلے ترقی دی جا سکتی ہے لیکن بہرحال ایسی ترقیات کی تعداد کبھی زیادہ نہ ہوگی۔

صدر معلمہ کے پاس ترقی پانے والے طلباء کی تعداد کی تخمینی فہرست بھجوائے اور پھر نصف سال یا (میقات) کے ختم پر ایسے طلباء کی فہرست ذیل کے سرکاری فارم پر جو اس غرض کے لئے مہیا کیا جاتا ہے درج کرکے ارسال کرے۔
ان قواعد کے مطابق جس چھوٹے اور بڑے شعبہ میں طلباء ترقی پانیوالے ہیں اس شعبہ کی صدر معلمہ کو چاہیئے کہ ترقی پانے والے طلباء کیلئے کم و بیش اس تعداد میں نشستیں محفوظ رکھے۔
جن ترقی پانے والے طلباء کے نام دئے گئے ہیں اگر ان کے لئے چھوٹے یا بڑے شعبہ میں گنجایش کافی نہیں ہے تو اس شعبہ کی صدر معلمہ کو چاہیئے کہ مذکورہ بالا اطلاع کے وصول ہوتے ہی فوراً منتظمین یا مقامی حکام تعلیمات کو اس واقعہ سے آگاہ کردے۔

بین شعبہ جاتی ترقی

میقات یا نصف سال مختتمہ........... شعبہ

بلحاظ قابلیت نام پہلے خاندانی نام ہو	تاریخ ولادت جس طرح درج کیگئی — روز ماہ سال	شعبہ کی جماعت	شعبہ میں شرکت کی تاریخ	پتہ	استعداد یا کسی خصوصیت سے متعلق کیفیت

(دستخط)............ صدر معلمہ

یہ سوال کہ آیا ترقی سے قبل صدر معلمات متعلقہ کی دو گونہ نگرانی میں آزمایشی امتحان لینا چاہیئے یا نہیں مقامی حکام تعلیمات یا خود صدر معلمات سے متعلق ہے۔ بحیثیت مجموعی سب میں زیادہ دانشمندانہ طریقہ تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ بشرطا قواعد مذکرہ یہ سوال اس صدر معلمہ کے اختیار تمیزی پر چھوڑ دیا جائے جسکے ذمہ اسوقت بچوں کی تربیت ہے۔

مخلوط یا علیحدہ تعلیم ذکور اور اناث کی علیحدہ یا مخلوط تعلیم۔ ان ہر دو نظام تعلیم کی خوبیوں کے بارے میں بہت کچھ بحث ہو چکی ہے۔ امریکہ میں ایک زمانہ سے مخلوط تعلیم مروج ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس سے بے حد مفید نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ اسکاٹلنڈ میں غالباً اسٹو کے زیر اثر ایسے مخلوط مدارس کا رواج عام ہے۔ جن میں لڑکے اور لڑکیوں کی علیحدہ جماعتیں ہوتی ہیں۔ ولندیز اور سوئٹزرلنڈ میں بھی مخلوط تعلیم ہی کا عام قاعدہ ہے۔ دیہی رقبہ جات کی حد تک جہاں آبادی کم ہو اکثر دیگر ممالک بھی اسی اصول کے پابند ہیں۔ غالباً اس کی سب سے بڑی وجہ مصارف کی کمی ہے۔

اس ملک (انگلستان) میں چند سال سے اس اصول کے عملدرآمد میں بہت کچھ توسیع ہوئی ہے۔ لیکن جرمنی اور ہنگری کی طرح شمالی انگلستان اور اسکاٹلنڈ کے سوا باقی سب شہروں میں ذکور اور اناث کی علیحدگی کم و بیش عام ہے چھوٹے شعبہ جات مخلوط کے نصابات فرانس کے ابتدائی نصابات[1] سے مماثل ہیں لیکن بعض اوقات کلیتاً یا جزواً ثانوی نصاب پر بھی حاوی ہوتے ہیں۔

موافق اور مخالف دلائل تعلیم میں ذکور اور اناث کی علیحدگی کے حسب ذیل فوائد ہیں:۔

(۱) نہ تو لڑکوں اور نہ لڑکیوں کو ایسے مضامین میں روکنے کی ضرورت

---

[1] فرانس میں ابتدائی مدارس کے تین درجے (اسٹانڈرڈ) یا زینے ہوتے ہیں یعنے ابتدائی نصابات، ثانوی نصابات اور اعلیٰ نصابات۔ یہ علی الترتیب ۶ سے ۹، ۹ سے ۱۱ اور ۱۱ سے ۱۳ سال تک کی عمروں کے مطابق ہیں۔

پڑتی ہے جن میں ان کے اندر علی الترتیب نظری رجحانات پائے جاتے ہیں
(۲) لڑکے اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم کی بہ نسبت جماعت کے کام میں کاوٹیں پیدا ہوتی ہیں۔ پخت و پزشست و شو، خانہ داری اور سوزن کاری کے لئے عموماً تمام لڑکیوں کو اور بالخصوص بڑی لڑکیوں کو ہفتے میں کئی دفعہ مدرسہ کا روزمرہ کام چھوڑ کر جانا پڑتا ہے۔
(۳) عموماً لڑکے کے لئے جس قسم کا ڈسی پلن موزوں ہے لڑکی کے لئے ویسا ہی موزوں نہیں۔
(۴) اگر لڑکے کو کلیتاً استاد کے زیر تربیت رکھا جائے تو اس کی سیرت میں مردانگی پیدا ہونے کا زیادہ امکان ہے۔ اسی طرح جب استانی لڑکی کی تربیت کرتی ہے تو اس کے مزاج میں ایسی نرمی پیدا ہو سکتی ہے جو اس کی صنف کی امتیازی خصوصیت ہے۔
(۵) لڑکے اور لڑکیوں کی ضروریات اور ان کے مختلف تعلیمی اغراض کے مدنظر بغیر کسی کمی و بیشی کے نصاب مرتب کیا جا سکتا ہے۔
(۶) عموماً عورت کا دائرہ عمل مرد کے دائرہ عمل سے بالکل مختلف ہوتا ہے علیحدگی سے ہر دو کے خاص اوصاف کی ترقی بہتر طریقہ سے ہو سکتی ہے۔
(۷) زمانہ بلوغ میں لڑکوں کے عاشق مزاج ہو جانے کا امکان ہے جس کی وجہ سے ان کا ذہنی توازن بگڑ جاتا ہے۔

مخلوط تعلیم کے فوائد کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

(۱) چھوٹے مدارس میں اس سے تنظیم کی سہولتیں پیدا ہوتی ہیں۔ نیز عام مدارس کی تربیت میں تمام مدارس کو اس سے فائدہ پہونچتا ہے۔
(۲) اس سے بین صنفی رفاقت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

(۳) اس سے ایک طرف لڑکوں کا غرور اور ان کی خود شعوری کم ہو جاتی ہے، اور لڑکیوں میں بھی خود اعتمادی بڑھ جاتی ہے۔

(۴) لڑکے، لڑکیوں اور عورتوں کی زیادہ عزت کرنے لگتے ہیں۔

(۵) لڑکوں کی پوری پوری آزمایش ہو لیتی ہے کیونکہ انھیں اپنے مساعی میں وہی صبر اور اپنے مقاصد میں وہی استقلال دکھانا پڑتا ہے جو لڑکیوں کے فطری خواص میں داخل ہے۔

(۶) یہ دنیا کی آیندہ زندگی کی تیاری کا بہترین طریقہ ہے ایک دوسرے کے بارے میں جو معلومات حاصل ہوتی ہیں وہ کبھی بیکار نہیں جاتیں۔

خالص تعلیمی نقطہ نظر کے اعتبار سے اس ملک (انگلستان) میں مخلوط تعلیم ابھی تک تجربی منزل پر ہے۔ لیکن چھوٹے مخلوط شعبہ جات کو بنظر استحسان نہیں دیکھا جاتا۔ عموماً مخلوط مدارس تعلیمی وجوہ سے زیادہ معاشی اسباب کا نتیجہ ہیں اور انکی کامیابی کا راز زیادہ تر تعلیم شبینہ ہی میں مضمر ہے۔ اس قسم کے ادارے عموماً "مضمون" کی بنا پر قائم ہوتے ہیں اور اس طرح کی جماعت بندی سے مخلوط تعلیم کے اکثر اعتراضات کی تردید ہو جاتی ہے۔ [1]

---

[1] ملاحظہ ہو۔ ثانوی مدارس میں ذکور اور اناث کی علی الترتیب نصاب کی تفریق پر مشاورتی کمیٹی کی حالیہ روئداد۔ (ایچ۔ ایم۔ اسٹیشنری آفس)

اس میں بیان کیا گیا ہے کہ "اس اثنا میں دانشمندی کا یہی تقاضا ہے کہ نہ تو تفرقوں ہی کو فرض کر لیا جائے اور نہ یکسانیت کا حکم لگایا جائے۔ بلکہ لڑکوں اور لڑکیوں کو اظہار کا پورا موقع دیا جائے" "اس نازک موقع پر لڑکے اور لڑکیوں کیلئے علیحدہ علیحدہ نصاب کا تعین خطرناک ہوگا ہم حتی الوسع دونوں کیلئے نصاب کا کم سے کم تعین کرینگے" اگر تدریجی تجربہ کی کوشش کیجائے تو اس سوال کا حل نہایت تفصیل کے ساتھ تدریجی اور صحیح طریقے پر ہو جائیگا جس کا جواب ہم بالفعل یہی دیتے ہیں کہ تجربہ کی آزادی دی جائے۔

اصول تقرر اساتذہ اس امر کا تعین کرنے کیلئے کہ کتنے اور کس قسم کے اساتذہ موزوں ہوں گے، حسب ذیل امور کا لحاظ رکھنا چاہئے (۱) بالعموم عمارت کی نوعیت۔ کمرہ ہائے جماعت کی تعداد، وسعت اور ان کی تقسیم (۲) طلباء کی تعداد جن کے نام رجسٹر میں درج ہیں یا روزمرہ یا اوسط حاضری (۳) طلباء کی عمریں، استعداد اور جماعت بندی کا طریقہ (۴) تدریسی نصابات کی نوعیت جس میں عملی کام کا خاص لحاظ رہے۔ (۵) اساتذہ کی قابلیت ان کی حیثیت[1] اور جو کام ان کے سپرد کیا گیا ہے اس کی موزونیت (۶) محلے کی ضروریات اور حالات (۷) اس رقبے کے مختلف مدارس کی تنظیم اور ان کا تطابق (۸) آیا تمام اساتذہ کل وقتی ہیں یا جزوقتی۔[2]

چونکہ عموماً اوسط حاضری میں بہت کم اختلاف ہوتا ہے۔ اکثر مدارس میں کسی ایک سال کی تعداد اساتذہ کا تعین، ابتدائے سال ہی میں بشرطیکہ حالات میں کوئی اہم تبدیلی نہ ہو۔ سال ما سبق کی اوسط حاضری کی بناء پر ہوگا۔

جیسا کہ مجموعہ قوانین میں بیان کیا گیا ہے۔ اکثر خاص حالات اور مختلف اسباب کے مدنظر کمترین تعداد اساتذہ کی شرح مقرر کی گئی ہے۔ اس سے تعداد اساتذہ کی کمترین حد کا پتہ چلتا ہے۔

سابقہ باب میں یہ بتا دیا گیا ہے کہ کس طرح مذکورہ بالا شرح سے زیادہ تعداد اساتذہ کی ضرورت ہے۔ مجموعہ قوانین میں جس امر کی تنبیہ[3] کردی گئی ہے

---

[1] دیکھو ضمن (۱۱) اور (۱۲) نیز جدول کی فہرست (۱) مجموعہ قوانین ۱۹۲۲ء

[2] ان شرائط کے تحت اساتذہ کی تعداد کا تعین مجموعہ قوانین کے ضمن (۱۲) الف کی رو سے ہوگا

[3] ضمن (۱۲) مجموعہ قوانین ۱۹۲۲ء۔

اس کا لحاظ کرتے ہوئے تعلیمی بورڈ کی صاف مرضی معلوم ہوتی ہے کہ مدارس میں عموماً اساتذہ کی تعداد اس شرح سے زیادہ ہو۔

جہاں کونسل کے مدارس زیادہ تر بڑے ہیں وہاں لندن کے حکام تعلیمات بالعموم تعداد اساتذہ کی شرح یوں معین کرتے ہیں۔ ہر پچاس طلباء کی اوسط حاضری کے لئے ایک سند یافتہ مدرس ہو اور صدر مدرس، مرکزی مدرسین زائری مدرسین، مدرس طلباء اور متعلم اساتذہ کا اس غرض کے لئے شمار نہ کیا جائے۔ لیکن بعض اوقات کمرہ ہائے جماعت کی وسعت اوسط سے کم ہوتی ہے لہذا اتیس سے لے کر چالیس تک کی گنجایش ہوتی ہے اور بس۔ عملاً اساتذہ کی تعداد کا اوسط ہر (۴۶)[1] طلباء کی حاضری کے لئے ایک سند یافتہ مددگار سے زیادہ نہیں پڑتا۔ غیر امدادی مدارس کے لئے کوئی شرح معین نہیں[2]۔ موجودہ عمل عام پالیسی کا نتیجہ ہے جو ہر مدرسے کے حالات کے لحاظ سے ایک ایسے غیر نوشتہ قانون پر مبنی ہے جس کی کئی تاویلات ہوسکتی ہیں[3]۔

---

[1] وسٹ لیعبۃ کی انجمن اساتذہ نے یہ درخواست کی تھی کہ شعبۂ صبیان اور بڑے شعبوں میں حاضری کی تعداد علی الترتیب ۴۰ اور ۳۰ سے بڑھ کر نہ ہو۔ ملاحظہ ہو۔ اسکول ماسٹر ۷ جنوری ۱۹۰۵ء

[2] یہاں فی استاد چالیس سے کم اوسط پڑتا ہے۔ لندن کونٹی کونسل رفتہ رفتہ بڑے مدرسوں کیلئے چالیس اور مدارس صبیان کے لئے ۴۸ طلباء کے اصول پر مدارس کی تنظیم جدید کر رہی ہے۔

[3] "ہر مدرسے کے حالات کا مناسب لحاظ کرتے ہوئے کمیٹی مدرسے کے اساتذہ کی تعداد کا تعین کرتی ہے"۔ لیکن ایک قاعدہ ایسا موجود ہے جس کا مفہوم کسی قدر وسیع لیا جاتا ہے یعنے جہاں مدرسے یا شعبے کی گنجایش ایک سو پچاس سے زیادہ نہ ہو وہاں صدر مدرس کو بھی ایک استاد تصور کیا جائے گا۔ غیر امدادی مدارس پر جہاں گنجایش نسبتاً کم ہوتی ہے لازمی طور پر اس قاعدہ کے عملدرآمد کا اطلاق ہوتا ہے۔

چھوٹے مدارس میں صدر مدرس کو محض ایک ناظم اور نگرانکار سمجھنے کی بجائے جماعت کا مستقل استاد یا استانی تصور کرنا حق بجانب ہوگا۔ اس حالت میں مدرسے کے ایک خاص حصے کا کام اس کے سپرد رہے۔ حالات کے لحاظ سے مدرسے کی گنجایش اور جماعت کی ذمہ داری میں تبدیلیاں واقع ہوں گی لیکن عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ جب حاضری کا سالانہ اوسط ایک سو چالیس سے نہ بڑھے تو یہ جماعت کا تعلق کلیتًا یا بڑی حد تک قائم رہے گا۔[1]

دارالسلطنتی رقبے میں تعداد اساتذہ کی شرح فی الجملہ اکثر حکام تعلیمات کی مجوزہ شرح سے زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن ایک آدہ رقبے میں تقرر اساتذہ انتظامات لنڈن سے بھی بڑھے چڑھے ہیں۔

اصول تقرر اساتذہ کے اس مختصر بیان میں یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ مدرسے کی تنظیم عام جماعتی اصول کی بناء پر ہوئی ہے۔ لیکن اگر اسکی تنظیم مختلف ہو مثلاً اگر وہ کلیتًا یا جزاً اختصاصیت یا مضمون واری اصول پر مبنی ہو تو ایسے امور کا بھی لحاظ کیا جائے گا جن پر یہاں غور نہیں کیا گیا۔ ان کا تذکرہ اس کتاب میں کہیں اور درج ہے۔

خصوصاً بڑے شعبوں میں تعداد اساتذہ کی معمولی شرح کے علاوہ ایک سائر مدرس کی بے حد ضرورت ہے۔ یہ مدرس، جیسا کہ خود نام سے ظاہر ہے موقع کے لحاظ سے مدرسے کے ہر حصے میں کام کرے گا۔ جن لوگوں کو عارضی

---

[1] حکام کو غور کر لینا چاہیئے کہ آیا ایک ایسے مدرسے یا شعبے میں، جس کی حاضری کا اوسط ۲۵۰ سے کم ہو، جماعت کو صدر مدرس کے سپرد کر دینا قابل عمل ہے یا نہیں۔ ضمن ۸ ب وقتی مجموعہ قوانین سنہ ۱۹۲۲ء

طور پر زیادہ کام ہو یا مشکل جماعتیں ان کے سپرد ہوں، انکی مدد کرنا یا کوئی استاد رخصت بیماری لے تو اس کی جگہ کام کرنا پس افتادہ طلباء کی طرف خاص توجہ کرنا اور بالعموم ایسی امداد بہم پہونچانا جس سے مدرسے کا کام خاطر خواہ چلے اور تسلسل کار برقرار رہے۔ یہ تمام چیزیں اس کے فرائض میں داخل ہیں نیز چھوٹے مدارس میں بین شعبہ جاتی سائر مدرس نہایت مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ بطور مثال ہم دو شعبوں کو لیں گے (ایک شعبۂ ذکور اور دوسرا شعبۂ اناث) ان میں سے ہر شعبے میں اگر چار کمرہ ہائے جماعت ہوں اور ہر کمرے میں تقریباً ایک سو پچاس کی گنجایش ہو تو ایسی صورت میں مددگار مدرسین ہوں گے اور صدر مدرس کے سپرد ایک جماعت ہو گی بعض اوقات صدر مدرس یا صدر معلمہ کو اس مستقل ذمہ داری سے کچھ وقت کے لئے سبکدوش کرنے کی خاطر ایک زائد مددگار معلمہ کا تقرر کیا جاتا ہے جو ہر شعبے کو نصف وقت دیتی ہے۔ اور اس طرح پر صدر مدرسین کو نگرانی اور اپنے عہدے سے متعلق دیگر فرایض کی انجام دہی کے لئے ہفتہ میں ڈھائی دن مل جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ حالات کے لحاظ سے دو یا تین شعبوں پر بھی اسی اصول کا اطلاق ہو سکتا ہے۔

اسی طرح تعلیمی سال کی ابتدا میں جبکہ عموماً بڑے شعبے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور شعبہ جات صبیان کی تعداد کمترین ہوتی ہے، آخر الذکر کے دو ایک مدرسین کو بعض دفعہ چند ہفتوں کے لئے بڑے شعبوں میں منتقل کیا جا سکتا ہے، جہاں وہ نظام ثانویہ کے مطابق معمولی اساتذہ جماعت کی امداد کر سکتے ہیں۔ یہ طریقہ عموماً صرف بڑے مدارس میں قابل عمل ہے۔ لیکن بعض اوقات نسبتاً چھوٹے مدارس میں بھی اسے رائج

کیا جا سکتا ہے۔ اس طریق کار میں دو گونہ فوائد ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس سے بڑے مدارس کی موثر امداد ہو جاتی ہے استاد کا تجربہ وسیع ہو جاتا ہے، اس کے اندر دوسرے ماحول کے مطابق جو تطبیق پیدا کرنے کی قدرت آجاتی ہے اور غالباً اس کی تدریسی قابلیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ بلا شبہ مدرسے کے ہر حصے کی ضروریات کو وہ بہتر طریقے سے سمجھنے لگتی ہے اور نیز بین شعبہ جاتی تعلقات کو پائدار بنانے کی محرک ہو سکتی ہے۔

ان عارضی تبدیلیوں پر جنکا یہاں بیان کیا گیا ہے۔ اس قسم کی خاص قیود عائد کرنا ضروری نہیں۔ مثلاً اگر شعبہ صبیان میں بعض اوقات لڑکیوں کی استانی کو متعین کر دیا جائے یا اس کے برعکس حالات میں بعکس انتظام کیا جائے تو مقصد حاصل ہو جائے گا۔

مدارس طرز قدیم میں تقرر اساتذہ کی مشکلات

بڑی مشکل تو اس وقت پیش آتی ہے جبکہ عمارات مدرسہ قدیم طرز کی ہوں جن میں اکثر اٹھا۔ وہ خط عرض اور غیر معین طول کا ایک ہی کمرہ ہوتا ہے یا جن میں صرف ایک تالار ہوتا ہے جس پر کمرہ جماعت کا شبہہ تک نہیں کیا جا سکتا۔ گو بعض ایسی عمارتیں ابتک موجود ہیں اور ان سے کام لیا جاتا ہے لیکن اکثروں میں ایسی تعمیری تبدیلیاں کر دی گئی ہیں کہ جن سے تعلیم کے کام میں زیادہ سہولت اور کارکردگی پیدا ہو سکے۔ تعمیری تبدیلیوں کی غیر موجودگی میں یا جہاں عمارت کی اصلی نوعیت کی وجہ سے ایسی تبدیلیاں پوری طرح موثر نہ ہو سکیں، جماعتوں کی علیحدگی کے مختلف طریقے اختیار کیے گئے ہیں۔ جیسے پردے کا یا چھوٹے نقل پذیر اوٹ یا لیٹوان سیٹ یا ایسے نہ پذیر اوٹ جو فرش سے چھت تک جا لگیں اور ایک حصے کو

دوسرے سے بالکل علیحدہ کردیں۔ ان طریقوں سے اور مختلف جماعتوں میں بلا شور اور پرشور اسباق کی مناسب تقسیم کرکے بار ہلکا کیا گیا ہے اور کام میں سہولت پیدا کردی گئی ہے۔

دقیانوسی عمارات کی خرابیوں کی اگر کسی قدر اصلاح ہو بھی جائے تو پھر بھی غیر سند یافتہ مدرسین کا عام تقرر مشکلات میں اضافہ کردیتا ہے۔ چونکہ سرکاری قواعد کی رو سے تعداد طلباء نسبتاً کم ہو تو یہ مدرسین جماعت کو پڑھانے کے مجاز ہیں، لہذا ان کی وجہ سے مدرسے کی مخالفتوں میں لازمی طور پر زیادتی ہو گئی ہے۔ گو ان میں سے اکثر اساتذہ میں ڈسپلن قائم رکھنے کی اعلیٰ قابلیتیں اور عمدہ تدریسی صلاحیت موجود ہوتی ہے لیکن پھر بھی جب دو یا دو سے زیادہ جماعتوں کے بچوں کی ایک خاص تعداد ایک کمرے میں رکھی جائے تو باوجود نسبتاً قومی اوٹ کی موجودگی کے تین یا چار مدرسین کے مقابلہ میں دو مدرسین کا وہیں دینا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ دیگر قومی وجوہ سے قطع نظر محض اس بنا پر سند یافتہ مدرسین ہی کا تقرر مناسب ہے۔

اس سلسلہ میں یہ کہنا نامناسب نہ ہوگا کہ اساتذہ عموماً بہت زیادہ باتیں کرتے ہیں۔ مصلحت آمیز بیکاری یا مہارت تساہل بھی کوئی چیز ہے اور جتنا زیادہ مدرس کے کام میں اس کو دخل ہوا اتنے ہی بہتر تعلیمی نتائج برآمد ہوں گے مسلسل یا بآواز بلند بولنے سے کام کی خوبی کا ثبوت نہیں ملتا بلکہ شاید واقعہ کچھ اس کے متضاد ہی ہو۔ گو تحصیل علم کی صلاحیت اپنی حد تک بچے کے لئے مفید ہے لیکن جو کچھ معلومات اسے بہم پہونچائی جائیں وہ اس وقت تک بیکار ہیں جس وقت تک وہ اس کا جزو زندگی نہ بن جائیں

اور خود اس کی اپنی کوشش سے معرض اظہار میں نہ آئیں۔ لہٰذا مدرس کو کم بولنا چاہئے اور طلباء کو خود اپنے بل بوتے پر زیادہ کام کرنا چاہئے ایسی صورت میں کمرۂ جماعت کے اندر نسبتاً زیادہ خاموشی رہے گی اور محنت کا خاطر خواہ ثمرہ ملے گا۔ آزادی جدوجہد سے حاصل کی ہوئی ہر کامیابی کے معنی طالب علم کے حق میں ذاتی قوت کی ایسی ترقی ہوگی جسے معمولی حالات میں زمانہ محو یا برباد نہیں کر سکتا۔

لہٰذا جس طرح اور صورتوں میں کیا جاتا ہے اسی طرح ان حالات میں ذاتی کوشش کی حوصلہ افزائی کرنا چاہئے۔ اس وقت خاموش اسباق کا قاعدہ عام ہو جائے گا اور استاد یا استانی کو اپنا پورا وقت مفید رہنمائی نگرانی اور ایسی ہدایات میں صرف کرنے کا موقع ملے گا۔ جو رخصت کی طرف لیجاتی یا ذلت سے باز رکھتی ہیں۔

قدیم طرز کی عمارتوں کے سلسلے میں جن کی گنجایش جدید عمارات مدرسہ کی نسبت عموماً کم ہوتی ہے۔ اور دو امور قابل غور ہیں۔ یعنی دو یا دو سے زیادہ درجوں کے طلباء کو ملا کر ایک ہی جماعت بنا لینے کی عام ضرورت اور اگر کوئی جماعت بلاواسطہ صدر مدرس کے ذمہ ہے تو مدرسے کی دیگر جماعتوں کی نگرانی کا طریقہ۔ اول الذکر سے کسی اور باب میں ایک استاد رکھنے والے مدرسے کے سلسلہ میں بحث کی گئی ہے اور آخر الذکر کا بھی کہیں اور تذکرہ ہے۔

خاص جماعتیں ایک رجحان جو شائد زمانۂ ماضی میں حال کی نسبت زیادہ قوی تھا۔ یہ ہے کہ مدرسے کی قدر کا تخمینہ تعداد اور نوعیت وظائف کی کامیابیوں پر کیا جاتا ہے اور اس رجحان کی وجہ سے ایک افسوسناک رسم کی خواہ مخواہ ترقی اور توسیع ہو گئی ہے۔ عمر کی چند

حدود کے اندر ہونہار طلباء کو مدرسے کی مختلف جماعتوں سے چھانٹ کر ایک ایسے شعبے کی تشکیل کیجاتی ہے جس کا کام خاص طریقوں پر ہوتا ہے اور جس کا مقصد یہی ہے کہ رقبے کے نمایشی انعامات یا وظایف حاصل کئے جائیں یہ قریبی مقاصد یہ عمدہ متوازن تربیت جیسے بعید مقصد کو قربان کردیتا ہے اور یہ وہ مقصد ہے جو اپنے طلباء کی بہبودی کے لئے ہر اچھے مدرسے کے ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہیئے۔

تربیت کے معینہ جادۂ عمل سے ہٹ کر محض اس قسم کے امتحانات کی کامیابی کے تنگ تر راستے اختیار کرنا جن کے نشیب و فراز سے متعلقہ اساتذہ بخوبی واقف ہیں، نہ صرف بذات قابل اعتراض عمل ہے بلکہ قومی مقامی اور والدین کے اعتماد کا بے جا استعمال ہے اور ان لوگوں کے اصول کے منافی ہے جنھوں نے طرایق وظایف کے ذریعہ اعلی تعلیم کے مواقع بہم پہونچائے ہیں۔ بالآخر ایسی جماعتوں کا نتیجہ افراد کے لئے بسا اوقات تباہ کن ثابت ہوا ہے۔ سطحی کام سے قطع نظر رفتار کی اس تیزی سے ترقی کے فطری تسلسل میں ہرج واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے کہ نسبتاً کم قابلیت رکھنے والے طالب علم کو ایسے مواقع ملتے ہیں جن سے وہ پوری طرح فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور جو دراصل دوسروں کے لئے زیادہ مناسب ہیں۔ پھر کمزور طالب علم جو وظیفہ پالیتا ہے ایسے درجے پر پہنچ جاتا ہے جہاں اسے نہ رہنا چاہیئے اور اس منتقلی کی وجہ سے اس کی آخری طالب علمانہ حیثیت پہلے سے بدتر ہوجانے کا امکان ہے[1]۔

---

[1] ملاحظہ ہو مجموعہ قوانین ۱۹۲۲ء ضمن ۵ - ب۔

مسائل اور اختیارات [۵۱]

وہی مدرسہ دراصل زندہ ہے جو اپنے وجود سے متعلق مختلف مسائل سے واقف ہے اور ان کی قدر پہچانتا ہے۔ ایک مسئلہ کا کم و بیش حل دوسرے مسئلہ کے حل کا پیش خیمہ ہے جس کا نتیجہ کمرہ جماعت میں روشنی علم کا اضافہ ہے۔ پیہم دریافت کی خواہش کے قوت بخش اثر کے بغیر مدرسہ مستحکم نہیں ہو سکتا۔ بچپن کی صحیح رہنمائی کے لئے اس کی روح کا ہونا ضروری ہے۔ ہر طالب علم تقریباً اور ہر لڑکے کو یقیناً پیدائش ہی سے ہم پیسندی کا شوق ہوتا ہے۔ لہذا جائز حد تک اسے اپنے فطری رجحانات کے مطابق اشیاء کو بطور خود دریافت کر لینے دو۔ مدرسے کی فضا اس حسیت یا اس رجحان طبع سے مملو ہونا چاہئے اگر وہ موجود ہے تو طلباء اس سے متاثر ہوں گے اور اگر نہیں ہے تو اس کی ضرورت محسوس کریں گے۔

ہمیشہ اسلاف کی دانشمندی اور سرگرمی سے بنائے ہوئے دائروں میں گھومنا ایک حد تک بیشک مفید ہے۔ لیکن مسلمات کی اس حد کے بعد راستہ پھر دھندلا سا ہو جاتا ہے۔ ایک غیر جانب دار نقاد کی نظر مدرسے کے کام کے ہر پہلو پر پڑنا چاہئے ورنہ تنظیم کے کل پرزے بخوبی کام نہیں کر سکتے اور نہ مدرسہ کا مقصد پورا ہو سکتا ہے۔

ظاہر ہے کہ ان معاملات میں اپنے راستوں کو صحیح طور پر سمجھ لینا ضروری ہے لیکن جب ایقان رہنمائی کرے تو تنظیم سے متعلق بالراست یا بالواسطہ کسی جائز تجربے سے استاد کو ناکامی کے خوف یا عہدہ وارونکی ملامت سے ڈر کر باز نہ رہنا چاہئے۔ تجربہ کر کے ناکام رہنا کوشش نہ کرنے سے

---

[۵۱] - ملاحظہ ہو زیر حاشیہ صفحہ ۱۶۵ تحت صفحہ

بہر حال بہتر ہے۔ محدود کامیابی یا ناکامی سے بھی جو علم حاصل ہوتا ہے اس کی روشنی میں اعلیٰ تر مدارج کی راہیں دریافت ہو سکتی ہیں۔

ہر طالب علم کو سمجھنا اور اس کے محاسن اور معائب سے واقف ہونا استاد کے فرائض کا ضروری جزو ہے۔ تحقیق کے لئے سائنٹیفک طریقے اختیار کئے جائیں[1]۔ اس سلسلے میں طبی معائنہ سے بہت مدد ملے گی۔ لیکن اس سے ذہنی اور اخلاقی امور میں استاد کی ذمہ داری کم نہیں ہوتی۔ چاہئے تو یہ کہ اس بارے میں استاد کے کام کے تحریری اندراجات ہوں جن کی بنا پر جماعت بندی اور طریق تعلیم کے تجربے کئے جا سکتے ہیں۔

جماعتی نظام کی چند خوبیاں اور عیوب

جماعتی نظام جو تمام مدارس میں مروج ہے اصل میں تعلیمی اسباب سے زیادہ معاشی وجوہ کا نتیجہ تھا۔ اس کی وجہ سے عوام تعلیم سے بہرہ ور ہو سکے۔ خانگی تعلیم میں بہت سی خوبیاں ہیں مدرس کے نسبتاً محدود دائرہ عمل کا لحاظ کرتے ہوئے اسے اپنے طریق تعلیم اور قوتوں کو صرف ایک طالب علم کی ضروریات کے مطابق بنانا پڑتا ہے جس سے وہ بخوبی واقف ہوتا ہے لیکن خانگی تعلیم میں بعض صریح نقائص اور خطرات ہیں اس میں صرف ایک ہی تعلق ظاہر ہوتا ہے یعنے وہ تعلق جو مدرس اور طالب علم کے درمیان ہے اور ان دونوں کے حقوق اور فرائض وہ پیچ جو باہمی رقابت کا نتیجہ ہے

---

[1] خالص سائنٹیفک نقطہ نظر سے درجہ بندی ذہنی آزمائشوں کی بہت کچھ تحقیق اور توضیح ہو چکی ہے اور اب بھی ہو رہی ہے۔ ہر استاد کے لئے اس تحقیق کے نتائج کا علم ضروری ہے تاکہ تجربے سے وہ جن نتائج پر پہنچا ہے ان کی تقویت یا تصحیح ہو سکے۔

اور وہ وسیع اجتماعی احساس جو کسی مشترک مقصد کے لئے کوشش کرنے والے ہمسروں کو گرماتا ہے، لازمی طور پر اس میں مفقود ہے۔ وہ تشکیلی اثر بھی اس میں نہیں پایا جاتا جو ہمسروں کے مسلسل انفرادی اور اجتماعی تعلقات کا نتیجہ ہے اور نیز ایک عیب یہ بھی ہے کہ جن حالات پر خانگی تعلیم کا دارومدار ہے انھیں ان حالات سے کوئی مشابہت نہیں جو ایک بالغ کی زندگی کا جزو ہیں۔ طالب علم کو جو مشکلات پیش آتی ہیں ان کے حل کے لئے اسے ہر وقت امداد مل سکتی ہے۔ اور یہی خالص انفرادی نظام تدریب کا سب سے اہم خطرہ ہے کیونکہ موانعات یا مشکلات کا مقابلہ کر کے ان پر بطور خود غلبہ پائے بغیر چنداں ذہنی یا اخلاقی ترقی ممکن نہیں۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر خانگی تعلیم کے اصول پر دانشمندانہ عمل کیا جائے تو یہ خالص داخلی نقطۂ نظر سے بے حد مفید ہے۔ لیکن تعلیم میں خارجی پہلو بھی نمایاں ہونا چاہئے۔ اور اس لحاظ سے خانگی تعلیم ناقص ہے۔

تعداد طلباء حد سے زیادہ نہ ہو تو جماعتی تدریب میں کئی فوائد ہیں۔ بچے کو زندگی کے تمام شعبوں کے لئے تیار کرنا پڑتا ہے۔ اسے بحیثیت ایک مدنی الطبع ایک شہری ایک مفکر اور ایک کارگزار کے مفاد عامہ میں کچھ نہ کچھ حصہ لینا ضروری ہے لہذا اس کی تربیت ایسے ماحول اور حالات میں ہونا ضروری ہے جو اس کی آیندہ زندگی کے حالات سے کسی قدر مماثل ہوں۔

مدرسہ فرقہ ذکور وانات سے متعلق ہے نہ مملکت کی تنظیم کا ایک جزو ہے اور قومی زندگی سے ملحق ہے۔ لہذا بچہ کی ذمہ داریاں جن کی دوسرے اُس سے توقع رکھتے ہیں ایک حد تک تربیت کے تجربہ سے حاصل ہو سکتی ہیں محض مجردات سے کام نہیں چل سکتا۔ نظام جماعت کی چند

مخصوص اغراض اور مصروفیتیں ہوتی ہیں۔ فرد ان میں کچھ اپنی طرف سے اضافہ کرتا ہے اور اگر اس کے ذاتی مطالبات مفاد عامہ کے منافی ہیں تو وہ ایک حد تک انھیں قربان کر دیتا ہے۔ غرض یہی ذمہ داریاں نظام جماعت کا ایک جزو ہیں۔ خانگی تعلیم نظام کی بہ نسبت جماعتی اغراض اور مصروفیتوں سے طالب علم کا مطمح نظر وسیع تر ہو جاتا ہے اس لئے کہ جس تعقل پر ان کا دارومدار ہے وہ خود وسیع تر اور زیادہ مرغوب ہے۔ نیز عام طور پر اس میں جو صحیح مسابقت کا عنصر ہوتا ہے وہ بحیثیت ایک مہیج کے نہایت کارآمد شے ہے۔

خانگی تعلیم سے صرف ایک تعلق ظاہر ہوتا ہے برخلاف اس کے نظام جماعت سے کم از کم تین قسم کے تعلقات کا ثبوت ملتا ہے یعنی (۱) استاد اور شاگرد کا تعلق (۲) طالب علم اور گروہ جماعت کا تعلق اور ایک طالب علم کا تعلق دوسرے طالب علم کے ساتھ (۳) طالب علم اور کل مدرسے کا تعلق، یعنی مدرسہ بہ حیثیت مجموعی جس میں اساتذہ، طلباء اور ہر وہ شئے داخل ہے جس پر مدرسے کا اطلاق ہوتا ہے۔ ان تعلقات سے جو تصورات وابستہ ہیں ان پر عمل کرنے سے زندگی کا میدان وسیع تر ہو جاتا ہے یہ امر واضح ہو جائے گا کہ تدریب جماعت کی بعض اور خوبیاں خانگی تعلیم کے مخالف بیانات کے سلسلے میں بتا دی گئی ہیں۔ اب یہاں انھیں مثبت طور پر بیان کرنا غیر ضروری ہے۔

برخلاف اس کے نظام جماعت میں بہتیری خامیاں بھی ہیں جبکہ تعداد جماعت[۱] کے قدیم یہودی تصور پر جسے اب تالمودی مدارس کیلئے مناسب تریں

---

[۱] بیس۔

خیال کیا جاتا ہے عمل ہونے لگے تو بہت ممکن ہے ہر شخص کو اطمینان ہو جائے۔ تاوقتیکہ انتظام میں احتیاط اور تمیز سے کام نہ لیا جائے فرد کے جماعت میں محو ہو جانے کا اندیشہ ہے جس صورت میں یہ خطرہ ہے کہ تدریب محض ایک میکانی فعل ہو کر رہ جائے گی موجودہ عمل کے تحت شائد سب سے زیادہ جنھیں نقصان پہنچتا ہے وہ یا تو ہوشیار بچے ہیں یا غبی۔ لازمی طور پر تھوڑی بہت کوشش ضائع جاتی ہے جسے نہ تو دوراندیشی اور نہ کسی اور تدبیر سے روکا جا سکتا ہے۔ جماعت کے روزمرہ کام کی ساخت ہی کچھ ایسی ہے کہ بغیر اس کے چارہ نہیں اور ایک حد تک تدریب جماعت بھی اس کی ذمہ دار ہے۔ جماعت جتنی بڑی ہوگی یہ تضیع اتنی ہی زیادہ ہوگی تدریب میں تعمیم ناگزیر ہے۔ جس کے معنی یہ ہوئے کہ کبھی بھی بچے کی تمام ضروریات اس سے پوری نہیں ہو سکتیں۔ کوئی دو بچوں کے لئے یکساں مشاہدہ کرنا یکساں غور کرنا اور یکساں عمل کرنا ممکن نہیں اور نہ ہی ان کی تحصیل علم کی صلاحیت ایک قسم کی یا ایک درجہ کی ہوتی ہے۔ اکثر حالات میں غالباً فرق بہت تھوڑا ہوتا ہے لیکن اس کی وجہ سے نشو نما اور استعداد کی عدم مساوات بڑھتی جاتی ہے۔ پس ضرورت اس امر کی ہے کہ جماعتی اور انفرادی تدریب میں سمجھوتہ پیدا کر دیا جائے۔

نظام بٹادیا سب یہ محسوس کرتے ہیں کہ نظام جماعت کسی صورت میں مکمل نہیں۔ موجودہ سرکاری شرائط کے تحت اس طریق تعلیم میں فرد کو جو توجہ دی جاتی ہے اس سے کہیں زیادہ کی اسے ضرورت ہے۔ لہٰذا جماعتی اور انفرادی تدریب کے باہمی مطالبات میں کسی قدر از سر نو تبدیلی ہونا چاہئے۔ یہ بات "نظام بٹادیا" سے حاصل ہو سکتی ہے

جس کا رواج اکثر امریکن مدارس میں پایا جاتا ہے۔ اس میں جماعتی نظام کی بہترین خوبیوں کو برقرار رکھتے ہوئے بدترین خامیوں کی اصلاح ہو جاتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ انفرادی توجہ کی ضرورت کا بھی خاص لحاظ رکھا جاتا ہے۔

بہترین صورت میں اس کے تحت ایک مدرس تمام جماعت کا ذمہ دار گردانا جاتا ہے اور دوسرا واقف کار مدرس جماعت کے ہر رکن کو انفرادی توجہ دینے کے لئے مقرر کیا جاتا ہے۔ جہاں ایک استاد کافی ہے وہاں دو اساتذہ کا تقرر کچھ ضروری نہیں بشرطیکہ انفرادی تربیت کا خاص انتظام موجود ہو اور اس طریق کا مقصد فوت ہونے نہ پائے۔ مدرسہ کے کام میں، اس انفرادی طریقے کی ایک خاص اور مجوزہ حیثیت ہے۔ مزید براں حسب ذیل دانشمندانہ قیود اور بندشوں کے تحت اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ کوئی طالبعلم اس کا مجاز نہیں کہ دانستہ طور پر وہ اپنے مطالعہ میں خارجی امداد کی ضرورت ظاہر کرے۔ نگرانی کے سلسلہ میں خود استاد کا فرض ہے کہ وہ طالب علم کی ضرورت سے واقف ہو کر اس طرح پر اس کی مدد کرے کہ لڑکا اپنے آپ مشکلات پر غلبہ پا سکے بالفاظ دیگر بالراست مدد نہ دیجائے۔ خود طالبعلم کے اندر موانعات پر غلبہ پانے کی صلاحیت پیدا ہونا چاہیئے۔ مثلاً استاد کسی اصول کی طرف طالب علم کی توجہ منعطف کر کے خود طالب علم کو اسکا استعمال کرنے دے تو مناسب ہوگا۔ بطور نمو و ترقی کے وسیع اصول کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہئے۔

اگر اس طریقہ پر خلوص دل سے عمل کیا جائے تو لازمی طور پر اس کا نتیجہ انفرادی جدت اور خود اعتمادی کا اضافہ ہوگا۔

لیکن ایک استاد رکھنے والی جماعت میں نظام بنا دیا ہے کس طرح

عمل کیا جائے؟" امریکن مدارس میں جہاں مطالعہ اور تشریحی اسباق کا رواج ہے اس طریقہ پر عمل کرنا کچھ مشکل نہیں۔ کیونکہ دونوں قسم کے اسباق مضمون کی وجہ سے ایک دوسرے سے متعلق ہیں۔ کلیتاً نہیں تو زیادہ تر تشریحی سبق مطالعہ کے سبق کی کامیابی ہی کا امتحان ہوتا ہے۔ انگلستان کے مدارس میں بعینہٖ یہی عمل نہیں ہوتا۔ لیکن بہرحال چند صورتوں کے سوا ایک استاد رکھنے والی جماعت کو مار کوٹ کر دو کم و بیش مساوی حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک گروہ دیا جاتا ہے جس میں خانگی مطالعہ ہوتا ہے اور دوسرے گروہ کے زبانی اسباق پر استاد کی توجہ کا زیادہ حصہ صرف ہوتا ہے برعکس حالات میں اسکے برعکس عمل ہوگا۔

بعض مضامین میں جیسے لکھائی، نقش کشی، غنا، جسمانی ورزشیں اور الہامی کتب کا درس ہے، ہر دو گروہ کو عموماً ملا دیا جاسکتا ہے۔ لیکن دیگر مضامین میں جیسے حساب۔ قرات۔ جغرافیہ۔ تاریخ وغیرہ ہے۔ حتی الامکان خانگی مطالعہ اور زبانی اسباق یکے بعد دیگر رکھے جائیں۔ ان مضامین میں آخر الذکر کو ایک حد تک خانگی ساعی کی کامیابی کی آزمایش تصور کیا جائے۔

بہرحال خانگی مطالعہ کے گھنٹے کا انفرادی طور پر موثر ہونا بے حد اہم ہے۔ کیونکہ اس کے مثبت اور منفی دونوں پہلو ہیں۔ مثبت پہلو اس کی خوبیوں کا پہلو ہے تو منفی خرابیوں کا پہلو۔ جب تک کام دانشمندانہ طریقے سے تفویض نہ کیا جائے اور ہر طالب علم قبل از قبل یہ محسوس نہ کر لے کہ اس کا عمل لازمی طور پر جانچا جائے گا اور کام کی کمزوری یا ذاتی ذمہ داریوں سے متساہل برتنے کی کوشش کا پتہ چل جائے گا اس وقت تک سہل انگاری، تاخیر اور قوت کے بے جا استعمال کی صورت میں بہت کچھ نقصان ہوگا۔

امریکن درسی کتب کے برخلاف اکثر انگلستان کی درسی کتب کی تیاری میں خانگی مطالعہ کی ضروریات کا لحاظ نہیں رکھا گیا ہے۔ لیکن قابل استاد ان خامیوں کو پورا کرنے کیلئے کوئی نہ کوئی ذریعہ ڈھونڈ نکالے گا۔ مثلاً یا تو وہ سوالات کو محنت سے تیار کرکے تختہ سیاہ پر لکھدے گا یا علیحدہ علیحدہ پرچوں پر لکھکر ہر طالب علم کو دے گا۔

اس سلسلہ میں ایک اور امر بھی اہم ہے۔ ابتدائی اور ثانوی مدارس میں اسباق کی طوالت کی وجہ سے انہماک کار کا عموماً وقت نہیں ملتا۔ آرام کے لئے تھوڑا بہت وقفہ دینے پر بھی مختصر گھنٹے بشرطیکہ دلجوئی سے کام کیا جائے زیادہ موثر ثابت ہوں گے۔ اگر خانگی سعی کا گھنٹہ طویل ہے یعنی اس حد سے متجاوز ہو گیا ہے، جبکہ ذوق کم ہو گیا ہے، اور قوت ارادی کمزور یا مفقود ہو گئی ہے یا بے لطفی اور تکان محسوس ہونے لگی ہے تو ایسی صورت میں بالخصوص ایک معمولی طالب علم کے لئے سستی بلکہ شرارت کی طرف راغب ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ ان تمام حالتوں میں جو انحطاط پیدا ہو گا اس کو روکنے اور ترقی کا جو افادہ زائل ہو گا اس کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے استاد کو بہت مشقت اٹھانا پڑے گی۔ یہ نقصان وقت کا اتنا نقصان نہیں ہے جتنا کہ مذموم عادتوں کی ابتدائی تشکیل کی صورت میں پیدا ہونے والا نقصان ہے۔ یقیناً یہ کہا جا سکتا ہے کہ مدرسے کے کام کا کوئی پہلو اس قدر مضرت رساں نہیں جس قدر کہ خانگی مطالعہ کے سبق کی دانشمندانہ تنظیم، با احتیاط نگرانی اور کامل جانچ پڑتال سے تغافل برتنا مضرت رساں ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ ایسے اسباق کم ہوں۔ یہ موثر ترین تعلیمی ہتھیار ہے۔ لیکن اور ہتھیاروں کی طرح اس کے افادہ کا انحصار

صحیح استعمال یہ ہے۔

"جماعت میں انفرادی" تدریب کے اس نظام کے حسب ذیل

فوائد بیان کئے جاتے ہیں:-

کارگزار مدرس اس پر صحیح طریقہ سے عمل کرے تو اس کی کامیابی ہمیشہ اور غیر مشروط ہوگی۔ جیسے ہی انحطاط کے آثار نمودار ہوں طالب علم کی طرف خاص توجہ کی جاتی ہے اور وہ جلد جماعت کے دیگر اراکین کے مساوی ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس طریق سے پس افتادہ طالب علم کا وجود باقی نہیں رہتا باقاعدہ ترقیات بے خطر دی جا سکتی ہیں۔ اور اکثر طلباء دو سال کے نصاب یک ہی سال میں حاوی ہو جاتے ہیں۔

یہ کہنا غیر ضروری ہے کہ نظام ڈالٹن ایک عمدہ اصول پر مبنی ہے بشرطیکہ مذکورہ بالا قیود اور احتیاطیں برتی جائیں اس طریق کو بڑے پیمانے پر استعمال کرنے میں بلاشبہ بے حد فائدہ ہے۔

لیکن یہ نہ فرض کیا جائے کہ نظام ڈالٹن کوئی جدید انکشاف ہے دراصل یہ ایک پرانا اصول ہے جس کو نیا نام دیا گیا ہے اور جس پر جماعتی نظام کے ناگزیر ہونے کی وجہ سے کم تر عمل کیا جاتا ہے[۱] ایک استاد رکھنے والے مدرسے میں جو عام اصول کارفرما ہوں گے ان کے تذکرہ سے معلوم ہو جائے گا کہ کس طرح "جماعت میں انفرادی" تدریب پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ مدرسے کا نظام الاوقات بھی یہ ظاہر کر دے گا لیکن اس صورت میں نہایت ہی ناموافق حالات کے تحت

---

[۱] دیکھو صفحات ۴۷ تا ۴۸ (اصل کتاب

. . . .

اس طریقہ پر عمل ہوتا ہے۔ کم وبیش مساوی استعداد[1] رکھنے والے طلباء کی ایک ہی جماعت میں استاد کو کوئی حقیقی دشواری نہیں پیش آنا چاہئے بشرطیکہ وہ جماعت کے ہر دو حصوں میں اپنا وقت اسی طرح تقسیم کردے جس طرح کہ ایک جماعت رکھنے والے مدرسے کے ہر دو شعبوں کا واحد استاد کرتا ہے۔

طریق ڈالٹن جماعتی نظام کی ایک جدید ترمیم یافتہ شکل جو امریکن جدت کا نتیجہ ہے، وہ ہے جسے طریق ڈالٹن کہتے ہیں انگلستان کے ثانوی مدارس میں اس طریق کا عملدرآمد کسی قدر روبہ ترقی ہے اور چند تحتانی مدارس نے بھی جن میں سے بعضوں نے خاص ضروریات کی وجہ سے چند ناگزیر تبدیلیاں بھی کرلی ہیں اسے اختیار کیا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مرور زمانہ کے ساتھ اس طریق کا رواج عام ہوتا جائیگا اور گو اصلی طریق میں مختلف ترمیمات کی جائیں تاہم جس اصول پر یہ مبنی ہے وہ ایک عرصے تک باقی رہے گا۔ کیونکہ اس طرح ہر طالب علم کو اپنے کام اور ترقی کا ذمہ دار گردانئے سے ایک نہایت ہی مفید مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔

اکثر دفعہ یہ فرض کرلیا جاتا ہے کہ جماعت کے تمام طلباء میں یکساں، مساوی یا کم وبیش مساوی رفتار سے کام کرنے اور ترقی کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ تجربہ سے یہ بات غلط ثابت ہوتی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ ہر طالبعلم

---

[1] عملاً یہ دیکھا جائے گا کہ تقریباً ہر جماعت اعلیٰ اور ادنیٰ شعبوں میں تقسیم کیجا سکتی ہے۔ اس مقصد کے لئے بعض بے قاعدہ حد فاصل کو ترجیح دیتے ہیں اور بعض استعداد اور فطری قابلیت کو تقسیم کا موزوں معیار تصور کرتے ہیں۔

اوسط رفتار کے ساتھ ترقی کرتا ہے۔ یہ بات جماعتی نظام کے تحت نسبتاً
پس افتادہ طالب علم کو نہ کبھی حاصل ہوتی ہے اور نہ کبھی حاصل ہونے کی
امید ہو سکتی ہے۔ نیز یہ بھی فرض کر لیا جاتا ہے کہ اگر جماعت کے تمام طلباء
کسی مضمون پر یکساں وقت صرف کریں تو وہ کم و بیش یکساں ترقی کریں گے
اور مضمون پر حاوی ہونے میں انھیں یکساں دشواری پیش آئے گی واقعہ
یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوتا۔ جو ریاضی میں اچھا ہے ممکن ہے کہ ادبی مضامین
میں وہ اتنی تیز ترقی نہ کرے۔ اور جو عملی کام میں اچھا ہے ممکن ہے کہ وہ خاص
علمی مضامین میں اتنا اچھا نہ ہو۔ درحقیقت ہر مضمون میں ذہین اور غبی طلبأ
ہوتے ہیں۔ ہر مضمون کے ایک خاص حصہ کا مطالعہ کرنے اور اس پر حاوی
ہونے کے لئے انھیں کم یا زیادہ وقت دینا چاہئے نہ کہ مساوی۔ جو طلباء
مجبوراً مدرسے سے غیر حاضر رہتے ہیں وہ معمولی جماعتی نظام کے تحت اپنے
کام میں لازمی طور پر پیچھے پڑ جاتے ہیں اور محض اسی بناء پر پس افتادہ طلبأ
شمار ہونے لگتے ہیں۔ جن طلباء کو ترقی نہیں ملتی وہی کام دہرانے سے ان کا
وقت ضائع جاتا ہے۔

چند سال سے خصوصاً جب سے کہ سالانہ امتحانات کا قاعدہ اٹھ گیا
مدرسے کی زندگی کو نظر غائر سے دیکھنے والوں نے یہ محسوس کیا ہے کہ
طلباء روز بروز اپنی مستقل ترقی کی ذمہ داری کا بار استاد پر ڈالنے لگے ہیں اور
یہ سمجھنے لگے ہیں کہ استاد کا فریضہ ہے کہ وہ علم کو نوالہ بنا کر طالب علم کے منہ میں رکھ دے،
اس کی وجہ سے طالب علم کو اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں ہونے پاتا
اور نہ وہ محسوس کرتا ہے کہ مدرسے کی کامیابی زیادہ تر اس کا اپنا فرض ہے۔
حتی الوسع ان اعتراضات کو مرتفع کرنے کے لئے طریق ڈالٹن دریافت

کیا گیا اس کے حامیوں کا دعویٰ ہے کہ اس مقصد میں اسے کامیابی ہوئی ہے۔ وقت اور تجربہ ہی بتا سکتا ہے کہ اس طریق کا اصلی افادہ کیا ہے اور وہ کہاں تک معمولی جماعتی نظام پر فوقیت رکھتا ہے۔ بہرحال اس بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر طالب علم کو اس کی اپنی ترقی کا ذمہ دار گردانا جائے تو اسے اپنے کام اپنے مواد اور اپنے وقت کی تنظیم کا پورا موقع حاصل ہونا چاہئے علاوہ ازیں یہ بھی سہولت رہے کہ وہ اپنے اساتذہ سے یا اپنی کتابوں سے کام ختم کرنے کے لئے جس قسم کی مدد ضروری سمجھے لے سکے۔ قدیم خیال کے استاد کیلئے یہ ایک انقلاب ہے۔ لیکن ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مدارس صبیان میں جو "انفرادی" طریقے آج کل مروج ہیں اگر اعلیٰ مدارس میں بھی اسی قسم کے انفرادی طریقوں پر عمل کیا جائے تو ڈسپلن قائم رکھنے اور کام کی طرف توجہ منعطف کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔ طلباء خانگی مطالعہ کے اصول پر کام کرنے کے عادی ہو جائیں گے۔

اس طریق کے حسب ذیل فوائد ہیں:۔

(۱) ہر طالب علم اپنی فطری رفتار کے مطابق ترقی کرتا ہے۔

(۲) نتیجہ یہ ہے کہ ترقی حقیقی اور ٹھوس ہوتی ہے اس لئے کہ وہ طالب علم اپنے کام، تجربہ اور مطالعہ کا ثمر ہے۔

(۳) طریق ڈالٹن کے تحت طالب علم کے لئے بطور خود کام کرنا حوالجاتی کتب کا مطالعہ کرنا اور نیز اختیار ضروری ہے۔ مشکلات پر غلبہ پانے سے طالب علم کو جو تجربہ حاصل ہوتا ہے اس سے اس میں پختگی پیدا ہوتی ہے

(۴) جو مضامین اسے مشکل نظر آتے ہیں انھیں زیادہ وقت دے کر اور جنھیں وہ آسان سمجھتا ہے، ان پر کم وقت صرف کرکے طالب علم اپنی

مختلف قابلیتوں کے مطابق اپنے وقت کی تقسیم کر سکتا ہے۔

(۵) ایک معینہ مدت میں طالب علم کو مفوضہ کاموں کی ایک معینہ تعداد کی تکمیل کرنا پڑتی ہے لہذا اسے کام کا بحیثیت مجموعی خیال رکھنا پڑتا ہے پر لطف کام کے ساتھ اسے بے لطف کام بھی کرنا ضروری ہے۔

(۶) طالب علم کو اپنے اوپر ذمہ داری لینے، کامیابی کے لئے اپنی قابلیتوں کو منظم کرنے، کام کا مفہوم اور اس کی وقعت سمجھنے اور خود معلمی کی خوشی کو محسوس کرنے کی تربیت ملتی رہتی ہے۔

(۷) غیر حاضر متعلم واپسی کے بعد اپنا مفوضہ کام اس مقام سے شروع کرتا ہے جہاں اس نے چھوڑا تھا۔ اور نیا طالب علم وہاں سے شروع کرتا ہے جہاں سے اس کا سابقہ معیار اجازت دیتا ہے۔

(۸) اس طریق سے نصاب میں لچک پیدا ہو جاتی ہے اور یہ اس کا ساز و سامان معمولی طریقے کی نسبت زیادہ ارزان ہے۔

(۹) جبری ہوم ورک کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لہذا ہوم ورک ند یا جائے اگر کوئی طالب علم مشکل مسائل پر مزید وقت صرف کرنا چاہتا ہے تو اسے اس مقصد کے لئے گھر پہ کافی وقت ملجاتا ہے۔

(۱۰) ڈسپلن کا سوال تقریباً معدوم ہو جاتا ہے۔ مدرسے کی زندگی کے بارے میں طالب علم کا زاویہ نگاہ بالکل بدل جاتا ہے۔

ہر طالب علم کو اس کے خاص رجحان اور قابلیتوں کو نظر انداز کر کے ایک مقررہ نصاب سیکھنے پر مجبور کرنا ایک طرح کا ظلم ضرور ہے۔ بلاشبہہ دیگر مظالم کی طرح اس ظلم کا بھی ایک دن خاتمہ ہوگا۔ لوگ امتحانات کو طالب علم کی قابلیت کی صحیح آزمائش تسلیم کرنے میں عموماً پس و پیش کرنے لگے ہیں

مدارس میں طلباء کی تعداد کے کثیر اضافہ کی وجہ سے قدیم طریقوں کی سختی کے ساتھ آزمایش ہو رہی ہے۔ اور اکثر ارباب نظر کا خیال ہے کہ یہ طریقے ناقص ثابت ہو چکے ہیں۔ طریق تعلیم پر جس طرح آج کل عمل ہو رہا ہے اس سے اکثر بچے استفادہ نہیں کر سکتے اور مدارس چھوڑنے وقت ان کی تعلیمی حالت ایسی ہوتی ہے کہ جن لوگوں کو ان سے سابقہ پڑتا ہے وہ طریق تعلیم پر اعتراض کرنے لگتے ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ جو طریقہ بیان کیا گیا ہے اس میں اس مشکل کا حل پنہاں ہو۔ جیسا کہ اس کی امریکن موجد یعنی مس پینگہرسٹ نے بتایا ہے۔ ان کا طریقہ ترقی کا پہلا قدم ہے۔ اب یہ دوسرے مختبروں کا کام ہے کہ وہ اسے اور آگے بڑھائیں۔

اس طریق کے تحت کام کرنے والے مدرسے میں ہر جماعت کے لئے کم سے کم ایک کمرۂ جماعت لازمی ہے اور نیز یہ بھی ضروری ہے کہ عملی کام کے لئے ایک مزید کمرہ ہو۔ ہر کمرۂ جماعت "تجربہ خانے" کے نمونہ پر بنایا جاتا ہے اور یا تو ایک مضمون کے مطالعہ کے لئے جیسے انگریزی ہے یا دو مضامین کے لئے وقف ہوتا ہے۔ ہر مضمون کے کمرہ میں اس مضمون کے مطالعہ کے لئے جو ساز و سامان دستیاب ہو سکتا ہے رکھدیا جاتا ہے۔

جو کام کرنا ہو اسے کارڈ یا کاغذ کے پرچوں پر لکھدیا جاتا ہے اور اسے "تفویض" کہتے ہیں۔ یہ تفویض ایک ہفتہ یا دو ہفتے یا مہینے بھر کے لئے ہو سکتی ہے۔ کام کرنے کا بہترین طریقہ کیا ہے؟ کتابوں کے کون سے حصے مطالعہ کے لئے رکھے گئے ہیں اور مضمون سے متعلق کونسی دلچسپ کتابیں ہیں؟ ان سب کے بارے میں ہدایات دی جاتی ہیں۔ نیز طالب علم کو اپنی آپ جانچ کرنے کا موقع دینے کے لئے اس میں سوالات موجود ہوتے ہیں

کسی مدت کے تمام تفویضات کے مجموعے کا نام "معاہدہ کار" ہے

اس طریق کے تحت کام کرنے والے مدرسے کا نظام الاوقات اس مدرسے کے نظام الاوقات سے مختلف ہوتا ہے جہاں معمولی طریقہ رائج ہے جماعت کے مشورے کے لئے ایک چھوٹا سا گھنٹہ چھوڑ کر صبح کے تمام گھنٹے عموماً خالی رہتے ہیں۔ اور طلباء کسی ایک کمرۂ مضمون میں بیٹھ کر مطالعہ کر سکتے ہیں۔ جس کمرۂ مضمون کا وہ پہلے انتخاب کریں اگر وہ بھرا ہوا ہو تو دوسرے کمرے کا انتخاب کرنا چاہئے جس صورت میں اس صبح کے نظام العمل میں تبدیلی کرنا پڑے گی۔ چونکہ کام طالب علم کے تفویض کر دیا گیا ہے وہ فوراً کام شروع کر سکتا ہے۔ جیسے ہی ہر ایک طالب علم کمرۂ مضمون میں اپنے کام کا ایک حصہ ختم کر لیتا ہے اسے استاد مضمون سے مشورہ کر لینا چاہئے جو اسے ترسیم کار پر ترقی کے نشان لگانے کا طریقہ بتائیگا پھر سے دوسرے کمرے میں دوسرا مضمون شروع کرنے اور سا توکسیطرح عمل کرنے کی آزادی ہے بعض اوقات مشکلات پر بحث وتحیص، اور ترسیم کار کی جانچ پڑتال کے لئے کمرۂ مضمون کمرۂ جماعت بنجاتا ہے۔ سہ پہر میں تدریب کے لئے خاص گھنٹے مقرر کئے جاتے ہیں۔ ہر طالب علم کو مقررہ وقت کے اندر اپنا مجموعی معاہدۂ کار ختم کرنا پڑتا ہے اور ہر استاد مضمون ایک ترسیم ترقی رکھتا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ کسی مقررہ وقت میں معاہدہ کے تحت طالب علموں نے کام کا کتنا حصہ کیا ہے۔ ترسیمی اندراجات کا رکھنا اس طریق کا ایک اثاثی جزو ہے۔

اس طریق سے استاد کے عہدہ کی اہمیت کم نہیں ہوتی اور نہ اس کا اقتدار زائل ہوتا ہے بلکہ اس سے بچے کی مرضی کی مخالفت کی بجائے

اور اس کی اعانت ہوتی ہے۔ نیز اس کا اشتراک عمل حاصل ہوتا ہے اور
کام کی طرف صحیح رجحان پیدا ہوتا ہے۔ تفویضات کی تیاری اور ترقی کے
صحیح ترسیمی اندراجات کا خاص لحاظ رکھنا پڑتا ہے جن مدارس میں یہ طریقہ
کلیتاً مروج ہے وہاں چونکہ جماعت کی اکائی کی بجائے مضمون کی اکائی
ہوتی ہے تنظیم میں بنیادی تبدیلیاں ضروری ہیں۔ اگر کمرے اتنے کافی
تعداد میں موجود ہیں کہ ہر مضمون کے لئے ایک علیحدہ کمرہ مختص کیا جا سکتا ہے
اور ان کمروں میں کام کرنے کے لئے اختصاصی اساتذہ بھی کافی تعداد میں
موجود ہوں تو اس مسئلہ کا حل بہت ہی آسان ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر دو
مضامین کے لئے ایک کمرہ دستیاب ہو سکتا ہے تو بھی یہ امر ممکن ہے۔
بعض مدارس تحتانیہ میں جہاں اس طریق پر عمل کیا گیا ہے اسے صرف اعلیٰ
جماعتوں تک محدود رکھا گیا ہے لیکن تمام جماعتوں میں اس کی توسیع کا
امکان بھی نظر آتا ہے اس معاملہ میں تجربہ اور ترقی ہی صحیح رہنمائی کر سکتی ہے۔
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریق چھوٹے مدارس خصوصاً ایک یا دو اساتذہ
رکھنے والے مدارس کے لئے خاص طور پر موزوں ہے۔ اور یہ کہا جا سکتا ہے
کہ کنٹ کے ایک چھوٹے دیہاتی مدرسے میں چند تبدیلیوں کے بعد اس طریق پر
کامیابی کے ساتھ عمل کیا گیا ہے۔ اس مدرسے کے تین شعبے ہوتے ہیں۔
شعبہ جات صبیان صغیر و کبیر۔ مدرسہ صبیان میں انفرادی کام کی کامیابی
کی وجہ سے مدرسہ اعلیٰ اور اس مدرسے کے درمیان جو خلیج حائل ہے وہ
لازماً وسیع تر ہو گئی ہے صبیان اور صغار کی درمیانی خلیج کو عبور کرنے کے
لئے ایک ایسا نظام تیار کیا گیا جو طریق ڈالٹن پر مبنی ہے۔ ایک تدبیر یہ ہے
کہ کارڈ کا طریقہ اختیار کیا جائے جس میں احتیاط کے ساتھ تدریجی کام کی ہدایات

دیجاتی ہیں۔ یہ کارڈ ایسی جگہ رکھے جاتے ہیں جہاں بچوں کی دسترس بہ آسانی ہو سکتی ہے۔ عموماً انھیں ایسے دفتی کے ڈبوں یا خانوں میں رکھا جاتا ہے جو کمرۂ جماعت کی دیواروں پر نصب ہوتے ہیں یہ "دیواری جلبین" کہلاتی ہیں اور اپنے رنگ کی وجہہ سے بغیر وقت کے پہچانی جاسکتی ہیں۔ حساب کے لئے گلابی رنگ کے کارڈ۔ تاریخ کے لئے سبز۔ ادبیات کے لئے خاکستری وقس علی ہذا۔ ان پر صریح ہدایات درج ہوتی ہیں مثلاً کتابوں کے کون سے ابواب یا صفحے تیار کئے جائیں۔ کس قسم کے آلات استعمال کئے جائیں، کن کتابوں سے مشورہ لیا جائے اور کس طرح ذہن کو کام میں لانے والے سوالات کے جوابات دئے جائیں۔ یہ کارڈ نصابی کتب پر ترجیح رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ زیادہ الزان زیادہ دیرپا اور کم جگہ گھیرنے والے ہوتے ہیں اور کسی خاص جماعت کی ضروریات کی مناسبت سے استاد ان میں تبدیلیاں کر سکتا ہے ضروری تطابق اور وحدت عمل حاصل کرنے کیلئے ایک دواری نظام الاوقات[۱] کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے کسی ایک وقت میں بہت زیادہ بچوں کو وہی کارڈ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں لاحق ہوتی۔ اور نہ کسی بچے کو ایک ہی مضمون پر بہت زیادہ وقت صرف کرنا پڑتا ہے۔ جماعت کو چھے حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ جو چھ مختلف مضامین میں اسطرح باری باری سے مصروف رہتے ہیں کہ ہر بچہ ہر ہفتے ہر ایک مضمون پر وقت کا ایک مقررہ حصہ صرف کرتا ہے۔ انفرادی کام کے وقت جن مضامین کا مطالعہ ہوتا ہے ان کی اجتماعی تدریب کے لئے روزانہ دو زبانی اسباق رکھے جاتے ہیں۔ اجتماعی کام کے لئے موسیقی، نقش کشی، جسمانی ورزشیں باقاعدہ میں

---

۱ ملاحظہ ہو وہ یادداشت جو دواری نظام الاوقات پر ضمیمہ میں درج کیگئی ہے۔

دستکاری۔ اور تفریحی قرأت کے لئے بھی اوقات مقرر ہوتے ہیں۔ وقت کی تقسیم کم وبیش یوں ہوتی ہے۔ دس گھنٹے انفرادی کام کے لئے۔ نو گھنٹے اجتماعی اسباق جماعت کے واسطے۔ اور سات گھنٹے مذہبی تدریب اور تفریح کے لئے۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ فی الحال ابتدائی مدارس میں اس طریق پر عمل کرنے کے متعلق جتنی تجاویز ہیں وہ سب تجربہ کی صورت میں ہیں۔ چند سال میں تجربوں کا اس قدر مواد جمع ہو جائے گا جو اس قسم کی کتاب کیلئے انفرادی کام کی تنظیم کے خاص طریقے مہیا کر سکے گا۔

چوتھا باب

"ہر قسم کے اکتساب کے دو افادے ہیں۔ ایک علم کا افادہ دوسرا ڈسی پلن کا افادہ"

ایجوکیشن مصنفۂ ہربرٹ اسپنسر

"فطرت انسانی کا یہ قانون ہے کہ جنھیں اعلیٰ لذتوں سے محروم کردیا گیا ہے وہ ادنیٰ لذتوں کی طرف راغب ہوتے ہیں"

ایضاً۔ مصنفۂ ہربرٹ اسپنسر

مختلف نوعیت کے مدارس کی تنظیم۔ اساتذہ کا کام یعنی نظام الاوقات

معمولی درجہ بند مدارس مختلف معمولی ابتدائی مدارس کے دستور کی طرف تیسرے باب میں اشارہ کیا گیا ہے۔ نوعیت کار کے لحاظ سے ان کی درجہ بندی حسب ذیل ہوسکتی ہے۔ (۱) معمولی درجہ بند مدارس (۲) خاص مدارس اور (۳) اعلیٰ درجے کے یا مرکزی مدارس اعلیٰ تعلیم کے لئے

مدارس کی تقسیم حسب ذیل ہو سکتی ہے (۱) ثانوی مدارس (۲) روزینہ تجارتی مدارس (۳) روزینہ صنعتی مدارس (۴) روزینہ تسلسلی مدارس (۵) مدارس شبینہ۔

تنظیم کے نقطہ نظر سے اس موقع پر ہر نوعیت کے مدرسہ کا تذکرہ ناممکن ہے تاہم ایک چھوٹے ابتدائی مدرسے کا کم و بیش مکمل بیان جو ایک جماعتی یا ایک استاد رکھنے والے مدرسے سے ایک درجہ بڑھا ہوا ہو، مفید ثابت ہوگا۔ اس کی تشکیل شعبہ مخلوط اور شعبہ صبیان کے اتحاد سے ہوتی ہے، جس میں ایک صدر مدرس کی امداد کے لئے ایک مددگار معلمہ یا ایک مدرس طالبعلم ہوتا ہے۔ اس قسم کے مدرسے کی تنظیم جن اصول کی بنا پر ہونا چاہئیے انکا اطلاق اکثر ایسے دیہاتی اداروں پر بھی ہو سکتا ہے جو گو گنجایش میں کچھ بڑھے ہوئے ہوں لیکن جن کی نوعیت اس کے مماثل ہو۔ انہی اصول کا اطلاق بڑی حد تک تمام متحدہ جماعتوں پر بھی ہونا چاہئیے۔

ظاہر ہے کہ اساتذہ کی تنظیم اور تقسیم کا انحصار زیادہ تر نہ صرف اساتذہ کی تعداد بلکہ طلباء کی تعداد اور ان کی استعداد پر بھی ہوگا۔ مثال کے طور پر ہم چار کم و بیش معین قسم کے شعبہ جات کیر کو دیکھیں گے۔ اور یہ فرض کرتے ہوئے کہ حسب ذیل شرائط یا اصول کا عمل ہو رہا ہے ہم ہر ایک کے لئے طلباء اور اساتذہ کی تعداد کا تخمینہ بھی لگا لیں گے۔

(۱) مدرسے کے ابتدائی حصے کے درجوں میں طلباء کی کم و بیش مساوی تقسیم ہے۔ عموماً چوتھے درجے سے اوپر تعداد میں تخفیف ہوتی ہے اور بعض دفعہ بہت زیادہ تخفیف ہوتی ہے۔ اور درجہ اول و دوم میں بالعموم سب سے زیادہ تعداد رہتی ہے۔

(۲) معمولی نظام جماعت اختیار کیا گیا ہے۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو

اس قاعدے کے تحت ایک حد تک اختصاصیت بھی ممکن ہے۔
(۳) کسی جماعت میں ساٹھ طلباء سے زیادہ نہ ہوں اور بالعموم کسی متحدہ جماعت کی حاضری چالیس سے زیادہ نہ ہو۔
(۴) کمزور جماعت کو کچھ عرصے بغیر تنظیم قایم رہ سکتی ہے اور
(۵) ہر استاد کے تفویض صرف وہی جماعت ہوتی ہے جس میں وہ بہترین کارگزاری دکھا سکتا ہے۔

پہلی مثال ۱۰۰ سے ۱۲۰ طلباء اساتذہ[۱] ص م + ۲ س
تنظیم:۔ درجہ اول و دوم۔ درجہ سوم و چہارم۔ درجہ پنجم تا ہفتم ص م کے تفویض جماعت اول ہوگی۔

دوسری مثال ۱۵۰ طلباء اساتذہ ص م + ۳ س
تنظیم:۔ درجہ اول و دوم ب[۲]۔ درجہ دوم الف و سوم۔ درجہ چہارم و پنجم۔ درجہ ششم و ہفتم۔ ص م۔ کے تفویض جماعت اول رہے گی۔

تیسری مثال۔ ۲۰۰ طلباء۔ اساتذہ۔ ص م + ۴ س[۳]

---

[۱] ص م + ۲ س = صدر مدرس + ۲ سند یافتہ مددگار
[۲] دوم ب سے مراد دوم الف سے کسی قدر کم استعداد رکھنے والا درجہ ہے۔
[۳] یادداشت۔ دفتی مجموعہ قوانین ۱۹۲۲ء ضمن ۸ (ب) میں حکام تعلیمات کو آگاہ کیا گیا ہے کہ وہ "اس مسئلہ پر غور کریں کہ آیا ایسے مدرسے یا شعبے میں جس کی حاضری کا اوسط ۲۵۰ سے کم ہے صدر مدرس کے تفویض کسی ایک جماعت کو کر دینا ممکن ہے یا نہیں"
اسی ضمن میں یہ ہدایت کی گئی ہے کہ "وہ صدر مدرس کو تدریس میں معینہ اور خاطر خواہ عملی حصہ لینا چاہیے۔"

تنظیم:۔ درجہ اول۔ درجہ دوم۔ درجہ سوم و چہارم۔ درجہ پنجم تا ہفتم۔ یہاں ص۔م کو کسی خاص جماعت کا پابند نہ ہونا چاہیئے بلکہ اپنے وقت کا بیشتر حصہ جماعت اول و دوم کے متعلقہ اساتذہ کی خاطر خواہ امداد میں صرف کرنا چاہیئے۔

چوتھی مثال۔ ۲۵۰ طلباء۔ اساتذہ۔ ص م + ۵ س[۱]

تنظیم:۔ درجہ اول۔ درجہ دوم۔ درجہ سوم۔

تعداد اور دیگر حالات کے لحاظ سے:
- درجہ چہارم و پنجم۔ درجہ ششم و ہفتم
- یا
- درجہ چہارم۔ درجہ پنجم تا ہفتم

ظاہر ہے کہ جہاں کہیں بھی مدرسے کے درجوں کی تعداد سے اساتذہ کی تعداد کم ہوگی وہاں ایک حد تک متحدہ جماعتوں کا ہونا ضروری ہے۔ مندرجہ بالا تعداد اساتذہ سے کم تعداد نہیں ہونا چاہیئے۔ حتی الوسع متحدہ جماعتوں سے احتراز کیا جائے۔

مخلوط شعبوں میں سوزن کاری اور خانہ داری کے مضامین میں عملی تدریب دینے سے پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس مشکل کو حل کرنے کے لئے لڑکوں کو نقش کشی اور ورزش جسمانی یا باقاعدہ گیمس سکھائے جاتے ہیں درآں حالیکہ لڑکیاں سوزن کاری میں مصروف رہتی ہیں۔

---

[۱] یادداشت۔ وقتی مجموعہ قوانین ۱۹۲۲ء ضمن ۸ (ب) میں حکام تعلیمات کو آگاہ کیا گیا ہے کہ وہ "اس مسئلہ پر غور کریں کہ آیا ایک مدرسے یا شعبے میں جس کی حاضری کا اوسط ۲۵۰ سے کم ہے صدر مدرس کے تفویض کسی ایک جماعت کو کردینا ممکن ہے یا نہیں"
اسی ضمن میں یہ ہدایت کی گئی ہے کہ "صدر مدرس کو تدریب میں معتنہ اور خاطر خواہ عملی حصہ لینا چاہیئے"

اس کی وجہ سے بسا اوقات عارضی طور پر جماعتوں کو ازسرنو متحد کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً اگر تیسری اور چوتھی جماعتیں مخلوط ہیں تو ان جماعتوں کی لڑکیاں سوزن کاری کے لئے یکجا کی جائیں گی اور اسی طرح لڑکے نظام الاوقات کے مطابق نقش کشی یا کسی دوسرے مضمون کے لئے جہاں تک قانہ داری کے مضامین کا تعلق ہے ایک باقاعدہ نظام کے تحت جس وقت لڑکے نجاری کے کام میں مصروف ہوں اس وقت مرکزوں میں لڑکیوں کی تربیت کا انتظام ضروری ہے۔ مخلوط شعبہ جات میں صرف سوزن کاری کے لئے کم ازکم نصف تعداد اساتذہ معلمات پر مشتمل ہونا چاہئے۔

ایک استاد رکھنے والے مدرسے کی تنظیم کا بیان دوسرے باب میں کیا جا چکا ہے۔ متذکرہ بالا سے بڑے شعبہ جات میں درجہ بندی نسبتاً آسان ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اضافہ گنجایش کے ساتھ متحدہ جماعتوں کا غائب ہونا لازمی ہے لیکن ایسی جماعتیں عام اصول کے تحت کتنی ہی قابل اعتراض کیوں نہ ہوں چند فوائد سے خالی نہیں ہیں۔ ان کی وجہ سے کام میں بہت کچھ اعادہ اور تراکیب کا امکان ہے۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ مدرسے میں ترقیات کا معقول انتظام ہے اور یہ کہ اس پر تمام سال عمل ہوتا ہے اگر استاد قابلیت اور موزونیت کے ساتھ کارگزار رہے تو اس میں فوائد ہی فوائد ہیں۔ اکثر بڑے مدارس میں جماعتی تعلیم کی نہیں سب سے بڑی خرابی تعجیل ہے۔ ممکنہ سرعت کے ساتھ نصاب ختم کرنے کے اضطراب کا نتیجہ یہ ہے کہ گہرائیوں میں جانے کے عوض صرف سطحی امور پر قناعت کی جاتی ہے۔ تدریب کا ہر جز و اس قابل ہے کہ اسکے لئے وسیع اور مضبوط بنیاد رکھی جائے، جیسا کہ قبل ازیں مشورہ دیا گیا ہے۔

جب صدر مدرس کے لئے مستقل استاد جماعت کی حیثیت سے کام کرنا ضروری ہو
یا جب اس کے وقت کا بیشتر حصہ تعلیم میں صرف ہو تو ایسی حالت میں
اس کے لئے اپنی زیادہ تر قوت جماعت اول پر صرف کرنا بے حد اہم ہے
کیونکہ اس جماعت کے طلباء کو مدرسہ کی سب سے زبردست شخصیت
کی اوروں سے زیادہ ضرورت ہے۔ نیز جب نگرانی کا وقت تقریباً صفر
یا بہت محدود ہو تو اس طریقے سے وہ دیگر جماعتوں کے کام اور طریقہ تعلیم
کی قدر و قیمت اور عام افادہ کی آزمایش کر سکتا ہے۔ بالخصوص اس جماعت کے
کام کی آزمایش جو جماعت اول سے ایک درجہ نیچے کی جماعتوں میں تعلیم
اور تربیت عمدہ، معمولی یا خراب ہو تو اس کے اثرات سب سے اونچی جماعت کے
اندر مجموعہ صورت میں ظاہر ہوں گے۔

مجموعی طور پر شعبہ جات کبیر کی نسبت مدرسہ صبیان میں تنظیم کی
مشکلات کم ہوتی ہیں۔ کیوں کہ اس میں صرف تین یا چار ہی درجے
ہوتے ہیں۔ برخلاف اس کے اکثر شعبہ جات کبیر میں سات یا آٹھ
درجوں کا انتظام کرنا پڑتا ہے۔ لیکن بشرطیکہ اساتذہ موزوں اور
کافی تعداد میں ہوں، ہر حالت میں جتنی زیادہ گنجایش ہو اتنی ہی کم
مشکلات پیش آئیں گی۔ تین درجوں کے چھوٹے مدرسۂ صبیان میں
جہاں صرف ایک ہی استاد ہو، عمدہ تربیت کی مشکلات تقریباً

---

۵۱ - اگر کوئی مقامی حکام ذیلی قواعد کی رو سے چھ برس سے کم عمر والے بچوں کے لئے جبری حاضری ممنوع قرار دیں تو مدرسہ صبیان کی تنظیم کی مشکلات بہت بڑھ جائیں گی۔
قانون تعلیمات سنہ ۱۹۲۱ء دفعہ ۴۶ ضمن ۳ ۵ د ج ، مجموعہ قوانین سنہ ۱۹۲۲ء۔

ناقابل حل نظر آتی ہیں۔ ایسی صورت میں غالباً اس کا ایک ہی علاج ہے یعنے اکثر مضامین کے لئے تمام مدرسہ ایک ہی شعبہ متصور ہو اور جب بڑے طلباء کو قرأت اور املا سکھایا جائے تو اس وقت درجہ اول و دوم کو درجۂ سوم سے علیحدہ کر دیا جائے اور درجۂ اول و دوم کا کام بحیثیت متحدہ جماعت کے مطالعۂ فطرت، الستہ، گیمس، کھلے ہاتھ کی نقش کشی اور روز مرہ زندگی کے معمولی آداب کی حد تک محدود رکھا جائے۔

تمام شعبہ جات کے لئے دستکاری سہ پہر کی میقات میں سب سے زیادہ موزوں ہے۔

———— • ————

تکملہ تختہ نمبر صفحہ ۲۴۱

جماعت	مذہبی تدریب	حاضری	تفریح	گانا اور کھیل	حساب	قرأت	لکھائی	نقش کشی و سوزن کاری	تشید	اسباق الاشیاء	اسباق الالسنہ	اظہار	قصہ گوئی	دستکاری	مضامین اختیاری	عبادت اور برخاست	جملہ
اول	۳۰۰	۲۵	۱۵۰	۱۱۰	۱۵۰	۱۷۰	۱۵۰	۹۰	۹۰	۶۰	۶۰	۶۰	۴۰	۱۰۰	۴۵	۵۰	۱۵۵۰ منٹ
دوم	۲۰۰	۲۵	۱۵۰	۱۱۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۷۰	۹۰	۹۰	۶۰	۶۰	۶۰	۴۰	۱۰۰	۴۵	۵۰	۱۵۵۰ منٹ

یادداشتیں۔ شعبۂ صبیان میں تقریباً ۲۶ بچے ہوتے ہیں جن میں سے ۵ درجۂ اول میں ہوتے ہیں۔ درجۂ اول وہ سیرے گریڈ سے پہلی جماعت بنتی ہے
سوزن کاری نامناسب ہے یقینی طور پر ان لڑکیوں کے لئے جو درجۂ اول سے کم استعداد رکھتی ہیں۔
عموماً نصف ساعتی اسباق بچوں کے لئے بہت زیادہ طویل ہیں۔ لیکن مثال زیر بحث میں چونکہ صرف ایک ہی استاد اور دو شعبے ہوتے ہیں اس لئے ان کا وجود بظاہر ضروری معلوم ہوتا ہے۔
مذہبی تدریب میں تنوع پیدا کرنے کے لئے بھجن رمناجات ادبصوص حفظ کرائے جاتے ہیں۔

تکملہ تختہ صفحہ (۲۴۳)

جماعت	الہامی کتب	حاضری	ڈرل	حساب	انشاء	قرأت اور لکھائی	انگریزی	جغرافیہ	تاریخ	عام معلومات	نشید	گانا	نقش کشی و سوزن کاری	ہجے	مضامین اختیاری	پہاڑے	املا	تفریح	عبادات اور برخاست
اول	۲۰۰	۲۵	۶۰	۲۰۰	۷۰	۱۲۵ } ۱۲۰ }	۶۰	۸۰	۴۰	۴۰	۵۰	۶۰	۱۸۰	۵۰	۳۵	۱۵	۲۵	۱۰۰	۲۵
دوم	۲۰۰	۲۵	۶۰	۲۰۰	۹۵	۱۲۵ } ۱۲۵ }	۷۰	۷۵	۳۵	۴۰	۵۰	۶۰	۱۸۰	۲۵	۲۵	۱۵	۵۰	۱۰۰	۲۵

یادداشتیں۔ حالات کے مدنظر یہ مدرسہ نہایت ہی کامیاب متصور ہوتا ہے۔
جماعت اول = درجہ چہارم تا ہشتم۔ ۲۰ طلباء۔ جماعت دوم = درجہ دوم و سوم۔ ۱۵ طلباء
" انگریزی " = مشق انگریزی گریمر

ایک چھوٹے مشترکہ مدرسہ میں صدر مدرس کا عام طریق کار
ما سبق کے دو صفحات پر نظام الاوقات درج ہیں۔

اساتذہ اور ہیڈ ماسٹر مدرسے کے وقت سے دس منٹ پہلے حاضر رہتے ہیں تاکہ کتب، قلم وغیرہ تقسیم کر سکیں

اور جماعتوں کا کام فوراً شروع کرنے کے لئے حساب کے سوالات اور نقش کشی کے نمونے مہیا کریں۔ (روز کا کام قبل از قبل احتیاط کے ساتھ تیار کرنا چاہیے ورنہ تمام اسباق کے لئے وقت نہیں نکل سکے گا۔)

جب استاد ایک جماعت کو زبانی سبق دے رہا ہو۔ دوسری جماعت تحریری کام، مطالعہ یا خاموش قرأت میں مصروف رہتی ہے۔

ذوق قائم رکھنے کے لئے گیمس، مقابلوں وغیرہ کے ذریعہ تعلیم کے طریقوں میں تنوع پیدا کیا جاتا ہے۔ عملی کام پر زور دیا جاتا ہے اور بچوں کو ہر وقت کسی نہ کسی کام میں مصروف رکھا جاتا ہے۔

مشقی کتب کی تصحیح مدرسہ ختم ہونے کے بعد کی جاتی ہے لیکن ہر صبح استاد انھیں بچوں کے سامنے پھر دیکھ لیتا ہے۔

بچوں کو (چھوٹے درجوں میں) زبانی جملے بنانا اور (بڑے درجوں میں) تفصیلی جوابات دینا، قصہ گوئی وغیرہ سکھائی جاتی ہے اور اس طرح ان میں اپنا مطلب بیان کرنے کی قابلیت پیدا کی جاتی ہے۔

ڈسپلن بہت زیادہ سخت نہیں ہوتا۔ بچوں کو ان کی اپنی فطرت کے مطابق بولنے اور کام کرنے کی ترغیب دلائی جاتی ہے۔ انھیں خوش اور مصروف رکھا جاتا ہے۔ وقت فرصت انھیں کچھ نہ کچھ کام لگا رہتا ہے

جسمانی سزا کی بہت کم ضرورت پڑتی ہے۔

ہر مضمون میں ۵ نشانات دئے جاتے ہیں — بر وقت حاضری

توجہ ۱۔ شعار ۲۔ محنت ۱۔ یعنی ہر ہفتہ ۰۰ انشانات۔

ہر ہفتے ہر طالب علم کے محصلہ نشانات کی فہرست لگا دی جاتی ہے اور بڑے طلباء کو سال میں ایک دفعہ اور چھوٹوں کو زیادہ مرتبہ انعامات دئے جاتے ہیں۔

درجۂ دوم تا ہفتم (جنھیں معلماۃ پڑھاتی ہیں) گانے اور جسمانی ورزشوں کے لئے متحد کر دئے جاتے ہیں۔

درجۂ چہارم تا ہفتم قرأت اور حساب کے سوا باقی تمام مضامین کے لئے متحد کر دئے جاتے ہیں اور درجہ دوم و سوم تقریری کام کے لئے ملا دئے جاتے ہیں۔

صبیان اور درجہ اول کو کمرۂ جماعت میں مدرس طالب علم پڑھاتا ہے کام کے ہفتہ واری اندراجات رکھے جاتے ہیں۔ بچوں کو عموماً سال میں ایک دفعہ سے زیادہ ترقی نہیں دی جاتی۔[۱]

کمسن صبیان | مدارس صبیان کی درجہ بندی کا ذکر سابقہ باب میں آچکا ہے لیکن اس کام کا ایک پہلو یہاں خاص توجہ کا محتاج ہے یعنی وہ پہلو جو ۵ برس سے کم عمر بچوں سے متعلق ہے۔ اس مسئلہ پر مشاورتی کمیٹی[۲] کی رودادِ تنظیم سے خاص تعلق رکھتی ہے کمیٹی کے بعض آراء اور سفارشات زیادہ تر حسب ذیل نہج پر ہیں:۔

---

[۱] نظام مانٹی سوری اور طریق ڈالٹن کے جدید آزمودہ انفرادی کام کے طریقے اس تعداد کے مدارس کے لئے بہت مفید ثابت ہونا چاہئیں۔

[۲] ۱۹۰۸ء۔ ناظمِ تعلیمی بورڈ۔

(۱) ۵ برس سے کم عمر والے بچوں کے لئے اچھا گھر ہی بہترین جگہ ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے گھر کے لئے ایک ذہین اور محبت کرنے والی ماں کا وجود لازمی ہے جو بچوں کی دیکھ بھال اور تربیت کی خواہش مند ہو اور اس کی قابلیت رکھتی ہو۔ لیکن موجودہ معاشی حالات کے تحت اکثر بچوں کے گھر اور ماحول قابل اطمینان نہیں ہیں اور بچوں کو ان مقامات میں بھجوانا جو ان کی تربیت کے لئے خاص طور پر بنائے گئے ہیں ضروری ہے۔ نیز کمیٹی کی رائے میں ابتدائی مدارس عامہ کے ساتھ ملحقہ ششو گھر ہی[1] اس مقصد کے لئے بہترین مقامات ہیں۔ خانگی ادارے بھی ضروری ہیں خصوصاً ان رقبہ جات میں جہاں مقامی حکام کو ششو گھر کے قیام پر مجبور کرنا زیادتی خیال کی جائے گی۔ لیکن اس قسم کے خانگی اداروں پر سرکاری نگرانی رہنا چاہئے۔ اور ان کی تعلیمی بنیاد وہی ہونا چاہئے جو ششو گھر کی ہوتی ہے۔ اور ان کی جائے وقوع ابتدائی مدارس عامہ سے قریب رہے تاکہ اشتراک عمل میں سہولت ہو جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان مدارس سے ابتدائی مدارس عامہ میں منتقلی حتی الامکان بہ آسانی ہو سکے گی اگر ان خانگی اداروں کو مقامی حکام تعلیمات کی مرضی اور پسند کے

[1] ۱۹۲۱ء کے قانون کے دفعہ ۱۹ میں داخل ہے۔

ابتدائی تعلیم کے لئے مقامی حکام تعلیمات کے اختیارات میں ذیل کے انتظامات کا اختیار داخل ہوگا

(الف) ششو گھر کا قیام یا اس کی امداد (اس اصطلاح میں ششو جماعتیں بھی داخل ہوں گی) ان میں دو برس سے اوپر اور ۵ برس سے کم عمر رکھنے والے بچے یا اس سے زیادہ عمر والے بچے شریک ہیں جن کی حاضری ان مدرسوں میں انکی جسمانی یا ذہنی تندرستی اور نشو و نما کے لئے ضروری یا مفید ہے اور جن کے داخلے کی تعلیمی بورڈ اجازت دے اور (ب) ششو گھر کے بچوں کی جسمانی صحت۔ غذا اور تندرستی کی نگرانی رکھنا۔

مطابق چلایا جائے تو ان کی امداد سرکاری طور پر ہونا چاہئے۔

"ششو گھر" میں حسب ذیل ادارے شامل ہیں۔ (الف) ابتدائی مدارس عامہ جن میں کم سن بچوں کی باقاعدہ جماعتیں (ننھے بچوں کی جماعتیں اور کمرے) داخل ہوں اور جہاں ان بچوں کے لئے تدریب کے طریقے تمام تر فرائیبل کے اصول پر وضع کئے جائیں۔

(ب) دیگر بالک گھر کے ادارے میں جن میں ۵ برس سے کم عمر کے بچوں کی تربیت کا انتظام ہو۔ جدید اصول تدریب کے مدرسہ صبیان اور قدیم طرز کے مدرسہ صبیان کے باہمی فرق پر خاص زور دیا جاتا ہے۔

(۲) عمارات۔ ششو گھر سے متعلق عمارات کے لئے خاص قواعد کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ بڑے بچوں سے زیادہ کم سن بچوں کو روشنی ہوا اور دھوپ کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ دزنی ڈسک اور گیلری ہرگز نہ استعمال کی جائے۔ ان کی جگہ چھوٹی میز کرسیوں کا استعمال ہو کیونکہ گیمس اور کھیل کے لئے جگہ نکالنا ہو تو انھیں بآسانی ہٹا دیا جاسکتا ہے آجکل عموماً بڑے بچوں کے لئے فرش پر جتنی جگہ رہتی ہے چھوٹے بچوں کے لئے اس سے زیادہ جگہ رکھی جائے۔ ششو گھر کے تمام کمروں سے بازیگاہ میں براہ راست باہر نکلنے کا راستہ رہے۔ بازیگاہ کے ایک حصہ پر چھت بنا دی جائے تاکہ کم سن بچے اپنا زیادہ سے زیادہ وقت وہاں صرف کر سکیں بازیگاہ میں اشجار اور چھوٹے چھوٹے باغیچوں کا ہونا بھی ضروری ہے۔ طہارت خانہ اور ہاتھ منہ دھونے کے انتظامات حتی الوسع مکمل ہوں۔ سطح یورپ کے اکثر ابتدائی مدارس ما درانہ مدارس میں رواج ہے بچوں کو غسل دینے کے کچھ نہ کچھ سادہ طریقے اختیار کئے جائیں تو مناسب ہے۔

(۳) نصاب۔ یہ اس طرح مقرر کیا جائے کہ بچوں کی فطری جبلت حرکت کو اظہار کا پورا موقع ملے۔ جب کبھی ممکن ہو آزادی کے ساتھ زیر سماں کھیلنے اور دل کھول کر گیمس میں حصہ لینے کے مواقع ہوں۔ بلکہ مدرسے کے وقت کا نصف حصہ کھلی ہوا میں صرف ہونا چاہیئے۔ نظام الاوقات غیر تغیر پذیر نہو اور نہ کوئی سبق پندرہ منٹ سے زیادہ کا ہو۔ عموماً کمیٹی کی خواہش یہ ہے کہ نصاب اور تعلیم کے طریقے کم و بیش وہی ہوں جو جدید مدارس صبیان کے اس حصہ میں رائج ہیں جو ننھے بچوں کے لئے وقف ہے۔ بچوں کو جب نیند آئے انھیں سونے دینا چاہیئے شِشو گھر کے اوقات تعلیم وہی ہوں جو مدرسۂ کبیر کے ہیں تاکہ بڑے بچے اپنے چھوٹے بھائی بہنوں کو اپنے ساتھ مدرسے تک لا اور لے جا سکیں۔ ایک قاعدہ یہ بنا لیا جائے کہ شِشو گھر میں کوئی ایسا کام نہو جس میں عصبی اور عضلی نظامات کے طویل اور پیچیدہ اعمال کی ضرورت لاحق ہو۔ قرأت لکھائی اور حساب کے باقاعدہ اسباق قطعی طور پر نصاب سے خارج رہیں۔

(۴) آلات۔ یہ تقریباً ایسے ہونا چاہئیں جیسا کہ مدارس جدید میں ننھے بچوں کے عمدہ کمروں میں ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں سونے کے لئے جالی کے پلنگ یا دیگر موزوں اور محافظ صحت انتظامات اور نیز ایک پیانو بھی شریک رہے۔

(۵) اساتذہ شِشو گھر کے انتظام کے لئے بہترین استانی وہ ہوگی جو وسیع ترین معنی میں فرابیل یا مانٹی سوری کے اصول پر تربیت یافتہ اور عمدہ تعلیم یافتہ ہو۔ اس کے لئے بچپن کی جسمانی اور دماغی ترقی کے پرغور مطالعہ کی بھی ضرورت ہے۔ مزید براں مطالعہ فطرت اور ادبیات اور تاریخ کا علم بھی

ضروری ہے تاکہ وہ تعلیم اور قصص کا موزوں انتخاب کر سکے۔ اسے دست کاری کے معلومات رہنا چاہئیں اور صحت اور بیماری کی حالت میں چھوٹے بچوں کی جسمانی حالت اور جسمانی و دماغی تکان کا پتہ چلانے کی قابلیت کی بھی ضرورت ہے۔ کسی ایک استانی کے تفویض ۳۰ سے زیادہ بچے نہوں۔ لیکن جہاں بچوں کی جسمانی ضروریات کی نگہداشت کے لئے نرس یا خادمہ استانی کی امداد کے واسطے متعین ہو، وہاں جماعت کے بچوں کی تعداد میں تھوڑا سا اضافہ کوئی مضایقہ نہیں رکھتا۔

(۶) جب کسی رقبے میں بہت زیادہ ناقص گھر ہوں تو آیندہ ابتدائی مدرسہ میں داخل ہونے والے بچوں کی ایک معتد بہ تعداد تین برس کی عمر میں ششو گھر کی شرکت کے قابل تصور کی جائے۔

صفحہ (۱۸۵۔ اصل کتاب) کا مندرجہ نظام الاوقات تین برس سے لے کر ۵ برس تک کے بچوں کے لئے موزوں ہے۔ لکھائی آزادیا زد کی ہوتی ہے، (ریتی وغیرہ پر) اور الہامی کتب کے اسباق میں بھجن ومناجات اور نصوص کے حفظ سے تنوع پیدا کیا جاتا ہے۔ دو بجکر پندرہ منٹ سے تین بجے تک سہ پہر میں کم از کم دو اسباق دئے جاتے ہیں، جن کے درمیان آرام کے لئے ضروری وقفہ ہوتا ہے۔ نیز صبح میں ۵۵ء۹ سے ۳۰ء۱۰ تک دو اسباق ہوتے ہیں۔ گیمس اور کھیل تماشوں کے ذریعہ بچوں کو اسی ضمن میں حروف تہجی سکھائے جاتے ہیں۔

---

[۱] جس وقت ان بچوں کو نیند آجائے انھیں سونے کا موقع دینا چاہئے۔

ننھے بچوں کا نظام الاوقات
(تین اور چار برس کی عمر میں)

روز	۹ تا ۹ء۱۰	۹ء۱۰ تا ۹ء۴۰	۹ء۴۰ تا ۹ء۵۰	۹ء۵۰ تا ۹ء۵۵	۹ء۵۵ تا ۱۰ء۳۰	۱۰ء۳۰ تا ۱۰ء۴۵	۱۰ء۴۵ تا ۱۱	۱۱ تا ۱۱ء۳۰	۱۱ء۳۰ تا ۱۱ء۴۵	۱۱ء۴۵ تا ۱۲	۲ تا ۲ء۱۵	۲ء۱۵ تا ۳	۳ تا ۳ء۱۰	۳ء۱۰ تا ۳ء۳۰	۳ء۳۰ تا ۳ء۴۵	۳ء۴۵ تا ۴
پیر	سویرے کی حاضری	نصوص و مناجات	مارچ اور کھیل	حاضری اور ختم حاضری	حروف اور گانا	کائناتی مکالمہ	دوپہر کا کھانا اور کھیل	ریتی کا کام اور اعادہ	ششو گیت	کپڑے پہننا، دعا اور برخاست	حاضری اور ختم حاضری	بالک گھر کے مشاغل اور تصویری سبق	کھیل	قصہ یا نیند	کھلونے	کپڑے پہننا، وعبادت اور برخاست
منگل		عہدنامہ قدیم				مکالمتی سبق		لکھائی اور نشید	مارچ یا نرت گیت			مارچ، گیمس، کھلونے وغیرہ تالاریں		تصویری سبق یا نیند	کھلونے	
بدھ		عہدنامہ جدید				کائناتی مکالمہ		رنگ سبق اور قصہ	ششو گیت			تالاریں ڈرامائی قصوں کے ساتھ ششو گیت		نقش کشی یا نیند	کھلونے	
جمعرات		عہدنامہ قدیم				مکالمتی سبق		لکھائی اور نشید	مارچ یا نرت گیت			مارچ، ننھے بچوں کا بینڈ رقص وغیرہ تالاریں		تصویری سبق یا نیند	کھلونے	
جمعہ		نصوص و مناجات				کائناتی مکالمہ		ریتی کا کام اور اعادہ	ششو گیت			نقش کشی اور اعادہ		قصہ یا نیند	کھلونے	

"اس سے ننھے بچے خوش، تر و تازہ، اور بحال رہتے ہیں"

صنعتی مدارس | یہ ادارے نظام تعلیم کا ایک ضروری جزو بن گئے ہیں ان بچوں کی خاص ضروریات کو پورا کرنے کے لئے قائم کئے گئے جن پر کسی مجسٹریٹ کے آگے یا تو (۱) سنہ ۱۸۶۶ء کے قانون مدارس صنعتی یا (۲) سنہ ۱۸۷۶ء کے قانون تعلیم ابتدائی کے تحت الزام لگایا گیا ہو۔ اول الذکر قانون اب منسوخ کر دیا گیا ہے۔ اور آخر الذکر کے ایک حصہ کی تنسیخ سنہ ۱۹۰۸ء کے قانون اطفال کے ذریعہ ہو گئی ہے جس کا اب اس نوعیت کے تمام معاملات پر اطلاق ہوتا ہے۔ یہ قانون تین قسم کے صنعتی مدارس کو تسلیم کرتا ہے۔

(۱) معمولی صنعتی مدارس جہاں بچوں کی رہائش۔ لباس۔ غذا اور تعلیم کا انتظام ہے۔ (۲) ایسے بچوں کے لئے روزینہ صنعتی مدارس جن کی صنعتی اصول پر تربیت کی گئی ہے۔ اور جنھیں روزانہ ایک یا زیادہ دفعہ کھانا دیا جاتا ہے۔ (۳) ایسے بچوں کے لئے خاص مدارس جو ذہنی یا جسمانی عیب رکھتے ہوں۔ یہ مدارس وزیر مملکت کے اجازت یافتہ ہوں اور اس کے مقرر کردہ مہتمم سال میں ایک دفعہ ان کا معائنہ کرلیں۔

جو بچے بھیک مانگتے ہوئے پائے جائیں یا جن کا کوئی "ظاہرہ ذریعۂ معاش نہ ہو" یا جن کے سرپرست یا والدین "نااہل" ہوں یا جن پر کوئی قابل سزا جرم کا الزام لگایا گیا ہو یا جنھوں نے سنہ ۱۸۷۶ء کے قانون تعلیمات کے قواعد حاضری کی خلاف ورزی کی ہو۔ ایسے تمام بچوں کو مجسٹریٹ ایک مدت معینہ کے لئے ان مدارس میں بھیج سکتا ہے۔ بالعموم اس قانون میں جو شرائط صنعتی مدارس سے متعلق ہیں، انکا اطلاق اصلاحی مدارس پر بھی ہوتا ہے۔ اگر اس رقبہ میں رہنے والے کسی بچے کو

ان مدارس میں شرکت کا حکم دیا گیا ہے تو مقامی حکام تعلیمات کا فرض ہے کہ صنعتی یا اصلاحی مدارس میں اس بچے کے داخلہ اور پرورش کا انتظام کریں۔

ان اداروں میں اکثر اقامتی ادارے ہیں۔ جہاں تک باقاعدہ ابتدائی مدرسے کے نصاب کا تعلق ہے۔ یہ دراصل نصف وقتی مدارس ہیں بقیہ نصف دن چوبی اور قلزی دستکاری کی تربیت۔ خیاطی کفش دوزی باغبانی۔ کاشتکاری اور اسی قسم کے دیگر عملی پیشوں کے لئے وقف ہوتے ہیں۔

اسی نوعیت کے ادارے ریاستہائے متحدہ امریکہ اور اکثر یورپی ممالک میں موجود ہیں۔ امریکہ میں وہ "ایونینی مدارس" کہلاتے ہیں۔

تعطیلاتی مدارس[۱] یہ نسبتاً زمانہ حال کی پیداوار ہیں۔ خانگی مساعی اور سرکاری منظوریوں کی مدد سے یہ وجود میں آئے اور ترقی پائی۔ ۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات کے دفعہ ۲۲ کے تحت مقامی حکام تعلیمات کو اب اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ابتدائی مدارس کے بچوں کے لئے تعطیلاتی مدارس یا تعطیلاتی جماعتیں، کھیل کے مرکز یا زمانہ تعطیل یا کسی ایسے وقت میں جو مقامی حکام مقرر کریں مدرسے کے مکان یا قریب میں کسی مناسب جگہ پر تفریح کے ذرائع مہیا کریں۔

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اکثر مدارس کے املاک اور بازی گاہوں میں مناسب رہنمائی اور نگرانی کے تحت گرما کی تعطیلات کے زمانہ میں خوب چہل پہل

۵۱۔ ملاحظہ ہو شکاگو کے تعلیمی کمیشن کی رویداد مورخہ ۱۹۰۰ء

نظر آتی ہے۔ لڑکے زیادہ تر دستکاری کی تربیت اور مطالعہ فطرت کے مضامین سیکھتے ہیں۔ لڑکیاں آخر الذکر مضمون کے ساتھ ساتھ فنون خانہ داری اور دیگر دستی مشغلوں کی تعلیم پاتی ہیں۔ درانحالیکہ کمسن بچے بالکل گھر کے کھیل میں دل بستگی کے ساتھ مصروف رہتے ہیں۔

ان مصروفیتوں میں گاہے ماہے بیرون شہر کی سیر و تفریح کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ حتی الامکان بازی گاہ یا کسی دوسرے کھلے مقام پر کام کیا جاتا ہے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے اکثر بڑے شہروں میں ان مدارس کے داخلوں کی اس قدر زیادہ خواہش ہے کہ خانگی مساعی اسکی خاطر خواہ تکمیل نہیں کر سکتیں نیویارک میں "تعطیلاتی مدارس" نظام مدارس کا جزو بنا لئے گئے ہیں۔ نیز برلن[1] میں "تعطیلاتی نصابات" پر جن میں زیادہ تر قاعدہ کھیل داخل ہیں، عملدرآمد ہوتا ہے۔

خاص مدارس[2] ان مدارس کے اغراض کے لئے معذور بچوں کی حسب ذیل جماعت بندی کی جاتی ہے:۔

(۱) دماغی عیب رکھنے والے۔

(۲) جسمانی عیب رکھنے والے جن کی تقسیم یوں ہو سکتی ہے۔

(الف) اندھے اور بہروں کے علاوہ جسمانی عیب رکھنے والے

(ب) اندھے قصیر نظر[3]

---

[1] ملاحظہ ہو مسٹر جی انڈریو کی روئیداد برائے محکمہ تعلیمات اسکاٹ لینڈ مورخہ ۱۹۰۴ء

[2] "خاص مدارس"۔ اندھے۔ بہرے۔ معذور یا مصروع بچوں کے مدرسے جن کے لئے تعلیمی بورڈ خاص مجوزہ قوانین بنا کے کام کرتا ہے۔

[3] قصیر نظر بچوں کے مدارس۔ اندھوں کے مدارس سے مختلف ہیں۔ اسیطرح "تقلیل السماعت" والوں کو کلیتاً بہرے بچوں کے ساتھ تعلیم نہیں دیجاتی۔

(ج) بہرے ثقیل السماعت۔

(۱) اور (۲) (الف) سے پہلے بحث کر لینا مناسب ہوگا۔ تعلیمی بورڈ کے قواعد کی رو سے عمارات مدرسہ، میقات ہائے داخلہ اور ان بچوں کے ساتھ عام برتاؤ کے کمترین شرائط معین کردئے گئے ہیں۔ جسمانی عیب رکھنے والے بچوں کو مستثنیٰ کرکے جنھیں پانچ برس کی عمر میں شریک کیا جاسکتا ہے۔ سات برس سے کم عمر میں کسی بچے کو شریک نہیں کیا جاتا اور نہ سولہ برس کی عمر کے بعد مدرسے میں رکھا جاتا ہے۔

اس نوعیت کے اکثر بچے معمولی مدارس کے صدر مدرسین کے توسط سے ان خاص شعبہ جات میں داخلہ حاصل کرتے ہیں۔ ان صدر مدرسین کا فرض ہے کہ جب طبی افسر خاص" شعبے کا معائنہ کرے تو ان معذور بچوں کا اس سے امتحان کرالیں۔ داخلہ سے قبل ہر بچے کے لئے معذور کہلانے کے لئے مقامی حکام کے طبی افسر کا صداقت نامہ ضروری ہے۔

خاص مدرسے کے اوقات کار ہر میقات میں ڈیڑھ گھنٹے سے لیکر ڈھائی گھنٹوں تک ہوسکتے ہیں۔ نظام الاوقات میں حسب ذیل مضامین کی تدریب کا انتظام ہونا چاہئے۔ (۱) قرات، لکھائی اور حساب (۲) گانا اور نشید جس میں باقاعدہ سانس لینے کی تربیت داخل ہے۔ (۳) مطالعہ فطرت اور مشاہدی اسباق (۴) نقش کشی (۵) لڑکیوں کیلئے سوزن کاری۔ (۶) جسمانی ورزشیں (۷) دستکاری کی تدریب اسکی وسیع تعبیر کیجاتی ہے)، اور ہر ہفتہ کم از کم چھ گھنٹے اسکے لئے وقف کرنا ضروری ہے۔ بالعموم کمرہ ہائے جماعت میں ۲۰ طلبا سے زیادہ کی گنجایش نہیں ہوتی

اور ان میں ایک نشستی ڈسک رکھے جاتے ہیں۔ اکثر نو تعمیر شدہ مکان میں دستکاری کی تدریب کے لئے بھی کمروں کا انتظام ہوتا ہے۔

دماغی۔ عیب رکھنے والے بچوں کی جماعت بندی میں عمر کا لحاظ نہیں کیا جاتا۔ بچوں کی تعداد کافی ہو تو تدریب کے اغراض کے لئے عموماً ان کی جماعت بندی تین حصوں میں کی جاتی ہے۔ مماثل حالات کے تحت جسمانی عیب رکھنے والے بچوں کی جماعت بندی بھی اسی نہج پر کیجاتی ہے لیکن کبھی کبھی ضمناً عمر کا بھی لحاظ کیا جاتا ہے۔ مضمون کو صحیح طور پر حقیقت کے مطابق پیش کرنا اور عملی کام تمام تدریب کی خصوصیت ہونا چاہئے۔

ازروئے قانون بچوں کا وقتاً فوقتاً طبی افسر سے معائنہ کرالینا اور باقاعدہ اندراجات رکھنا ضروری ہے عموماً قاعدہ یہ ہے کہ طبی افسر سال میں دو دفعہ طلباء کا معائنہ کرتا ہے کیونکہ ۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات کے دفعہ ۵۱ اور بعد کے دفعات کے تحت والدین بچے کے ششماہی معائنہ پر اصرار کر سکتے ہیں۔ جب ۱۳ برس سے کم عمر کا کوئی بچہ کافی ترقی کر لیتا ہے اور اس میں کوئی عیب بھی نہیں پایا جاتا تو ایسے لڑکے کو مدرسے کے ایک معمولی شعبے میں شریک کر لیا جاتا ہے۔

طرز تعلیم میں جسمانی اور دماغی عیوب رکھنے والے بچوں میں حد فاصل قائم کی جاتی ہے۔ لہذا ان میں سے ہر ایک کے لئے علحدہ امکنہ یا ایسے امکنہ جن کی تعمیری نوعیت جداگانہ ہو مہیا کئے جاتے ہیں۔ جہاں تک محض جسمانی عیب رکھنے والوں کا تعلق ہے (لنگڑے لولے وغیرہ) یعنے جن کی تعلیم بیماری کی وجہہ سے رک گئی ہے ان کے بارے میں یہ دیکھا گیا ہے کہ قابلیت اوسط ہوتی ہے۔ پس ان کا دائرۂ عمل دماغی عیب رکھنے والے بچوں کی طرح

محدود ہونا ضروری نہیں۔ خاص طور پر بنائے ہوئے ڈسک اور کرسیاں اور ساز و سامان اور فرنیچر کی وہ تمام سہولتیں جو فیاضی اور دور اندیشی سے مہیا ہوسکتی ہیں۔ بالعموم ان مرکزوں میں پائی جاتی ہیں۔ اکثر اوقات ہر مرکز سے متعلق ایک تربیت یافتہ نرس ہوتی ہے۔ لنگڑے لولے اور مریضوں کو گھر سے مدرسہ اور مدرسے سے گھر تک لانے لے جانے کے لئے بیماروں کی گاڑیاں ہوتی ہیں۔ جب ان دکھیارے ننھوں کو مجبوراً عمارت مدرسہ میں ٹھیرنا پڑے تو خانگی امداد کے ذریعہ جس میں والدین بھی مصارف کا ایک حصہ برداشت کرتے ہیں، ان کے لئے دوپہر میں کچھ قوت بخش نوالہ کھانے کا عموماً انتظام کیا جاتا ہے۔

جب مقامی حکام تعلیمات کو یہ معلوم ہو کہ ان کے رقبے میں اندھے اور بہرے بچوں کے علاوہ بعض معذور بچے بھی ہیں تو وہ ایسے بچوں کی تعلیم کا خاص انتظام کر سکتے ہیں۔ گو قانوناً وہ اس کے لئے مجبور نہیں کئے جا سکتے۔

دماغی عیب رکھنے والے بچوں کیلئے سہ جماعتی مدرسہ کا نظام الاوقات (جماعت اول سب سے اونچی جماعت ہے)

روز		۹٫۳۰	۹٫۳۰ تا ۹٫۵۰	۹٫۵۰ تا ۱۰	۱۰ تا ۱۰٫۱۵	۱۰٫۱۵ تا ۱۰٫۳۰	۱۰٫۳۰ تا ۱۰٫۴۵	۱۰٫۴۵ تا ۱۱٫۱۵	۱۱٫۱۵ تا ۱۱٫۳۰	۱۱٫۳۰ تا ۱۲	۱۲	۱٫۵۰ تا ۲	۲ تا ۲٫۱۵	۲ تا ۳	۳ تا ۳٫۱۵	۳٫۱۵ تا ۳٫۳۰	۳٫۳۰ تا ۴	
پیر	۱ ۲ ۳	اجتماع حاضری (سرخ نشانات)	الہامی کتب (بھجن مناجات اور اعادہ)	ڈرل	حاضری اور ختم حاضری	قرات 〃 〃	تفریح 〃 〃	حساب 〃 〃	نمونہ سازی یا گانا	لکھائی 〃 〃	برخاست	اجتماع اور سرخ نشانات	حاضری اور ختم حاضری	(اناث) سینا (ذکور) پیشہ	تفریح 〃 〃	نشید	نقش کشی 〃 〃	عبادت اور برخاست
منگل	۱ ۲ ۳					حساب 〃 〃	تفریح 〃 〃	قرات 〃 〃	نمونہ سازی یا گانا	اسباق الاشیاء 〃 〃				پیشہ	تفریح 〃 〃	گانا	پیشہ 〃 〃	
بدھ	۱ ۲ ۳					قرات 〃 〃	تفریح 〃 〃	حساب 〃 (بڑی لڑکیاں تحت پیشہ)	نمونہ سازی یا گانا	لکھائی 〃 〃				(اناث) سوزن کاری (ذکور) پیشہ	تفریح 〃 〃	نشید	نقش کشی 〃 〃	
جمعرات	۱ ۲ ۳					حساب 〃 〃	تفریح 〃 〃	قرات 〃 〃	نمونہ سازی یا گانا	اسباق الاشیاء 〃 〃				(بڑی لڑکیاں) شوربہ کاری (چھوٹی لڑکیاں اور لڑکے) پیشہ	تفریح 〃 〃	گانا	پیشہ 〃 〃	
جمعہ	۱ ۲ ۳					قرات 〃 〃	تفریح 〃 〃	حساب 〃 〃	نمونہ سازی یا گانا	لکھائی 〃 〃				پیشہ	تفریح 〃 〃	نشید	قصے وغیرہ	

یادداشتیں ۔ پیشے ۔ جماعت اول :۔ سوزن کاری ۔ بننا (ہمہ اقسام) کینوس پر اونی کام ۔ غالیچہ بافی ۔ دستی نقش کشی ۔ مصوری کاغذی پھول ۔ کاغذ شکنی ۔ بید بافی ۔

جماعت دوم :۔ سوزن کاری ۔ بننا ۔ گلی نمونہ سازی ۔ نقش کشی مصوری ۔ کاغذی پھول ۔ کاغذ شکنی ۔ سیوزش ۔ کشیدہ کاری ۔ اونی کام

جماعت سوم :۔ سوزن کاری ۔ بننا ۔ گلی نمونہ سازی ۔ نقش کشی (آزاد بازو کی اور چوخانہ پر) اونی کام ۔ سیوزش اور کشیدہ کاری ۔ کاغذ شکنی تیلیاں بچھائی ۔ بوریہ بافی ۔ تختی بچھائی وغیرہ

چودہ بڑی لڑکیاں ۔ بخت و پز اور شوب کاری کے لئے جاتی ہیں ۔ اور مختلف استانیوں کے تحت ان کی دو علیحدہ جماعتیں ہوتی ہیں ۔

یہ تمام پیشے ایک ہی ہفتے میں نہیں سکھائے جاتے ۔ بچوں کی درجہ بندی ان کی استعداد کی مناسبت سے کی جاتی ہے ۔

———— • ————

جسمانی عیب رکھنے والے بچوں کے

نظام الاوقات کا خلاصہ

(۱) اعلیٰ ترین (۲) ادنیٰ ترین

مضمون	جماعت اول	دوم	سوم
مشق انگریزی گرامر	۲۵	۲۵	۲۵
قرأت	۱۳۵	۱۳۵	۱۴۰
نشید	۷۰	۷۰	۸۰
لکھائی اور املا	۵۰	۵۰	۵۰
حساب	۱۴۰	۱۴۰	۱۲۵
نقش کشی	۵۵	۵۵	۵۵
جغرافیہ	۲۵	۲۵	۲۵
تاریخ	۲۵	۲۵	۲۵
گانا	۸۰	۸۰	۷۰
الہامی کتب	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
تفریح	۷۵	۷۵	۷۵
مطالعہ فطرت	۲۵	۲۵	۲۵
سائنس کی ورزشیں	۲۵	۲۵	۲۵
دستکاری	۲۷۵	۲۷۵	۲۷۵

نظام الاوقات کی عام تقسیم

۹٫۳۵ تا ۹٫۵۵ - الہامی کتب بھجن مناجات وغیرہ

۹٫۵۵ تا ۱۰٫۱۵ - باری باری سے گانا یا نشید (جماعت اول و دوم کو متحدکے تالار میں گانا سکھایا جاتا ہے جبکہ جماعت سوم نشید میں مصروف رہتی ہے اور اس کے برعکس)

۱۰٫۱۵ تا ۱۰٫۴۵ پہلا سبق

۱۰٫۴۵ تا ۱۱ - تفریح

۱۱ تا ۱۱٫۵ - سائنس کی ورزشیں

۱۱٫۵ تا ۱۱٫۳۰ - دوسرا سبق

۱۱٫۳۰ تا ۱۱٫۵۵ تیسرا سبق

۱۱٫۵۵ تا ۱۲ کھانے کی تیاری وغیرہ

۱٫۳۰ تا ۲٫۲۵ - سہ پہر - دستکاری

۲٫۲۵ تا ۲٫۳۵ ؍ گانا اور نشید

۲٫۳۵ تا ۳ ؍ دستکاری

یادداشت - حاضری صبح کے ۱۰٫۱۵ کو ختم ہوتی ہے لیکن ۱۰٫۳۰ پر بھی ختم کی جا سکتی ہے —

پیشے

جماعت اول	جماعت دوم	جماعت سوم
نقش کشی	نقش کشی	نقش کشی
مصوری، خاکہ سازی	مصوری	بادامی کاغذ پر مصوری
نقش پٹی کا کام	جھالر (ذکور)	نمونہ سازی اور اسکے بعد ورقی
ورقی نمونہ سازی	فینسی کام (اناث)	نمونہ سازی
طباعتی حروف لکھنا اور طلا کاری	غالیچہ بافی	ڈوری کا کام
بُننا اور سوزن کاری (اناث)	اونی حصیر	سوزن کاری اور بننا
کشیدہ کاری	بید کا کام	ابتدائی بید کا کام
کروشیا اور اقسام کے فینسی کام	(ٹوکریاں وغیرہ)	گلی نمونہ سازی
بید کا کام	بننا	
ہفتہ میں ایک دن اس جماعت کے ہر لڑکے کیلئے دست کاری کی تربیت	سادہ سوزن کاری	

تمام جماعتوں میں تھوڑے تھوڑے وقفہ سے باغبانی سکھائی جاتی ہے۔

اندھے اور بہرے

اسٹ۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات کی رو سے تمام حکام تعلیمات پر فرض ہے کہ اپنے رقبے کے اندھے اور بہرے بچوں کے لئے "عمدہ اور موزون" تعلیم کا انتظام کریں۔ ان ہی حکام کو چاہئیے کہ ۵ برس سے لے کر سولہ برس تک اندھے بچوں کے لئے اور سات برس سے لے کر سولہ برس تک بہرے بچوں کے لئے جبری حاضری کے قانون پر عمل کریں۔

ان بچوں کے لئے علیحدہ مدرسوں کا انتظام کیا جاتا ہے جو کبھی اقامتی کبھی غیر اقامتی ہوتے ہیں۔ بعض تعلیمی رقبہ جات میں ہر دو اقسام پائے جاتے ہیں۔ اِلاّ اسکے اندھوں کو نقش کشی نہیں سکھائی جاتی۔ جسکی وجہ ظاہر ہے ان بچوں کو معمولی مضامین مدرسہ میں تدریب کیجاتی ہے۔ چونکہ اختتام تعلیم پر دستی مہارت اور معلومات پیشہ ہی بسا اوقات ا حد ذریعہ معاش ہوتے ہیں دستکاری اور صنعتی تربیت پر خاص توجہ کیجاتی ہے۔

چونکہ یہ مدارس ہر بچے کے گھر سے بالکل قریب نہیں بنائے جاسکتے غیر اقامتی مدارس میں ان بچوں کو سواری کا خرچہ دیا جاتا ہے جنکے گھر اتنی دور رہوں کہ وہ پیدل مدرسے کو نہ آسکتے ہوں۔ نیز بعض دفعہ ان ننھے بچوں کے لئے جو تنہا سفر کرنے کے قابل نہ ہوں محافظین کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔ آجکل عموماً اندھے بچوں کو قرأت اور لکھائی نظام بریل کے اصول پر سکھائی جاتی ہے۔ دستکاری کی تربیت میں حسب ذیل کام داخل ہیں:۔ بوریا سازی۔ گلی نمونہ سازی۔ کاہ بافی۔ حصیر اور ٹوکری بنانا۔ کرسیوں کی بید بافی۔ ٹائپ کرنا۔ نقش پٹی کا کام

لہ دفعہ ۵۱ و دفعات مابعد سنہ ۱۹۲۱ء کا قانون منسوخہ اور ملحقہ۔

خمیدہ آہنی کام۔ اور لڑکیوں کے لئے فنون خانہ داری۔

بہرے بچوں کے لئے "زبانی" (زبانی تقریر یا ہونٹوں کی حرکت سے پہچاننے کا) طریقہ بھی عموماً تدریب کا اہم ذریعہ ہے۔ بعض وقت "زبانی" اور دستی حرکات کو ملا کر ایک "متحدہ طریقہ" استعمال کیا جاتا ہے۔ سنگکاری کی تربیت کے نصاب میں بید اور دفتی کا کام نقش پٹی کا کام خیاطی کفش دوزی چوبی کام۔ اور لڑکیوں کے لئے عام خانہ داری کے مضامین داخل ہیں۔ یہہ کہنا تقریباً غیر ضروری ہے کہ "ان تمام خاص مدارس میں کارکردگی کیلئے چھوٹی جماعتیں ناگزیر ہیں۔ اس لئے اندھوں کے واسطے فی جماعت پندرہ اور بہروں کے لئے دس کی حد سرکاری طور پر مقرر ہے۔

معذور بچوں کے اغراض کی حفاظت کے لئے بالخصوص جب وہ مدرسہ چھوڑنے کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کے لئے موزوں کام مہیا کرنے کی غرض سے ایک "مابعد نگہبانی" کمیٹی نہایت ہی مفید ادارہ ثابت ہوئی ہے۔

یہ امر قابل لحاظ ہے کہ مانہیم میں ایک لاثانی تجربہ کیا جا رہا ہے وہاں مابینی مدارس قائم کئے گئے ہیں۔ مابینی یعنی وہ مدرسہ جو معمولی اور خاص مدرسے کے درمیان ہو۔ ان کے قیام کے حسب ذیل اسباب ہیں:— (۱) تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ ابتدائی مدارس میں تقریباً دس فیصدی بچے اوسط قابلیت رکھنے والے طلباء کی ترقی کا ساتھ نہیں دے سکتے (۲) یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ایسے بچوں کے لئے تعلیم اور حفظ صحت کی خاص تدابیر ضروری ہیں (۳) مزید براں یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ بہتر دماغی قابلیت اور بہتر جسمانی قوی رکھنے والے بچوں کے ساتھ ایک ہی جماعت میں

ان بچوں کی موجودگی عام ترقی کے مانع ہے۔

لہذا نظام مانہیم کے تحت مدرسہ کی تنظیم تین شعبوں پر مشتمل ہوتی ہے
(۱) آٹھ درجوں کی معمولی جماعت (۲) پانچ یا چھ درجوں کی پس افتادہ جماعتیں۔ فورڈر کلاسن (۳) چار یا پانچ درجوں کی دماغی عیب رکھنے والے بچوں کی جماعت۔

جیسا کہ بسا اوقات دماغی عیب رکھنے والے بچوں کے شعبے میں ہوا کرتا ہے، فورڈر کلاسن سے طلباء لازماً اور دائمی طور پر متعلق نہیں کئے جاتے۔ سمجھ کی ترقی کے ساتھ ساتھ طلباء کو باینی جماعت سے معمولی شعبہ میں ترقی دی جاتی ہے۔ فورڈر کلاسن میں فی جماعت تیس طلباء کی حد مقرر ہے۔ برخلاف اس کے دوسرے دو شعبوں میں ۴۸ سے لے کر پچاس طلباء کی تعداد ہوتی ہے۔

اس نظام کے خلاف جو چند اعتراضات کئے گئے ہیں منجملہ ان کے ایک قابل الذکر ہے یعنی بچوں کی محض دماغی استعداد کی بناً پر تفریق کرنے اور مدرسہ کی زندگی کے دیگر اہم مسائل کو نظر انداز کرنے کا رجحان ہے[۱] مدارس زیرسماں[۲] | ایک زمانہ تک یہ مدارس جرمن نظام تعلیم کی ایک خصوصیت تھے

---

[۱] ڈاکٹر ایف رونر کی رہیداد۔

[۲] شفیلڈ میں برٹش اسوسیشن کے جلسہ کی ایک عجیب خصوصیت انکا ایک مدرسہ زیرسماں کا معائنہ کرنا تھی "اراکین تین بجے وارد ہوئے۔ رہنما نے کہا۔ خاموش۔ بچے آرام کر رہے ہیں" ایک سبزہ زار پر سو عرشہ کی کرسیاں بچھائی گئی تھیں۔ انہیں ہر کرسی پر ایک چھوٹا لڑکا یا لڑکی گرم کمبل اوڑھے ہوئے آرام سے بیٹھی تھی گو ان میں اکثر عام طور پر زرد اور لاغر تھے۔
تازی ہوا، وقت تغذیہ اور صفائی کے نتائج نہایت حوصلہ افزا ہیں۔ ایک چھوٹا بچہ جو فاقے سے مر رہا تھا دو مہینوں کے اندر وزن میں آٹھ پاونڈ بڑھ گیا"
"مدارس شفیلڈ میں دو ہزار بچے اس سلوک کے مستحق ہیں لیکن فی الحال صرف ایک سو کے لئے گنجایش ہے"
دی لٹل پیپر۔ اکتوبر ۱۹۱۰ء

اب یہ اس ملک (انگلستان) میں تسلیم کرلئے گئے ہیں۔ اور بعض رقبوں میں ان کی ترقی کے لئے سرکاری اور خانگی ذرائع سے کوششیں کی جارہی ہیں مفلس محلوں کے ابتدائی مدارس سے قریبی تعلق رکھنے والے یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ وہاں بعض طلباء ایسے ہوتے ہیں جن کی جسمانی حالت انھیں مدرسے سے پورا فائدہ اٹھانے کے قابل نہیں رکھتی۔ ناکافی تغذیہ۔ خراب ہوا۔ اور غالباً مرض کی ابتدا سے جو کمزوری پیدا ہوتی ہے وہی عموماً اس کا سبب ہے نیز اس سے دماغی ترقی مسدود ہوجاتی ہے۔ لہٰذا ان بچوں کو علیحدہ رکھنا ضروری ہوجاتا ہے۔ اور جہاں تک موسم اس کی اجازت دے انھیں جسمانی اور دماغی تہیج پیدا کرنے والے حالات کے تحت کھلی ہوا میں تربیت دینا مناسب ہے

جب موزوں موقع اور محل کی عمارت دستیاب ہوجائے تو ایسے تمام لڑکے اور لڑکیوں کے لئے، جن کے مکانات اتنے قریب ہوں کہ وہ پیادہ یا ٹرام میں جاسکیں۔ سال میں چار یا پانچ مہینوں کے لئے موزوں اساتذہ کے تحت مدرسہ زیر سماں قائم کیا جاسکتا ہے۔ میدانوں میں سائبان بنائے جاتے ہیں، جہاں بارش کے موسم میں تدریس ہوتی ہے اور جہاں عرشے کی کرسیوں پر جو اس قسم کے اغراض کے لئے مہیا کی جاتی ہیں طلبا دوپہر کے وقت قیلولہ کرسکتے ہیں۔ ایک بڑے تعلیمی رقبے میں داخلہ کی ابتدائی شرائط یہ ہیں۔ (الف) طبی افسر کا صداقت نامۂ استحقاق اور (ب) اوقات مدرسہ کے بعد بچوں نے اجرت پر کام نہ کرنے کی ضمانت والدین کی طرف سے۔ شرکت کے وقت اور پھر وقتاً فوقتاً ہر طالب علم کے ناپ لئے جاتے ہیں اور انھیں رجسٹروں میں درج کرلیا جاتا ہے۔

اسی طرح جب حالات موافق ہوں تو معمولی مدارس کے سلسلے میں

بازی گاہی جماعتوں کا قیام بھی عملاً کامیاب ثابت ہوا ہے اس کے لئے یہ شرائط ضروری ہیں :- (۱) ایک وسیع بازی گاہ جس کا رخ جنوبی یا جنوب مشرق ہو اور جس میں راستے کی آمد و رفت یا تماشہ بینوں سے ہرج واقع نہ ہو (۲) خراب موسم میں استعمال کرنے کے لئے ایک سائبان (۳) سرما اوائل موسم بہار اور اواخر خزاں کی مشکلات کا لحاظ۔

جب مدرسہ زیر سماں کے تمام فوائد نہ حاصل ہو سکیں تو منتخبی بچوں کیلئے اس قسم کی جماعتوں کی تنظیم کی جاتی ہے۔ یہ دو اقسام کی ہوتی ہیں :—
(۱) ہمسایہ مدارس سے کم و بیش یکساں استعداد رکھنے والے بچوں کو جمع کرکے ایک مرکزی بازی گاہ میں ان کی ایک جماعت بنانا۔ (۲) ایک ہی مدرسے کی مختلف جماعتوں کے طلباء کو اس مقصد کے لئے علیحدہ کرنا۔

ان دونوں اقسام میں لازماً ایک مزید استاد کے خدمات کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ مدرسے کی تنظیم کو درہم برہم کئے بغیر ایک معمولی جماعت یا کئی ایسی جماعتوں کے لئے خوشگوار موسم میں بازی گاہ کو تقریباً ہر وقت استعمال کیا جا سکتا ہے۔

———••———

مدرسۂ زیر سماں کا نظام الاوقات

روز	۹ تا ۸/۳۰	۹/۳۰ بجے تا ۱۰	۱۰ تا ۱۰/۴۵	۱۰/۴۵ تا ۱۱	۱۱ تا ۱۱/۴۰	۱۱/۴۰ تا ۱۲/۲۰	۱۲/۲۰ تا ۱۲/۴۵	۱۲/۴۵ تا ۱/۳۰	۱/۳۰ تا ۳	۳ تا ۳/۴۵	۳/۴۵ تا ۴/۳۰	۴/۳۰ تا ۵	۵ تا ۵/۱۵	۵/۱۵ تا ۵/۴۵	۵/۴۵ تا ۶
پیر	ناشتہ	الہامی کتب یا بھجن و مناجات	عملی حساب	تفریح	مطالعہ فطرت	نقش کشی	کھانے کی تیاری (ہاتھ منہ دھونا وغیرہ)	کھانا	قیلولہ	جسمانی ورزشیں	(۱) سوزن کاری (۲) باغبانی (بڑے لڑکوں کے لئے)	قرات یا تشحید	کرسیاں و آلات وغیرہ اٹھا دینا	چائے	عبادت اور برخاست
منگل			حساب		تاریخ	گانا					(۱) باغبانی جماعت اول کے لئے۔ (۲) ٹوکریاں بنانا (جماعت دوم و سوم کیلئے)				
بدھ			عملی حساب		جغرافیہ	انشاء (تحریری)					باقاعدہ کھیل۔ قدیم انگریزی گیند اور کھیل کی انجمن				
جمعرات			حساب		مطالعہ فطرت	نقش کشی					(۱) سوزن کاری (۲) پلاسٹیسین کی نمونہ سازی (لڑکوں کے لئے)	قرات یا تشحید			
جمعہ			عملی حساب		تاریخ	گانا					(۱) ٹوکروں کا کام (جماعت اول کے لئے) (۲) باغبانی (جماعت دوم کے لئے) (۳) پلاسٹیسین کی نمونہ سازی (جماعت سوم کیلئے)				
ہفتہ			تشحید		جغرافیہ	انشاء (زبانی)			جو لڑکے ٹھیرنا چاہتے ہیں انکے لئے کھیل						

نوٹ ملاحظہ ہو یادداشت صفحہ ۲۶۸ پر

یادداشتیں ۔ عملی حساب میں رقبہ جات کی پیمایش و حساب ایک دوسرے درختوں وغیرہ کے فاصلے ۔ محیط وغیرہ ۔ اوزان ، پیمانے ، روزانہ غذا کی رسد سے متعلق زر کی عملی تعلیم وغیرہ داخل ہے ۔

مطالعہ فطرت ۔ ہر طالب علم کو ایک یادداشت کی کتاب یجاتی ہے ۔ قدرتی اشیا کا مشاہدہ اور بیان ۔ موسم ، ہوا کا رخ ، حرارت ، دھوپ کے اوقات ، بارش وغیرہ کے روزانہ مشاہدات ۔

حتی الامکان تمام تدریب عملی اصول پر دی جاتی ہے ۔ بعض مقامات طبعی جغرافیہ کے ابتدائی اصول سکھانے کے لئے عمدہ مواقع پیش کرتے ہیں ۔

کھانا ۔ ناشتہ ، کھانا اور چائے عمارت مدرسہ کے اندر مہیا کیجاتی ہے ۔

گزشتہ تاریخ پر ایک نظر معمولی مدارس سے مختلف نوعیت رکھنے والے ابتدائی مدارس کا سلسلہ ان اداروں سے شروع ہوتا ہے جو "اونچے درجوں کے مدارس" کہلاتے ہیں، جو بعد میں ترقی کرکے "اعلیٰ درجے" کے مدارس بن گئے۔ یعنی وہ مدرسے جہاں معمولی مدرسوں کی نسبت اعلیٰ قسم کی تدریب ہوتی ہے۔ بعد ازاں ایک ایسا نظام تقریباً عام طور پر قائم ہو گیا جس کے تحت مدارس رقیہ کے طلباء ان اعلیٰ مدارس میں ہر سال شریک کئے جانے لگے۔ اسی زمانہ میں ان میں سے اکثر اعلیٰ درجے مدارس کی ساوتھ کنسنگٹن کے سابقہ شعبۂ علوم و فنون کے قواعد کے تحت تنظیم کی گئی۔ اور ان ہی قواعد کے تحت مدارس کو امداد ملتی رہی درانحالیکہ ان مدارس کے طلباء شعبے کے علوم و فنون کے امتحانات میں شریک ہوتے رہے۔ نومبر ۱۸۹۹ء میں عدالت العالیہ کا اس فیصلہ کی رو سے جو کاکرٹن کیس میں صادر کیا گیا، ان قواعد کے تحت ابتدائی مدارس عالیہ کا قیام خلاف قانون قرار دیا گیا۔ اور شعبۂ علوم و فنون کے ساتھ ہر ایک مدرسے کو اپنا تعلق منقطع کرنا پڑا۔ اس فیصلہ سے جو مشکل آپڑی تھی اس کے حل کے لئے تعلیمی بورڈ نے اپریل ۱۹۰۰ء میں ایک یادداشت کے ذریعہ بعض قواعد کے تحت جو بعد ازاں ۱۹۰۱ء کے مجموعۂ قوانین میں شامل کرلئے گئے اعلیٰ ابتدائی مدارس کی اجازت دی۔

۱۹۰۲ء اور ۱۹۰۳ء کے قوانین تعلیمات کے نفاذ کا اعلیٰ ابتدائی اور اعلیٰ درجے کے مدارس پر نہایت ہی اہم اثر ظہور پذیر ہوا۔ ان قوانین سے تمام ابتدائی مدارس کے لئے عمر کی حد معین کر دی گئی اور پندرہ سال کے بعد ان مدارس میں طلباء کو روک رکھنے کی ممانعت کر دی گئی نیز ابتدائی

مدارس میں تعلیمی وظائف موقوف کر دیے گئے۔ ان توانین سے اعلیٰ درجہ کے مدارس کی ترقی رک گئی۔ اور ان کی حالت کسی قدر بے ضابطہ ہو گئی۔ لیکن ۱۹۰۱ء کے مجموعۂ قوانین کی اجازت سے فائدہ اٹھا کر اکثر حکام جنھوں نے بیشتر اعلیٰ درجہ کے مدارس قائم کئے تھے اب اعلیٰ ابتدائی مدارس قائم کرنے لگے اس غرض کے لئے اکثر سابقہ اعلیٰ درجے کے مدارس کی نوعیت بدل دی گئی۔

اعلیٰ ابتدائی مدرسہ اعلیٰ ابتدائی مدرسہ[1] کے لئے جس میں عموماً ۳۵۰ طلباء سے زیادہ تعداد نہیں ہوتی۔ تعلیمی بورڈ کی منظوری ضروری قرار دی گئی اور نصاب نظام الاوقات، عمارات اور ساز و سامان کے لئے بھی اسی مرکزی اقتدار کی اجازت لازمی گردانی گئی۔ مدرسہ کی تنظیم کا یہ قاعدہ قرار پایا کہ تین سال کے اندر تدریب کا درجہ واری نصاب تکمیل پا سکے۔ لیکن خاص منظوری کے ساتھ چوتھے سال کا نصاب بھی سکھایا جا سکتا ہے۔ مدرسے کو تسلیم کرنے کے دیگر شرائط یہ تھے۔ (۱) طلباء کے آیندہ پیشوں سے متعلق خاص تدریب کا انتظام (۲) عملی تدریب کے لئے خاص کمرے اور ساز و سامان (۳) سرکاری مہتمم کو اطمینان ہو جائے کہ ہر طالب علم میں تدریب سے فائدہ اٹھانے کی قابلیت موجود ہے (۴) عموماً ہر طالب علم سال اول کے نصاب سے ابتدا کر کے سال بہ سال تدریجی ترقی کرے (۵) کسی جماعت میں طلاب زیر تعلیم کی تعداد کا اوسط چالیس سے زیادہ نہ ہو (۶) انگریزی زبان اور

---

[1] ضمن ۳۷ تا ۴۲ مجموعۂ قوانین ۱۹۱۲ء

ادب، ریاضی، تاریخ، جغرافیہ، نقش کشی، نیز لڑکیوں کے لئے دستکاری کی تربیت اور لڑکیوں کے لئے مضامین خانہ داری کا ترقی پذیر نصاب تعلیم

(۷) داخلہ کے وقت طلبا کی عمر عموماً بارہ سال کی ہو۔

"جیساکہ فرانس کے "اعلیٰ تحتانی مدارس" سے بحث کرتے ہوئے سر رابرٹ موران نے کہا ہے، اعلیٰ ابتدائی مدرسہ کا نصاب موصوف کے موزوں الفاظ میں اس طرح ہونا چاہئے۔ "وہ ثانوی مدرسے کم مدت میں ختم ہونے والا ہو ابتدائی تعلیم سے فارغ شدہ طلباء بہتر طریقے سے اس پر حاوی ہو سکیں اور پندرہ یا سولہ برس کی عمر کے بچے بالعموم جس دفتر، دوکان یا کارخانے میں لازماً ملازمت کرنے والے ہیں وہاں یہ نصاب عملی طور پر زیادہ مفید ہو"[1]

مذکورہ بالا تیسری شرط کے تحت مقامی حکام اعلیٰ ابتدائی مدرسے کے داخلے کے ذرائع مقرر کرتے تھے۔ لہٰذا اس بارے میں عملدرآمد کسی قدر مختلف رہا۔ قریب کے باقاعدہ تحتانیہ مدارس کو ہمسایہ کے اعلیٰ ابتدائی مدرسے کے لئے طلباء کو نامزد کرنے کی عموماً سالانہ دعوت دی جاتی تھی۔ نامزدہ طلباء کی تعداد عام طور پر خالی نشستوں کی تعداد سے بڑھی ہوئی ہوتی تھی لہٰذا بعض وقت امتحان لیا جاتا تھا اور والدین کی ضمانت پر کہ ان کے بچے مدرسے میں رہ کر تکمیل نصاب کریں گے، داخلے کے لئے موزون ترین بچے منتخب کئے جاتے تھے۔ دیگر صورتوں میں مقامی حکام تعلیمات کا نامزد کیا ہوا ایک عہدہ دار صدر مدرسین متعلقہ سے مشورہ کر کے طلباء کی منتخبہ فہرست کی منظوری دیتا تھا۔ ایسی حالت میں باقاعدہ امتحان نہیں لیا جاتا تھا

---

[1] خاص رویدادیں، جلد اول۔ یہ قول مرکزی مدارس پر بھی اسی طرح صادق آتا ہے۔

چونکہ اعلیٰ ابتدائی مدرسے میں طالب علم پندرہ برس کی عمر کو پہنچنے کے بعد بھی تعلیمی سال کے اختتام تک مدرسہ نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے کہ داخلے کے وقت بچے کی عمر بارہ سال سے زیادہ نہیں ہو سکتی تھی ورنہ مشروطہ سالہ نصاب تکمیل نہیں پا سکتا تھا۔

اعلیٰ ابتدائی مدارس زیادہ تر خاص سرکاری قواعد[۱] کے تحت کام کرتے تھے برخلاف اس کے اعلیٰ درجے کے مدرسوں پر مجموعہ قوانین کے انھیں قواعد کا عملدرآمد تھا جن کے تحت معمولی مدرسے کام کرتے تھے تعلیمی بورڈ نے ان کا دستور مرتب کیا تھا اور تمام اکناف ملک میں ان کی نوعیت تقریباً یکساں تھی۔ در برخلاف اس کے ان تعلیمی رقبہ جات کے لحاظ سے، جہاں یہ اعلیٰ درجہ کے مدارس واقع تھے، ان کے دستور میں کم و بیش اختلاف پایا جاتا ہے۔

عموماً اعلیٰ درجے کے شعبے کی نسبت اعلیٰ ابتدائی شعبہ عمدہ قسم کے ابتدائی مدرسہ کی زیادہ اطمینان بخش شکل تھی۔ یہ شاید اسلئے تھا کہ بعض رقبہ جات میں آخر الذکر پر مقامی حالات کے بیجا اثرات نمایاں تھے مرکزی مدارس [۲] سنہ ۱۹۰۲ء اور سنہ ۱۹۰۸ء کے قانونی شرائط کے تحت اعلیٰ ابتدائی

---

۱ مجموعہ قوانین سنہ ۱۹۱۲ء کا چوتھا باب۔ یہ قواعد حذف کر دئے گئے ہیں۔ ملاحظہ ہو مجموعہ قوانین سنہ ۱۹۲۲ء۔

۲ مرکزی مدارس وغیرہ کے لئے سنہ ۱۹۱۸ء کے قانون میں جو رعایت رکھی گئی تھی اور جو مدرسے کے قدیم اعلیٰ درجہ کے مدرسوں کی طرح مجموعہ قوانین کے معمولی قواعد کے تحت کام کر رہے تھے، اس کی وجہ سے اعلیٰ ابتدائی مدارس کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ ان میں سے اکثر مرکزی مدارس میں تبدیل کر دئے گئے ہیں۔

اور اعلیٰ درجہ کے مدارس کی جو بے قاعدہ حالت ہوگئی تھی اس کو محسوس کرکے سنہ ۱۹۱۱ء میں لندن کے حکام تعلیمات نے نئے قسم کے اعلیٰ تحتانیہ مدارس قائم کئے جو مرکزی مدارس کہلاتے ہیں۔ حکام نے ان مدارس کا ایک اجمالی دستور اور نصاب معین کردیا اور نہایت ہی دانشمندی کیساتھ عملی تفصیلات کو تجربہ اور ترقی پہ چھوڑ دیا گیا۔ اس طریق کار کی کامیابی ظاہر تھی چنانچہ بہت غور و فکر و تخمین کے بعد تعلیمی بورڈ نے مرکزی مدارس کو صریحاً ابتدائی مدارس کے نظام کا جزو تسلیم کرلیا اور سنہ ۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات کے ذریعہ ان کے آیندہ قیام کی اجازت دیدی۔ اس قانون کی رو سے مقامی حکام تعلیمات کا فرض ہے کہ وہ سنہ ۱۹۱۰ء کے قانون تعلیمات کے حصہ دوم کے تحت جو اختیارات رکھتے ہیں انھیں اس طرح استعمال کریں کہ مرکزی مدارس، مرکزی یا خاص جماعتوں وغیرہ کے ذریعہ حسب ذیل شرائط کی خاطر خواہ اور موزوں طور پہ تکمیل کریں :-

(۱) ابتدائی مدارس عامہ کے نصاب میں بچوں کی عمر، قابلیت اور ضروریات کے لحاظ سے بتدریج عملی تدریب کا انتظام کریں اور-

(۲) ابتدائی مدارس عامہ میں زیادہ عمر کے یا زیادہ ذہین بچوں کیلئے جن میں ان مدارس کے پندرہ برس سے زیادہ عمر والے بچے بھی شامل ہیں اعلیٰ تدریب کے نصابات کی تنظیم کریں۔

چونکہ دارالسلطنت کے رقبے میں مرکزی مدارس سب سے پہلے قائم ہوے۔ لہذا وہاں انکی ترقی سب میں زیادہ ہوئی ہے جتنی تفصیلات آیندہ بیان کی جائیں گی ان کا اطلاق انھیں مدارس پر ہوگا۔ الا آنکہ کوئی خاص صورت پیش کی جائے۔

مرکزی مدرسے کا جو درجہ ہے اور جس ضرورت کو پورا کرنا اس کا مقصد ہے وہ ثانوی مدارس سے جداگانہ ہے۔ اس کی غرض وغایت یہ ہے کہ آیندہ نصاب تدریب ایسا موزوں اور دانشمندانہ ہو کہ طلباء اپنی آیندہ تعلیم زیادہ خاص تربیت دینے والے ادارہ میں جاری رکھ سکیں۔ اس قسم کی تعلیم ان کی کارکردگی اور ترقی کے لئے بدیں وجہ ضروری ہے کہ وہ آیندہ اپنی روزی کمانے والے کارکن بننے والے ہیں۔ اس کے سوا تدریب کا بیشتر حصہ تمدنی اغراض کی تکمیل کرے گا۔

کہا جاتا ہے کہ تعلیمی وجوہات کی بناء پر نسبتاً کم عمر میں روزگارانہ تدریب نامناسب ہے بارہ برس کی عمر میں طالب علم کا رجحان معلوم کرنا قبل از وقت ہے اور یہ قوم کا اور خود طالب علم کا مفاد بھی اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے عام تعلیم دی جائے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ مدارس، مدارس عامہ ہیں اور بہ حیثیت مجموعی طلباء کی تعلیمی ضروریات کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ اگر مدارس عامہ میں یہ ضروریات پوری نہ کی جائیں تو صاحب استطاعت والدین اپنے بچوں کو خانگی اداروں میں شریک کرا دیتے ہیں یہاں انھیں ان کے حسب خواہش روزگارانہ تدریب ملتی ہے۔ برخلاف اس کے بے استطاعت والدین کے بچے آیندہ زندگی میں نقصان اٹھاتے ہیں۔ آخر الذکر امر اس تمام بحث کی کلید ہے کیونکہ یہی مرکزی مدرسہ کے وجود کی اہم ترین وجہ ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ جو بچے "اعلیٰ تدریب" سے فائدہ اٹھانے کی قابلیت رکھتے ہیں لیکن معمولی قسم کی ثانوی تعلیم کے یا تو قابل نہیں یا اس کی خواہش نہیں رکھتے تا ایسے بچوں کے لئے مواقع پیدا کئے جائیں۔ اس تدریب کی غیر موجودگی میں ان بچوں کو غالباً بغیر کسی

مزید امداد کے اپنے دنیوی پیشے اختیار کرنے پڑتے. جہاں مدرسہ واقع ہے وہاں کی معاشی جد و جہد پر بڑی حد تک کام کے مواقع کا دارومدار ہے یہ حقیقت آہستہ آہستہ تسلیم کی جا رہی ہے کہ مدرسے کا کام جس قدر زیادہ روزمرہ زندگی کی مصروفیتوں اور دلچسپیوں سے متعلق ہوگا اتنا ہی زیادہ اسکی حیثیت حقیقی معنی میں تعلیمی کہلانے کی مستحق ہوگی۔

جن مضامین کی طرف مرکزی مدرسے کا خاص رجحان ہے ان کی تدریب عموماً نصاب مدرسہ کے آخری نصف حصے میں شامل کی جاتی ہے جس طالب علم کی تعلیمی حالت خصوصیت کے ساتھ امید افزا ہو اسے تعلیمی وظیفہ وغیرہ کے ذریعہ ثانوی مدرسے میں منتقل کر دینے میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔ تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ طالب علم کو مرکزی مدرسے میں اعلیٰ تدریب دے کر بعد از اں ثانوی مدرسے میں شریک کر دینے سے اسے اپنی تعلیم میں پیشہ ورانہ معیار حاصل کرنے کے مواقع ملتے ہیں۔ بہرحال یہ ایک ضمنی چیز ہے۔ ان مضامین کی تدریب سے جن کی طرف طلباء کا رجحان ہو حسب ذیل اہم مقاصد حاصل ہوتے ہیں:- (۱) "عملی مضامین" کی تدریب سے تعلیمی مقاصد کا افادہ حاصل ہوا اور (۲) مدرسے کے اندر "عملی مضامین" کے ابتدائی مدارج میں طلباء کی با مہارت تدریب سے انھیں آئندہ زندگی میں ان مضامین میں خاص تدریب پانے کی ترغیب ہوتی ہے۔ تجربہ سے یہ مقاصد موثر ثابت ہوئے ہیں۔

لندن کے مرکزی مدارس کا رجحان یا تو صنعتی تعلیم کی طرف ہے یا تجارتی تعلیم کی طرف۔ اس قسم کے رجحان سے غالباً اکثر شہری مرکزوں کی ضروریات پوری ہو جائیں گی۔ لیکن دیہاتی رقبہ جات کا رجحان قدرتی طور پر یا تو زراعتی مضامین کی طرف ہوگا یا مضامین خانہ داری کی طرف۔ اس طرح پر

دیہی معاشیات کی تدریب کا کچھ نہ کچھ رجحان پیدا ہو جاتا ہے۔ بالعموم لڑکوں کی صنعتی تعلیم کا رجحان ان مضامین کی طرف ہے۔ چوبی یا فلزی دستکاری نقش کشی اور خاکہ سازی، عملی سائنس اور ریاضی، عملی جغرافیہ اور ہر ایسا عملی کام جس کی تدریب منتظمین کی دانست میں ان کے اغراض کے لئے ضروری ہے۔ لڑکیوں کے لئے مضامین خانہ داری، ہمہ اقسام کی سوزن کاری، فنون لطیفہ، اور خاکہ سازی، نمونہ سازی اور ہر ایسا صنعتی کام جو ان کے اغراض کے لئے مفید ہو۔

دار السلطنتی مدارس میں گیارہ اور بارہ سال کے درمیان عمر رکھنے والے ابتدائی مدارس کے طلباء شریک کئے جاتے ہیں۔ مشروط امتحان میں شرکت کے وقت انھیں بالعموم پانچویں یا اس سے اونچے درجے میں تعلیم پانا ضروری ہے (مثال زیر بحث میں یہ امتحان جونیر کونٹی اسکالرشپ اگزامینیشن ہے) لیکن ان طلباء کی شرکت کی رعایت بھی رکھی گئی ہے، جو امتحان میں شریک نہیں ہوئے مگر صدر مدرسین نے ان کی سفارش کی ہے۔ گیارہ برس سے متجاوز عمر کے طلباء بھی شریک کئے جاتے ہیں بشرطیکہ مرکزی مدرسے کے نصاب کے اس حصہ کی ان میں اہلیت ہو جو ان کی عمر کے لحاظ سے مقرر کیا گیا ہے۔ یہ رعایت ان بچوں کے لئے رکھی گئی ہے جو معمول سے زیادہ دیر میں نشو نما پاتے ہیں۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عموماً داخلہ صرف انھیں بچوں کی حد تک جائز رکھا گیا ہے، جو توسیعی نصاب تدریب سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

اس معنی میں دار السلطنتی مدارس بہت زیادہ عمومی ہیں۔ داخلہ کلیتاً بربناء قابلیت ہے۔ کسی قسم کی فیس نہیں لی جاتی۔ ملک کے مختلف حصوں میں مختلف عملدرآمد ہوتا ہے۔ اکثر صورتوں میں دار السلطنت کے رقبے کا طریقہ ہی

مروج ہے لیکن بعض وقت درجہ پنجم سے اوپر کی تمام جماعتیں یک ساتھ مرکزی مدرسے میں منتقل کردی جاتی ہیں۔

بالعموم والدین سے ایک دستخطی اقرارنامہ طلب کیا جاتا ہے کہ مجموعی نصاب ختم ہونے تک وہ اپنے بچوں کو مرکزی مدرسے سے نہیں نکالیں گے۔ ایسے طلباء کو گذر اوقات کے لئے وظایف دئے جاتے ہیں، جن کی قابلیت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ مدرسے میں رکھے جائیں، لیکن جن کی معاشی حالت ایسی نہیں کہ وہ بغیر سرکاری امداد کے تعلیم جاری رکھ سکیں تعلیمی بورڈ نے حسب ذیل شرائط مقرر کئے ہیں :-

(۱) جس میقات میں وظایف دئے جائیں اس میقات کی ابتدا میں بچوں کی عمر چودہ سال سے متجاوز ہو۔

(۲) مدرسے میں تعلیم جاری رکھنے کے لئے انھیں امداد کی ضرورت ہو۔ اس شرط کی تکمیل کے لئے حکام کی طرف سے خاطر خواہ انتظامات کئے جائیں۔

(۳) چودہ سال سے متجاوز بچوں کے لئے مدرسے میں اعلیٰ اور ترقی پذیر تدریب کے انتظامات ہوں۔ اس مقصد کے لئے مدرسے کی مناسب طریقہ پر تنظیم کی جائے۔

(۴) وظیفہ یاب بچوں کے والدین اس بات کا ذمہ لیں کہ وہ جس سال مدرسے میں شریک ہوئے ہیں اس کے اختتام تک مدرسہ ہی میں رہیں گے۔ ۱۹۰۲ء کے قانون تعلیمات کے دفعہ ۲۲ (۲) اور ۱۹۱۸ء کے قانون تعلیمات کے دفعہ ۸ (۵) کے تحت تعلیمی بورڈ کی منظوری ضروری ہے۔

(۵) گزر اوقات کے وظایف کا جاری رہنا، بچوں کی باقاعدہ حاضری، عمدہ شعار اور ترقی پر موقوف رہے گا۔

۳۔ جہاں تک یہ وظائف مذکورۂ بالا شرائط کے تحت عطا کئے گئے ہیں تعلیمی بورڈ اس مد کے مصارف کو ۳۱ مارچ ۱۹۲۵ء تک تسلیم کرے گا۔ بشرطیکہ ان کی مقدار اس رقم سے زیادہ نہ ہو جو حکام نے ۱۹۲۱ء تا ۱۹۲۲ء کے مالیاتی سال میں ابتدائی مدارس عامہ کے بچوں کے وظائف پر صرف کی ہے۔

مرکزی مدرسہ کی جماعت میں چالیس طلباء سے زیادہ کی تعداد نہیں ہونا چاہیے۔ عملی تدریب کے لئے جماعت میں عموماً بیس طلباء سے زیادہ نہ ہوں۔ نصاب کو علی الاعلان اس طرح ترتیب دیا جائے کہ طلباء چار سال میں تعلیم سے فارغ ہو جائیں اور جیسے ہی مدرسہ چھوڑیں صنعتی اور تجارتی دنیا میں داخل ہونے کے لئے ان کے پاس حتی الامکان بہترین ساز و سامان موجود ہو۔ خاص حالات میں نصاب کی توسیع اس سال کے ختم میقات تک ہو سکتی ہے جس میں طالب علم سولہ سال کی عمر کو پہنچتا ہے۔ اس نصاب کے لئے تعلیمی بورڈ کی اجازت ضروری ہے۔

عموماً اساتذہ کی کافی تعداد ہوتی ہے جس کی وجہ سے منتظم ہر جماعت کیلئے ایک استاد مقرر کر سکتا ہے۔ اور بڑے مدارس میں دارالتجارب کے کام کے لئے یا فنون لطیفہ کی تعلیم کے واسطے کم از کم دو اساتذہ متعین ہوتے ہیں۔ چار سو طلباء یا اس سے زیادہ تعداد رکھنے والے مدارس میں مضامین خانہ داری یا دستکاری سکھانے والے مدرسین اکثر مستقل اساتذہ ہوتے ہیں خصوصاً جہاں ان میں کسی نہ کسی متعلقہ مضمون جیسے سوزن کاری یا خانہ داری یا جیسے اقلیدس یا ریاضی پڑھانے کی قابلیت موجود ہو۔ اس سے مدرسہ کو صریح فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ اس طریقہ سے مذکورۂ بالا عملی مضامین مدرسے کے مجموعی نصاب میں داخل ہو جاتے ہیں اور اس علیحدگی کا شائبہ

باقی نہیں رہتا جو اس تدریب کی بڑی خرابی ہے۔ حقیقت کو ظاہری نمائش پر قربان کئے بغیر نصاب تعلیم کی وحدت کو حتی الامکان برقرار رکھنا ضروری ہے۔ موثر تطابق بے حد مفید ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ نصاب میں جو چیز موثر نظر آتی ہے بہت ممکن ہے کہ وہ عملاً موثر نہو مرکزی مدارس کی تنظیم کے مسئلہ کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کہ معمولی مضامین کے ساتھ خاص کام کی اس طرح آمیزش ہو کہ جس کا نتیجہ مجموعی توازن کی صورت میں ظاہر ہو۔ تعلیم میں اتنی وسعت ہو کہ طالب علم اپنے آپ کو کسی صنعتی یا تجارتی پیشے کے قابل بنا سکے۔ ممکن ہو تو ایک جدید زبان بھی شریک کر لی جائے۔ کیوں کہ غیر زبان کی تعلیم سے جو تربیت حاصل ہوتی ہے وہ کسی اور طریقے سے حاصل نہیں ہوتی۔ مزید براں خود اپنی مادری زبان پر زیادہ قابو پیدا ہو جاتا ہے۔ نیز اگر وہ چاہے تو ذہین طالب علم مختلف پیشہ ورانہ جماعتوں کے تحت جو ابتدائی امتحانات مقرر کئے جاتے ہیں ان میں شرکت کر سکتا ہے۔ بسا اوقات خاص معلومات سے زیادہ ابتدائی تربیت کی کمی کسی لڑکے کو اپنی قابلیتوں اور مواقع سے پورا فائدہ اٹھانے نہیں دیتی۔ انگریزی کی عمدہ تربیت بے حد اہم ہے۔ فنون لطیفہ موسیقی اور ادب جیسے جمالی مضامین کے ساتھ ساتھ تاریخ اور جغرافیہ بھی خاطر خواہ توجہ کے محتاج ہیں۔ اکثر حکام مذہبی یا اخلاقی تدریب کے لئے کچھ وقت لازمی گردانتے ہیں۔ لہذا ظاہر ہے کہ منتظم کا کام آسان نہیں ہے۔ اساتذہ کافی ہوں اور عمارات موزوں رہیں تو اس مسئلہ کا حل اتنا دشوار نہیں۔ لیکن بہر حال بچے کا ذہن اہم ترین عنصر ہے۔ سوال یہ ہے کہ کثرت مضامین کے باوجود ترقی پذیر ذہانت کو کس طرح الجھیڑوں سے بچایا جائے؟ کیا ایسی حالت میں طالب علم کے ذہن کو بے ترتیب

غیر معین اور بے کار معلومات کے ذخیرہ سے بھر دینے کا اندیشہ نہیں ہے؟
نصاب کے توازن پر خاص توجہ کے بغیر یہ خطرہ دور نہیں ہو سکتا جہاں ممکن ہو
حاصل شدہ معلومات میں وحدت پیدا کرنے کی غرض سے نصابات میں تطابق
پیدا کیا جائے ان رقبہ جات کے سوا جہاں خاص قسم کی صنعتی تربیت کی
مانگ ہے، مثلاً جن کے ہمسایہ میں انجنیرنگ کے کارخانے ہیں یا تجارتی
رقبہ جات ہیں، بقیہ اور مقامات پر چار سالہ نصاب میں عموماً پہلے دو سال تک
خاص تعلیم نہیں دیجاتی اور تیسرے سال بھی بہت کم دیجاتی ہے لیکن یہ یاد
رکھنا چاہئے کہ مرکزی مدرسے کو کسی معنی میں "تجارتی مدرسہ" نہیں کہا جا سکتا
زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا ہے کہ اس مدرسے میں تعلیمی اغراض کیلئے "عملی تدریب"
کے مضامین سے فائدہ اٹھا کر تدریب کی ٹھوس بنیادیں رکھی جاتی ہیں۔

عام طور پر ہر استاد جماعت نصاب کے کسی نہ کسی مضمون یا مضامین
میں اختصاصی معلومات رکھتا ہے۔ خاص مضامین جیسے دستی صنعتیں،
مضامین خانہ داری، علوم اور فنون کے اساتذہ کے علاوہ تکمیلی مضامین
کی اختصاصی تدریس کا بھی قاعدہ ہے۔ نیز اکثر مدارس میں اساتذہ مجموعہ قوانین
کی جدولی فہرست (۱)، الف اور (ح) کے تحت تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔
اس طرح پر چار سو طلباء کے مدرسہ میں اختصاصی تدریس کے لئے دس
اساتذہ جماعت ہوں گے۔ اور غالباً سائینس دستی صنعتیں اور (یا) سوزن کاری
اور مضامین خانہ داری کے لئے مزید اختصاصی اساتذہ مقرر کئے جائینگے۔
ان اختصاصی اساتذہ کی وجہ سے منتظم ہر استاد کو اس طرح کام تقسیم کر سکتا ہے
کہ اسے جب کبھی ممکن ہو مشقی کتابوں کی تصحیح اور کام کی تیاری کے لئے روزانہ
فرصت کا ایک گھنٹہ مل سکے۔

بعض رقبہ جات میں علیحدہ مرکزی مدارس کی بجائے بعض منتخبہ مدارس میں مرکزی جماعتیں قائم کیجاتی ہیں۔ اس طریقہ میں علیحدہ مرکزی مدرسہ کی خوبیاں تو شاذونادر ہی پائی جاتی ہیں لیکن اس کے تمام نقصانات اس میں پائے جاتے ہیں جن مدارس میں اتنک تعلیم ہوئی ہے اگر وہاں سے منتخبہ طلباء کو منتقل کرنا ہے تو انھیں باقاعدہ تنظیم یافتہ مدرسہ کی اجتماعی مصروفیت اور اسپرٹ کے تمام فوائد حاصل ہونا چاہئیں۔ صرف اسی طرح صحیح معنی میں تعلیم کا تکملہ ہو سکتا ہے۔ جہاں تک مرکزی جماعتیں مدرسہ ہی کا جز ہیں ان پر یہ اعتراض عائد نہیں ہوتا۔ بہر حال عام انتظام یہ ہے کہ جماعتیں کسی ایسے مدرسہ میں قائم کیجاتی ہیں جو ان کیلئے "معتدبہ تعداد" فراہم کرتا ہے اور دیگر مدارس سے صرف چند منتخبہ طلباء منتقل کئے جاتے ہیں۔ ایسے حالات میں "عملی" پہلو کو بیجا اہمیت دئے بغیر موثر اختصاصی تدریس کی بنیاد پر کوئی ایک حقیقی منظم نصاب قایم کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ مثلاً چودہ برس یا اس کے مماثل عمر میں تجارتی مضامین کی تعلیم شروع کرنا نامناسب ہے۔ اس عمر تک مدرسہ کی تمام زندگی عام تعلیمی مضامین میں حتی الامکان زیادہ سے زیادہ مہارت حاصل کرنے میں صرف ہونا چاہئے۔ ناکافی عام تربیت پر خاص تعلیم کی بنیاد رکھنا نہ تو فائدہ مند ہے اور نہ تعلیمی نقطہ نظر سے درست ہے۔ مزید براں ان حالات میں اتنے اساتذہ نہیں ہوتے کہ منتظم مختلف مضامین نصاب میں اختصاصی تدریب کا انتظام کر سکے۔ لہٰذا "مرکزی" جماعتوں کا طریقہ عام معنی میں بعض مدارس کی اونچی جماعتوں کے نصاب کی توسیع کا مترادف ہے۔ یہ طریقہ "مرکزی مدارس" کے طریقہ سے بالکل مختلف ہے جہاں منتخبہ طلباء ایک علیحدہ ادارے میں منتقل کئے جاتے ہیں جسکی عمارات موزوں جسکے اساتذہ کافی تعداد میں اور جس کا اپنا اجتماعی وجود ہوتا ہے۔

مرکزی مدارس میں جن نظام الاوقات پر عملدرآمد ہوتا ہے ان کے تجزئے سے وہاں کی تعلیم کا منشاء اور "رجحان" مضامین پر جو وقت صرف کیا جاتا ہے اس کا تناسب معلوم ہو سکتا ہے

مرکزی مدرسہ اناث (تجارتی رجحان)
تجزیہ نظام الاوقات

مضمون	۱ ساعت	۲ ساعت	۳ ساعت	۴ ساعت	۵ ساعت
انگریزی	۳	۳	۳½	۴	۴
ریاضی	۴ {۳،۲۰ / ۱،۴۰}	۴	۴	۴،۲۰	۴،۳۰
فنون لطیفہ	۲	۲	۱،۲۰	۱،۲۰	۲ [۱]
جغرافیہ	۱،۳۰	۱،۳۰	۱،۳۰	۱،۳۰	۱،۳۰
تاریخ	۱،۲۰	۱،۲۰	۱،۲۰	۱،۲۰	۱،۳۰
سائنس	۲	۲	،۵۰	-	۲ [۲]
موسیقی	،۳۰	،۳۰	۱	۱	۱
جسمانی ورزشیں	۱	۱	۱	۱	۱
فرانسیسی	۴	۴	۴	۴	۴،۱۰
مختصر نویسی [۲]	-	—	۱،۳۰	۲،۳۰	۲
حساب کتاب [۲]	-	-	۱	۱	۱،۲۰
بیوپاری تربیت	-	-	۱،۳۰	۱	-
سوزن کاری	۱،۲۰	۱،۲۰	۱،۲۰	فنون لطیفہ کے ساتھ	فنون لطیفہ کے ساتھ
مضامین خانہ داری	۲،۲۰	۲،۲۰	•	•	•
الہامی کتب	۲،۳۰	۲،۳۰	۲،۳۰	۲،۳۰	۲،۳۰
تفریح	۱،۳۰	۱،۳۰	۱،۳۰	۱،۳۰	۱،۳۰
جملہ گھنٹے	۲۷،۳۰	۲۷،۳۰	۲۷،۳۰	۲۷،۳۰	۲۷،۳۰

[۱] تجارتی مضامین نہ لینے والی لڑکیوں کے لئے فنون لطیفہ اور سائنس کا باہمی تبادلہ کیا جا سکتا ہے ورنہ بجائے سائنس کے پانچویں جماعت کے لئے فنون لطیفہ کے دو گھنٹے رہیں گے۔

[۲] سال دوم کے بعد تجارتی مضامین لینے والوں کے لئے سائنس اختیاری مضمون رہے گا

مرکزی مدرسہ اناث (تجارتی رجحان) نظام الاوقات کا تجزیہ

مضمون	سابق ۱	۱	۲	۳	۴	۵
	ساعت	ساعت	ساعت	ساعت	ساعت	ساعت
انگریزی اور انگریزی ادب	۲،۳۰	۳،۳۰	۲،۴۰	۴،۳۰	۴	۳،۲۰
حساب	۴	۳	۳،۵۰	۳،۴۰	۳،۳۰	۳،۵۰
نقش کشی	-	۱،۵۰	۱،۵۰	۱،۵۰	۱،۵۰	۱،۵۰
جغرافیہ	۲،۱۰	۱،۲۰	۱،۲۰	۱،۲۰	۱،۳۰	۱،۳۰
تاریخ	۲	۱،۲۰	۱	۱،۲۰	۱،۲۰	۱،۳۰
گانا	-	،۳۰	،۳۰	۱	،۵۰	۱
خط صحت اور عام سائنس	-	۱،۱۵	۱،۱۵	۱،۱۵	۱،۱۵	۱،۱۵
جسمانی تربیت	۱	۱	۱	۱	۱	۱
فرانسیسی	۴	۴	۴	۴	۴	۴
مختصر نویسی اور بیوپاری تربیت	۳،۴۰	۳،۳۰	۱،۳۰	-	-	-
حساب کتاب	۱	۱	۱	-	-	-
خانگی مطالعہ	۲،۱۰	-	-	-	،۲۰	-
مضامین خانہ داری	-	-	۲،۳۰	۲،۳۰	۳	۳
مذہبی تدریب	۲،۳۰	۲،۳۰	۲،۴۰	۲،۳۰	۲	۲
سوزن کاری	-	۱،۵	۱،۵	۱،۵	۱،۵	۱،۴۵
تفریح	۱،۴۰	۱،۴۰	۱،۳۰	۱،۳۰	۱،۳۰	۱،۳۰
جملہ	۲۷،۳۰	۲۷،۳۰	۲۷،۴۰	۲۷،۳۰	۲۷،۳۰	۲۷،۳۰

اس مدرسہ میں ہر سال چالیس لڑکوں کی جماعت داخل ہوتی ہے۔

سابق I اور II چار یا پانچ سالہ لڑکیوں کی جماعتیں ہیں۔

مخلوط مرکزی مدرسہ کا نظام الاوقات

(تجارتی اور صنعتی رجحان)

جماعتوں کی تنظیم متوازی۔ یعنی ذکور و اناث کی علیحدہ علیحدہ جماعتیں

ذکور تجارتی اور صنعتی								
مضمون	سال اول	سال دوم	سال سوم تجارت	سال چہارم تجارت	سال پنجم تجارت	سال سوم صنعت	سال چہارم صنعت	سال پنجم صنعت
	س۔م	س۔م	س۔م	س۔م	س۔م	س۔م	س۔م	س۔م
مذہبی تدریب	۲،۲۰	۲،۲۰	۲،۲۰	۲،۲۰	۲،۲۰	۲،۲۰	۲،۲۰	۲،۲۰
انگریزی	۳،۲۰	۳،۲۰	۳،۳۰	۳،۵	۴	۳،۳۰	۳،۵	۲،۳۰
تاریخ	۱،۲۰	۱،۲۰	۱،۱۰	۱،۱۵	۱،۵۰	۱،۱۰	۱،۱۵	۱،۱۰
جغرافیہ	۱،۳۰	۱،۳۰	۱،۱۵	۱،۱۵	۱،۲۰	۱،۱۵	۱،۱۵	۱،۱۰
ریاضی	۳،۵۰	۳،۵۰	۳،۵۵	۴	۳،۱۰	۳،۵۵	۴	۳،۱۰
فرانسیسی	۴	۴	۴	۴،۲۰	۴	۴	۴	۴
سائینس	۲،۳۰	۲،۳۰	۱،۲۵	۱،۵۰	۱،۱۰	۲،۴۵	۲،۴۵	۳،۴۰
نقش کشی وغیرہ	۲،۲۰	۲،۲۰	۱،۵	۰	۰	۱،۵	۱،۵	۱،۴۰
گانا	۵۰	۵۰	—	—	—	—	—	—
باقاعدہ گیمیں اور جسمانی ورزشیں	۱،۳۰	۲،۳۰	۱،۳۰	۱،۵۰	۱،۵۰	۱،۳۰	۱،۵۰	۱،۵۰
پیراکی		—	—	—	—	—	—	—
تفریح	۱،۴۰	۱،۴۰	۱،۴۰	۱،۴۰	۱،۴۰	۱،۴۰	۱،۴۰	۱،۴۰
دستی صنعتیں	۲،۲۰	۲،۲۰	۲،۱۰	—	—	۴،۲۰	۴،۲۰	۴،۲۰
تجارتی مضامین	—	—	۳،۳۰	۵،۴۰	۶،۱۰	—	—	—
	۲۷،۳۰	۲۷،۳۰	۲۷،۳۰	۲۷،۳۰	۲۷،۳۰	۲۷،۳۰	۲۷،۳۰	۲۷،۳۰

اناث۔ تجارتی اور صنعتی

مذہبی تدریب	۲،۳۵	۲،۳۵	۲،۳۵	۲،۳۵	۲،۳۵	۲،۳۵	۲،۳۵
انگریزی	۳،۳۰	۳،۲۰	۲،۳۰	۲،۴۰	۳	۲،۳۰	۲،۴۰
تاریخ	۱،۳۰	۱،۳۰	۱،۱۰	۱،۲۰	۱،۲۵	۱،۱۰	۱،۲۰
جغرافیہ	۱،۲۰	۱،۲۰	۱،۱۰	۱،۲۰	۱،۳۰	۱،۱۰	۱،۲۰
ریاضی	۳،۳۰	۳،۳۰	۳	۲،۴۵	۲،۳۰	۳	۲،۴۵
فرانسیسی	۴	۴	۴	۴	۴	۴	۴
سائنس	۲،۳۰	۲،۳۰	۱،۲۰	۱	—	۱،۲۰	۱
فنون لطیفہ اور خاکہ سازی	۱،۵	۱،۵	۱،۵	۱،۱۵	۱،۱۰	۱،۵	۲
گانا	،۴۰	،۴۰	،۴۰	۱،۱۰	۱،۱۰	،۴۰	۱،۱۰
باقاعدہ گیمیں حسابی ورزشیں پریڈ کی	۱،۵۰	۱،۵۰	۱،۵۰	۲	۱،۲۰	۱،۵۰	۲
تفریح	۱،۴۰	۱،۴۰	۱،۴۰	۱،۴۰	۱،۴۰	۱،۴۰	۱،۴۰
مضامین خانہ داری	۲،۲۰	۲،۲۰	۲،۱۵	۰	۰	۳،۲۰	۵،۰
سوزن کاری	۱،۱۰	۱،۱۰	۰	۰	۰	۳،۰	—
تجارتی مضامین	۰	۰	۴،۱۵	۵،۴۵	۷،۲۰	۰	۰
	۲۷،۳۰	۲۷،۳۰	۲۷،۳۰	۲۷،۳۰	۲۷،۳۰	۲۷،۳۰	۲۷،۳۰

مخلوط مرکزی مدرسہ کے نظام الاوقات کا تجزیہ
(صنعتی رجحان)

		الہامی کتب	تشریح	انگریزی	ریاضی	جغرافیہ	تاریخ	ڈرل	دستکاری کی ہیئت	انتظام خانہ داری	سوزن کاری	فنون لطیفہ	موسیقی	سائنس	اختیاری	جملہ وقت منٹوں کے حساب سے
سال اول	ذکور	۱۵۰	۱۰۰	۲۹۰	۴۷۰	۸۰	۸۰	٦۰	۱۴۰	۰	-	۸۰	٦۰	۱۱۰	۳۰	۱٦۵۰
	اناث	۱۵۰	۱۰۰	۲۹۰	۳۳۰	۹۰	۸۰	٦۰	-	۱۴۰	۱۳۰	۸۰	٦۰	۱۱۰	۳۰	۱٦۵۰
سال دوم	ذکور	۱۵۰	۱۰۰	۳۲۰	۴٦۰	۹۰	۸۰	٦۰	۱۴۰	-	-	۸۰	٦۰	۱۱۰		۱٦۵۰
	اناث	۱۵۰	۱۰۰	۲٦۰	۳۴۰	۹۰	۹۰	٦۰	-	۱۴۰	۱۷۰	۸۰	٦۰	۱۱۰		۱٦۵۰
سال سوم	ذکور	۱۵۰	۱۰۰	۲۵۰	۴۱۰	۹۰	۸۰	٦۰	۳۰۰	۰	۰	۱۱۰	٦۰	۱۱۰	۳۰	۱٦۵۰
	اناث	۱۲۰	۱۰۰	۲۲۰	۳۰۰	۹۰	۸۰	٦۰	۰	۱۷۰	۲۰۰	۱۲۰	۵۰	۱۱۰	۳۰	۱٦۵۰
سال چہارم	ذکور	۱۵۰	۱۰۰	۲۴۰	۳۵۰	۱۰۰	۹۰	٦۰	۲۲۰	۰	۰	۱۴۰	۳۰	۱۴۰	۳۰	۱٦۵۰
	اناث	۱۵۰	۱۰۰	۲۲۰	۲۵۰	۱۰۰	۹۰	٦۰	۰	۱۴۰	۲۳۰	۱۲۰	۵۰	۱۱۰	۳۰	۱٦۵۰

مرکزی مدرسہ مذکور کے نظام الاوقات کا تجزیہ

(دوگونہ رجحان) پانچ سالہ نصاب

مضمون	تجارت منٹ ۵	تجارت منٹ ۴	تجارت منٹ ۳	تجارت علیحدہ منٹ ۳	تجارت منٹ ۲	تجارت علیحدہ منٹ ۳	تجارت منٹ ۱	صنعیات منٹ ۵	صنعیات منٹ ۴	صنعیات منٹ ۳	صنعیات منٹ ۲	صنعیات منٹ ۱
الہامی کتب	۷۰	۷۰	۷۰	۷۰	۷۰	۷۰	۷۰	۷۰	۷۰	۷۰	۷۰	۷۰
مختصر نویسی	۷۰	۱۴۰	۱۲۵	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
حساب کتاب	۰	۱۳۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
تاریخ	۶۰	۶۰	۷۰	۷۰	۷۰	۶۰	۶۰	۶۰	۶۰	۷۰	۶۵	۶۰
جغرافیہ	۷۰	۶۰	۷۰	۷۰	۷۰	۶۰	۷۰	۷۰	۷۰	۶۰	۷۰	۶۰
فرانسیسی	۱۹۰	۲۲۵	۲۲۵	۲۵۰	۲۴۵	۳۲۵	۲۶۰	۰	۰	۰	۰	۰
ہسپانوی	۱۳۰	۶۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
انگریزی	۲۵۰	۱۶۵	۱۹۵	۲۴۰	۲۹۵	۲۲۵	۲۳۵	۱۲۰	۱۸۰	۲۷۰	۳۲۵	۴۲۰
مباحثہ	۷۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۷۰	۰	۰	۰
جسمانی تعلیم	۶۰	۶۰	۶۰	۶۵	۶۰	۷۰	۷۰	۶۰	۶۰	۶۰	۷۰	۷۰
تشریح	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
فنون لطیفہ	۹۵	۱۴۰	۱۲۰	۱۲۰	۱۲۰	۱۳۵	۱۲۵	۹۵	۱۴۰	۱۴۰	۱۲۰	۱۲۵
فنون لطیفہ کی عملی تعلیم	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۴۰	۰	۰	۰	۰
سائنس	۱۴۰	۰	۱۲۰	۱۴۰	۱۲۰	۱۲۰	۱۲۰	۱۴۰	۱۴۰	۱۴۰	۱۲۰	۱۳۵
ریاضی	۲۷۰	۲۴۵	۲۶۰	۳۱۰	۲۸۵	۲۹۵	۲۹۰	۲۲۵	۲۸۵	۳۵۵	۲۹۵	۲۵۵
چوبی کام	۰	۱۲۰	۱۴۰	۱۴۰	۱۴۰	۱۳۰	۱۲۰	۰	۱۴۰	۷۰	۱۲۰	۱۲۰
فلزی کام	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۳۷۵	۱۴۰	۱۲۰	۱۲۰	۷۰
میکانی نقش کشی	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۲۰	۱۲۰	۱۲۰	۷۰	۶۰

یادداشت۔ تجارتی نصاب کے چوتھے اور پانچویں سال دو غیر زبانیں سیکھی جاتی ہیں۔
صنعتی نصاب کے ساتھ کوئی غیر زبان نہیں لیجاتی۔

یہ مدرسہ اچھے رقبہ میں واقع ہے اور اس کی روایات اعلیٰ ہیں۔

پرشیا کے ایک اعلیٰ ابتدائی مدرسہ (نوکور) کا نظام الاوقات لہ

مضامین تدریس	ہفتہ واری گھنٹوں کی تعداد					
	(سب سے اونچی جماعتیں)			(سب سے نیچی جماعتیں)		
	۱	۲	۳	۴	۵	۶
مذہب	۲	۲	۲	۳	۳	۳
جرمن معہ قرات اور لکھائی	۴	۶	۸	۱۲	۱۲	۱۲
حساب	۳	۳	۳	۵	۵	۵
مبادی اقلیدس	۳	۲	۲	۰	۰	۰
علم فطرت	۲	۲	۲	۰	۰	۰
طبعیات (کیمیا)	۳	۲	۰	۰	۰	۰
جغرافیہ	۲	۲	۲	۲	۰	۰
تاریخ	۲	۲	۲	۰	۰	۰
فرانسیسی (یا انگریزی)	۵	۵	۵	۰	۰	۰
نقش کشی	۲	۲	۲	۲	۰	۰
گانا	۲	۲	۲	۲	۲	۲
جمناسٹک	۲	۲	۲	۲	۲	۲
جملہ	۳۲	۳۲	۳۲	۲۸	۲۴	۲۴

جرمنی کے اعلیٰ تحتانیہ مدارس اس ملک (انگلستان) کے بعض اعلیٰ درجے کے جیسے ہیں (اس سے ہماری مراد اعلیٰ ابتدائی نہیں ہے) کیونکہ انکی چھوٹی جماعتیں معمولی تحتانیہ مدرسے کی چھوٹی جماعتوں سے مطابقت رکھتی ہیں لیکن فرانس میں اعلیٰ تحتانیہ مدرسے[۵۲] انگلستان کے

لہ ملاحظہ ہو ہسٹری اینڈ آرگنیزیشن و پبلک ایجوکیشن ان دی جرمن امپائر مصنفہ ڈاکٹر لکسیس

۵۲ - ملاحظہ ہو خاص روئیداد یں جلد ۷

فیس ادا کرتے ہیں اور ان کی حاضری نو آموزی کا ایک نہایت ہی اہم جزو خیال کی جاتی ہے۔ ایک بڑے صنعتی مرکز میں مقامی حکام تعلیمات نے نو آموزوں کے لئے انجینیرنگ۔ نل کاری۔ رنگ سازی اور آرائشی کام کے روزینہ نصابات کا انتظام کیا ہے۔ یہ مختلف نصابات دو یا دو سال سے زیادہ میں ختم ہوتے ہیں۔ تمام سال میں روزانہ ایک پورے دن کی حاضری ضروری ہے۔[1]

ان صنعتی اداروں میں ان لوگوں کے لئے بھی روزینہ جماعتیں موجود ہیں جو نو آموزی کی ذمہ داریوں کو اپنے سر لینے سے قبل اس کاروبار یا صنعتی پیشے سے متعلق، جسے وہ اختیار کرنے والے ہیں، اختصاصی تدریب کا نصاب سیکھنا چاہتے ہیں۔

ان اداروں میں دو یا دو سے زیادہ سال کے نصابات کی باقاعدہ تدریب کے لئے روزینہ جماعتوں کا انتظام کیا جاتا ہے۔ ان نصابات کا مقصد نوجوانوں کو ملک کی تجارت۔ صنعت اور مختلف کاروبار انجام دینے کے قابل بنانا ہے، نیز خاص خاص صنعتوں سے متعلق سائینس کی اختصاصی تدریب کے اعلیٰ نصابات بھی سکھائے جاتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ دن کے وقت فن کی اعلیٰ تدریب کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔ اس کیلئے ایسے حالات پیدا کئے جاتے ہیں جن میں طلباء کو صنعتوں میں اپنی فنی معلومات استعمال کرنے کی غرض سے ضروری نصابات تدریب سیکھنے کا موقع ملے[2]

---

[1] ملاحظہ ہو تعلیمی بورڈ کی رویداد مورخہ ۱۹۰۸ء تا ۱۹۰۹ء

[2] یہ معلوم ہو جائیگا کہ کس طرح یہ متفرق کوششیں روزینہ تسلسلی مدارس کے ہمہ گیر نظام میں ضم کیجا سکتی ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اکثر رقبہ جات نے بطور خود اسے اختیار کر لیا ہے۔

(۲) مدارس شبینہ۔ مختلف مقامات کے مختلف حالات کے لحاظ سے لازمی طور پر ان کی نوعیت میں اختلاف نظر آئے گا۔ آبادی کے بڑے مرکزوں میں مدارس شبینہ کی حسب ذیل طریق پر ایک سرسری تقسیم کی جا سکتی ہے:۔

۱۔ معمولی مدارس جو ہفتے میں تین یا چار دفعہ شام میں ساڑھے سات سے ساڑھے نو تک کھلے رہتے ہیں۔ غیر روزگارانہ قسم۔

۲۔ صنعتی اور تجارتی مدارس:۔ (الف) چھوٹے صنعتی (صنعتی اداروں وغیرہ کے لئے طلبا مہیا کرنے والے) (ب) چھوٹے تجارتی (ج) بڑے تجارتی

۳۔ صنعتی ادارے:۔ اور کثیر حرفتی ادارے۔

۴۔ فنی مدارس۔

سرکاری امداد حاصل کرنے کی ایک لازمی شرط یہ ہے کہ یہ مدارس تعلیمی بورڈ کے قواعد متعلقہ صنعتی مدارس، فنی مدارس اور مزید تعلیم کے بارے میں دیگر شرائط کی پابندی کریں۔ ان شرائط کا مفہوم عمداً کسی قدر وسیع رکھا گیا ہے تاکہ مقامی حکام اپنے اپنے رقبہ کی صنعتی ضروریات اور معاشی حالات کے مطابق جماعتیں قائم کر سکیں۔

چودہ سال سے کم عمر کے طلبا، یا وہ طلبا جو بورڈ کے دیگر قواعد کے تحت امداد حاصل کر رہے ہیں، مزید امداد کے مستحق نہیں ہو سکتے۔

معمولی۔ شبینہ مدارس کی تنظیم عموماً مضامین تدریب پر مبنی ہوتی ہے۔ ہر جماعت گویا کہ بذات خود ایک چھوٹا سا مدرسہ ہے۔ نصابات تدریب میں یا تو زیادہ تر عام تعلیم کی ترقی کا رجحان ہوتا ہے۔ یا انھیں خالص روزگاری مقاصد کے لئے محدود کر دیا جاتا ہے۔ بالعموم ان کے میقات سات یا آٹھ مہینے کی مدت کے ہوتے ہیں۔ یہ طریق کار ایک حد تک مفید ہے لیکن

چونکہ ان میں وہ مسلسل ذوق نہیں پایا جاتا۔ جو ایک وسیع اور باقاعدہ نظام تعلیم کا خاصہ ہے۔ لہذا بہتیری قوتیں ضائع جاتی ہیں۔ اس لئے دو یا چار سال میں ختم ہونے والے باقاعدہ نصابات رفتہ رفتہ مدرسہ شبینہ کی تنظیم کی اہم ترین خصوصیات میں داخل ہو رہے ہیں۔ ایک مضمون واری طریقہ اب قابل عمل نہیں رہا۔ اس کی جگہ باقاعدہ نصاب کو لینا چاہیئے جسے موجودہ زمانہ میں مدارس شبینہ کی تقسیم کا جزو واحد تصور کیا جا سکتا ہے۔

تجارتی مدارس کے نام سے مضامین تدریب کی نوعیت ظاہر ہے۔ ان کا مقصد طلباء کو تجارتی زندگی کے لئے تیار کرنا یا جو پہلے سے اس پیشے میں ہیں۔ ان کو زیادہ کارآمد بنانا ہے۔ بڑے شہری مرکزوں کے اندر ان مدارس میں مختلف اقسام تجارت، مثلاً محاسبی، بنک کا کاروبار، دفتروں اور شراکتوں کا کام، غیر زبانوں اور طریقوں وغیرہ کی تدریب کے مواقع بہم پہنچائے جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ مدرسے، مختلف اقسام انجنیرنگ کی اعلیٰ تعلیم کے لئے جو صنعتی ادارے قائم کئے گئے ہیں، ان کے مماثل ہیں۔

برخلاف اس کے صنعتی ادارے اور فنی مدارس بالعموم کاروباری جماعتوں اور صنعتوں سے متعلق فنی تربیت کے لئے مخصوص ہیں۔ اکثر صنعتی اداروں کے نصاب میں ایسے مضامین داخل ہیں جو تجارتی مدرسوں میں سکھائے جاتے ہیں۔ نیز سائینس اور فنون کے مدرسوں میں جو مضامین سکھائے جاتے ہیں ان کا اعلیٰ نصاب بھی ان کی تعلیم میں شریک ہے۔

یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں کہ چسٹر کی مسرز برونر، مونڈ اینڈ کمپنی نے ایک قاعدہ بنا لیا ہے کہ کسی لڑکے کو اس وقت تک ملازم نہ رکھیں جب تک وہ چھٹے درجہ کا امتحان نہ کامیاب کرے اور ۱۹ برس کی عمر تک

مدرسۂ شبینہ کی حاضری کا وعدہ نہ کرے۔ اس کارخانہ کے عزم کا اطراف و اکناف کے لڑکوں پر اچھا اثر پڑا ہے اور وہ شبینہ تعلیم کی طرف توجہ کرنے لگے ہیں۔

ظاہر ہے کہ ہر رقبے میں مختلف شبینہ اداروں کے درمیان مکمل تعلق اور صریح تطابق ہونا چاہیئے نیز ہر حصہ قوم کے تعلیمی ضروریات کو پورا کرنا بھی ضروری ہے۔

روزینہ اور شبینہ مدارس میں اتصال پیدا کرنیکے چند ذرائع

(۱) روزینہ اور شبینہ مدارس میں اتصال پیدا کرنے کے لئے سب سے اول روزینہ مدرسے کے صدر مدرس کا موثر طریقہ سے اشتراک عمل حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس افسر کو چاہیئے کہ طلباء کی شبینہ جماعتوں میں فوری منتقلی کی ایک حد تک اخلاقی ذمہ داری لے۔

۲۔ روزینہ مدارس میں پڑھنے والے بچوں کو معمولی شبینہ مدارس میں حاضری کی اجازت دینا چاہیئے۔ بشرطیکہ وہ مدارس شبینہ کھلنے کے قبل ۳۱/جولائی تک ۱۴برس کی عمر کو پہنچ گئے ہوں' یا باوجود روزینہ مدرسہ میں شریک رہنے کے وہاں کی حاضری سے بری کردیئے گئے ہوں ان کے داخلہ کے حسب ذیل شرائط ہیں۔

(الف) انھیں بلا فیس داخل کیا جائے۔

(ب) صدر مدرس بچے کو مدرسہ شبینہ میں پڑھنے کی اجازت دے۔

(ج) حاضری کی مدت بالعموم شام کے وقت ہفتے میں دو مرتبہ سے زیادہ نہ ہو۔

(۳) جو طلبا قانوناً روزینہ مدرسہ کی حاضری سے بری ہوں وہ اپنے

صدر مدرس کی سفارش پر مدرسہ شبینہ میں بلا فیس شریک کئے جائیں۔ بشرطیکہ وہ روزینہ مدرسہ چھوڑنے کے ایک مہینہ کے اندر جلد سے جلد مدرسۂ شبینہ میں شریک ہوں۔

۴۔ جو بچے ثانوی یا مرکزی مدرسہ سے صداقت نامۂ ترک مدرسہ حاصل کرلیں اور جن کے بارے میں صدر مدرس صاحبان سفارش کریں کہ وہ تجارتی یا صنعتی مرکز کی تعلیم سے استفادہ کر سکتے ہیں، انھیں اس مرکز میں بلا ادائی فیس شریک کرلیا جائے۔ بشرطیکہ وہ مدرسہ چھوڑنے کے ایک مہینے کے اندر جلد سے جلد داخلہ کی درخواست کریں۔

۵۔ روزینہ مدرسہ سے متعلق جو قدیم طلباء کی انجمنیں، قشون، اخبارات مدرسے وغیرہ ہوں ان سے اشتراک عمل کیا جائے۔

۶۔ روزینہ مدرسہ کی بڑی جماعت کے کمرے یا ازج یا تالار میں ایک تختے پر اطراف واکناف کے شبینہ مدرسوں کی ایک فہرست لگا دیجائے جسمیں وہاں کے عام مضامین تدریب اور شرائط داخلہ کا تذکرہ ہو۔

۷۔ صدر مدرس اور اساتذہ ہر مناسب موقع سے فائدہ اٹھاکر طلباء کی توجہ مدارس شبینہ کی طرف مبذول کرائیں۔

۸۔ مدارس شبینہ پر ایک چھوٹا پمفلٹ، جسمیں مدلل طریقے پر لڑکے اور لڑکیوں کو تسلسل تعلیم کی ترغیب دیجائے، بہت ہی مفید ہوگا۔ مثالوں کے ذریعہ سے انہیں واقف کرانا چاہیئے کہ کس طرح شام کے وقت تعلیم جاری رکھکر مرد و زن اپنے ملک میں باثر شخصیتیں بن گئے ہیں۔ یہ رسالہ روزینہ مدرسہ کے آخری سال کی ابتداء میں طلباء میں تقسیم کرنا چاہیئے۔[1]

---

[1] لندن کونٹی کونسل کی مالعبد نگہبان کمیٹیوں کا فرض ہے کہ طلباء کو موزوں مدارس شبینہ میں شرکت کرنیکی ترغیب دلائیں۔

۹۔ جہاں تک ممکن ہو طلباء کو اس مدرسۂ شبینہ میں شریک ہونے کی ترغیب دینا چاہیئے جو ان کے روزینہ مدرسے سے متعلق ہے۔

۱۰۔ مدارس روزینہ کے طلبا، اپنے آخری سال میں کبھی کبھی مدرسۂ شبینہ میں دلچسپ مضامین پر فانوسی اور دیگر اقسام درس کے لیئے مدعو کئے جائیں۔

۱۱۔ مدرسہ روزینہ کے جلسہ ہائے تقسیم انعامات میں طلباء کی توجہ ہمیشہ جماعت ہائے شبینہ کی طرف مبذول کرائی جائے۔ منتظمین سے استدعاء کیجائے کہ وہ شام کے وقت تسلسل تعلیم سے متعلق اس قسم کے تمام امور میں اشتراک عمل کریں۔

۱۲۔ مدرسۂ روزینہ کا صدر مدرس جماعت شبینہ کے ذمہ دار استاد کو ہر میقات میں ایک دفعہ طلباء کی ایک فہرست بھجوائے اس فہرست میں ان تمام طلباء کے نام درج ہوں جو میقات مذکورہ میں ۱۴ سال کی عمر کو پہنچنے والے ہیں اور ان لڑکوں کے نام بھی شریک ہوں جو صدر مدرس کی رائے میں ختم میقات پر مدرسہ چھوڑنے والے ہیں۔

۱۳۔ شبینہ مدرسہ کی حاضری میں والدین کا اشتراک عمل حاصل کرنے کے لئے صدر مدرس اور اس مدرسۂ شبینہ کے ذمہ دار استاد کو جس سے روزینہ مدرسہ متعلق ہے، چاہئیے کہ والدین سے بالمشافہ گفتگو کریں۔ یہ ملاقات طالبعلم کی مدرسۂ روزینہ کی حاضری کے آخری مہینے میں ہونا چاہیئے۔

۱۴۔ مدرسۂ شبینہ کی بنی ہوئی نمائشی اشیاء مدرسہ روزینہ کی بڑی جماعت کے کمرے یا زح یا تالار میں کسی ڈبے کے اندر رکھکر دکھائی جائیں۔

۱۵۔ ہر معمولی مدرسۂ شبینہ کا کام اس طرح پر کیا جائے کہ روزینہ رسدی مدارس کے طلباء کی ایک کثیر تعداد اپنی مزید تعلیمی ضروریات کو پورا کرسکے۔

۱۶۔ ہر مدرسہ شبینہ یا چند مدارس سے متعلق ماہواری عام فہم لکچر ضروری ہیں جن میں بعض شرائط پر والدین اور مدرسۂ روزینہ کے طلباء کو شرکت کی اجازت دیجائے۔

۱۷۔ مدرسۂ روزینہ کے صدر مدرسین اور اس مدرسہ شبینہ کے ذمہ دار استادیں، جس سے مدارس روزینہ متعلق ہیں، کامل اشتراک عمل ہونا چاہیئے۔ ان عہدہ داروں میں کبھی کبھی مشاورتی جلسے ہونا چاہئیں۔

۱۸۔ ذمہ دار مدرس پر لازم ہے کہ وہ مدرسۂ روزینہ کے صدر مدرس کو مدرسہ شبینہ میں طالب علم کی ابتدائی حاضری سے واقف کرادے۔

بعض بیرونی تسلسلی مدارس۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں دستکاری کی تربیت اور کاروباری مدارس درجۂ کمال کو پہنچ چکے ہیں۔ صنعتی اداروں اور صنعتوں کے قریبی تعلق اور آجروں میں اپنے نوآموزوں کو خاطر خواہ تعلیم دلانے کا عزم وہ چیزیں ہیں جن کی وجہ سے تعلیمی اور صنعتی ترقی نسبتاً آسان ہوگئی ہے۔ مثلاً "فلاڈلفیا[1] کے بالڈون لوکوموٹیو ورکس میں" ۷ سالہ نوآموز جو عمدہ طریقے سے معمولی مدرسہ کی تعلیم حاصل کرچکے ہوں، چار سال کے لئے لئے جاتے ہیں۔

درجۂ دوم کے نوآموز کے لئے مدرسہ فوقانیہ کی تربیت، جس میں ان مدارس کے معمولی ریاضی کے نصابات بھی داخل ہیں، ضروری ہے۔ الا آنکہ وہ پہلے ہی سے کافی طور پر اس فن سے واقف ہوچکا ہو۔ اسے میکانی نقش کشی کی تعلیم کے لئے دوسال تک مدارس شبینہ میں شریک رہنا ضروری ہے۔

نیویارک کے مدارس عامہ میں شام کے وقت مفت لکچروں کا انتظام ہے اس میں زیادہ تر بالغ اصحاب شریک رہتے ہیں، بحث مباحثہ کا موقع دیا جاتا ہے

---

[1] موزلی تعلیمی کمیشن کی روئیداد۔

اور جو سامعین ان لکچروں کے مضامین سے زیادہ گہری واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کی سہولت کے لئے شہر کے مفت کتب خانے کتابیں مستعار دیتے ہیں جرمنی[1] کے اکثر حصوں میں ۱۴ سال سے ۱۶ سال یا ۱۴ سال سے ۱۸ سال کی

---

[1] ملاحظہ ہو خاص رویداد یں جلد ۹ برلن کے تسلسلی مدارس، نیز تعلیمی بورڈ کے تعلیمی رسائل نمبر ۱۸ ا۔ "اسٹراسبگ میں چودہ سال کے ختم پر مدرسہ چھوڑنے کے بعد لڑکے کو فوراً حسب ذیل نصابات میں سے کوئی ایک نصاب لینا ضروری ہے، عام اس سے کہ اسے کام ملا ہو یا نہ ملا ہو۔ اور اس کے صداقت نامۂ ترک مدرسہ پر اس کا ذکر درج ہوتا ہے۔ (الف) عام تسلسلی نصاب (بے مہارت مزدوروں کے لئے) (ب) صنعتی نصابات میں سے کوئی ایک نصاب (گیسو بلیٹس) (ج) تعمیر یا دیگر صنائع کے نصابات میں سے کوئی ایک نصاب (د) تجارتی نصاب" تعلیمی رسائل نمبر ۱۸۔

نیز "جوں ہی مدرسہ روزینہ چھوڑنے کا وقت قریب آتا ہے۔ بلدی حکام اور لڑکے کے اساتذہ اس کے پیشہ کے انتخاب میں اپنی دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں اور شاید والدین کو ایک غیر رسمی مشاورتی جلسے میں مدعو کیا جائیگا تاکہ انہیں دفتر مزدوراں کا مطلب اور طریقہ کار سمجھایا جائے۔ اور انھیں رتبے کے مختلف پیشوں اور جائدادوں کے متعلق اور ہر ایک پیشے کے مستقبل کے بارے میں معلومات بہم پہنچانے کی غرض سے ایک رسالہ بھی دیا جائیگا۔ پیشہ کے انتخاب سے متعلق ان پر کوئی دباؤ نہیں ڈالا جاتا لیکن مدرسہ انھیں اپنے بچوں کے ہنگامی کام میں وقت ضائع کرنے کے برے نتائج سے خاطر خواہ متنبہ کر دیتا ہے استاد مدرسہ اپنا اثر ڈال کر بچوں کو جائداد ملنے تک دفتر مزدوران میں خبر لیتے رہنے پر مجبور کرتا ہے" تعلیمی رسائل نمبر ۱۸ جرمنی میں جبری تسلسلی مدارس۔

"نیز ملاحظہ ہو" دی پرویلم آو دی کنٹی نویشن اسکول" مصنفہ آر۔ ایچ۔ بسٹ و سی۔ کے آگڈن۔ مطبوعۂ پی۔ یس کنگ اینڈ سن" جرمنی میں ایک کامیاب حل"۔

اعلیٰ ابتدائی مدرسوں کے اصول پر قایم کئے گئے ہیں۔ باقاعدہ ابتدائی مدرسہ کا طالب علم صداقت نامہ ترک مدرسہ حاصل کر کے تین سال کے نصاب تدریب کے لئے اعلیٰ تحتانیہ مدرسہ میں داخل ہو سکتا ہے۔ پہلے سال تدریب عام نوعیت کی ہوتی ہے۔ لیکن سال دوم و سوم کے طلبا، کے لئے نصاب تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ان میں سے طالب علم کو کسی ایک پر خالص توجہ منعطف کرنا پڑتی ہے۔ ان نصابات کے نام یہ ہیں۔ (۱) تجارتی (۲) صنعتی (۳) زراعتی۔ علم و عمل کی نہایت دانشمندانہ طریقے سے آمیزش کی جاتی ہے۔ کاروبار یا پیشہ سکھانے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ مطلب یہ ہے کہ مدرسہ کی زندگی کے آخری سالوں میں ہوشیار رہنماؤں کے تحت بچے کو اپنے خاص رجحان کے مطابق اپنی قابلیتوں کو ترقی دینے کا موقع ملے۔

ولندیز میں برگرا اور اعلیٰ برگر مدارس کا درجہ باقاعدہ ابتدائی اور اعلیٰ ثانوی مدارس (جمنیزیا مدارس) کے بین بین ہے۔ لیکن عموماً اعلیٰ برگر مدارس کا نصاب اس ملک (انگلستان) کے اعلیٰ ابتدائی مدارس کے نصاب سے زیادہ بلند معیار کا ہوتا ہے۔

رسدی مدرسہ رسدی مدرسہ سات یا آٹھ درجوں یا اسٹینڈرڈ کا باقاعدہ ابتدائی مدرسہ ہے۔ اعلیٰ تحتانیہ مدرسہ کے مقابلہ میں اس کی حیثیت بعید معنی میں ماتحت مدرسہ کی سی ہے کیونکہ اس کی اونچی جماعتوں کے قابل لڑکے ہر وقت طلب کئے جا سکتے ہیں جب پہلے پہل اس کی ابتدا کی گئی تو اس ماتحت حیثیت کی ندرت رسدی مدارس کے بعض اساتذہ کے لئے قدرتی طور پر رشک و حسد کا باعث

ہوئی۔ تاہم جس طرح پر کہ اکثر اعلیٰ مدارس کی امداد کی گئی وہ بحیثیت مجموعی ان کے احساس عامہ کی روشن دلیل ہے۔[1]

اس میں شک نہیں کہ ایک مدرسے سے دوسرے مدرسے میں منتقل ہونے کی وجہ سے بچے کا کئی طرح سے نقصان ہوتا ہے۔ لیکن معمولی مدرسہ سے اعلیٰ تحتانیہ مدرسہ میں منتقل ہونے والے بڑے بچوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ ضروری یا غیر ضروری تبدیلی کی وجہ سے جو تعلیمی نقصان عائد ہوتا ہے اس کی تخفیف کے ذرائع دریافت کرنا نہایت ہی اہم ہے۔ بہتیرے نامکمل علاج تجویز کئے گئے ہیں:۔ (۱) تمام مدارس کے لئے تعلیمی سال میں یکسانیت پیدا کرنا۔ (۲) ہر تعلیمی رقبہ کے مدارس میں تقریباً یکساں نصاب (۳) ایک مدرسے سے دوسرے مدرسے میں من مانی منتقلی کو روکنے کے لئے مقامی حکام تعلیمات کی طرف سے باقاعدہ انتظام۔

تسلسل مدارس اس اصطلاح کے عام مفہوم میں وہ تمام روزینہ اور شبینہ جماعتیں داخل ہیں جہاں صنعتی یا عام تربیت دیجاتی ہے۔ یا جو باقاعدہ روزینہ مدرسے کے فارغ التحصیل طلباء کی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے قائم کی گئی ہیں۔ لیکن ۱۹۱۸ء کے قانون کے نفاذ کے بعد خاص حالات زمانہ کی وجہ سے عام توجہ زیادہ تر اس تسلسلی مدرسہ کی اس خاص قسم پر منعطف کی گئی ہے جو از روئے قانون جبری

---

[1] لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ذھین طلباء کی منتقلی سے منتظم کی مشکلات حل ہوجاتی ہیں۔ اعلیٰ جماعتوں میں اسے صرف معمولی طلباء کے لئے نصاب مرتب کرنا پڑتا ہے۔ "اوسط طلباء" کا نقصان کرکے قابل طلباء کی ضروریات کو پورا کرنیکا رجحان نسبتاً کمتر ہو جاتا ہے۔

روزینہ تسلسلی مدارس کہلاتے ہیں ان حالات سے اس اصطلاح کا مفہوم محدود نہیں ہوتا لیکن ساتھ ہی اس میں بھی کوئی شبہہ نہیں کہ قانون کے اس دفعہ کو نافذ کرکے اس قسم کے مدارس کے قیام سے موجودہ تسلسلی نظام تعلیم میں جو زیادہ تر جماعت ہائے شبینہ کی شکل میں ہے غیر معمولی تبدیلیاں ہوجائیں گی۔

بعض ممالک خصوصاً جرمنی اور امریکہ میں جنگ عظیم سے قبل جبری تسلسلی تعلیم میں بہت کچھ ترقی ہوچکی تھی۔ اگرچہ ان ممالک کا قریبی مقصد روزگارانہ تھا۔ ان ممالک کے آجر تعلیم یافتہ اور قابل مزدوروں کی غیر معمولی اہمیت کو تسلیم کرنے لگے تھے۔ اسی مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس ملک (انگلستان) کے کئی ترقی پذیر شراکتوں نے مقامی صنعتی ادارے یا تجارتی مدارس سے تعلقات قائم کرلئے تھے۔ بعض روشن خیال کارخانوں نے اپنے ملازموں کے لئے خود ہی مدارس قائم کرکے ترقی کا ایک اور قدم اٹھایا۔ جہاں تک ملک کے عام اثرات کا تعلق ہے ان کوششوں سے بادی النظر میں یہ مسئلہ صرف ایک قلیل حد تک حل ہوسکا۔ اس اثنا میں ایک باثر تعلیمی جماعت کسی نہ کسی قسم کی جبری تسلسلی تعلیم کے موافق ہوچکی تھی۔ یہ تسلیم کرلیا گیا تھا کہ تیرہ یا چودہ سالہ ابتدائی مدرسے کے سابق طلباء کی ایک کثیر تعداد کو باقاعدہ تدریب سے محروم کردینا تعلیمی نقطہ نظر سے نقصان محض ہے۔ لیکن اختتام جنگ تک عموماً لوگ تبدیلی کے لئے پوری طرح آمادہ نہ تھے۔ پارلیمنٹ میں تعلیمی جوش و خروش کی جو چند دن ہوا چلی تھی اس زمانہ میں وزیر تعلیمات کی قابلانہ سفارش کی بنا پر ۱۹۱۸ء کے قانون تعلیمات میں جبری روزینہ تسلسلی مدارس کے قیام کو داخل کرلیا گیا۔

اس قانون کے تحت تمام نوجوانوں پر تسلسلی مدارس میں سالانہ

۳۲۰ گھنٹوں کی حاضری لازمی ہے۔ لیکن پہلے سات سال کے لئے مقامی حکام تعلیمات تدریب کے لئے بجائے ۳۲۰ گھنٹوں کے ۲۸۰ گھنٹے مقرر کرسکتے ہیں۔ " نوجوانوں" سے مراد چودہ سے لے کر اٹھارہ سال کی عمر والے بچے ہیں۔ ہفتہ میں صرف ایک دن یا اس کے مساوی دو نصف دن ملیں تو کسی وسیع نصاب کے متعدد مضامین کا باقاعدہ مطالعہ ناممکن ہے۔

اس جوش و خروش کے کئی اسباب تھے جن میں سے یہاں ہم صرف ایک کا ذکر کرتے ہیں۔ یعنی فوجی بھرتی کے اعداد شمار سے پتہ چلا کہ فوجی قانون ملازمت کے تحت جن لوگوں کا معائنہ کیا گیا اُن کی جسمانی حالت عموماً ناقص تھی۔ نئے تسلسلی مدارس میں خاطر خواہ طبی معائنہ اور جسمانی ورزشوں میں بہترین تربیت کے ذریعہ سے اس امر کی توقع تھی کہ نئی پود میں جسمانی انحطاط کو روکا جا سکتا ہے۔ بدقسمتی سے قانون کے نفاذ کے بعد ہی مالی مشکلات کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ جنگ کی وجہ سے جو انتفاخ زر ہوا اس کا اثر رونما ہونے لگا۔ اگرچہ تمام مقامی حکام تعلیمات نے قانون کے مطابق تسلسلی تعلیم کی تجاویز مرتب کیں۔ لیکن صرف لندن کے حکام ہی عملاً اپنا "مقررہ دن" معین کر سکے جس کے بعد رقبۂ زیر انتظام میں تسلسلی تعلیم کا جبری نفاذ ہو گیا۔ دوسرے بڑے شہری مرکزوں میں خصوصاً برمنگھم اور مینچسٹر کے اندر جن اہم بیوپار گھروں نے اپنے ملازمین کے لئے اس قسم کے مدارس قائم کئے تھے اُنھوں نے اب اپنے مدارس کو اس اسکیم کے تحت کر دیا۔ بہر حال لندن میں یہ تجویز صحیحاً نافذ کر دی گئی، مدرسے قائم کئے گئے، اساتذہ مقرر ہوئے اور روزینہ مدرسہ چھوڑ نیوالے

طلباء کی حاضری لازمی گردانی گئی۔ اس اثناء میں ملک کی عام مالی حالت بد سے بدتر ہوگئی اور جہاں کہیں ممکن تھا حکومت اور مقامی حکام کو مصارف میں تخفیف کرنا پڑی۔ دار السلطنت کے اطراف و اکناف کے مقامی حکام نے "مقررہ دن" کا تعین نہیں کیا تھا اور لندن کے بچوں کے والدین کو اعتراض تھا کہ ان کے بچوں کو تسلسلی مدارس میں حاضر رہنا پڑتا ہے درآنحالیکہ ہمسایہ رقبہ جات، جو ان مقامی حکام کے تحت نہیں وہ اس سے مستثنےٰ ہیں۔ ان مخالف حالات کی وجہ سے لندن کے حکام تعلیمات کو دو سال کی بجائے ایک ہی سال کی حاضری پر اکتفا کرنا پڑی اور بعد میں انھوں نے تصفیہ کیا کہ اگر پارلیمنٹ انھیں بری الذمہ کر دے تو وہ ان مدرسوں کو بالکل بند کر دیں گے۔ اس طرح پر ان کی چند روزہ مہم کا خاتمہ ہوگیا۔ یہ طے پایا کہ ان میں سے دس مدرسے اختیاری روزینہ تسلسلی مدارس کی صورت میں باقی رہیں۔ اس طرح سے یہ تحریک جو یقیناً بہت کچھ تعلیمی ترقی کا امکان رکھتی ہے، عارضی طور پر روک دی گئی لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ ابھی تک ملکی قانون کا جزو ہے اور جب تک قانون کا یہ دفعہ منسوخ نہ کر دیا جائے ایک نہ ایک دن اس پر عملدرآمد ہونا ضروری ہے۔

تسلسلی تعلیم کا نظام اب بھی بہت کچھ وہی ہے جو پہلے تھا۔ اسکی تقسیم یوں ہوسکتی ہے۔ (۱) روزینہ جماعتیں (۲) شبینہ جماعتیں (۳) مراسلتی جماعتیں۔

(۱) روزینہ جماعتیں۔ روزینہ جماعتیں زیادہ تر صنعتی اداروں میں قائم کی گئی ہیں تاکہ دست کار اور کاریگرانہ پیشوں کے نوآموز

اِن سے فائدہ اٹھا سکیں اِس مقصد کے لئے حکام تعلیمات کے ساتھ آجر بھی اشتراک عمل کرتے ہیں۔ اِنگلستان میں تعلیم اور صنعتوں کے درمیان وہ عام اور گہرا تعلق موجود نہیں جو امریکہ میں پایا جاتا ہے اس سلسلہ میں دیگر ممالک کے عملدرامد پر جس شد و مد کے ساتھ توجہ منعطف کرائی گئی ہے وہ اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ پبلک (اِنگلستان) بھی اس تعلق کی اہمیت کو محسوس کر رہا ہے۔

اکثر بڑے شہروں میں بعض آجر ایسے نوآموزوں کو جن میں خاص نصاب تربیت سے فائدہ اُٹھانے کی صلاحیت ہے، صنعتی اداروں کی مناسب جماعتوں میں شرکت کی اجازت دے رہے ہیں۔ اِن جماعتوں کی حاضری کارخانوں کی حاضری کے کم و بیش مساوی تصور کیجاتی ہے۔ مثال کے طور پر ہم ڈِلز براُ، برنگھم، سوئڈن اور وویچ کو لے سکتے ہیں۔ یعنی مقامی حکام اکثر مضامین میں نمائشوں کے ذریعہ مستند شبینہ جماعتوں کی مفت تعلیم کا انتظام کرتے ہیں۔

شاہی اسلحہ خانہ کے ملازم لڑکوں کی خاطر خواہ صنعتی تربیت کے لئے اسلحہ خانہ وویچ کے حکام نے اس رقبہ کے مقامی کیثر حرفتی ادارے کے نظماء کے ساتھ اشتراک عمل کیا ہے۔

نوآموزی کے پہلے تین سال لڑکا اس کیثر حرفتی ادارے میں ہر ہفتہ ایک دن سہ پہر میں اور تین دن شام کے وقت مقررہ مضامین میں تدریب حاصل کرتا ہے۔ فی الجملہ اسے کم سے کم دس گھنٹے کام کرنا پڑتا ہے حاضری کی پابندی، عمدہ شعار اور خاطر خواہ محنت کو اہمیت دی جاتی ہے۔ ہر لڑکے کو اخراجات تدریب، قیمت کتب و سامان نقش کشی اور کاغذ وغیرہ کے لئے سالانہ تھوڑی سی فیس دینا پڑتی ہے۔ اگر حاضری اور ترقی اطمینان بخش ہے تو حکام اسلحہ خانہ یہ فیس واپس کر دیتے ہیں۔

ہوم ورک پر توجہ دہانی اور اس کے لئے موافق حالات پیدا کرنے کے واسطے کثیر حرفتی ادارے کے بچوں کے لئے ایک کمرہ محفوظ رہتا ہے اور ایک استاد اس کام کے لئے متعین رہتا ہے۔ اس انتظام سے مطالعہ کے وقت نہ صرف خاموشی رہتی ہے بلکہ جن طلباء کو مدد کی ضرورت ہے انھیں انفرادی امداد بھی ملسکتی ہے۔ ذاتی مطالعہ کے لئے اس قسم کی تیاری جبری ہے اور مذکورۂ بالا دس گھنٹوں میں یہ بھی داخل ہے۔

یہ امر تسلیم کرلیا گیا ہے کہ صنعتی مدارس کو ان آجروں کے ساتھ ملکر کام کرنا چاہیئے جن کے نوآموز اور مزدور صنعتی تربیت کے نصاب سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ عموماً یہ آجر اپنے ملازمین کے لئے مناسب و موزوں نصاب کے متعلق مفید مشورہ دے سکتے ہیں۔

شمالی انگلستان کے ایک شہر میں انجینرنگ اور مماثل پیشوں کے مقامی صنعتی مدرسے میں نوآموزوں کے لئے جو خاص جماعتیں کھولی گئی ہیں ان میں شرکت کی غرض سے متعدد نوآموزوں کو مقررہ اوقات میں چھٹی دے دی جاتی ہے۔ نصاب آٹھ آٹھ مہینے کی دو میقاتوں میں تقسیم کردیا جاتا ہے۔ سال اول کے طلباء ہفتہ میں صرف ایک دن صبح کو ایک دن سہپہر میں حاضر رہتے ہیں۔ سال دوم کے طلباء ہفتے میں دو دن سہ پہر میں یا کل چار گھنٹے کام کرتے ہیں۔ ان کی فیس آجر اپنی طرف سے ادا کرتے ہیں لیکن کتب اور سامان کی قیمت نوآموزوں کو ادا کرنا پڑتی ہے۔ ان جماعتوں میں پڑھنے کے لئے جتنا وقت انھیں کام سے غیر حاضر رہنا پڑے اس کی اجرت منہا نہیں کی جاتی روزینہ جماعتوں کی حاضری میں نوآموز جو وقت صرف کرتے ہیں وہ ان کی مدت نوآموزی میں محسوب ہوتا ہے۔

کارخانوں میں خالی جائدادوں کو پر کرتے وقت آجران نوآموزوں کو ترجیح دیتے ہیں جو ان جماعتوں میں شریک ہیں۔ آجروں کے نمایندے بھی صنعتی مدرسے کی مجلس نظامت کے اراکین ہوتے ہیں۔

جنوبی انگلستان کے ایک ریلوے مرکز کے مقامی حکام تعلیمات نے اپنے صنعتی ادارے میں ریلوے کمپنی کے نوآموز ملازموں کے لئے انجینرنگ کی جماعتیں کھول دی ہیں۔ نوآموزوں کو چار سال کا نصاب سیکھنے کی اجازت ہے۔ تدریب کے سال اول ہر ہفتہ صبح میں ڈہائی گھنٹے اور سالہائے دوم وسوم وچہارم میں ہر ہفتہ دو دن صبح میں کل ساڑھے تین گھنٹے پڑہائی ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں شمالی انگلستان کے ایک ریلوے مرکز کے صنعتی مدرسے میں انجن چلانے والے، کوئلہ ڈالنے والے اور انجن صاف کرنیوالے کارکنوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے انجن چلانا اور انجن بنانا نصاب میں شریک کر دیا گیا ہے۔ ہر ہفتہ کسی ایک صبح میں دو گھنٹے تدریب کے لئے وقف ہیں۔

کیمیائی صنعت کے ایک مرکز میں بڑے بڑے انجینرنگ اور کیمیائی مصنوعاتی کارخانوں کے پیشہ ور نوآموزوں کی تدریب کے لئے خاص انتظامات کئے گئے ہیں۔ ایک کارخانہ تو ایسا ہے کہ جہاں آجروں نے اپنے ملازمین کے لئے ۱۹ سال کی عمر تک شبینہ مدرسے کی حاضری لازمی قرار دی ہے لیکن یہاں اور ایک دوسرے کارخانہ کے بعض نوآموزوں کو زمانہ نوآموزی کے آخری دو سال، سالانہ چالیس ہفتوں تک ہر ہفتہ دو دن سہ پہر کے وقت چار گھنٹوں کی تدریب کی اجازت دی گئی ہے کارخانے سے ان کی غیر حاضری کا ان کی اجرتوں پر اثر نہیں پڑتا۔ آجران جماعتوں کی

عمر تک مدرسہ شبینہ کی حاضری لازمی ہے۔ الّا آنکہ طالب علم اس کے قبل ہی
تعلیمی استعداد کے اطمینان بخش معیار پر پہنچ چکا ہو۔ یہ التزام سخت قسم کا ہوتا ہے
کیونکہ طالب علم پر سیکھنا فرض ہے اور آجر اس کے لئے ضروری رخصت دینے
پر مجبور ہے۔ برلن کے معمولی مدارس شبینہ ترقی کرتے کرتے "ہینڈ ورکر شولن"
جیسے ادارے بن گئے ہیں۔ یہ ادارے، جیسا کہ ان کے نام سے ظاہر ہے،
نو آموزوں اور دست کاروں کے مدارس ہیں۔ اکثر کاروباری مدارس میں
نصابات تدریب چار سال میں ختم ہوتے ہیں۔ یہ نصابات اس طرح پر مرتب
کئے جاتے ہیں کہ اسباق کی حاضری میں سال بھر تسلسل قائم رہنا ضروری نہیں
ہے۔ مثلاً ایک دستکار صرف سرما کے مہینوں میں حاضر رہکر گرما کے مہینے کسب
معاش کے عملی کام میں صرف کرسکتا ہے اور یوں باری باری سے وہ تدریب
کے تمام نصاب کی تکمیل کرسکتا ہے۔ کاروباری مدارس کے قیام میں دلنڈیز
المانیہ کا پیرو ہے۔

معمولی ابتدائی مدرسہ روزینہ

زائری یا جز وقتی مدرسین بعض اوقات خاص مضامین کے لئے موقتی مدرسین کا تقرر مدرسہ کی زندگی کے لئے ضروری ہے۔ ایسے
مخلوط مدرسے کے لئے، جس کی صدارت مرد کے تفویض ہو اور جہاں کوئی
مستقل مددگار معلمہ نہ ہو، سوزن کاری کی ضروری تدریب کے لئے کسی
عورت کو ملازم رکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح بعض اوقات طلبار کی جسمانی تربیت
کی نگرانی کے واسطے ایک قواعد آموز کا تقرر کیا جاتا ہے۔

چند سال سے بعض مضامین میں اختصاصیت کا رجحان پیدا ہو رہا ہے۔

جس کی وجہ سے زائری مدرسین کی تعداد میں اضافہ ہوگیا ہے۔ یہ اساتذہ زیادہ تر سائینس، فن اور السنہ جدیدہ کی تدریب کے لئے ملازم رکھے جاتے ہیں۔ اس کام میں معمولی اساتذہ ان کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ لیکن یہ انتظام تشفی بخش نہیں خیال کیا جا سکتا۔ زائری مدرس کا وجود اس قدر بیگانہ ہے کہ وہ زیادہ موثر نہیں ثابت ہو سکتا۔ اس سے کہیں بہتر یہ ہے کہ ہر مستقل استاد کسی ایک مضمون میں اختصاصیت کرے۔[1]

متعلم اساتذہ[2] متعلم اساتذہ، جن کا سن ۱۶ اور ۱۸ سال کے درمیان ہو، بالعموم دو سال کی مدت کے لئے تسلیم کئے جاتے ہیں دیہاتی رقبہ جات[3] کو اس قید سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ متعلم اساتذہ کی

---

[1] ۱۹۱۸ء کے قانون کے نفاذ کے بعد سے جسمانی تعلیم کے لئے اساتذہ کے تقرر پر بہت زیادہ توجہ کی گئی ہے۔ اکثر حکام نے اس مضمون کے اساتذہ کے کام میں تطابق پیدا کرنے اور اس پر نگرانی رکھنے کے لئے اعلیٰ قابلیت رکھنے والے منتظمین کا تقرر کیا ہے۔ موجودہ رجحان یہ ہے کہ مدرسہ کے کسی ایسے استاد پر اکتفا کی جائے جس نے نصاب کے اس جزو کا خاص طور پر مطالعہ کیا ہو۔

[2] ملاحظہ ہو جدولی فہرست ۲ ب ضمن ۱۱ (الف)، مجموعہ قوانین ۱۹۲۲ء اور ابتدائی مدرسہ کے اساتذہ کی تمہیدی تعلیم کے قواعد، باب اول تا پنجم، نیز تعلیمی بورڈ کی کارروائی ۴/جولائی ۱۹۱۳ء، ۲۴/جون ۱۹۱۶ء۔

[3] اس صورت میں ابتدائے تعلیم کی عمر ۱۴ اور ۱۶ برس کے درمیان ہے۔ اگر کسی طالب علم کی عمر ۱۷ سال سے اوپر ہو تو اسے اتنی مدت کیلئے ملازم رکھا جائیگا کہ مدت ملازمت کے اختتام پر اسکی عمر ۱۸ سال سے زیادہ ہو۔ ملاحظہ ہو جدولی فہرست ۲، مجموعہ قوانین ۱۹۲۲ء۔

(الف) ابتدائی مدرسہ عامہ میں تربیت ہونی چاہیئے اور (ب) ثانوی مدرسہ یا کسی ادارہ میں جو تعلیمی بورڈ کا منظورہ ہو۔

ان کا ہفتے میں ایک پورا دن " ہر قسم کے کام یا ضرورت سے خالی رہنا" لازمی ہے۔ بقیہ دنوں میں سرکاری منشا یہ ہے کہ متعلم اساتذہ کا وقت تعلیم المعلمین اور تدریب میں کم و بیش مساوی طور پر تقسیم کیا جائے۔ متعلم اساتذہ کی تدریب و تربیت کے انتظامات مختلف تعلیمی رقبہ جات میں اس قدر مختلف ہیں کہ ہم یہاں ان کا خلاصہ پیش کرنا نہیں چاہتے۔ بڑے شہروں میں تقریباً یکساں عملدرآمد ہوتا ہے جہاں متعلم استاد نصف ہفتہ اپنے مدرسے میں اور بقیہ نصف کسی ثانوی مدرسے یا متعلم اساتذہ کے مرکز میں صرف کرتا ہے۔ درمیان میں تھوڑی بہت چھٹیاں ملجاتی ہیں۔ اس طریقہ کے عوض بعض تعلیمی رقبہ جات میں "تسہیمی نظام" قائم کیا گیا ہے۔ اس نظام کے تحت ایک میقات یا نصف سال تمام تر مدرسے میں پڑھانے کی مشق کے لئے وقف ہوتا ہے۔ بقیہ نصف سال مدرسے کی تعلیم میں صرف کیا جاتا ہے۔

جو بھی طریقہ اختیار کیا جائے مدرسے میں جس نظریہ کی تعلیم دیجاتی ہے اس کا مدرسے میں پڑھانے کے عملی کام سے مطابق ہونا بیحد ضروری ہے۔

متعلم اساتذہ کو کسی جماعت کا تمام تر ذمہ دار گردا ننا نامناسب ہے۔ بغیر ان کی مدد کے بھی اساتذہ کی کافی تعداد ہونا چاہیئے۔ یہ کہنا غیر ضروری ہے کہ ان کی تربیت کے لئے مدرسہ میں کافی سہولتیں موجود ہوں۔ ساتھ ہی پڑھانے کی مشق بھی ضروری ہے۔

تنقیدی اسباق کے باقاعدہ نصاب سے یہ مقصد پورا ہو سکتا ہے۔[1]

---

[1] آجکل متعلم اساتذہ کو مدرسے کے باقاعدہ اساتذہ میں شمار نہیں کیا جاتا۔ ملاحظہ ہو ضمن ۱۲ (الف) مجموعہ قوانین ۱۹۲۲ء۔

یا اس کے لئے صدر مدرس یا کسی سند یافتہ مددگار کی راست نگرانی میں کچھ وقت کے لئے جماعت کا ایک چھوٹا سا حصہ متعلم استاد کے تفویض کیا جاسکتا ہے۔

جب وہ اس طرح مصروف نہ ہو اسے دوسری جماعتوں میں حتی الوسع مختلف مضامین پڑھانے کا موقع دیا جائے تاکہ وہ مدرسے کے روزمرہ کام میں حصہ لے سکے۔ اونچی جماعتیں البتہ اس کے سپرد نہ کی جائیں۔ اساتذہ جماعت کو توجہ سے سننا اور ان کے طریقوں کا بغور مشاہدہ کرنا بھی ایک مفید مشق ہے۔ یہ وہ بنیاد ہے جس پر آئندہ عمارت کھڑی کیجا سکتی ہے۔ لیکن اس قسم کی مشق پر سخت پابندیاں عائد کردی جائیں۔ فن تعلیم میں متعلم استاد کی حقیقی تربیت کے لئے روز افزوں ذمہ داری کا احساس، نگہداشت اطفال کی قوت اور عام اور انفرادی ترقی کے لوازمات کی معقول حد تک واقفیت ضروری ہے۔ ہر اس مدرسے کے نظام العمل میں، جہاں متعلم اساتذہ موجود ہوں، مدرسے کی تربیت کا ایک ایسا خاطرخواہ تدریجی نصاب شریک رہنا چاہیئے جسکی وقعت و وسعت میں سال بہ سال اضافہ ہوتا جائے۔ صدر مدرس مدرسہ کو چاہیئے کہ "ہر متعلم استاد کی مدت ملازمت یا تربیت کے رجسٹر[1]" اور اس کی نوعیت کے مکمل اندراجات رکھے۔

پے درپے مشاہدہ کے لئے خاص اوقات مقرر کئے جائیں۔ جن اسباق کا مشاہدہ کیا گیا ہے متعلم استاد ان کا تجزیہ کرلے اور اس تجزیہ میں سبق کا مدعا، طریق تدریس اور دیگر اہم امور ظاہر کئے جائیں۔

---

[1] جدولی فہرست ۲ ب (۱۱)، مجموعہ قوانین ۱۹۱۲ء۔ نیز ملاحظہ ہو "مدرس طلباء" کے تحت مدرسہ کی تقسیم وقت سے متعلق تجاویز۔

متعلم استاد کی اس یادداشت کو جانچتے وقت استاد جماعت کو دیکھ لینا چاہئیے کہ آیا سبق کے مختلف حصوں کا باہمی تعلق پوری طرح محسوس کیا گیا ہے یا نہیں اور یہ کہ طریق تدریس اور مدعا میں جہاں تک عملی تطابق پیدا کیا گیا ہے۔ سرسری یادداشتوں پر تیار کئے ہوئے تنقیدی سبق یا استاد جماعت کے دئیے ہوئے سبق کے اعادہ کی صورت میں تمام جماعت یا جماعت کے حصوں کو پڑھانے کی مشق ضروری ہے۔ جہاں تک ہو سکے اسباق کے پیہم سلسلے کے ذریعہ یہ مشق بہم پہنچانا چاہئیے۔ تربیت کے ابتدائی مدارج میں مکمل اسباق کے بجائے صرف چند حصے بتائے جائیں۔ استاد جماعت مناسب موقع پر آکر تدریس کا تکملہ کر دے۔

نصاب تربیت کی تکمیل کے لئے متعلم استاد کا تمام نظام العمل مکمل طریقہ سے تیار کرنا چاہئیے۔ نصاب کے مختلف اجزا ایک دوسرے سے اس طرح متعلق ہوں کہ ایک حصہ خود بخود دوسرے حصے کی رہنمائی کرے اور ان کے اسباب اور غرض و غایت میں باقاعدہ وحدت نظر آئے۔

بعض تعلیمی رقبہ جات میں دستی صنعتوں کے لئے متعلم اساتذہ کی جائدادیں منظور کی گئی ہیں۔ نیز انتظام خانہ داری اور فنون لطیفہ کے لئے متعلم اساتذہ کا تقرر کیا جاتا ہے۔

مدرس طلبا [1] منجملہ دیگر امور کے حسب ذیل شرائط کے تحت انہیں اساتذہ میں شمار کیا جا سکتا ہے:۔ (۱) مقامی حکام مدرس طلبا

---

[1] ضمن ۱۲ (الف) اور جدولی فہرست ۲ (ب اور ج) مجموعہ قوانین ۱۹۲۲ء اور ابواب ششم و ہفتم، ابتدائی مدرسے کے اساتذہ کی تمہیدی تعلیم کے قواعد۔ نیز ملاحظہ ہو تعلیمی بورڈ کی کارروائیاں، ۴/ جولائی ۱۹۱۳ء، ۲۴/ جون ۱۹۱۴ء

کی نگرانی اور فن تعلیم میں ان کی تربیت کے لئے تشفی بخش تجویز پر عمل کریں۔ (۲) ہر مدرس طالب علم، جو وظیفہ یاب نہ ہو، ۱۷ برس کی عمر سے زیادہ کا ہونا چاہیئے۔ (۳) اسے عموماً صرف ایک سال کیلئے تسلیم کیا جائیگا، لیکن اس مدت میں دو سال تک توسیع ہو سکتی ہے۔ (۴) کسی ایک ہفتہ میں مدرسے کی حاضری کا آٹھ اوقات کار سے زیادہ ہونا ضروری نہیں۔ (۵) صدر مدرس کو چاہیئے کہ تربیت کی مدت اور "کام کے تفصیلی اندراجات" کے رجسٹر رکھے۔ (۶) امیدوار کا امتحان صداقت نامہ اولی یا "کوئی ایسا امتحان" پاس کرنا ضروری ہے "جسے تعلیمی بورڈ کلیہ تعلیم المعلمین کی شرکت کے لئے ضروری قرار دے۔"

ایکسال نصاب کے لئے مدرسے کے وقت کی حسب ذیل تقسیم مفید ہو سکتی ہے:-

ہر ہفتہ کم از کم ایک تنقیدی سبق دیا جائے جس کے بعد طریق کار اور ڈسپلن کے اثرات پر صدر مدرس ناصحانہ گفتگو کرلے۔

میقات اول:- نصف وقت مشاہدہ کے لئے اور بقیہ نصف وقت استاد جماعت کے ساتھ مشق تعلیم اور علیحدہ[1] مشق میں مساوی طور پر تقسیم کردیا جائے۔

میقات دوم:- وقت کا ایک ایک تہائی حصہ مشاہدہ، استاد جماعت کے ساتھ مشق تعلیم اور علیحدہ مشق کیلئے وقف ہو۔

میقات سوم:- ایک چوتھائی وقت مشاہدہ کے لئے، نصف وقت علیحدہ مشق تعلیم کے لئے اور ایک چوتھائی استاد جماعت کے ساتھ مشق تعلیم کے لئے۔

---

[1] لفظ "علیحدہ" کا لازمی طور پر خالص مفہوم نہیں لیا گیا ہے۔ یہاں اس سے مراد قابل نگرانکار کے تحت، جو فی نفسہ موجود ہو یا نہ ہو، تمام جماعت کی تفویض یا صرف ایک حصہ جماعت کی تفویض ہے۔

تعلیمی اغراض کے لئے مدرس طلباء کو چاہیئے کہ کسی کلیہ تعلیم المعلمین میں شریک ہوں یا اس کے مماثل ادارے سے جوان کی تعلیم کی رہنمائی کا ذمہ دار ہو اور ایک حد تک ان کی تربیت کی نگرانی کرے، اپنا تعلق رکھیں

مدرس طالب علم کو باری باری سے تقریباً ہر جماعت میں کام کرنے کی اجازت دینے کا کم و بیش عام طور پر رواج ہے۔ قلیل مدت تربیت کے مدنظر یہ طریقہ نامناسب ہے۔ قابل ترین مددگار کے تحت کم از کم ایک لنگری جماعت کا ہونا ضروری ہے جہاں مدرس طالب علم اپنے وقت کا نصف یا ایک چوتھائی حصہ صرف کر سکے۔ بقیہ وقت دوسری جماعتوں کے لئے اور مدرسے کے اندراجات اور روزمرہ کام سے واقفیت حاصل کرنے میں صرف کیا جائے۔ دیگر انتظامات کے تحت کام بہت ہی منتشر ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے نہ تو ارتسامات گہرے اور دیرپا ہوتے ہیں اور نہ تربیت واقعی موثر ہو سکتی ہے۔

جماعتی زندگی کے مختلف حصوں میں مذکورہ بالا وقت[1] کی تقسیم سے مقصد تمام معمولی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ بعض دفعہ ایک مدرس طالب علم میں تدریس کی قدرتی صلاحیت اور بچوں میں ضبط قائم رکھنے کی غیر معمولی قابلیت پائی جاتی ہے۔ ایسی صورت میں میقات اول میں مشاہدہ کے لئے کم وقت دینا چاہیئے اور عملی تعلیم کی مشق کے لئے زیادہ وقت۔

اساتذہ کی غیر حاضریاں بیماری اور دیگر عارضی اسباب کی وجہ سے اساتذہ کی غیر حاضریوں سے عموماً مدرسے کی زندگی میں خلل

---

[1] انفرادی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے تھوڑی سی تبدیلیوں کے ساتھ یہ طریقہ کم و بیش یکساں طور پر تمام متعلم اساتذہ کے مناسب حال ہے۔

واقع ہوتا ہے۔ اساتذہ کی تعداد اور قابلیت پر اس خلل کی کمی و بیشی کا انحصار ہے۔ جس شعبہ میں اساتذہ کی کمترین تعداد ہو، قدرتی طور پر اس میں سب سے زیادہ ہرج واقع ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے جہاں اساتذہ کافی تعداد میں موجود ہوں، وہاں صدر مدرس اس کمی کو فوراً پورا کر سکتا ہے۔ اگر کوئی قابل استاد دستیاب نہ ہو تو صدر مدرس خود، بشرطیکہ کوئی جماعت اس کی تفویض نہ ہو، غیر حاضر استاد کا کام انجام دے۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اساتذہ کو فرصت نہیں ملتی اور جماعت کو تعلیم دینے اور ضبط قائم رکھنے کے لئے کسی نہ کسی عارضی طریقہ سے کار اجرائی ضروری ہو جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ مختلف حالات میں مختلف تدابیر اختیار کرنا پڑیں گی۔ اکثر ان کی وجہ سے نظام الاوقات میں تبدیلیاں کرنا پڑتی ہیں۔ اگر ہو سکے تو اس سے احتراز کرنا چاہیئے۔ نظام الاوقات کی تمام تبدیلیوں کے داخلے رکھے جائیں اور جن حالات میں یہ تبدیلیاں کی گئی ہیں ان کا ذکر کیا جائے۔ اس کے کہنے کی ضرورت نہیں کہ بہترین طریقہ وہ ہے جس میں روزانہ عمل میں کمترین تبدیلی درکار ہو اور جو بے استاد جماعت کی ضروریات کو کم و بیش پورا کر دے۔

اس کے لئے عموماً یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ دو متصل جماعتوں میں باری باری سے تدریس جماعت اور ذاتی مطالعہ (یا کسی قسم کا خاموش کام جیسے لکھائی اور نقش کشی۔) سکھائی جاتی ہے ایک ہی استاد تھوڑی بہت امداد کے ذریعہ، جو عموماً مدرسے میں دستیاب ہوتی ہے، دونوں جماعتوں میں زبانی اسباق تقسیم کرتا ہے اور نیز ذاتی کوششوں کی رہنمائی اور حتی الوسع ان کے نتائج کی جانچ کرتا ہے۔ کبھی کبھی دو جماعتوں کو ایک ہی کمرہ میں بٹھا کر اسے کھچا کھچ بھر دیا جاتا ہے۔ یہ نہایت ہی مذموم طریقہ ہے۔ لیکن اگر کوئی وسیع کمرہ دستیاب

ہوسکتا ہے، جہاں دونوں جماعتیں بہ آسانی یکجا کی جا سکتی ہیں تو بعض مضامین میں متحدہ جماعت کو زبانی اسباق دئے جا سکتے ہیں بشرطیکہ طلبار کی استعداد میں بہت زیادہ فرق نہ ہو۔ یا، جیسے دوسری شکل میں ہوتا ہے، باری باری سے ذاتی مطالعہ اور زبانی اسباق رکھے جائیں۔

حالات سے مجبور ہو کر بعض وقت دوسرے طریقے اختیار کرنا پڑتے ہیں جو ہمیشہ سرکاری قواعد کے حرف بہ حرف مطابق نہیں ہوتے۔ اصل چیز ان قواعد کا منشار ہے جس پر دیانت داری کے ساتھ عمل کرنا چاہیئے۔ ایسے موقعوں پر کہا جاتا ہے کہ ضرورت کسی قانون کو تسلیم نہیں کرتی اور یہ کہ عارضی نوعیت کے غیر معمولی حالات میں بحیثیت مجموعی جب ایک دانشمندانہ طرز عمل اختیار کیا گیا ہے تو ضرورت سے زیادہ تشدد بھی مناسب نہیں۔

رسدی مدرسین جہاں ناگہانی اور غیر متوقع طور پر خالی ہونے والی جائیداد وں کو فی الفور پر کرنے کے لئے "رسدی مدرسین" کا باقاعدہ انتظام نہ ہو، وہاں اساتذہ کی غیر حاضریوں سے جو تکالیف پیش آتی ہیں وہ اس طرح دور ہو سکتی ہیں کہ ہر شعبہ میں اساتذہ کی خاطر خواہ تعداد موجود ہو۔ ریاہائے متحدہ امریکہ میں ظاہرا اس کا عام رواج ہے۔ "یہ امر مسلمہ ہے کہ اساتذہ سے دن بھر مدرسے میں تدریس کا کام نہیں لینا چاہیئے۔ بتیس گھنٹوں میں سے بالعموم بیس یا بائیس گھنٹے پڑھانے کا قاعدہ ہے[1]۔" مدارس برلن اور شارلٹن برگ پر اسکاٹ لینڈ کے سررشتہ تعلیمات کے لئے مسٹر جی، انڈ ریو نے جو رویداد مرتب کی ہے، اس میں وہ لکھتے ہیں کہ "بالعموم استاد ہفتے بھر کے

---

[1] سوزلی تعلیمی کمیشن کی رویداد۔ ڈبلیو، جی، فلیچر

۳۲ گھنٹوں میں ۲۴ یا ۲۸ گھنٹوں کی تدریب کا کام کرتا ہے۔"

اساتذہ کی غیر حاضریوں کی وجہ سے مدارس بلدیہ کی بہ نسبت غیر امدادی مدارس کا زیادہ نقصان ہوا ہے کیونکہ اکثر بڑے رقبہ جات میں آخر الذکر مدارس میں "رسدی" مدرسین کا طریقہ رائج ہے۔ لیکن اب جب کہ مدارس بلدیہ اور غیر امدادی مدارس دونوں زیادہ تر انھیں مقامی حکام کے تحت ہیں، جو بالراست یا بالواسطہ ان کی کارکردگی کے ذمہ دار ہیں، کوئی وجہ نہیں کہ دونوں قسم کے مدارس "رسدی" مدرسین کے باقاعدہ طریقہ سے یکساں فایدہ نہ اٹھائیں۔ واقعہ یہ ہے کہ آج کل عموماً ایسا ہی ہوتا ہے۔ دارالسلطنت کے رقبہ میں حسب ذیل "رسدی" مدرسین ہوتے ہیں:-

(۱) "غیر متعین" مدرسین، جو تقریباً مستقل ملازمت میں ہوتے ہیں، جنھیں ہنگامی جائیداد پر کرنے کے لئے انتظامی رقبے کے کسی مدرسے میں بھجوایا جا سکتا ہے اور جو راست مرکزی دفتر کے ماتحت ہیں۔

(۲) "رسدی" مدرسین جو رقبے کے مراسل کی تحریک پر چند دن کے لئے ملازم رکھے جائیں۔ جب غیر متعین مدرسین دستیاب نہ ہوں تو رقبے کا مراسل اپنے علاقہ کے کسی مدرسے کی ہنگامی جائیدادوں پر رسدی مدرسین کا تقرر کر سکتا ہے۔

صدر مدرس صدر مدرس عموماً مدرس بھی ہوتا ہے اور منتظم و مہتمم بھی۔ اسے فایدہ پہنچانے کے بہتیرے مواقع حاصل ہیں۔ لہٰذا اس کی ذمہ داریاں بھی اسی مناسبت سے بڑھی ہوئی ہیں۔ مدرسے کے طلبا سے محنت کا اچھا ثمر حاصل کرنے کا جس قدر امکان ہے اس سے بہتر میدان عمل کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ صدر مدرس کے اثرات کا

انحصار سب سے زیادہ اس کی نیک سیرتی پر ہے۔

اساتذہ اور طلباء پر سب سے زیادہ اثرات اس وقت پڑینگے جب کہ اس میں حسب ذیل اہم صفات اور قوتیں موجود ہوں:۔ (۱) فرض کا اعلیٰ احساس (۲) وسیع ہمدردی۔ "تیتلی کے پروں کا نقش مٹانا" تک اسے گوارا نہ ہو، (۳) عمدہ قوت فیصلہ، (۴) سیرت شناسی کی قوت، (۵) اپنے کام سے الفت، (۶) جدت یا اولیت اور "ترقی کے مسلسل قانون" پر اعتقاد، (۷) ضبط نفس، (۸) تنظیم کی قابلیت، (۹) مستقل مزاجی، (۱۰) ترغیبی قوت بیان، (۱۱) سیرت کی عام خوبی اور (۱۲) مدرسے کو اس سے متاثر کرنے کی قابلیت۔ ظاہر ہے کہ یہ فہرست صفات کسی قدر تصوری ہے۔ یہ فرض کرلیا جاتا ہے کہ اس کو مدرسے کے کام کی تفصیلی واقفیت ہے۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر صدر مدرس کو، جو اس نام کا مستحق ہو، طلباء عموماً غیر معمولی قابلیت رکھنے والی ہستی اور معمولی انسانوں سے بالاتر شخصیت تصور کرتے ہیں۔ یہ فرض کرلیا جاتا ہے کہ اس کے تمام افعال عزت، انصاف اور حق کے تحت صادر ہوتے ہیں۔ یہ عام اور غیر محدود اعتقاد اور پھر خود اسکی اپنی حقیقی قابلیتیں ایسی قوتیں ہیں جنھیں وہ مدرسے کے ضبط اور تنظیم کی تکمیل کے کام میں لاسکتا ہے۔ طلباء کے اس تصور کو اپنی روزانہ اشتعالکوں کے باوجود صحیح و سالم برقرار رکھنا کوئی آسان کام نہیں اور اس کے لئے بہت کچھ احتیاط اور دور اندیشی درکار ہے۔ اپنے افعال کی آپ نگرانی کرنا ہمیشہ اس کا نصب العین رہے۔

صدر مدرس کے اہم فرائض یہ ہیں:۔ (۱) تنظیم، (۲) نگرانی، (۳) تدریس اور (۴) امتحان، یا سرکاری اصطلاح میں "تدریب اور

ڈسپلن کی عام نگرانی اور ضبط"۔ ایک دانشمند صدر مدرس اپنے وقت کے مختلف حصوں کو عمدگی سے تقسیم کرتے ہوئے ان تمام امور کا خیال رکھیگا۔ مدرسے کا خاص مقصد، تعداد طلباء، مددگار مدرسین کی تعداد و قابلیت اور عمارت کی نوعیت۔

تنظیم کی اہم خصوصیات اسقدر بدیہی ہیں کہ ان کا یہاں بیان کرنا غیر ضروری ہے۔ دو یا تین امور البتہ قابل ذکر ہیں۔ اگرچہ جہاں تک جماعت پر لفظ "اسٹانڈرڈ" کا اطلاق ہوتا ہے، اسے مجموعہ قوانین سے حذف کر دیا گیا ہے تاہم جماعتوں سے متعلق نصابات تدریب کی تعریف میں یہ اصطلاح ابھی تک مروج ہے۔ لیکن ابتداً ان نصابات سے جو قیود عاید ہوتی تھیں وہ اب بہت کچھ کم کر دی گئی ہیں۔ بلا قید جماعت بندی کی آزادی سے فایدہ اٹھا کر مناسب صورتوں میں ایک درجہ اور دوسرے کے درمیان ما بینی نصابات مقرر کئے گئے ہیں اور پرانے طریقوں میں بہتیری ایسی تبدیلیاں کی گئی ہیں جو مزید تبدیلیوں کا پیش خیمہ ہیں۔ بلا قید سے جائز قیود مراد ہیں۔ ایسی صورت میں ہر مدرسے کو چاہئیے کہ وہ اپنے مناسب حال نصابات دریافت کرلے۔

بعض وقت ایک یا ایک سے زیادہ مضامین میں طلباء کی اِستعداد اور میلان طبع کی بنا پر جماعت بندی کی جاتی ہے۔ تمام مضامین میں انکی عام استعداد کا لحاظ نہیں کیا جاتا گو جماعتوں کی تنظیم بالعموم آخر الذکر ہی پر مبنی ہوتی ہے۔ مثلاً فرض کیجئے کہ مدرسے کی جماعتوں کی تنظیم عام استعداد کے مطابق کر دینے کے بعد یہ محسوس ہو کہ ایک چوتھے درجہ کا طالب علم نقش کشی کی غیر معمولی قابلیت رکھتا ہے اور حساب میں کمزور ہے۔ ایسی

صورت میں صدر مدرس اگر چاہے تو اس طالب علم کو نقش کشی کے لئے درجہ ششم میں اور حساب کے لئے درجہ دوم میں رکھکر بقیہ مضامین کی تدریب کے لئے درجہ چہارم میں بحال رکھ سکتا ہے۔ تمام مدرسے کی اسی طریقہ پر تنظیم کیجا سکتی ہے گو اس سلسلہ میں نظام الاوقات کی مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔[1]

مثلاً عموماً مدرسے کی اونچی جماعتوں میں نیچی جماعتوں کی بہ نسبت زیادہ طویل اسباق رکھے جاتے ہیں۔ لیکن اگر مذکورۂ بالا اصول پر زیادہ تر یا کلیتاً عمل کیا جائے تو تمام اسباق نہ سہی تو بھی بیشتر اسباق کو ایک ہی وقت میں شروع کرکے ایک ہی وقت پر ختم کرنا ضروری ہو جائیگا۔ اسی لئے اگر ابتدائی مدرسے میں اس پر ضرورت سے زیادہ عمل کیا جائے تو اس میں کئی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ غالباً تبادلی جماعت بندی کے اس اصول پر عمل کرنیکا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اسے ایک طرف غیر معمولی قابلیت اور دوسری جانب یکطرفہ کند ذہنی، جو ہر مدرسے میں ہمیشہ پائی جاتی ہے۔ پس انہیں چند مستثنیات کی حدتک محدود کردیا جائے۔

شعبہ واری تدریس، جس کا کسی اور جگہ ذکر کیا گیا ہے اور جو جماعتوں کی بجائے مضامین کی منطقی تفریق پر مبنی ہے، تبادلی جماعت بندی کے اس طریق سے کسی قدر مماثل ہے کیونکہ دونوں مضامین پر مبنی ہیں۔

---

[1] باوجود مشکلات کے طلباء کو جو فواید حاصل ہوتے ہیں وہ نقصانات کی بہ نسبت زیادہ ہیں۔ بعض بہت ہی کامیاب مدرسوں میں حساب اور انگریزی یا فقط حساب کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

فرق اتنا ہے کہ اول الذکر صورت میں مضمون کا تعلق اولاً استاد سے ہے اور آخر الذکر صورت میں طالب علم سے۔

جہاں صدر مدرس تمام تر کسی جماعت کا ذمہ دار ہو، ظاہر ہے کہ نگرانی کامل نہیں ہوسکتی اور اس میں ضرور نقایص رہینگے۔

مدرسے کے کام میں اس کو جس قدر آزادی حاصل ہو اس حد تک وہ اس فرض کو انجام دے سکیگا۔ مددگار مدرسین کافی تعداد میں اور قابل ہوں تو اسے تمام جائز آزادی حاصل رہیگی۔ لیکن اس انتظام میں بھی ضرورت سے زیادہ محو ہو کر اپنا سارا وقت کھو دینا غلطی ہے کیونکہ جب تک رفقاء، ناکارہ ثابت نہ ہوں، ان پر اعتماد کرنا چاہیئے۔ نگرانی کے معنے یہ ہیں کہ نصابات پر عملدرآمد، طریق تدریب، گھر کے اسباق، ڈسی پلن اور عموماً باقاعدہ تجاویز کی پابندی سے عام یا خاص خبرداری رکھی جاوے۔

جس صدر مدرس میں مستقل مزاجی اور سیرت کی معمولی قوت موجود ہو اسے اساتذہ سے تعمیل کے لئے اپنی درخواست کو دہرانے کی ضرورت نہ ہونا چاہیئے۔ علاوہ ازین از حد نگرانی سے صدر اور مددگاروں کے وہ خوشگوار تعلقات قائم نہیں رہ سکتے جو ہر مدرسے کی خصوصیات میں داخل ہونا چاہئیں۔ ظاہر ہے کہ نوجوان اور ناتجربہ کار مددگار مدرسین اور معلمات کو دوسروں کی نسبت نگرانی اور رہنمائی کی زیادہ ضرورت ہے۔

انتظام اور نگرانی کے تحت صدر مدرس کے کام کا ایک اور پہلو بھی داخل ہے جسپر اس کے محدود دائرہ عمل کی وجہ سے وہ توجہ نہیں کی جاتی جس کا وہ مستحق ہے۔ اس سے ہماری مراد ان متعلم اساتذہ اور مدرس طلباء کی تربیت ہے جو آیندہ اس پیشے کو اختیار کرنے والے ہیں اور جن پر اس پیشے کی اہم ذمہ داریاں عاید

ہونے والی ہیں۔ جو مثال قائم کی گئی ہے اور جو تربیت دی گئی ہے اگر اس کا معیار بلند ہے تو آیندہ نسلیں اس پر عمل کرینگی اور اپنے وقت پر تربیت دینے والے کا دل بھی ایک پر اطمینان مسرت حاصل کریگا۔ لیکن اگر اس کے برخلاف یہ تربیت لاپروائی کے ساتھ دی گئی ہے یا ادنیٰ درجے کی یا معمولی قسم کی ہے تو بہت ممکن ہے کہ یہ نوجوان اپنی آیندہ زندگی میں ناکام رہیں۔ انکی حالت بعینہ اس سپاہی کی سی ہوگی جو لڑائی کے میدان میں ٹوٹا ہوا نیزہ لیکر اترے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہونہار نوجوان اساتذہ کی تربیت دینے میں جو کامیابی ہوئی ہے وہی صدر مدرس کے عام اثرات کا صحیح پیمانہ ہے۔

صدر مدرس کے فرائض میں سے ایک اہم ترین فرض تدریس کا عملی کام ہے۔ بشرط امکان ہفتہ میں دس یا بارہ گھنٹوں کا مقررہ وقت اس کام کے لئے وقف ہونا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں صدر مدرس کا ایک یا دو جماعتوں تک ہی اپنی توجہ کو محدود کر دینا نامناسب ہے۔ یہاں ہم یہ فرض کر رہے ہیں کہ مدرسے میں متعدد جماعتیں ہیں۔ چاہیئے تو یہ کہ وہ اپنے اوقات تدریس کو وقتاً فوقتاً تمام مدرسے پر بانٹ دے۔ مکرر درجوں اور اونچی جماعتوں کے علاوہ، بالخصوص جماعت اول کو، اپنی فردیت اور قابلیت سے دوسری جماعتوں کی بہ نسبت زیادہ فائدہ اٹھانے کا موقع دے۔ اس راست تدریس سے صدر اور طلباء میں جو قریبی تعلق پیدا ہو جاتا ہے، وہ طلباء کے احساسات کو معلوم کرنے اور ان کی نبض شناسی میں بیحد کارآمد ثابت ہوتا ہے۔ اس ذریعہ سے وہ طلباء کی تربیت کی قدر و قیمت کا بہتر اندازہ لگا سکتا ہے۔ امتحان سے یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ امتحان زیادہ سے زیادہ عمدہ تعلیم کے ضمنی پہلو کو واضح کرتا ہے

طلباء کے مطمع نظر کی توسیع اور اس کی نوعیت کے یقین سے قطع نظر ان اسباق کا افادہ یہ بھی ہے کہ وہ مددگار مدرسین کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے طریقۂ تعلیم، وسیع النظری اور کامل واقفیت کے نمونوں کا کام دیتے ہیں۔

جرمنی، ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور کینیڈا میں عموماً بڑے بڑے مدارس کے صدر مدرسین بھی اپنے وقت کا ایک ثلث حصہ تدریس جماعت کے کام میں صرف کرتے ہیں۔" مدرسے کی عام نگرانی کے علاوہ صدر مدرس بالعموم ہفتہ میں بارہ گھنٹے درس دیتا ہے۔ وہ ہمیشہ ایک ہی مضمون نہیں پڑھاتا اور نہ ایک ہی جماعت کو درس دیتا ہے، بلکہ مدرسے کے ہر ششماہی میقات میں اپنا کام بدلتا رہتا ہے۔"[1]

امتحانات مدرسہ امتحان کو باقاعدہ بنانا چاہیئے کیونکہ تمام امور میں نہ بھی سہی تو چند چیزوں کی ترقی کے متعلق صحیح معلومات حاصل کرنے کا یہی اہم ترین ذریعہ ہے۔ عموماً سال کو دو یا تین میقات میں تقسیم کرکے مقررہ کام کی بناء پر ہر میقات کے آخر میں امتحان لیا جاتا ہے۔ بعض مضامین میں کبھی کبھی آزمائشی امتحان لینا بھی مناسب ہے، بالخصوص

---

[1] برلن اور شارلٹن برگ کے تحتانیہ مدارس پر مسٹر جی۔ اینڈرو کی روئداد مورخہ ۱۹۰۴ء برائے سررشتہ تعلیمات اسکاٹ لینڈ۔

شہر کانسلس میں "بالعموم صدر مدرس ایک ہی جماعت کا ذمہ دار ہوتا ہے اس لئے وہ مدرسے کے کام پر نسبتاً کم نگرانی رکھتا ہے۔" پادری اے ڈبلیو جنس کی روئداد مورخہ ۱۹۰۴ء جسے لندن کے سابقہ اسکول بورڈ نے شائع کیا۔ نیز ملاحظہ ہو وقتی مجموعہ قوانین ۱۹۲۲ء ضمن ۸ (ب) اور صفحہ ۷۱ کا زیر حاشیہ۔

جب کہ اساتذہ میں کوئی استاد کمزور ہو۔

مضامین ثلاثہ میں باقاعدہ میقاتی امتحانات[1] انفرادی شکل کے ہوتے ہیں اور دیگر مضامین میں زیادہ تر جماعتی قسم کے۔ اونچی جماعتیں، جہاں عموماً بیشتر مضامین میں تحریری آزمایشیں ضروری ہیں، اس سے مستثنیٰ ہیں۔ انفرادی تقریری امتحانات بھی نہایت مفید ہیں، بشرطیکہ موزوں حالات کے تحت لئے جائیں۔

معمولی حالات میں ان امتحانات کے تعین کے امکان پر بحث کرنا تضیع اوقات ہے۔ جس مدرسے میں اساتذہ کی تعداد کافی ہو وہاں کوئی مشکل پیش نہیں آنی چاہیئے۔ لیکن جن مدارس میں صدر مدرس کسی ایک جماعت کا ذمہ دار ہو، وہاں جب مددگار مدرس کی جماعت کا امتحان لینا ہو اس کے ساتھ صدر کا جماعت بدلنا نقایص سے خالی نہیں گو عملاً یہ طریقہ بھی تشفی بخش ثابت ہوا ہے۔

ان تمام امتحانات[2] میں صدر مدرس کو چاہیئے کہ (۱) وہ خود آزمایشی سوالات مرتب کرلے۔ بعض حالات میں، خصوصاً جب استاد جماعت کسی خاص مضمون کا ماہر ہو، صدر مدرس کو چاہیئے کہ سوالات مرتب کرنے

---

[1] یہ ان ترمیم شدہ ہدایات کے مطابق ہیں جو ۱۹۰۳ء میں سرکاری مہتمموں کے نام جاری کئے گئے۔

[2] سابقہ سال یا میقاتوں کے نصابات تدریس کو فراموش نہ کرنا بیحد اہم ہے۔ مثلاً اگر کوئی بچہ درجہ پنجم میں تعلیم پا رہا ہے تو پیچھے درجوں کے کام پر بھی چند سوالات کرنا چاہیئے۔

سے پیشتر اس سے مشورہ کرے بلکہ بہتر تو یہ ہوگا کہ استاد جماعت خود ہی سوالات مرتب کرے اور صدر مدرس ان مرتب شدہ سوالات کی منظوری دے۔

(۲) نصاباتِ معینہ سال کا حصہ اور ابتدائے سال میں طلباء کی استعداد کا لحاظ کرتے ہوئے آزمائشوں کی معقولیت کا یقین کرے۔ (۳) امتحان کی بذاتِ خود سختی کے ساتھ نگرانی کرے۔ (۴) حتی الوسع تمام پرچوں کو خود ہی جانچے۔ اس ذریعہ سے اس کو تمام حالات سے اسطرح آگاہی ہو جائیگی جو اور طرح ناممکن تھی۔ (۵) تصحیح کے بعد ہر طالب علم کو اس کا اپنا پرچہ دکھلائے تاکہ غلطیوں کا علم ہو جائے اور صحیح خیالات اوس کے ذہن نشین ہوں۔ (۶) انفرادی آزمائشوں کی صورت میں کسی جدولی فہرست یا کتاب کے اندر، جو اس مقصد کے لئے رکھی جائے، نشان یا علامت کے ذریعہ مقدار مہارت کے اندراجات کرے۔ اور تمام مضامین کا عام تخمینہ اور اُن پر تنقید کرے۔ (۷) اس امر کا لحاظ رکھے کہ ضروری قابلیتوں کا معیار کافی بلند ہے۔ اس کا انحصار ایک حد تک نمبر (۲) پر ہے۔ (۸) امتحان سے جماعت کی یا انفرادی جو صریح خامیاں اور کمزوریاں ظاہر ہوں اُن کے ارتفاع کی فوری تدابیر اختیار کرے۔

صدر مدرس کے لئے سب سے زیادہ اہم یہ ہے کہ ان امتحانات کی وجہ سے جو اس کی خاص حیثیت ہو جاتی ہے، اسے ملحوظ خاطر رکھے۔ یعنی جس کام کا وہ بالآخر ذمہ دار ہے اس پر اسے رائے قائم کرنا اور اپنی رائے کو ضبط تحریر میں لانا ہے۔ یہ بھاری ذمہ داری کا کام ہے جس کے لئے اسی مناسبت سے خلوص اور صاف گوئی درکار ہے۔ لہذا امتحان کی ہر منزل پر اور نتائج کے تخمینہ اور اندراجات تنقید کے موقعوں پر، جو یقیناً بلاخوف

وخطر اور ذاتیات سے بے تعلق ہونا چاہئیں، صدر مدرس کے ذہن میں سوائے عدل و انصاف اور کامل بے غرضی کے کوئی چیز نہ ہو۔ بہ الفاظ دیگر اسے چاہیئے کہ نتائج کا موازنہ اور تعلیمی قیمت کا تخمینہ اس طرح کرے کہ گویا ایک انصاف پسند ماہر کسی نامعلوم شخص کے کام کا تخمینہ کر رہا ہے۔ مخالف تنقید کار سے تمام یا چند اساتذہ کا غیر معمولی اثر لینا ایسی بات نہیں ہے کہ صدر مدرس اس کا خیال کرے۔ سچ بات کہنے کا ایک نرم طریقہ ہوتا ہے اور ایک درشت طریقہ ایک دانشمند صدر مدرس کو یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ان میں کون سا طریقہ بہتر ہے۔

کام کی بیجا قدر دانی یا ضرورت سے زیادہ تعریف کرنے سے اصل مقصد فوت ہو جائے گا۔ اور تلخ حقیقتوں کی پردہ داری خانہ جنگی کے ایسے تخم بونا ہے جس کا لازمی ثمرہ کسی نہ کسی دن مل کر رہیگا۔ مدرسے کی بہبودی اور تمام اساتذہ کا مفاد اسی میں ہے کہ سچ بات دریافت کرکے اسے صاف صاف بیان کر دیا جائے۔

نصابات اور نظام الاوقات۔ ان میں سے ہر ایک کا تعین کرتے وقت حسب ذیل امور کا مناسب لحاظ رکھنا چاہیئے:۔ (۱) مجموعہ قوانین[1] جس کے مفہوم سے بہت ہی مفید رہنمائی ہو سکتی ہے۔ اگرچہ مستثنیٰ حالات میں معقول رعایتیں رکھی گئی ہیں، چند مضامین اس میں درج ہیں جو کم و بیش لازمی ہیں۔ ہر بات کے اصول[2] کے تحت مضامین کے اتحاد کا امکان

---

[1] ملاحظہ ہوں ضمن ۱ تا ۱ مجموعہ قوانین سنہ ۱۹۱۲ء

[2] حتی الوسع مضامین تدریب ایک دوسرے سے اسطرح متعلق اور وابستہ ہوں کہ بچے کے تصورات دوائر خیال میں مربوط ہو جائیں۔

تسلیم کیا گیا ہے۔ عملی کام اور تدریب و ماحول کے تطابق کی ضرورت پر فرو بیل نے جو زور دیا ہے اس کو بھی وسیع النظری کے ساتھ تسلیم کیا گیا ہے۔ (۲) جماعت کے بچے، ان کی صنف، عمریں اور استعداد (۳) اساتذہ کی قابلیت۔ (۴) عمارت اور ساز و سامان۔ (۵) اوقات کار۔ (۶) عام مقامی حالات۔ مثلاً زرعی رقبہ جات میں زراعت اور باغبانی کے ابتدائی اصول سکھانا چاہئیں۔ اس موقع پر مطالعہ فطرت کے لئے بھی کافی وسیع میدان ہے۔ فرانس اور جرمنی کے دیہی مدارس میں ان مضامین پر بالعموم بہت زیادہ توجہ کی جاتی ہے۔[1]

مقامی حالات سے قطع نظر بعض ایسے مضامین ہیں جنکا اثر طلباء کی زندگی پر مدرسہ چھوڑنے کے بعد بھی بہت زیادہ اور نہایت مفید ہوتا ہے۔ ان مضامین میں سب سے بلند پایہ انگریزی ادب اور مدنیات کا ہے۔[2] مدارس امریکہ کے نصابات میں ان دونوں مضامین کا درجہ بہت ممتاز ہے ایک اور قابل لحاظ امر تمام مضامین کی تدریب کو عملی بنانے کی ضرورت ہے دستی مہارت کو خاص اہمیت دیجاتی ہے۔

شکاگو کا "مدرسہ تعلیمات" جس کا کسی زمانہ میں ڈاکٹر ڈیوی صدر تھا، اسی قسم کا ایک تجربہ ہے۔[3] آج کے نظریہ کو کل عملی جامہ پہنانا چاہیئے اور اگر بچہ خود اس پر عمل پیرا ہو سکے تو اور بھی بہتر ہے۔ بیکن سے لیکر اسپنسر تک

---

[1] ملاحظہ ہوں خاص رویدادیں (مرتبہ سڈلر)، جلد ۷ اور ۹۔

[2] ملاحظہ ہوں موزلی تعلیمی کمیشن کی رویدادیں۔

[3] ملاحظہ ہوں موزلی تعلیمی کمیشن کی رویداد صفحات ۲۰۳ اور ۳۵۶

نظریہ تعلیم کے تمام ماہرین کم وبیش اسی خیال کے حامی کہلا سکتے ہیں[1] جرمنی کے "اصلی مدارس" ایک حد تک اسی اصول پر قائم کئے گئے ہیں۔

نصاب۔ جونہی مضامین تدریب اور ان کو پیش کرنے کے طریقوں کا عام تعین ہو جائے، نصاب کے ہر حصے کو اس طرح احتیاط سے مرتب کرنا چاہیئے کہ تمام مضامین میں ایک زندہ وحدت پیدا ہو جائے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ تنظیم کے پیش نظر نہ صرف ایک میقات یا ایک سال کا نصاب تدریب ہو بلکہ طالب علم کے لئے مدرسے کی تمام زندگی میں جتنا کام رکھا گیا ہے اس کا فی الجملہ اس میں لحاظ رہے۔ بالفاظ دیگر نصاب کی وحدت ترتیب میں سکونی ہو اور عملدرآمد میں حرکی۔

لہٰذا مضامین حتی الامکان ایک دوسرے سے متعلق ہوں اور ماحول کی نوعیت اور طلباء کی عام ضروریات کے ساتھ تطابق رکھیں۔ نصاب کو ایک مرتبہ مرتب کر لینے کے بعد یہ ضروری نہیں کہ اس کی شکل ہمیشہ کے لئے مستقل خیال کی جائے اور نہ بصورت ضرورت ترمیم[2] کے لئے منتظم ختم سال تک انتظار کرے۔ ممکن ہے کہ تغیر حالات کے ساتھ ساتھ یا وسعت تجربہ یا خاص مہارت یا علم حاصل کرنے کی وجہ سے وقتاً فوقتاً ذیلی قسم کی تبدیلیاں مناسب خیال کی جائیں۔ جونہی نصاب میقات مکمل طور پر طے پا لے، جس سے تفریح اور ہوا خوری[3] کی مجموعہ قوانین اجازت دیتا ہے، اسکا ایک خاکہ بنا لیا جائے۔ ضرورت ہو تو آیندہ اس میں تبدیلی کیجا سکتی ہے۔

---

[1] "ارباب مدرسہ کو چاہیئے کہ علمی کام اور دستکاری کی تدریب کے مناسب طریقوں سے بچوں کی قدرتی دستی اور عینی فعلیتوں کو زیادہ سے زیادہ ترقی دیں" تمہید مجموعہ قوانین ۱۹۱۲ء

[2] ضمن ۳ (الف)۔ [3] ضمن ۴۴ (ب)

پانچواں باب

"میں اٹھ کھڑا ہوا . . . . . دنیا نئے سرے سے نظر آنے لگی۔" میں نے اپنے آپ کو بیدار کیا، اپنی آنکھوں پر سے ریشمیں نقاب، الٹ دی اور میرا بے نقاب چہرہ نور میں غرق ہو گیا۔" ایوتھن مصنفہ کنگ لیک "زندگی کی تمام اہم چیزوں کو لازماً بطور خود سیکھنا پڑتا ہے۔" دی ڈس ایڈوانٹیجس آف ایجوکیشن مصنفہ ایڈورڈ لے۔ پاری

نظام الاوقات

معمولی درجہ بند مدرسے کا خاص حوالہ۔

دیگر امور مساوی ہوں تو مدرسے کی خوبی کار کا انحصار زیادہ تر نظام الاوقات کی موزونیت پر ہوگا جس کے لئے مقامی حکام تعلیمات اور سرکاری مہتمم کی منظوری ہمیشہ ضروری ہے۔ اس کی ترتیب میں مہارت، گہری واقفیت اور پیش بینی ضروری ہے ورنہ رکاوٹیں پیدا ہونے کا اور وقت اور قوت کے ضائع جانے کا اندیشہ ہے۔ نظام الاوقات گویا مدرسے کا دوسرا گھڑیال ہے جس کے ذریعہ تھوڑے تھوڑے وقفہ سے ساعت، جماعتی اسباق، وقفہ تفریح اور اجتماع اور برخاست کے اوقات معلوم ہوتے ہیں۔ منتظم کی روح اس کی قوت متحرکہ ہے جو عمارت کے ہر حصے میں ساری ہوتی ہے اور خاموشی کے ساتھ اپنا کام کرتی ہے۔ مدرسے کی روزانہ زندگی کے لئے جو مادی تبدیلیاں ضروری ہیں

وہ اسی روح کا ظہور ہیں۔

نظام الاوقات مرتب کرتے وقت نصاب سے متعلق جن امور کا ذکر کر دیا گیا ہے، ان کے علاوہ حسب ذیل امور بھی اہمیت رکھتے ہیں:۔

(۱) نصاب کے ہر مضمون کے لئے وقت کی ضروری مقدار۔

(۲) ہر سبق کی مناسب طوالت بلحاظ (الف) اہمیت اور دقت مضمون (ب) آیا سبق نظری ہے یا عملی، (ج) طلباء کی عمر اور قوتیں۔ اس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے لیکن یہ اسقدر اہم ہے کہ دوبارہ اس کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔

(۳) اسباق کی مناسب تقسیم بلحاظ (الف) صبح یا سہ پہر اور پھر ان اوقات میں جلد یا بہ دیر[1]، (ب) مضمون کی نوعیت۔ آیا وہ زیادہ تر ذہنی قوتوں پر بار ڈالتا ہے یا میکانی قوتوں پر، (ج) اساتذہ۔ اگر دو یا تین زبانی اسباق پے درپے رکھے جائیں تو استاد پر بہت زیادہ بار، پڑتا ہے، (د) عمارت کی اندرونی ساخت۔ ایک سے زیادہ اساتذہ ایک ہی کمرے میں علیحدہ علیحدہ کام کریں تو یہ دشواری اور بھی شدید ہو جاتی ہے۔ جماعتیں متصل ہونے کی صورت میں باری باری سے بلا شور اور پر شور اسباق رکھے جائیں۔

نمبر (۱) سے متعلق مختلف مضامین تدریب پر تقسیم اوقات کی کم و بیش حسب ذیل تفصیل ہے[2]:۔

---

[1] ملاحظہ ہو شکاگو کے مدارس عامہ کے سلسلہ میں مطالعہ طفل کی رویدادیں۔

[2] ملاحظہ ہو زبان انگریزی کی کانفرنس ۱۹۰۹ء کی رویداد، نافذکردہ لنڈن کونٹی کونسل۔

انسیتی مضامین	س-م	سائنس اور مطالعہ فطرت	س-م	جسمانی ورزش اور دستکاری کی تربیت	س-م
انجیل کی تدریب	۳-۲۰	جغرافیہ	۱-۰	ورزش جسمانی اور گیمس	۱-۰
تاریخ	۱-۰	مطالعہ فطرت یا سائنس	۱-۲۰		
گانا	۱-۰	ریاضی	۴-۰ ۶-۲۰	[وقفہ ہائے تفریح]	۲-۵
نقش کشی اور نمونہ سازی	۲-۰			دستکاری کی تربیت (ذکور) یا تربیت خانہ داری برائے اناث	۲-۳۰
انگریزی	۸-۱۵				
	۱۵-۳۵				۵-۳۵

اِس طرح جملہ (۲۷ ۱/۲) گھنٹے ہوتے ہیں۔

بعض ماہرانِ تعلیم کا خیال ہے کہ "جو وقت عموماً دستی صنائع اور ریاضی کے لئے وقف کیا جاتا ہے، اس میں اقلیدس اور چوبی یا فلزی کام کے قریب تر تعلق سے بہت کچھ کفایت ہوسکتی ہے[1]۔" اس طرح جو وقت بچیگا وہ انگریزی یا کسی اور مضمون کے لئے دیا جاسکتا ہے۔

زبان انگریزی کو جو وقت دینا چاہیئے اوس پر حال میں ماہرین کی ایک جماعت نے کافی غور کیا ہے اور ان کی سفارشات حسب ذیل ہیں:۔

---

[1] ملاحظہ ہو زبان انگریزی کی کانفرنس ۱۹۰۹ء کی روئیداد، نافذۂ لندن کونٹی کونسل۔

عمر اطفال	ہفتہ واری وقت	
	ذکور	اناث
۷ تا ۹ سال	۱۰ گھنٹے	۱۱ گھنٹے
۹ تا ۱۱ سال	۱۰ گھنٹے	۱۱ گھنٹے
۱۱ تا ۱۴ "	۹ "	۱۰ "

لڑکوں کے لئے یہ گھنٹے اس طرح تقسیم کئے جائیں :-

	عمر ۷ تا ۹	عمر ۹ تا ۱۱	عمر ۱۱ تا ۱۴
صوتیات	۵۰ منٹ	۳۰ منٹ	-
قرات	۴ گھنٹے	۳ گھنٹے	۱ گھنٹہ ۳۰ منٹ
لکھائی (میکانی)	۱ گھنٹہ ۳۰ منٹ	۱ گھنٹہ	۳۰ منٹ
ہجہ اور املا	۱ گھنٹہ ۱۰ منٹ	۱ گھنٹہ	۱ گھنٹہ
گریمر	-	۳۰ منٹ	۱ گھنٹہ
انشاء (زبانی اور تحریری)	۱ گھنٹہ ۳۰ منٹ	۲ گھنٹے	۲ گھنٹے
ادب (مع نشید)	(زیادہ تر زبانی) ۱ گھنٹہ	۲ گھنٹے	۳ گھنٹے
	۱۰ گھنٹے	۱۰ گھنٹے	۹ گھنٹے

لڑکیوں کے لئے مزید گھنٹہ " گریمر، ادب اور تاریخ الفاظ کی تحقیق میں تقسیم کر دیا جائے۔"

ظاہر ہے کہ انگریزی کے لئے جو مزید وقت تجویز کیا گیا ہے وہ کتنا ہی ضروری کیوں نہ ہو اور خاص کر صوتیات کی تربیت کتنی ہی مفید کیوں نہ ہو، اس کی وجہ سے

کئی مضامین کے وقت میں تخفیف کرنا پڑیگی۔ ایک عام بات یہ دیکھی گئی ہے کہ نیچی جماعتوں میں حساب کے لئے بہت زیادہ وقت دیا جاتا ہے۔ در اصل نیچے کی دو جماعتوں کے لئے ہفتے میں دو گھنٹے اور ان کے اوپر کے دو درجوں کے لئے تین گھنٹے بہت کافی ہیں۔ اس طرح جو وقت بچے وہ انگریزی کے لئے وقف کر دیا جائے۔

جہاں تک نمبر (۲) کا تعلق ہے مدرسہ صبیان کے اسباق کی مدت، طلباء کی عمروں کے لحاظ سے، ۱۵ سے لیکر ۲۵ منٹ تک ہونا چاہیئے۔
شعبہ جات کبیر کی حد تک اس مقصد کے لئے اونچی اور نیچی جماعتوں کے درمیان حد فاصل قائم کرنا چاہیئے۔ نیچی جماعتوں میں سوزن کاری کے سوا بالعموم اسباق کی مدت آدھ گھنٹے سے زیادہ نہ ہو۔ اونچی جماعتوں میں اسباق کی مدت ۳۰ سے ۴۵ بلکہ ۵۰ منٹ تک رکھنا بھی جائز ہے۔ لیکن حسب ذیل مضامین کے لئے مستثنیات ضروری ہیں:۔

۱۔ جسمانی ورزشیں۔ ہفتہ میں تین دن صبح اور سہ پہر کے وقت ۵ منٹ کی زوردار ڈرل اور بقیہ دو دن بیس بیس منٹ کے دو اسباق۔ طویل اسباق میں مدرب کو چاہیئے کہ بازو، ہاتھ، پاؤں اور سر کی وضع اور نشست و برخاست پر خاص توجہ کرے۔ باری باری سے بیس بیس منٹ کے تین اسباق یا تیس تیس منٹ کے دو اسباق۔

۲۔ سوزن کاری۔ ایک گھنٹہ۔

۳۔ تجربہ خانہ یا عملی سائنس کے کمرے میں اسباق۔ کم از کم ایک گھنٹہ۔

۴۔ دستی صنائع لڑکوں کے لئے۔ پخت و پز، شوب کاری، خانہ داری لڑکیوں کے لئے۔ عموماً کم از کم دو گھنٹے دئے جائیں۔ مگر غربا کے محلوں میں،

جہاں لڑکوں کی جسمانی حالت اور قوت برداشت اوسط سے کم ہو، وہاں دستکاری کی تربیت کے اسباق ¼ ۱ گھنٹے یا ½ ۱ گھنٹے تک محدود کر دیئے جائیں تو مناسب ہے۔

۵۔ عام دستکاری مثلاً کاغذ تراشی، نمونہ سازی وغیرہ۔

۳۔ (الف اور ب) سے متعلق یہ امر مسلمہ ہے کہ بار آور تکان کے زیر اثر ذہنی قوت گھٹ جاتی ہے۔ جن مضامین میں خاص طور پر ذہنی قوت درکار ہو، ان کے لئے سہ پہر کی بہ نسبت صبح اور آخری گھنٹوں کی بہ نسبت ابتدائی گھنٹے بہتر ہیں۔ اسی لئے میکانی مضامین، جیسے لکھائی (میکانی)، نقش کشی وغیرہ، عموماً سہ پہر میں سکھائی جاتی ہے۔ "ضرورت سے زیادہ تکان سے حافظہ کمزور ہو جاتا ہے[1]۔" (ج) اور (د) کا پہلے ذکر آچکا ہے۔

جب نصابات اور نظام الاوقات مناسب طریقے سے معین اور مرتب ہو جائیں تو اس وقت اساتذہ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ محض ان کی رسمی پابندی سے سوائے بیجان یکسانیت کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن اگر ان کی روح پر عمل کیا جائے تو کام میں جان پڑ جائیگی۔ طلباء کے بارے میں انہیں یہ حکیمہ قول بھی ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ "علم سکھنا کافی نہیں، سمجھ بھی پیدا کرو۔" سنہ ۱۹۰۲ء میں برٹش اسوسیئشن کے جلسہ بلفاسٹ میں پروفیسر آمسٹرونگ نے اپنے خطبے میں کم و بیش یہی الفاظ کہے تھے۔ "تحتانیہ تعلیم میں ہم مضامین ثلاثہ کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن دراصل مضامین اربعہ ضروری ہیں۔

---

[1] ملاحظہ ہو شکاگو کے مدارس عامہ سے متعلق مطالعہ طفل کی روئیدادیں۔

چوتھا مضمون طالب علم کی قوت استدلال کی ترقی ہے[1]۔

جن نظام الاوقات کا ذیل میں دیباچہ درج ہے، ان پر اکثر مشہور مدارس میں عمل درآمد ہو رہا ہے۔ مقامی حالات کے لحاظ سے جب کبھی ان نظام الاوقات میں ترقی کی گنجایش پائی جائے، ان سے متعلق یادداشتیں تیار کیجاتی ہیں۔ مقامی ضروریات کی مناسبت سے ان میں تھوڑی سی تبدیلیاں کردی جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ایک معمولی ابتدائی مدرسے کے لئے یہ کارآمد ثابت نہ ہو۔ نظام الاوقات مرتب کرنے والوں کی رہنمائی کے لئے جن امور کی سفارش کی گئی ہے، ان کی مدد سے ان خلاصوں کے ذریعہ ہر شخص اطمینان بخش نظام العمل تیار کرسکتا ہے۔

۱۸۷۰ء کے قانون تعلیم ابتدائی کے [دفعہ ۷ (۲)] کا حسب ذیل اقتباس یادداشت کے قابل ہے:۔

"جس وقت یا جن اوقات میں کوئی مذہبی رسم ادا کیجاتی ہو یا مدرسے کے کسی جلسے میں مذہبی مضامین کی تدریب ہوتی ہو، وہ وقت یا اوقات جلسے کی ابتدا یا آخر میں یا دونوں مرتبہ رکھے جائیں۔ نیز یہ نظام الاوقات میں درج کرلئے جائیں اور اس کی منظوری سررشتہ تعلیمات (جواب تعلیمی بورڈ ہے) سے حاصل کی جائے۔ یہ نظام الاوقات ہر کمرۂ مدرسہ میں کسی نمایاں جگہ پر ہمیشہ نصب رہیں۔ جو طلبا ان رسوم یا تدریب سے غیر حاضر ہونا چاہیں، انہیں اس بنا پر مدرسے کی دیگر مراعات سے محروم نہ رکھا جائے۔"

---

[1] ملاحظہ ہو موزلی تعلیمی کمیشن کی رودادوں کا دیباچہ، ۱۹۰۴ء

مزید برآں نصاب اور نظام الاوقات کی ترتیب کے وقت مفوضہ کام کی مقدار کا تصفیہ خوبی کار کی مناسبت سے کیا جائے۔ بالفاظ دیگر منتظم اس چیز کو پیش نظر رکھے کہ طلبا کتنا علم اپنے اندر جذب کرکے اسے زندہ قوت میں تبدیل کر سکتے ہیں نہ یہ کہ وہ کتنی معلومات اپنے حافظہ میں جمع رکھ سکتے ہیں۔" صحیح مذاق پیدا کرنا، بچوں کے دست و دماغ کو ایسے مفید کاموں میں لگانا جو انھیں صنعت کی طرف راغب کریں یا ان میں ایسے رجحانات پیدا کریں جیسے کہ خوبصورت یا مفید چیزوں کی خواہش ہے، فطرت سے ہمدردی اور اس پر حیرت کے جذبات کی ترقی جو پرستش کا اولین جزو ہے، حسن، خیر اور حق کی عظمت شناسی کی ترغیب جو مذہب کی قدرتی بنیاد ہے۔ یہ ہیں وہ چند مقاصد جن کو مضامین ثلاثہ کے ساتھ نصابات مدرسہ کے انتخاب کے موقع پر پیش نظر رکھنا پڑتا ہے۔[1]

نصاب کی کمزوریوں سے متعلق یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے:۔ "عجائب خانہ برطانیہ کی تمام کتابیں پڑھنے کے بعد بھی ایک شخص امی محض اور ناتعلیم یافتہ رہ سکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی اچھی کتاب کے دس صفحے بھی بغور پڑھے، یعنی حقیقی صحت کے ساتھ، تو وہ ہمیشہ کے لئے ایک حد تک تعلیم یافتہ رہیگا۔ محض ذہنی حد تک تعلیم اور جہالت کا تمام تر فرق اسی صحت پر مبنی ہے"[2]

---

[1] مسٹر ایچ۔ ڈی مارک کا مضمون "مدارس امریکہ میں اخلاقی تعلیم" خاص رو یداد یں' جلد ۱۰۔

[2] "سی سیم اینڈ للز" مصنفہ رسکن۔

نظام الاوقات کا تجزیہ (مدرسۂ صبیان)

	مروری ۱	مروری ۲	مروری ۳	درجہ سوم الف	درجہ سوم ب	درجہ دوم الف	درجہ دوم ب	درجہ اول الف
انگریزی معہ (۱) قرات اور تیاری زبان	۳ر۵۰	۴ر۰	۳ر۰	۵۴ر۳	۳ر۴۵	۲ر۳۰	۲ر۳۰	۲ر۳۰
(۲) نشید	ر۴۵	ر۵۵	ر۶۰	ر۴۰	ر۵۵	ر۵۵	ر۴۵	۱۰ر۱۵
(۳) قصے	ر۳۵	ر۴۰	ر۵۰	ر۵۰	ر۵۵	ر۵۰	ر۵۰	۱ر۱۵
(۴) زبانی انشاء	ملاحظہ ہو اسباق السنہ قصے اور اسباق مکالمہ							
حساب	۲ر۱۵	۱ر۵۵	۲ر۳۰	۲ر۳۰	۲ر۱۵	۲ر۱۵	۱ر۱۵	–
زبانی	ر۴۵	۱ر۰	–	–	–	–	–	–
تحریر جسمیں چھوٹے درجوں کی نقش کشی اور طباعتی حروف لکھنا شریک ہے	۳ر۰	۲ر۴۵	۲ر۴۵	۲ر۳۰	۲ر۴۵	۲ر۰	۱ر۳۵	–
املاء کے لئے تیاری	ر۴۵	۱ر۰	–	–	–	–	–	–
مکالمتی اسباق	۱ر۰	۱ر۰	۱ر۰	۱ر۱۰	۱ر۱۰	۱ر۱۰	۱ر۰	۲ر۵۵
جسمانی ورزشیں اور گیمس ..	ر۴۰	۱ر۵۰	۲ر۳۰	۱ر۵۵	۲ر۱۵	۲ر۵	۱ر۴۵	۳ر۲۰
گانا	۱ر۴۰	۱ر۵۰	۲ر۱۰	۳ر۵	۲ر۱۵	۲ر۱۰	۳ر۱۰	۲ر۵۵
تعلیمی دستکاری معہ نقش کشی	۲ر۴۰	۲ر۳۵	۱ر۴۰	۲ر۵	۱ر۲۵	۳ر۴۰	۳ر۴۰	۳ر۴۵
الہامی کتب معہ عبادت	۳ر۲۰	۳ر۲۰	۳ر۲۰	۳ر۲۰	۳ر۲۰	۳ر۲۰	۳ر۲۰	۳ر۳۰
تفریح	۲ر۵	۲ر۵	۲ر۵	۲ر۵	۲ر۵	۲ر۵	۲ر۵	۳ر۴۵
اندراجات رجسٹر	۱ر۴۰	۱ر۴۰	۱ر۴۰	۱ر۴۰	۱ر۴۰	۱ر۴۰	۱ر۴۰	۱ر۴۰

یادداشت۔ یہ تینوں ضروری جماعتیں کم و بیش درجہ اول (الف) درجہ اول ب اور درجہ اول ج کے مساوی ہیں نظام الاوقات صبیان سے متعلق عام یادداشتیں یہاں درج ہیں:۔

درجہ سوم سے نیچے کی قرات باقاعدہ قرارت نہیں ہے بلکہ اسباق السنہ، تختہ سیاہ اور دیگر مظاہروں کے ذریعہ قرارت کی تیاری کرنا ہے۔

لکھائی۔ اسی طرح لکھائی باقاعدہ نہیں ہوتی بلکہ اس سے مراد آزادانہ حروف کی نقش کشی ریتی کشتیاں وغیرہ ہے۔

حساب۔ زیادہ تر ضمنی طور پر سب سے نیچے کی جماعتوں میں سکھایا جاتا ہے۔

جماعت مانٹی سوری کے مدرسہ صبیان کا نظام الاوقات۔ ہر مضمون کیلئے ہفتہ واری وقت منٹوں کے حساب سے

مضمون	ہر درجہ یا اسٹینڈرڈ کے لئے وقت							
	۱ جماعت اسٹینڈرڈ اول الف	۲ اسٹینڈرڈ اول ب	۳ درجہ سوم الف	۴ درجہ سوم ب	۵ درجہ دوم الف	۶ جماعت مانٹی سوری	۷ درجہ دوم ب	۸ ننھے بچے
انگریزی انشاء (تحریری) (زبانی)	۶۰	۳۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
ادب	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
قراءت	۲۱۰	۲۱۵	۲۰۵	۲۰۰	۱۵۰	-	۱۵۰	۰
الفاظ بنانا ...	قراءت کے ساتھ							
نشید	۴۰	۴۰	۴۰	۵۰	۴۵	۰	۵۰	۰
قصے	۴۰	۴۰	۳۵	۴۰	۴۰	۰	۴۰	۰
لکھائی	۹۰	۱۲۰	۱۵۰	۱۰۰	۱۵۰	۰	۱۵۰	۰
حساب	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۰	۱۵۰	۰
نقش کشی	۴۵	۴۵	۴۵	۴۵	۴۵	۰	۵۰	۰
اشیاء الاشیاء کا نباتی مکالمہ مطالعہ فطرت	۴۰	۴۰	۴۰	۴۰	۴۰	۰	۳۵	۰
جسمانی ورزشیں	۹۵	۹۵	۱۱۰	۱۲۵	۱۴۵	۱۵۵	۱۲۰	۹۵
دستکاری ...	۱۳۵	۱۳۰	۱۳۰	۱۰۵	۶۰	۰	۵۰	۰
نیند	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۱۰	۳۰۰
دوپہر کا کھانا	۰	۰	۰	۰	۰	۵۰	۵۰	۵۰
برخاست	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
متفرق مشاغل * ...	۰	۰	۰	۵۵	۹۰	۷۷۰	۹۵	۵۳۰
اختیاری	۴۵	۴۵	۴۵	۴۵	۴۵	۰	۳۰	-
مذہبی تدریب ..	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
گانا	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۹۵	۹۰	۷۵	۱۲۰	۷۵
تفریح	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰
اندراجات رجسٹر وغیرہ	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰
جملہ	۱۵۰۰	۱۵۰۰	۱۵۰۰	۱۵۰۰	۱۵۰۰	۱۵۰۰	۱۵۰۰	۱۵۰۰

* کمرہ مانٹی سوری میں متفرق مشاغل کے معنی یہ ہیں کہ صبح میں بڑے بچوں کو قراءت، لکھائی اور حساب سکھانے کے مشاغل اور سہ پہر میں دستکاری، قصے وغیرہ سکھائے جائیں۔

سب سے اونچی جماعت میں قراءت، لکھائی، انشاء اور حساب کے ساتھ بہت کچھ انفرادی کام لیا جاتا ہے۔

متحدہ شعبۂ اناث و صبیان کا نظام الاوقات ۔ غیر امدادی مدرسہ ۔ (۱) شعبۂ صبیان

دن	جماعت	۹ تا ۹ء۱۰	۹ء۱۰ تا ۹ء۴۰	۹ء۵۰ تا ۹ء۵۵	۹ء۴۰ تا ۱۰	۱۰ تا ۱۰ء۳۰	۱۰ء۳۰ تا ۱۰ء۴۵	۱۰ء۴۵ تا ۱۱	۱۱ تا ۱۱ء۳۰	۱۱ء۳۰ تا ۱۲	۲ تا ۲ء۵	۲ء۵ تا ۲ء۱۰	۲ء۱۰ تا ۲ء۱۵	۲ء۱۵ تا ۲ء۳۰	۲ء۳۰ تا ۲ء۵۰	۲ء۵۰ تا ۳	۳ تا ۳ء۱۵	۳ء۱۵ تا ۳ء۳۵	۳ء۳۵ تا ۳ء۵۵	۳ء۵۵ تا ۴
پیر	اسٹینڈرڈ ۱ اور درجہ سوم	اجتماع، حاضری اور عبادت	مذہبی تدریب	ختم حاضری	الفاظ بنانا	قرات	ڈرل	تفریح	حساب	لکھائی	اجتماع اور حاضری	زبانی انشاء	ختم حاضری	نقش کشی	قرات	نشید	تفریح	گانا	بالک گھر	عبادت اور برخاست
	درجہ ۱ اور ۲				(۹ء۴۰ تا ۱۰ء۰۵) گانا	(۱۰ء۰۵ تا ۱۰ء۳۰) قرات	گیمس		(۱۱ تا ۱۱ء۲۰) حساب	(۱۱ء۲۰ تا ۱۱ء۴۰) اقباس الاشیاء؛ (۱۱ء۴۰ تا ۱۲) نشید		زبانی انشاء		نقش کشی	نشید اور گانا	قصہ		بالک گھر	اختیاری	
منگل	اسٹینڈرڈ ۱ اور درجہ سوم				الفاظ بنانا	قرات	گیمس		حساب	لکھائی		پہاڑے		عدد نویسی	قرات	گانا		اسباق الاشیاء	کاغذ تراشی	
	درجہ ۱ اور ۲				(۹ء۴۰ تا ۱۰ء۰۵) حساب	(۱۰ء۰۵ تا ۱۰ء۳۰) قرات	گیمس		(۱۱ تا ۱۱ء۲۰) لکھائی	(۱۱ء۲۰ تا ۱۱ء۴۰) تصویر سبق؛ (۱۱ء۴۰ تا ۱۲) گانا		بالک گھر		بالک گھر	قرات	اختیاری		نشید اور گانا	بالک گھر	
بدھ	اسٹینڈرڈ ۱ اور درجہ سوم				گانا	قرات	ڈرل		حساب	لکھائی		زبانی انشاء		نقش کشی	قرات	اختیاری یا نشید		گیمس	نشید	
	درجہ ۱ اور ۲				(۹ء۴۰ تا ۱۰ء۰۵) الفاظ بنانا	(۱۰ء۰۵ تا ۱۰ء۳۰) لکھائی	گیمس		(۱۱ تا ۱۱ء۲۰) قرات	(۱۱ء۲۰ تا ۱۱ء۴۰) حساب؛ (۱۱ء۴۰ تا ۱۲) نشید		زبانی انشاء		اقباس الاشیاء	لکھائی	قصہ		بالک گھر	اختیاری	
جمعرات	اسٹینڈرڈ ۱ اور درجہ سوم				حساب	لکھائی	گیمس		قرات	اسباق الاشیاء		پہاڑے		زبانی انشاء	قرات	گانا		بالک گھر	بالک گھر	
	درجہ ۱ اور ۲				(۹ء۴۰ تا ۱۰ء۰۵) حساب	(۱۰ء۰۵ تا ۱۰ء۳۰) قرات	گیمس		(۱۱ تا ۱۱ء۲۰) لکھائی	(۱۱ء۲۰ تا ۱۱ء۴۰) تصویر؛ (۱۱ء۴۰ تا ۱۲) گانا		حساب		بالک گھر	اقباس الاشیاء	قرات		نقش کشی	گیمس	
جمعہ	اسٹینڈرڈ ۱ اور درجہ سوم				گانا	قرات	ڈرل		حساب	لکھائی		زبانی انشاء		قصہ	نقش کشی	نشید		بالک گھر	اختیاری	
	درجہ ۱ اور ۲				(۹ء۴۰ تا ۱۰ء۰۵) الفاظ بنانا	(۱۰ء۰۵ تا ۱۰ء۳۰) لکھائی	گیمس		(۱۱ تا ۱۱ء۲۰) حساب	(۱۱ء۲۰ تا ۱۱ء۴۰) نقش کشی؛ (۱۱ء۴۰ تا ۱۲) نشید		زبانی انشاء		نقش کشی	حساب	گانا		بالک گھر	اختیاری	

ہر مضمون کے لئے وقت منٹوں کے حساب سے

جماعت	زبانی انشاء	قراءت	نشید	الفاظ بنانا	لکھائی	حساب	نقش کشی	اسباق الاشیاء	گیمس اور بنی جسمانی ورزشیں	گانا	الہامی کتب	تفریح	حاضری وغیرہ	اختیاری	بالک گھر	قصہ	جملہ منٹ
اسٹنڈرڈ ۱ اور درجہ سوم	۳۰	۲۳۰	۵۰	۳۰	۱۶۵	۱۴۵	۵۰	۵۰	۹۵	۷۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۲۰	۱۰۰	۱۵	۱۵۰۰
درجہ اول و دوم	۱۵	۱۲۵	۸۰	۴۰	۱۱۰	۱۲۵	۷۰	۹۵	۹۵	۹۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۷۰	۱۱۵	۲۰	۱۵۰۰

(۲) شعبۂ اناث کے نظام الاوقات کا خلاصہ

جماعت	انشاء تحریری	انشاء تحریری اور زبانی	املا	گریمر	قراءت اور ادب	نشید	لکھائی	حساب	نقش کشی اور موئے قلم کا کام	جغرافیہ	تاریخ	کائناتی اسباق	باجہ گیمس یا پیراکی	جسمانی ورزشیں	گانا	الہامی کتب	تفریح	حاضری وغیرہ	پخت و پز وغیرہ	سوزن کاری	اختیاری	جملہ منٹ
اسٹنڈرڈ ۵، ۶، ۷	۱۵	-	۳۰	۶۵	۱۳۵	۶۰	۰	۱۷۵	۷۰	۶۰	۶۵	۳۰	۴۰	۴۰	۷۵	۱۵۰	۱۲۵	۱۲۵	۱۳۰	۱۸۰	۰	۱۶۵۰
اسٹنڈرڈ ۳، ۴	-	۱۱۰	۶۰	۳۰	۱۳۰	۶۰	۳۰	۲۳۵	۶۰	۶۰	۶۰	۳۰	۴۰	۴۰	۹۵	۱۵۰	۱۲۵	۱۲۵	۰	۱۸۰	۳۰	۱۶۵۰
اسٹنڈرڈ ۲	-	۸۰	۱۲۰	۰	۱۲۵	۶۰	۵۰	۲۲۰	۶۰	۶۰	۳۰	۳۰	۴۰	۵۰	۸۵	۱۵۰	۱۲۵	۱۲۵	+	۱۸۰	۳۰	۱۶۵۰

مدرسۂ اناث کا نظام الاوقات

مضمون	اسٹینڈرڈ ہفتم	ششم	پنجم	چہارم الف	چہارم ب	سوم	دوم	اول	تحت معمولی (۱)	تحت معمولی (۲)
انگریزی انشاء	۱۱۵	۹۵	۱۲۰	۱۲۵	۱۵۰	۱۳۰	۶۰	۹۵	۸۵	۶۰
املا	۳۰	۵۵	۶۵	۶۰	۶۰	۶۰	۸۵	۷۵	۷۵	۹۵
الفاظ بنانا ..	۰	۰	۰	۳۵	۳۵	۴۰	۲۵	۷۰	۷۰	۳۵
قرأت	۳۰	۳۵	۸۰	۱۰۰	۶۵	۱۴۰	۱۲۰	۱۸۰	۱۴۰	۱۵۵
ادب	۱۶۰	۱۱۰	۱۳۰	۱۳۵	۱۴۵	۱۳۰	۱۷۰	۱۳۰	۱۱۰	۱۱۰
حساب۔ زبانی۔ نظریہ۔ و عملی۔ خرید و فروخت۔ مساحت	۲۹۰	۲۷۰	۲۰۰	۲۵۰	۲۷۰	۲۹۵	۲۷۰	۲۹۰	۳۰۵	۲۴۵
نقش کشی اور مصوری ..	۵۵	۶۰	۷۰	۷۰	۷۰	۷۰	۶۰	۷۰	۴۰	۷۰
سائنس (حفظ صحت) ...	۷۰	۶۰	۵۵	۰	۰	۰	۰	۰	۷۰	۳۰
جغرافیہ	۵۵	۱۱۰	۷۵	۶۵	۷۵	۷۵	۸۵	۴۰	۳۰	۸۰
تاریخ ..	۵۵	۱۲۰	۷۵	۸۵	۷۵	۷۵	۹۰	۴۰	۳۰	۶۵
گانا	۶۰	۶۰	۶۵	۸۰	۶۰	۶۰	۶۰	۵۰	۵۰	۶۰
سوزن کاری	۲۱۰	۲۱۰	۲۱۰	۲۱۰	۲۱۰	۱۰۰	۱۹۰	۱۷۰	۲۱۰	۲۱۰
جسمانی تربیت ..	۱۱۵	۱۰۰	۶۰	۶۰	۶۰	۶۰	۶۰	۷۵	۶۰	۶۰
مذہبی تدریب	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰
تفریح	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰
حاضری اور برخاست ..	۷۵	۷۵	۷۵	۷۵	۷۵	۷۵	۷۵	۷۵	۷۵	۷۵
میزان	۱۶۵۰	۱۶۵۰	۱۶۵۰	۱۶۵۰	۱۶۵۰	۱۶۵۰	۱۶۵۰	۱۶۵۰	۱۶۵۰	۱۶۵۰

اس مدرسہ کی لڑکیوں کی خاص ضروریات کے مطابق مختلف مضامین کی اہمیت کا تناسب نہایت ماہرانہ طریقہ سے اس خلاصہ میں دکھایا گیا ہے۔

یہ مدرسہ ایک مفلس رقبے میں واقع ہے جس کی مشکلات بہت ہیں۔ دونوں تحت معمولی جماعتوں کے نظام الاوقات قابل غور ہیں۔

خلاصۂ نظام الاوقات (مدرسۂ اناث)

مضمون	درجہ اول	درجہ دوم	درجہ سوم	درجہ چہارم	درجہ پنجم	درجہ ششم	درجہ ہفتم	درجہ ہشتم	درجہ نہم	
انگریزی										[illegible]
(الف) انشاء (تحریری)	ء۳۰	ء۳۰	ء۳۵	ء۳۵	ء۴۰	ء۴۰	ء۴۰	ء۴۰	ء۴۰	
(ب) انشاء (زبانی)	ء۳۰	ء۳۰	ء۳۵	ء۳۵	ء۴۰	ء۴۰	ء۴۰	ء۴۰	ء۳۰	
(ج) املا	ء۳۰	ء۳۰	ء۳۵	ء۳۵	ء۳۰	ء۳۵	ء۳۵	ء۲۰	ء۲۰	
(د) گرامر	۰	ء۱۵	ء۲۰	ء۲۰	ء۲۰	ء۲۰	ء۲۰	ء۲۰	ء۲۰	
(ہ) قراءت اسباق	۴ء۲۰	۴ء۱۰	۴ء۰	۳ء۲۰	۳ء۲۵	۳ء۱۰	۳ء۲۰	۳ء۵	۳ء۵	
(و) خاموش قراءت	۰	۰	۰	ء۳۵	ء۴۰	۱ء۰	ء۵۰	۱ء۰	ء۴۰	
(ز) ادب	۱ء۱۵	۱ء۲۰	۱ء۲۰	۱ء۴۰	۱ء۳۵	۱ء۴۵	۱ء۳۵	۱ء۲۵	۱ء۳۵	
(ح) الفاظ بنانا	۱ء۰	ء۵۰	ء۵۰	ء۳۰	ء۳۰	ء۲۰	ء۳۰	ء۲۰	ء۲۰	
(ط) لکھائی	۱ء۱۵	۱ء۵	۱ء۵	ء۳۵	ء۳۰	ء۳۰	ء۳۰	ء۲۰	ء۳۰	
حساب	۳ء۵	۳ء۲۰	۳ء۴۰	۳ء۴۰	۳ء۲۰	۳ء۳۰	۳ء۳۰	۳ء۲۰	۳ء۲۰	
" زبانی	ء۵۵	ء۴۰	ء۴۰	ء۴۰	ء۴۰	ء۴۰	ء۴۰	ء۴۰	ء۴۰	
نقش کشی	۱ء۰	۱ء۰	۱ء۰	۱ء۰	۱ء۰	۱ء۰	۱ء۰	۱ء۰	۱ء۰	
جغرافیہ	ء۴۵	۱ء۰	۱ء۵	۱ء۵	۱ء۵	۱ء۵	۱ء۵	۱ء۱۰	۱ء۱۰	
تاریخ	ء۴۵	۱ء۰	۱ء۱۰	۱ء۱۰	۱ء۱۰	۱ء۱۰	۱ء۱۰	۱ء۱۰	۱ء۵	
اقتبا الاشیا، سائنس اور مطالعہ فطرت	۱ء۰	۱ء۰	۱ء۱۰	۱ء۰	۱ء۱۰	۱ء۱۰	۱ء۵	۱ء۵	۱ء۵	
جسمانی ورزشیں	۱ء۰	۱ء۰	۱ء۰	۱ء۰	۱ء۰	۱ء۰	۱ء۰	۱ء۰	۱ء۰	
گانا	۱ء۱۰	۱ء۰	۱ء۰	۱ء۵	۱ء۱۰	۱ء۱۰	۱ء۱۰	۱ء۰	۱ء۵	
الہامی کتب	۲ء۳۰	۲ء۳۰	۲ء۳۰	۲ء۳۰	۲ء۳۰	۲ء۳۰	۲ء۳۰	۲ء۳۰	۲ء۴۰	
سوزن کاری	۲ء۴۰	۲ء۴۰	۲ء۴۰	۲ء۴۰	۲ء۴۰	۲ء۴۰	۲ء۴۰	۲ء۴۰	۳ء۴۰	
دفتری کام	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	ء۳۵	
نقشہ کشی اور خاکے	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	ء۲۰	
فرصت	ء۲۵	ء۲۵	ء۲۵	ء۲۵	۰	۰	۰	۰	۰	
کتب خانے سے کتابیں لینا	۰	۰	۰	۰	ء۱۵	ء۱۵	ء۱۵	ء۱۵	ء۱۵	
حاضری تحریری بچے* عبادات اور برکات	۱ء۱۵	۱ء۱۵	۱ء۱۵	۱ء۱۵	۱ء۱۵	۱ء۱۵	۱ء۱۵	۱ء۱۵	۱ء۱۵	

* ہر جماعت میں بچوں کو ہر روز صبح میں ۵۵ء۸ سے ۵ء۹ تک تحریری ہجے کی مشق کرائی جاتی ہے۔

یادداشت:۔ درجہ اول اسٹنڈرڈ اول کے مساوی ہے درجہ نہم اسٹنڈرڈ ہشتم کے مساوی ہے۔ جسمانی ورزشوں میں رقص اور ڈوری کا کھیل بھی داخل ہے

تجزیہ نظام الاوقات "مدرسہ ذکور"

ہر مضمون کے لئے ہفتے میں جملہ وقت منٹوں کے حساب سے

مضمون	ہر اسٹینڈرڈ، درجہ یا جماعت کے لئے وقت							
	اول	دوم	سوم	چہارم	پنجم	ششم	ہفتم	ہشتم
انگریزی	۳۷۰	۳۵۵	۴۹۰	۵۰۰	۵۲۵	۵۱۵	۴۸۰	۴۸۰
لکھائی	۰	۰	۰	۳۰	۳۰	۷۰	۷۰	۶۰
حساب	۲۱۵	۲۱۰	۲۵۵	۲۶۰	۲۴۸	۲۵۵	۲۶۵	۲۳۵
نقش کشی	۱۱۵	۹۰	۸۰	۱۰۰	۱۰۰	۹۰	۹۰	۱۲۰
جغرافیہ	۱۰۰	۸۰	۸۰	۷۰	۸۰	۸۰	۷۰	۷۰
تاریخ	۱۱۰	۱۲۵	۱۲۰	۷۰	۸۰	۸۰	۹۰	۹۰
باقاعدہ گیمس	۳۰	۳۰	۳۰	۳۰	۳۵	۳۰	۶۰	۷۰
جسمانی ورزشیں	۶۰	۶۰	۶۰	۶۰	۶۰	۶۰	۶۰	۶۰
پیراکی	۴۰	۴۰	۵۰	۰	۰	۰	۰	۰
سائنس	۷۰	۸۰	۸۰	۶۵	۸۰	۷۰	۷۰	۶۰
اقلیدس	۶۰	۶۰	۵۰	۴۰	۰	۰	۰	۰
دستکاری کی تربیت یا دستکاری	۱۴۰	۱۷۰	۰	۰	۵۰	۴۰	۵۰	۵۰
اختیاری	۱۵	۱۵	۳۰	۳۰	۳۰	۳۰	۳۰	۳۰
گانا	۷۰	۷۰	۷۰	۶۰	۷۰	۷۰	۶۰	۷۰
الہامی کتب	۸۰	۸۰	۸۰	۸۰	۸۰	۸۰	۸۰	۸۰
تفریح	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
حاضری وغیرہ	۶۵	۶۰	۶۵	۶۵	۶۵	۶۵	۶۵	۶۵
جملہ	۱۶۵۰	۱۶۵۰	۱۶۵۰	۱۶۵۰	۱۶۵۰	۱۶۵۰	۱۶۵۰	۱۶۵۰

اصلی نظام الاوقات سے واضح ہوتا ہے کہ حساب اور انگریزی کے اسباق اس طرح مقرر کئے جاتے ہیں کہ جس سے انتصابی جماعت بندی یا اجتماعی کام کے لئے جمع ہونا ممکن ہو۔

نظام الاوقات (مدرسہ مذکور) ایک بہت ہی مفلس بستی میں

	درجہ اول	درجہ دوم	درجہ سوم	درجہ چہارم	درجہ پنجم	درجہ ششم	درجہ ہفتم	درجہ ہشتم	درجہ نہم	درجہ دہم
انگریزی *	۱۳	۱۲ ۱/۴	۱۰ ۱/۴	۱۰	۹	۹	۹ ۱/۴	۹ ۱/۴	۹ ۱/۴	۹ ۱/۴
حساب	۲ ۱/۲	۲ ۱/۲	۳ ۳/۴	۳ ۳/۴	۴	۴	۴ ۱/۲	۴ ۱/۲	۴ ۱/۲	۴ ۱/۲
تاریخ	۱/۲	۱/۲	۱	۱	۱ ۱/۲	۱ ۱/۲	۱ ۱/۲	۱ ۱/۲	۱ ۱/۲	۱ ۱/۲
مطالعہ فطرت	۱	۱	۱	۱	۱ ۱/۲	۱ ۱/۲	۱ ۱/۲	۱ ۱/۲	۱ ۱/۲	۱ ۱/۲
جغرافیہ	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱
نقش کشی	۱ ۱/۲	۲ ۱/۲	۲ ۱/۴	۲ ۱/۲	۲ ۱/۴	۲ ۱/۴	۲ ۱/۴	۲ ۱/۴	۲ ۱/۴	۲ ۱/۴
گانا	۱	۱	۱ ۱/۴	۱ ۱/۴	۱ ۱/۲	۱ ۱/۲	۱ ۱/۲	۱ ۱/۲	۱ ۱/۲	۱ ۱/۲
ڈرل	۱ ۱/۴	۱ ۱/۴	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱
باقاعدہ گیمس	۱	۱	۱	۱	۱	۱	-	-	-	-
کھیل	۱ ۱۱/۱۲	۱ ۱۱/۱۲	۱ ۱۱/۱۲	۱ ۱۱/۱۲	۱ ۱۱/۱۲	۱ ۱۱/۱۲	۲ ۱/۱۲	۲ ۱/۱۲	۲ ۱/۱۲	۲ ۱/۲
الہامی کتب	۲ ۱/۲	۲ ۱/۲	۲ ۱/۲	۲ ۱/۲	۲ ۱/۲	۲ ۱/۲	۲ ۱/۲	۲ ۱/۲	۲ ۱/۲	۱ ۱/۲
عبادت اور برتاؤ	۱/۳	۱/۳	۱/۳	۱/۳	۱/۳	۱/۳	۵/۱۲	۵/۱۲	۵/۱۲	۵/۱۲
جملہ	۲۷ ۱/۲	۲۷ ۱/۲	۲۷ ۱/۲	۲۷ ۱/۲	۲۷ ۱/۲	۲۷ ۱/۲	۲۷ ۱/۲	۲۷ ۱/۲	۲۷ ۱/۲	۲۰ ۱/۲

* انگریزی میں قرأت، تشدید، انشاء، لکھائی اور ہجے داخل ہے۔ گرامر بھی ضمنی طور پر سکھائی جاتی ہے۔
اختصاصی مضامین۔ گانا، نقش کشی، تاریخ، مطالعہ فطرت۔ درجہ اول کم وبیش پہلے اسٹینڈرڈ کے مساوی ہے۔

ہر مضمون کے لئے ہفتہ واری وقت

جماعت نمبر	۱	۲	۳	۴	۵
انشاء (تحریری)	۱۰۰	۱۰۰	۶۵	۰	۰
انشاء (زبانی)	۷۰	۶۰	۷۰	۱۰۵	۳۰
املاء	۳۵	۳۵	۰	۰	۰
گریمر	۱۰۵	۱۰۵	۷۰	۳۵	۰
قراءت	۱۶۵	۱۶۵	۱۶۵	۲۳۵	۳۵۰
نشید	۳۵	۳۵	۳۵	۶۰	۳۵
لکھائی	۰	۰	۱۰۵	۱۳۰	۱۶۵
حساب (تحریری)	۳۰۰	۲۰۰	۱۸۰	۱۳۵	۸۵
حساب (زبانی)	۵۰	۵۰	۷۰	۱۱۵	۱۵۰
نقش کشی	۱۳۵	۱۳۵	۱۳۵	۱۴۰	۱۴۰
جغرافیہ	۷۰	۷۰	۷۰	۷۰	۷۰
تاریخ	۷۵	۷۵	۷۵	۷۵	۷۵
اسباق الاشیاء	۸۰	۸۰	۸۰	۸۰	۸۰
باقاعدہ گیمس	۸۰	۸۰	۰	۰	۰
جسمانی ورزشیں	۶۰	۶۰	۶۰	۶۰	۶۰
گانا	۶۵	۶۵	۶۵	۶۰	۶۰
الہامی کتب	۱۶۵	۱۷۵	۱۷۵	۱۷۵	۱۷۵
تفریح	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
اندراجات رجسٹر وغیرہ	۱۷۵	۱۷۵	۱۷۵	۱۷۵	۱۷۵
سوزن کاری	۱۷۵	۱۷۵	۱۷۵	۱۴۰	۱۴۰
اقلیدس	۵۵	۵۵	۵۵	۰	۰

[illegible]

مدرسہ مذکور کا نظام الاوقات۔ ہر مضمون کے لئے ہفتہ واری وقت منٹوں کے حساب سے

مضمون	ہر جماعت کے لئے وقت					
	اول	دوم	سوم	چہارم	پنجم	ششم
انگریزی (الف) انشاء (تحریری) (ب) انشاء (زبانی) (ج) املا (د) گرامر (ھ) قراءت (و) تشید (ز) الفاظ بنانا (ح) خطاطی (ط) ادب	۳۶۰	۴۷۰	۴۹۵	۶۰۵	۷۳۵	۷۶۰
حساب	۲۰۰	۲۴۰	۲۴۰	۲۴۰	۲۴۰	۲۴۰
نقش کشی	۱۲۰	۱۲۰	۱۲۰	۱۲۰	۱۲۰	۱۲۰
جغرافیہ	۱۰۵	۱۱۵	۷۰	۶۵	۷۰	۶۰
تاریخ	۷۰	۷۵	۷۰	۶۰	۳۵	۰
گانا	۷۵	۷۵	۷۵	۷۵	۷۵	۷۵
جسمانی ورزشیں	۶۰	۶۰	۶۰	۶۰	۶۰	۶۰
باقاعدہ گیمس	۸۰	۶۰	۶۰	۸۰	۰	۰
اقلیدس	۴۰	۴۰	۴۰	۰	۰	۰
دستی صنعت	۱۶۵	۰	۰			۰
* اختیاری مضامین	(لڑکے ہر میقات میں ایک مضمون کا انتخاب کرتے ہیں)					
ادب موسیقی فنون لطیفہ سائنس	۶۰	۶۰	۶۰	۰	۰	۰
الہامی کتب	۱۲۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰
تفریح	۱۲۵	۱۲۵	۱۲۵	۱۲۵	۱۲۵	۱۲۵
جملہ	۱۶۵۰	۱۶۵۰	۱۶۵۰	۱۶۵۰	۱۶۵۰	۱۶۵۰

اصلی نظام الاوقات (جس کا یہ تجزیہ ہے) کی قابل یادداشت خصوصیت انگریزی پر توجہ دینا ہے۔ ہر جماعت میں صدر مدرس انگریزی صوتیات و ادب کا ایک درس دیتا ہے۔ شروع سے آخر تک ایک حد تک اختصاصیت پر عمل ہوتا ہے۔ یعنے ہر استاد کے ذمہ جماعت کا کچھ نہ کچھ کام اور ایک خاص مضمون ہوتا ہے۔

* ہر ہفتے میں ایک دن سہ پہر کے وقت اونچی جماعتوں کو اختیاری مضامین سکھائے جاتے ہیں۔ اس غرض کے لئے لڑکوں کی انتخابی درجہ بندی کیجاتی ہے۔

دس جماعتوں کے مخلوط شعبہ کبیر کا نظام الاوقات۔ ہر مضمون کیلئے ہفتہ واری وقت منٹوں کے حساب سے

مضمون	ہر اسٹینڈرڈ کے لیے وقت							
	سوم و چہارم ذکور	سوم و چہارم اناث	پنجم ذکور	پنجم اناث	ششم ذکور	ششم اناث	ہفتم ذکور	ہفتم اناث
انگریزی انشاء (تحریری، زبانی)	۷۰	۷۰	۱۱۵	۱۱۵	۱۱۵	۱۱۵	۹۰	۹۰
املا	۷۵	۳۵	۳۰	۳۰	۰	۰	۰	۰
گرامر	۸۰	۸۰	۸۵	۸۵	۷۰	۷۰	۱۰۰	۱۰۰
قراءت	۱۴۵	۱۰۵	۱۵۰	۱۱۰	۱۲۵	۸۵	۱۵۰	۱۳۰
تشدید	۷۰	۷۰	۸۰	۸۰	۸۰	۸۰	۸۰	۸۰
ہجے	۴۰	۴۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
لکھائی	۳۰	۳۰	۳۰	۳۰	۳۰	۳۰	۳۰	۳۰
حساب	۱۸۰	۱۸۰	۲۱۰	۲۱۰	۲۱۰	۲۱۰	۲۱۰	۲۱۰
(زبانی)	۴۰	۴۰	۴۰	۴۰	۴۰	۴۰	۴۰	۴۰
نقش کشی	۱۲۰	۱۲۰	۱۲۰	۱۳۰	۱۲۰	۱۳۰	۱۳۰	۱۱۰
جغرافیہ	۱۲۰	۸۰	۷۰	۷۰	۸۰	۸۰	۸۰	۸۰
تاریخ	۱۱۰	۱۱۰	۸۰	۸۰	۱۱۰	۱۱۰	۹۰	۹۰
اسباق الاشیاء	۳۰	۳۰	۴۰	۴۰	۰	۴۰	۰	۰
باقاعدہ گیمس	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
جسمانی ورزش	۷۰	۷۰	۶۰	۶۰	۶۰	۶۰	۶۰	۶۰
گانا	۷۵	۷۵	۹۵	۹۵	۹۵	۹۵	۹۵	۹۵
الہامی کتب	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰
تفریح	۱۲۵	۱۲۵	۱۲۵	۱۲۵	۱۲۵	۱۲۵	۱۲۵	۱۲۵
حاضری وغیرہ	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
سوزن کاری	۰	۱۶۰	۰	۱۶۰	۰	۱۶۰	۰	۱۶۰
نقشہ کشی	۴۰	۰	۴۰	۰	۴۰	۰	۴۰	۴۰
واقعات حالیہ	۳۰	۳۰	۰	۰	۳۰	۳۰	۰	۰
ابتدائی سائنس	۰	۰	۴۰	۰	۴۰	۰	۴۰	۰
جبرومقابلہ	۰	۰	۴۰	۰	۸۰	۰	۱۰۰	۰
جملہ	۱۶۵۰	۱۶۵۰	۱۶۵۰	۱۶۵۰	۱۶۵۰	۱۶۵۰	۱۶۵۰	۱۶۵۰

تیسرے اسٹینڈرڈ کے لڑکے نقشہ کشی کے عوض قراءت سیکھتے ہیں۔

دستکاری کی تربیت ...... اسٹینڈرڈ ۷ پیر کی صبح — چوبکاری اسٹینڈرڈ ۷ پیر کی صبح

" ۶ بدھ کی صبح اور سہ پہر / جمعرات کی صبح — " ۶ پیر کی سہ پہر

" ۵ جمعہ کی سہ پہر

" ۵ اور ۶ بدھ کی صبح / جمعرات کی صبح — پیر کی .... ذکور ہنگل ۹ تا ۱۰ / اناث جمعہ ۲ تا ۵ اور ۳

پخت وپز ...... اسٹینڈرڈ ۷ پیر کی صبح۔ اسٹینڈرڈ ۶ پیر کی سہ پہر۔ اسٹینڈرڈ ۵ جمعہ کی سہ پہر۔

برلن کے ایک ہشت جماعتی مدرسہ کا نظام الاوقات

مضمون	ہر جماعت کے لئے ہفتہ واری گھنٹے (سب سے نیچی جماعتیں)							(سب سے اونچی جماعتیں)
	ہشتم	ہفتم	ششم	پنجم	چہارم	سوم	دوم	اول
مذہب	۳	۳	۳	۴	۴	۶	۴	۴
جرمن	۸	۷	۷	۶	۶	۴	۶	۶
مشاہدہ	۲	۲	۲	۰	۰	۰	۰	۰
تاریخ	۰	۰	۰	۲	۲	۲	۲	۳ (۲)
حساب	۴	۴	۴	۴	۴	۴	۴ (۲)	۴ (۲)
اقلیدس	۰	۰	۰	۰	۰	۳	۳ (۲)	۳ (۲)
کائناتی معلومات	۰	۰	۰	۲	۲	۴	۴ (۳)	۳
جغرافیہ	۰	۰	۰	۲	۲	۲	۲	۲
نقش کشی	۰	۱	۲ (۱)	۲	۲	۲	۲	۲
لکھائی	۰	۲	۲	۲	۲	۱	۱	۱
گانا	۱	۱	۲	۲	۲	۲	۲	۲
جمناسٹک	۲	۲	۲ (۱)	۲	۲	۲	۲	۲
سینا پرونا	۰	۰	(۲)	(۲)	(۲)	(۳)	(۴)	(۴)
جملہ	۲۰	۲۲	۲۴	۲۸	۲۸	۳۲	۳۲	۳۲

یادداشت۔ قوسین میں جو اعداد ہیں وہ اناث سے متعلق ہیں۔
سیدھی جانب کے پہلے تین کالموں میں جو بار بار خالی جگہ چھوڑی گئی ہے، وہ خاص طور پر قابل یادداشت ہے۔

شعبہ جات مدرسہ کے صدر مدرسین کے درمیان سالانہ یا خاص حالات میں ہنگامی کانفرنس[1] حسب ذیل فواید رکھتی ہیں:- (۱) حساب، نقش کشی، لکھائی اور مطالعہ فطرت جیسے مضامین میں تدریب کے طریقوں کا تطابق۔ (۲) ہر شعبے کے وقفہ تفریح کا اس طرح وقت مقرر کرنا کہ دیگر شعبہ جات کا کم سے کم ہرج ہو۔ (۳) گھر اور مدرسے کے درمیان یکسانیت پیدا کرنے کی کوشش اور اس سلسلے میں مشترکہ پالیسی کو کام میں لانا۔ (۴) اوقات مدرسہ میں شعبہ جات صبیان و کبیر کے مددگار مدرسین کے باہمی تبادلہ کار کا انتظام اور (۵) تمام بین شعبہ جاتی تعلقات کا حتی الوسع تعین۔

ان تمام چیزوں کے لئے وقتاً فوقتاً مناسب تبدیلیاں درکار ہونگی۔

بعض مضامین میں تعلیم کے طریقوں کا تطابق بیحد اہم ہے۔ ورنہ طلبا کی ترقی عام طور پر مسدود ہو جائیگی اور اساتذہ کی قوتوں کا ایک جزو مدرسے کے ہر حصے میں ضائع جائیگا۔ لہذا ان طریقوں کا انتظام سب کی مرضی سے ہونا چاہیئے۔ مختلف شعبوں میں جو مضامین مشترک ہیں، ان کی تعلیم کے جو طریقے اختیار کئے جائیں ان پر دیانت داری سے عمل کیا جائے۔ اساسی اصول پر اتفاق رائے نہ ہو تو خاص طور پر لکھائی جیسے مضمون کا ہرج ہوتا ہے۔ نیز حساب کے طریقہ تعلیم میں عموماً مختلف مقامات پر مختلف خیالات پائے جاتے ہیں۔

جس قسم کے تطابق کی یہاں تجویز کی گئی ہے وہ زیادہ تر اساسی اصول سے تعلق ہے۔ طریقہ تعلیم اپنے وسیع ترین معنی میں شخصیت سے علیحدہ نہیں

---

[1] لندن کونٹی کونسل کے مدارس میں ان پر عمل کیا جاتا ہے۔

کیا جاسکتا۔ ایک حد تک اس شخصیت کو عموماً وسیع دائرہ عمل حاصل رہنا چاہیئے۔

چونکہ ان معاملات میں مددگار مدرسین کے خیالات اور ان کا اثر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، ان کے باہمی تبادلہ کار کی تجویز پیش کی گئی۔ لیکن اس کا صرف یہی ایک سبب نہیں۔ بالعموم شعبہ جات کبیر و صبیان کے اساتذہ ایک دوسرے سے ہمدردی نہیں رکھتے۔ بسا اوقات بعض اساتذہ تعلیم صبیان کے مختلف طریقوں پر علی الاعلان نکتہ چینی کرتے ہیں۔ بعض وقت یہ بھی شکایت کی جاتی ہے کہ شعبہ جات کبیر کے لئے یہ اساتذہ خاطر خواہ تیاری نہیں کرتے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ شکایت اس غلط فہمی پر مبنی ہے جو مدرسہ صبیان کے مقاصد سے متعلق ان لوگوں میں پیدا ہوگئی ہے جن کا اس سے کوئی قریبی تعلق نہیں۔ اسی طرح شاید اساتذہ صبیان بھی ہمیشہ دیگر شعبہ جات کی مشکلات کو اچھی طرح محسوس نہیں کرتے۔ خصوصاً ایسی مشکلات جو سب سے نیچے درجوں یا جماعتوں میں پیش آتی ہیں۔ لہذا مفاہمت اور گہرے انفرادی اشتراک عمل کی ضرورت ہے۔ اگر کسی استاد صبیان کو ایک آدھ گھنٹہ شعبہ جات کبیر کے طریقہ کار کے مشاہدہ کا موقع دیا جائے اور اسی طرح شعبہ کبیر کا استاد مدرسہ صبیان کے کام کا مشاہدہ کرے تو اس بات کا دعویٰ کیا جاتا ہے کہ دونوں میں زیادہ تطابق کار پیدا ہوگا، کئی موجودہ مشکلات خود بخود حل ہوجائینگی اور ہر استاد تمام شعبہ جات کے مقاصد کار اور باہمی تعلقات کو زیادہ واضح طریقہ سے سمجھنے لگے گا۔[1]

---

[1] اس قسم کے انتظامات کے لئے ملاحظہ ہوں صفحات ۲ اور ۱۳۵ اموزلی تعلیمی کمیٹی کی رویداد میں مورخہ ۱۹۰۳ء۔

یہ سالانہ کانفرنس ہر تعلیمی سال کے اختتام سے دو یا تین مہینے قبل منعقد کی جائے اور اس کی کارروائیوں کے مستقل اندراجات رکھے جائیں۔ چاہیئے تو یہ کہ مدرسے کی تمام کانفرنسوں کی کارروائیاں محفوظ رکھی جائیں۔
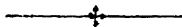
چھٹا باب

"تعظیم نفس" معرفت نفس اور ضبط نفس۔
یہی تین چیزیں ہیں جو زندگی کو قوت کی معراج کمال پر پہنچاتی ہیں۔ "ٹینیسن"
"ایک بڑے مدرسے کی زندگی اور قوانین کا مقصد حکومت خود اختیاری ہونا چاہیئے۔"
ایجوکیشن اینڈ اسکول، مصنفہ تھرنگ

ڈسی پلن[1]

شعار کو فرد کی قوت ارادی کے عمل کے ذریعہ درست کرنے کا نام ڈسی پلن ہے۔ صحیح راستوں کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے ارادے کی تربیت کرنا چاہیئے۔ یہ تربیت اسی وقت موثر ہو سکتی ہے جب کہ روزمرہ مشغولیتوں اور دلچسپیوں پر اس کا اطلاق ہو۔ بالفاظ دیگر محض مجرد نظریوں سے ارادے کی تربیت نہیں ہو سکتی۔ نیک خیالات اور احساسات بغیر نیک اعمال کے بیکار ہیں کسی فرد کی قدر و قیمت اس کے خیالات اور احساسات سے نہیں ہوتی بلکہ اس کے اعمال سے۔ شعار زندگی کی قدر و قیمت کی کسوٹی ہے۔ ذہنی حالات اور اعمال کے باہمی تعلق سے سیرت وجود میں آتی ہے اور اس تعلق کا پیدا کرنا فرد ہی کا اختیاری فعل ہے۔

---

[1] اس مضمون کی واضح اور مکمل بحث کیلئے ملاحظہ ہو نارمل ٹریننگ تھرو اسکول ڈسپلن مصنفہ ولٹن اور بلینڈ فرڈ۔

ارادہ ذہن اور اس کے متعلقہ تصورات کے باہمی تعلق کا نام ہے۔ تصور سے ہمیشہ قوت ارادی کی ابتداء ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ عمل کا پیش خیمہ ہے۔ کامل قیام ضبط کے لئے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ عمدہ احساس اور ایسے ذہنی لوازمات ہوں جن میں نوع انسان کو ترقی دینے والے کم از کم چند تصورات شامل ہیں۔

شعار ڈسپلن کا خارجی ظہور ہے۔ قواعد وضوابط اور احکام کے ذریعہ ڈسپلن پر پابندیاں عائد ہوسکتی ہیں۔ ان احکام کی خلاف ورزی میں تکلیف یا سزا پہنچنے کا امکان ہے۔ یہ حکومت کے ذریعہ شعار کی درستی کا طریقہ ہے اور اس وقت استعمال ہوتا ہے جب کہ طالب علم کی شخصی آزادی اس کو صحیح راستے سے منحرف کردے۔ لہٰذا جہاں تک حکومت شعار کا تعین کرتی ہے اور فرد کو اپنے ارادے پر عمل کرنے کی خوشی حاصل نہیں ہوتی، ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایسی درستی سے صحیح معنے میں ڈسپلن کا تعلق نہیں ہے۔ لیکن جہاں مدرسہ بحیثیت مجموعی ان قواعد وضوابط کی رہنمائی بخوشی قبول کرلے، وہاں حاکم و محکوم کے ارادے میں مطابقت ہے اور ایسی صورت میں کہا جاسکتا ہے کہ حکومت ڈسپلن میں جذب ہوگئی ہے۔ جب اس جذب کا عمل مکمل ہوجائے تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ ڈسپلن اور حکومت کا اعلیٰ ترین مقصد حاصل ہوگیا۔

لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ ڈسپلن کا دائرہ حکومت سے زیادہ وسیع ہے۔ آخر الذکر اول الذکر میں ضم ہوسکتی ہے مگر ڈسپلن کا دائرہ عمل پھر بھی علیحدہ ہوگا۔ ورنہ مدرسے کی زندگی میں امتیازی شخصیت کی کوئی جگہ نہیں ہوسکتی۔ ڈسپلن اور حکومت میں مکمل مطابقت تو کبھی پیدا نہیں ہوسکتی کیونکہ ڈسپلن داخلی چیز ہے اور حکومت خارجی چیز۔ ایک کا سرچشمہ فرد کے اندر، دوسرے کا باہر ہے تعلیم میں قیام ضبط کے لئے ماحول کی بڑی

اہمیت ہے۔ فرد اور اس کے ماحول کا کامل تطابق عمل تعلیم کی قیمت کا معیار ہے۔ ماحول کی وجہ سے ضروریات اور فعلیتوں پر جو پابندیاں عائد ہوتی ہیں اور ان پابندیوں کے اثر کا جو احساس پیدا ہو جاتا ہے وہی دراصل ڈسی پلن کا اصلی سبب ہے۔ جہاں تک غیر اختیاری کردار پر ماحول کا اثر پڑتا ہے، اس کی نوعیت تعلیمی نہ ہوگی۔ لیکن جب عمل کو اختیار میں رکھا جائے یا اس کے پس پشت کسی مقصد کا احساس ہو تو اس وقت ایسے اثر کو تعلیم یا ڈسی پلن کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔

اخلاق کی درستی یا زندگی کی تیاری، جو فرد کو اس کی قابلیت کے مطابق بلند ترین مرتبے پر پہنچا دے، ڈسی پلن اور تعلیم کا آخری مقصد ہے۔ لیکن اس تعلیمی عمل کے مختلف مدارج سے متعلق جو قریبی مقاصد ہیں وہ لازمی طور پر اخلاقی نہیں بلکہ بسا اوقات ان کا اخلاق سے کوئی راست تعلق نہیں ہوتا۔ اکتساب علم کا ہر قدم ڈسی پلن پر مبنی ہے جس کے بغیر سیرت کی تشکیل ممکن نہیں۔ ترقی یافتہ شخصیت کی نشوونما کے لئے یہ مدارج بمنزلہ تربیت ہیں۔ ان سے ان صفات کو تقویت پہنچتی ہے جنھیں دانشمند تعلیم دینے والا طالب علم میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ ان صفات میں مہارت عمل اور قوت ارادی جو اس عمل کی رہنما ہے، دونوں شریک ہیں۔

مدرسے کا مقصد اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے۔ جب کہ مدرسے کے کام کا ہر جزو تنظیم کے ساتھ تطابق رکھے اور ڈسی پلن کو سب میں زیادہ اہمیت دی جائے۔ ذہنی رجحانات اور عادات، جن سے بالآخر سیرت بنتی ہے اور جن پر ذی شعور فعلیت کا دارومدار ہے، ایسی چیزیں ہیں جن کی تشکیل کے عمل میں ہر منٹ کی اہمیت ہے۔

جب کہ بہترین تربیت لازمی طور پر انفرادی تفریق پر مبنی ہے، ایسی صورت میں حکومت اور طلباء کی ضروریات میں کامل تطابق پیدا کرنا ممکن نہیں اور اگر ایسا ہو بھی تو اسے کامیابی کا ایک معجزہ خیال کرنا چاہیئے۔ دیگر شرائط پوری ہو جائیں تو تعلیم دینے والے کے ذہن میں چونکہ ڈسی پلن زیادہ تر اعتقاد پر قائم ہے اسلئے یہ تطابق کبھی کم و بیش درجہ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔

لہٰذا سیرت کی تشکیل اور تربیت میں مدد دینے والی قوتوں میں دو قوتیں بہت اہم ہیں:۔ ایک حکومت اور دوسری ماحول۔ آخرالذکر حکومت سے مماثل ہے اور یہاں وسیع ترین معنے میں استعمال کیا گیا ہے۔ یہ دونوں متحدہ طور پر زندگی کے حق میں قانون کے واضع ہیں۔ یہ ایسے مصر رہنما ہیں جو ہر وقت ہدایت نفس اور ضبط نفس کی طرف رہبری کرتے ہیں۔

اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ ڈسی پلن دو قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) خارجی ڈسی پلن (۲) داخلی ڈسی پلن یا ضبط نفس۔ جب پہلا دوسرے میں مبدل ہو جائے تو وہ تعلیم کم و بیش کامل کہلائیگی۔

"سب سے پہلے انسان پر خارجی قانون عاید ہوتا ہے لیکن رفتہ رفتہ یہی داخلی قانون بن سکتا ہے۔ انسان جب ایک دفعہ اس داخلی قانون کے آگے سر تسلیم خم کر دے تو بھی تعظیم اور اطاعت جو بطیب خاطر قبول کی گئی ہے اسے آزادی کے قابل بنا دیگی"[1]

---

[1] دی ہیمپسل لائف مصنفہ سی۔ وگنر

اس لحاظ سے ڈسپلن کا مقصد انفرادی حکومت خود اختیاری ہے۔ اور شعار اس کا بیرونی اظہار ہے۔ برخلاف اس کے مدرسے کی حکومت عام باقاعدگی سے ظاہر ہوتی ہے اور ان تدابیر سے جو مدرسے کو بحیثیت مجموعی کارگزار بناتی ہیں۔ اس کا مقصد ہر طالب علم کی متوازن ترقی ہونا چاہیئے۔ وہ بچے کو محبت اور تعلیم سکھائے۔ ایسی محبت اور تعلیم جس کی شکل ترقی پذیر ہو جس طرح ہر قسم کی تعلیمی قوت ڈسپلن میں داخل ہے، اسی طرح ڈسپلن اپنے وسیع ترین مفہوم میں مدرسے کی تمام زندگی پر حاوی ہونا چاہیئے۔ اسکے علاوہ جتنی چیزیں ہیں وہ صرف لوازمات ہیں۔

جس طرح کہ ایک قوم کے قوانین اور ضمیر عامہ متحدہ طور پر اخلاق عامہ کا معیار قائم کرتے ہیں، اسیطرح ایک مدرسے کے قوانین اور اس کے صدر کے اثر سے مدرسے کے ڈسپلن کا معیار قائم ہوتا ہے۔ اگر حکومت اچھی ہے تو فضا بھی یقیناً اچھی ہوگی۔

مدرسے کی اخلاقی صفات کے اختیاری اور غیر اختیاری ظہور کا نام فضا ہے۔

لہذا جس فضا کے معنے عموماً ڈسپلن کے ہیں۔ جماعت کے نقطۂ نظر سے اس پر بحث ہو چکی ہے اور اس کے متعلقہ اہم اصول بھی بیان کردئے گئے ہیں۔ ان اصول کا اطلاق تمام ہے۔ لیکن شعبہ مدرسہ سے متعلق چند امور کا تذکرہ ابھی باقی ہے۔

ظاہر ہے کہ اچھا مدرس خواہ وہ کسی جماعت یا مدرسے میں کام کرے ہمیشہ چند بنیادی اصول کو اپنا رہنما بنائیگا لیکن طلباء کی ضروریات، مشاغل اور [illegible] کے لحاظ سے چند چیزوں سے ضمنی طور پر مدد لینا ضروری ہے۔ ایک

سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ ان چیزوں سے متعلق جو چند اساسی اصول بیان کئے گئے ہیں، ان پر کس حد تک عمل کیا جائے۔

اس میں شک نہیں کہ ایک اچھے شعبہ ذکور کے ڈسپلن میں جو خصوصیات ہونگی وہ بحیثیت مجموعی مدرسہ اناث کے لئے اسیقدر موزوں ثابت نہیں ہوسکتیں نیز شعبہ اناث کے لیے جو ڈسپلن نہایت ہی موزوں ہو وہ مدرسہ صبیان میں بالکل بے موقع ہوگا۔ اسیطرح بسا اوقات ایک ہی شعبہ کی مختلف جماعتوں کے بچوں کے ساتھ مختلف طریقوں پر برتاؤ کیا جائیگا۔ تین اور چار برس کی عمر والے بچوں کے لئے جس قسم کا ڈسپلن موزوں ہے، وہ چھ اور سات برس کے بچوں کے لئے مناسب نہیں۔ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ جوں جوں بچہ مدرسہ صبیان کے ہر سہ مدارج طے کرتا جاتا ہے، اسی مناسبت سے صحیح معنے میں ڈسپلن کی پابندیاں بھی بڑھتی جاتی ہیں۔

شعبہ جات کبیر کی جماعتوں پر تھوڑی سی تبدیلیوں کے ساتھ اس بیان کا تقریباً اتنا ہی اطلاق ہوتا ہے۔ نیچی جماعتوں کے بچوں کو خارجی طاقتوں کی منع رکنے والی قوت کا احساس کرا دینا چاہیئے، خواہ یہ طاقتیں قدرتی ہوں یا سچی لیکن آہنی پنجہ مخملی دستانے میں مستور ہو۔ اونچی جماعتیں، بالخصوص جماعت اول کو عموماً بعینہ اسی قسم کے ڈسپلن کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ان جماعتوں کے طلباء ڈسپلن کے ایک سخت دور کے ابتدائی مدارج سے گزر چکے ہیں۔ غالباً اس دور میں ان کی رہنمائی ہوجاتی ہے اور ان کی عادات تشکیل پالیتی ہیں۔ وہ عنقریب محنت کی دنیا میں قدم رکھنے والے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو ایک دن بغیر کسی رہبر کے اپنا فریضہ انجام دینا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ بالخصوص بڑے طلباء اجتماعی اور انفرادی طور پر اپنے آپ پر حکومت کرنا

سیکھیں جب کہ مہربان تادیبی قوتوں سے اِس طرح استفادہ کیا جا سکتا ہے کہ اسکا حتی الامکان احساس تک نہ ہو۔ بالفاظ دیگر نصب العین یہ رہے کہ حکومت بالآخر حکومت خود اختیاری میں جذب ہو جانا چاہیئے۔ بہترین ڈسی پلن وہ ہے جس میں قانون کے وجود کا احساس نہ ہو۔ کیونکہ جب کامل اطاعت گذاری سے کام لیا جائیگا تو پھر قانون باقی نہیں رہتا۔

ظاہر ہے کہ مدرسے کی زندگی کے ہر قدم پر حکومت خود اختیاری دل نشین کردی جائے۔ لیکن جہاں تک بڑے طلباء کا تعلق ہے، جائز حدود کے اندر اس کا ناگزیر ہونا واضح کردیا جائے۔

اس مضمون کے دو پہلو ہیں۔ ایک تو خالص روحانی پہلو اور دوسرا روزمرہ رسمی۔ روحانی پہلو کا تذکرہ ختم کرنے سے پہلے ان اساسی اصول کا بیان ضروری ہے جن پر ہر قسم کے عمدہ شعبہ داری ڈسی پلن کا انحصار ہے۔ بچے کی زندگی کو بحیثیت ایک زندہ وحدت کے نظر انداز کئے بغیر ان اصول کا اثر بچے کی کل فطرت پر پڑنا چاہیئے اور اس ذمہ داری سے بھی اس کا تعلق رہے جو وہ بحیثیت مجموعی مدرسے کا ایک فرد ہونے کی وجہ سے محسوس کرتا ہے۔ لہذا یہہ کہا جا سکتا ہے کہ

(۱) مدرسے کی عمارات اور روزمرہ کام ایسا ہونا چاہیئے کہ ہر طالب علم کو کافی جسمانی اور ذہنی آرام اور خاطر خواہ جسمانی ورزش کا موقع ملے۔ لہذا عمدہ ترویح، کافی روشنی، موزوں ڈسک، تبدیل کار اور تبدیل مقام ضروری ہے حفظ صحت کے لوازمات ناگزیر ہیں۔

(۲) قدرتی اور اخلاقی حسن سے محبت اور اخلاقی ابتری سے نفرت پیدا کی جائے۔ جہاں کہیں ممکن ہو، اخلاقی صفات کے تصور یا قدرتی حسن کے

نظارہ کے ذریعہ مہیج اور لذت بخش جذبات کے مواقع پیدا کئے جائیں۔ ظاہر ہے
کہ مضر صفات کا تکلیف دہ جذبات پیدا کرنا بھی اسی قدر اہم ہے۔ جب تک
ذہنی حالات اور افعال میں تعلق نہ ہو، اسکا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ حتی الوسع تعلیم
کے حرکی اصول پر عمل کرنا چاہیئے۔ تربیت کے معنے یہ ہیں کہ عمدہ خصائل اور
عادات کی تشکیل ہو اور مدرسے کے کام کے ہر شعبے میں اس مقصد کے لئے
ارادے کو تقویت دیجائے۔ "سیرت ذہانت سے بالاتر ہے۔ برگزیدہ ہستی
نہ صرف فکر میں بلکہ عملی زندگی میں بھی طاقتور ہوگی۔"[لہ]

(۳) دماغی اور تخیلی قوتوں کی تربیت کیجائے۔ چھٹے برس کے بعد بچے کی
تخیلی قوت میں تخفیف ہونے لگتی ہے۔ یہ شاید اسلئے ہے کہ اس قوت کی نشوونما
میں بہت کم مشقت اٹھائی جاتی ہے حالانکہ جس طرح آفتاب پھولوں پر رنگ
چڑھاتا ہے، اسیطرح اس قوت سے زندگی میں رنگ آمیزی ہوتی ہے۔ متخیلہ
کی وجہ سے دنیا کی کم و بیش ہر چیز سے الفت پیدا ہو جاتی ہے۔ نپولین کہا کرتا
تھا: "لوگوں پر متخیلہ ہی کے ذریعہ حکومت کی جا سکتی ہے۔ بغیر متخیلہ کے انسان
جانوروں کے برابر ہیں۔ ان کی روح پر اثر ڈالئے تو پھر ان میں برقی قوت پیدا
ہو جاتی ہے۔"

(۴) مدرسے کا قانون اخلاقی قانون اور بچے کی زندگی کے علم پر مبنی
رہے۔ بالآخر قدرتی قانون ہی میں اخلاقی قانون کا جواز ملسکتا ہے۔ اطاعت
گزاری اور محنت کا انعام اور لاپروائی کی سزا دینا اس کا کام ہے۔ کسی مقصد
کے لئے اطاعت کرنا ارفع زندگی کا اصل اصول ہے۔

(۵) ڈسی پلین کا مقصد طلباء کی عام تربیت کے ساتھ ساتھ ہر بچے کی

لہ۔ ایمرسن

خاص ضروریات کو حتی الامکان پورا کرنا بھی ہے۔ ایک طالب علم پر معمولی توبیخ کا حیرت ناک اثر ہوتا ہے۔ دوسرے کو سخت سے سخت سرزنش کی ضرورت پڑتی ہے۔ بہترین تربیت وہ ہے جس سے شخصیت کا پورا پورا اظہار ہو سکے نہ کہ اس کا استیصال ہو۔

(۶) اساتذہ کو بچے کی فطرت سے ہمدردی رہے اور وہ اس کے قدرتی رجحانات اور جائز خواہشات کو نہ ٹھکرائیں۔" تعلیم میں ہمدردی ہی ہمارا بہترین رفیق ہے[۱]۔" اس کی مدد سے استاد اور بچے کی روحانی زندگی میں حقیقی اتصال پیدا ہو جاتا ہے۔

(۷) مقصد میں وحدت اور اغراض میں تطابق رہے۔ اجتماعی شعور، فرمانبرداری، حقوق اور فرائض اور دیگر امور جو مختلف وحدتوں کے وفاق کے مفہوم میں داخل ہیں، حاصل ہو جائیں۔

(۸) دلچسپیوں میں تنوع اور ان سے متعلق فعلیتوں میں انہماک رہے۔ ان ہی لوگوں کی تربیت اچھی ہوئی ہے جو وقت سے بیشترین فایدہ حاصل کر سکتے ہیں یا اس کا صحیح استعمال جانتے ہیں۔ انہماک کے معنے عموماً جزئیات کا خیال رکھنے کے ہیں۔ ہر بڑی کامیابی کی یہی اصل ہے۔

"صحیح تعلیم کا تمامتر مقصد لوگوں کو نہ صرف صحیح کام کرنے پر آمادہ کرنا ہے بلکہ انہیں اس قابل بنانا کہ وہ صحیح کام سے لطف اندوز ہو سکیں۔ نہ صرف محنتی بنانا بلکہ ان میں محنت کی الفت پیدا کرنا۔ نہ صرف عالم بنانا بلکہ علم کی محبت پیدا کرنا۔ نہ صرف نیک بنانا بلکہ نیکی کا دلدادہ بنانا۔ نہ صرف منصف مزاج بنانا بلکہ انصاف کی انتہائی خواہش پیدا کرنا۔ یہ ہیں اس تعلیم کی خصوصیات[۲]۔"

---

[۱] مس ایجورتھ [۲] رسکن

عمدہ ڈسپلن جماعتی احساس پیدا کرتا ہے۔ یہ احساس وہ فیض رساں روح ہے جس سے تمام مدرسے میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ مدرسے کے اساسی قوانین، اغراض اور اعزاز کے ساتھ طلباء کو جو عقیدت مندی ہوتی ہے، یہ اس کی نشانی ہے۔

تنظیم مدرسہ سے متعلق جو کثیر فروعات ہیں، ان میں سے بہت کم اتنی اہمیت رکھتے ہیں جتنی کہ روزمرہ کام یا ان لوازمات کو حاصل ہے جن کی نہایت عمدہ عادات کی تشکیل اور اس بلند مقصد کی اعانت ہے جو ڈسپلن کا منشاء ہے۔ مختلف عنوانات کے تحت ان کا مختصر بیان ضروری ہے۔

حاضری: مدرسہ، جماعت اور کسی ایک طالب علم کے لئے حاضری کی پابندی اور باقاعدگی کا افادہ ظاہر ہے۔ کارکردگی کی بلند سطح، نصابات تدریب میں مسلسل ترقی اور فرض کی طرف باقاعدہ اور بروقت توجہ اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب کہ حاضری بالکل اطمینان بخش ہو۔

حقیقی ضرورت اور روزمرہ زندگی کے ایسے کام کے لئے، جس کی اہمیت عام طور پر مسلمہ ہے، کمترین غیر حاضریاں روا رکھی جا سکتی ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ کمترین تعداد ایک تغیر پذیر تعداد ہے۔ اس کا انحصار طلباء کی عمر اور صنف، رقبہ، فصل اور غیر معمولی موسم پر ہے۔

اگرچہ تعلیمی نظم ونسق میں استاد باقاعدہ حاضری کا بالراست ذمہ دار نہیں گردانا جاتا، تاہم عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ جب مدرسے کے اثرات بحیثیت مجموعی اچھے ہوں تو اس وقت طلباء کی باقاعدگی کم و بیش ان کی مناسبت سے ہوتی ہے۔ ذیلی قواعد نافذ کرنے والے عہدہ داروں کی ذمہ داری کے باوجود حاضری کا اعلیٰ فیصد شعبہ کے لئے

ہمیشہ قابل تعریف خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن حاضری میں پابندی اوقات کا پہلو ایسا ہے جو شاید استاد کے عہدہ سے زیادہ قریبی تعلق رکھتا ہے۔ اگر یہ پہلو کمزور ہے تو عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ باقاعدگی پر بھی اس کا بڑا اثر پڑتا ہے۔

پابندی اوقات کا فقدان بعض وقت قصداً تساہل کا نتیجہ ہوتا ہے لیکن بعض ایسے بچے ہوتے ہیں جن کی ترقی مسدود ہو جاتی ہے اور جنھیں "وقت کا احساس" یا تو بالکل نہیں ہوتا یا بہت کم ہوتا ہے۔ استاد کے لئے ان میں تفریق کرنا اور ان کی اصلاح کی تدابیر اختیار کرنا بیحد اہم ہے۔

لہٰذا منتظم کو چاہیئے کہ جس محلہ میں مدرسہ واقع ہے وہاں کے امکانات کی حد تک انتہائی پابندی اوقات حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے۔ کارکردگی مدرسہ سے جو قریبی یا بعید فوائد حاصل ہوتے ہیں ان سے قطع نظر پابندی اوقات اور باقاعدہ حاضری فی نفسہ ایک احسن فریضہ ہے۔ لیکن اس کو ایک قابل پرستش شئے بنالینا بھی غلطی ہے۔ "بہترین ہفتہ" ایک نہایت ہی قابل تعریف شئے ہے جس کی خوبی یہ ہے کہ اس ہفتے میں ہر طالب علم جس کا نام درج رجسٹر ہو، روزآنہ صبح شام بروقت حاضر رہے۔ بالفاظ دیگر "بہترین ہفتہ" میں حاضری کی شرح فیصد سو ہوتی ہے۔

ایک بڑے مدرسے میں ایسے ہفتوں کا وجود معجزہ سے کم نہیں یہ اسیوقت ممکن ہے جب کہ اچھی حاضری کی ترغیب کو غیر معمولی اہمیت دی جائے اور اس کا وجود ایسا سیمیائی بنا دیا جائے جس کی کوئی اصلیت نہ ہو۔ ممکن ہے کہ ایک بااثر صدر مدرس کے پرجوش اور مقناطیسی اثر کے تحت بچے ان حالات میں مدرسے کو آئیں جن میں ان کا گھر ہی پر

رہنا نہ صرف ان کی صحت کے لئے بلکہ دوسرے ہم درس طلباء کی تندرستی کے لئے بھی ضروری ہے۔ "بہترین ہفتہ" ایک اچھا نصب العین ہے۔ بشرطیکہ طلباء کی ناصحانہ پیش بندیوں سے خاطر خواہ حفاظت کیجائے۔ چونکہ مخالف امکانات کم ہوجاتے ہیں، ظاہر ہے کہ بڑے مدرسے کی نسبت چھوٹے مدرسے میں ایک ہفتے کی مکمل حاضری زیادہ آسان ہے۔

انعامات انعام کے معنوں میں تعریف کے الفاظ سے لیکر مستقل قسم کے قیمتی انعامات تک ہر چیز داخل ہے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں خالص مدرسے کے انعامات بہت شاذ ہیں۔ برخلاف اس کے اس ملک (انگلستان) کے اکثر مدارس ان کا افادہ تسلیم کرتے ہیں۔

پابندی اوقات اور باقاعدہ حاضری کے لئے، بشرطیکہ شعار نہایت اطمینان بخش ہو، کارڈ اور انعامات دینے کا رواج کم و بیش عام ہے گو ہر تعلیمی رقبہ اور ہر وہ مدرسہ جس کا انتظام علیحدہ ہو، ایک خاص نہج پر کام کرتا ہے۔

بالعموم بروقت اور باقاعدہ حاضری کے لئے ہفتہ واری یا سہ ماہی یا دونوں مرتبہ کارڈ تقسیم کئے جاتے ہیں۔ خاص خاص یا مسلمہ ضروریات کے مدنظر تھوڑی سی غیر حاضری کو جائز رکھتے ہوئے سالانہ حاضری کی بناء پر ہر سال کتابوں کی شکل میں انعامات دیئے جاتے ہیں۔ ہر درجے یا جماعت میں، بلحاظ اس کے کہ وہ سب سے اونچی یا نیچی ہے، مختلف رقومات مشخص کردی جاتی ہیں۔ ان رقومات سے حاضری، شعار اور ترقی کی بناء پر مقامی حکام رقبہ صدر مدرس شعبہ یا صدر معلمہ کو تقسیم انعامات کی اسکیم تیار کرنے کی اجازت

دیتے ہیں۔ ان اسکیموں کے لئے مقامی منتظمین یا مقامی حکام تعلیمات کی منظوری ضروری ہے۔

قابل تقلید حاضری کی قدر و قیمت میں مزید اضافہ کرنے کی غرض سے بعض حکام ایسے طلباء کو تمغے عطا کرتے ہیں جو تعلیمی سال میں ہمیشہ بروقت حاضر رہیں بشرطیکہ ان کی جملہ غیر حاضریاں دو روز سے زیادہ نہ ہوں۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عموماً ان تمغوں کی کوئی ذاتی قیمت نہیں ہوتی۔ اکثر و بیشتر یہ یا تو کسی سفید دہات یا کانسے کے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ دس سال کے عرصے تک مسلسل حاضری میں غیر معمولی کامیابی حاصل ہو تو بعض وقت نقرئی تمغہ دیا جاتا ہے۔

امتیازی نشانات۔ بعض صدر مدرسین محض اپنی جدت پر عمل کرتے ہوئے ایسے طلباء کو امتیازی نشانات دیتے ہیں جن کا قابل تقلید شعار اس اعزاز کا مستحق خیال کیا جائے۔ یہ امتیازی نشان طالب علم کی ذاتی ملک نہیں بن جاتا جس طرح کہ انعامات یا تمغے بنجاتے ہیں۔ جس نیک کردار کی بناء پر انھیں یہ اعزاز بخشا گیا تھا اگر اس کے معیار میں کمی واقع ہو تو یہ نشانات چھین لئے جاسکتے ہیں۔

ایک دانشمند صدر مدرس کے تحت ممکن ہے کہ یہ طریقہ کامیاب رہے لیکن اس طریقہ امتیاز میں بیجا فخر و مباہات کا ہر وقت کھٹکا لگا رہتا ہے جس کا تدارک کرنا ضروری ہے۔

اگر یہ نشان استاد جماعت کی مرضی سے دیا گیا ہے۔ اور یہونا بھی یہی چاہیئے۔ تو ایسی صورت میں اس امتیازی نشان کے ساتھ طالب علم کو مانیٹر بننے کا حق بھی حاصل رہنا چاہیئے۔ نشان کے ساتھ اگر عہدہ کی ذمہ داری

نہ ہو تو اندیشہ ہے کہ کہیں وہ "جیک ہارنر" کی طرح مٹھائی اڑا کر اپنے آپ کو نیک نہ سمجھنے لگے۔

عہدہ مانیٹر کا تعلق کمرہ جماعت اور بازی گاہ کے روزمرہ کام سے ہے نہ کہ تدریس سے۔

پھریرے، جھنڈیاں، مدرسے کی سیڑھی وغیرہ | کسی ایک ہفتے میں بہترین حاضری اور قابل تعریف شعار کے لئے

جماعت کو اس ہفتے کے لئے جھنڈی یا پھریرا دینے کا طریقہ نہایت ہی مفید صحیح ثابت ہوا ہے۔ اس سے جماعتوں میں ایک دوسرے کے درمیان دوستانہ رقابت پیدا ہوتی ہے جس کا انفرادی اثر اس طالب علم پر بھی پڑتا ہے۔ جو کبھی کبھی بے ضرورت مدرسے سے غیر حاضر رہنے کا عادی ہو۔ دوسرا مفید طریق، جو اسی قسم کے فواید رکھتا ہے: "مدرسے کی سیڑھی" کا طریقہ ہے۔ یہ "سیڑھی" ایک نمایاں جگہ پر لٹکائی جاتی ہے جس کے ذریعہ سے مدرسے کی ہر جماعت کی ہفتہ واری حاضری کا باہمی مقابلہ کیا جاتا ہے۔

جمعہ کا نصف گھنٹہ بھی جماعت کی عمدہ حاضری کے لئے مفید ثابت ہوا ہے۔ جن جماعتوں کی حاضری کا ایک خاص اعلیٰ فیصد ہو، انھیں ہفتے کے آخری روز کا آخری آدھ گھنٹہ کھیل کے لئے دیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اپنے ہم مکتبوں سے پہلے برخاست کا حق دلفریبی سے خالی نہیں۔ اس عملدرآمد کے سلسلے میں اس کا لحاظ رہے کہ شعبہ جات کبیر کو دنیوی علوم کی تدریب کے لئے دو گھنٹے دیئے جائیں۔ ممکن ہے کہ اس وجہ سے "نصف گھنٹہ" کے بجائے ۱۵ یا ۲۰ منٹ ہی نکل سکیں۔ لیکن پھر بھی تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کی دلفریبی باقی رہتی ہے۔

باوجود اس کی کامیابی کے 'اصولی حد تک' اس عملدرآمد کی تعریف نہیں کیجا سکتی۔ لیکن چونکہ اس میں بہت ہی تھوڑا وقت صرف ہوتا ہے' یہ حق اس قدر حقیقی نہیں جتنا کہ رسمی ہے۔ اس لئے اس پر اعتراض کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ ایک ایسی بربیت ہے جس کی حمایت نہیں کیجا سکتی۔ تمام بربیتوں کا مفہوم یہ ہے کہ مدرسے کے فرائض سے بہ اجازت سرکار عارضی طور پر خلاصی دینا ایک مستحسن امر ہے۔ حالانکہ ایک اچھے مدرسے کی تعلیم کا اس کے خلاف اثر ہونا چاہیئے اور تربیت اور تعلیم کا نہایت سختی کے ساتھ ایک ہی طرف رجحان ہونا چاہیئے۔ بہر حال زندگی جامع اضداد ہے۔ بہت ممکن ہے کہ مدرسہ بھی ایک چھوٹے پیمانہ پر ان عیوب کا مجموعہ ہو۔

حاضری کے لئے عموماً پیر کی صبح اور جمعہ کی سہ پہر کے اوقات بدترین ہوتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کا کچھ نہ کچھ نفسیاتی سبب ہونا چاہیئے اس واقعہ کا ظہور اتنا عام ہے کہ اسے کم وبیش ایک قانون قرار دیا جاسکتا ہے۔ ایسے مواقع پر طلباء یا والدین کو خاص توجہ دلانے سے حاضری درست ہوجاتی ہے۔ لیکن پھر بھی یہ قانون ہر وقت اپنی اہمیت محسوس کرا دیتا ہے عارضی اثرات کے تحت اس میں تغیر ممکن ہے مگر جونہی یہ اثرات ہٹا لئے جائیں، وہی صورت حال عود کر آتی ہے۔

"کام کے ہفتے کی ابتداء کرنا بھی پیر کے دن کا اساسی اور قابل اعتراض قصور ہے۔" "پیر کے دن کام سے تنفر پیدا ہوتا ہے۔" "جمعہ کے دن طبیعتیں جوش وخروش میں رہتی ہیں۔ ایک حد تک اس کی حالت ہفتے کے دن کی سی ہوتی ہے"[1]

---

[1] ای۔ وی۔ لوکس کا مضمون شہر کے ہفتے سے متعلق۔

اگر یہ خیال مدرسہ کی زندگی سے غیر متعلق ہونے کے باوجود صحیح ہے۔ جیسا کہ اس کا امکان ہے۔ تو پھر اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے سماجی اور مذہبی اداروں کے اندر خود ایسے اسباب موجود ہیں جو اس خلاف معمول واقعہ کے ذمہ دار ہیں۔ بہرحال اس واقعہ یا قانون کے ظہور سے اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ غلط قسم کے ذہنی رجحانات کی وجہ سے ڈسی پلن میں کوئی خامی ہے۔ جن بچوں سے اس کا قریبی تعلق ہے ان کا مفاد اور مدرسے کی عام کارکردگی اس کی متقاضی ہے کہ یہ ذہنیت بدل دی جائے۔

پیر کی صبح اور جمعہ کی سہ پہر میں مدرسے کے کام سے متعلق بعض خاص دلچسپیاں پیدا کرنا چاہئیں۔ اکثر مدارس میں حصول مقصد کا یہ طریقہ کامیابی کے ساتھ اختیار کیا گیا ہے۔ مثلاً پیر کی صبح کو، جہاں کہیں عمارت میں اتنی گنجائش ہو کہ سب طلباء جمع ہوسکیں، صدر مدرس تمام مدرسے سے خطاب کرتا ہے۔ اس مخاطبہ میں وہ گزشتہ ہفتے کے کام کا اعادہ کرتا ہے، اس سے متعلق اہم امور کو ذہن نشین کراتا ہے اور دلچسپ واقعات عامہ کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ مدرسے کی ترقی کے لئے اور ہفتے بھر کے کام میں ایک زبردست زندہ تحریک پیدا کرنے کی غرض سے، جس کی کوشش بلند اور جس کا ایقان قوی ہو، وہ مذکورہ بالا چیزوں سے ایک اخلاقی آلہ کار کا کام لیتا ہے۔ نیز اگر کامل مردانگی یا نسوانیت حاصل کرنا مقصود ہو تو ان مواقع سے فایدہ اٹھا کر طلباء کے مجمع میں زندگی کے تصورات اور راہیں قبول کرنے کی ضرورت کا احساس پیدا کیا جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ ان مخاطبات کو غور و فکر کے بعد تیار کرلینا ضروری ہے اس کی وجہ سے ہفتے میں کم از کم ایک موقع ایسا ملنا چاہیئے جس میں صدر مدرس

اپنی قابلیت کے لحاظ سے زندگی کی بلند ترین سطح پر ہر طالب علم اور ہر استاد کے ساتھ حقیقی روحانی تعلق قائم کر سکے کبھی کبھی اس قسم کا مخاطبہ کسی قابل مددگار مدرس کے تفویض کیا جا سکتا ہے۔ تبدیلی ہیچ ہوتی ہے۔ اور مضمون پیش کرنے کے مختلف طریقوں کی تعلیمی قدر و قیمت مختلف ہوتی ہے۔

جمعہ کی سہ پہر کو استاد افسانے، قصے اور پریوں کی کہانیاں سنائے جو کسی عمر میں بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہوتیں۔ غانوسی اسباق، پسندیدہ کتابوں کے اقتباسات، تاریخی یا ادبی واقعات کے ڈرامے بھی دلفریبی کے سامان ہیں۔ آخرالذکر کے ساتھ کاغذی لباس اور دفتی کے ہتیار استعمال کئے جائیں تو بہتر ہے۔ پیر کی صبح اور جمعہ کی سہ پہر کو نظام الاوقات میں "اختیاری سبق" بھی عموماً شامل کر لیا جاتا ہے۔ استاد کو اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی خاص موقع کے لحاظ سے جس کسی دلچسپ مضمون کو سب سے زیادہ موثر خیال کرے اس کا انتخاب کر لے۔

انعامات کا اخلاقی پہلو اچھی حاضری یا ترقی ان میں سے کس چیز کے لئے انعامات دینا مناسب ہے؟ اس مقصد کے لئے گو حاضری کے ساتھ عموماً "شعار" اور ترقی کو شریک کر لیا جاتا ہے، تاہم عملاً ابتدائی مدارس میں انعامات کا دارومدار تقریباً تمام تر حاضری پر ہوتا ہے۔ ایک حد تک اس میں بقیہ دونوں شامل ہوتے ہیں۔ طلبا کی ایک بڑی تعداد پر اس قسم کے انعامات کا کوئی اثر نہیں پڑتا اور غالباً ان انعامات کو حاصل کرنے والے تقریباً تمام طالبعلم بغیر کسی صلے کی امید کے بھی اسی سرگرمی سے کام کرتے اور اسی پابندی سے حاضر رہتے۔ اس کا بدترین عیب یہ ہے کہ حاضری

کے انعامات سے مدرسے کی حاضری اور محنت کی خواہش کو بجائے تقویت
پہنچنے کے ان میں اور کمزوری پیدا ہونیکا اندیشہ ہے۔

قوم حاضری کا فرض عاید کرتی ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ محنت کرنا
ضروری ہے کیونکہ ان میں سے ایک کے بغیر دوسرے کا وجود تقریباً بیکار
ہے۔ طلباء کو جلد سے جلد محسوس کرا دینا چاہیئے کہ یہ دوگونہ فرض خالص انہیں
کے مفاد کے لئے عاید کیا گیا ہے۔ بچے اپنے بزرگوں کے چھوٹے چھوٹے
کام خوشی سے کر دیتے ہیں۔ انہیں معلوم ہو جانا چاہیئے کہ ملک ان سے
آیندہ کسی نہ کسی قسم کی خدمت کا متوقع رہیگا۔ اور یہ کہ جب تک وہ تعلیم
یافتہ نہ ہوں یہ خدمت بخوبی انجام نہیں پا سکیگی۔ اس طرح پر حاضری اور محنت
کا ایک قوی محرک پیدا ہو جاتا ہے جو والدین اور ارباب مدرسہ کی کوشش
سے اور بھی موثر ہو جاتا ہے۔ شخصی اہمیت کی ایک جائز حد تک امید دلانا
اور اس کی قدر و قیمت کا احساس کرانا بالعموم محنت کے لئے ترغیب دہ
ثابت ہوتا ہے۔

جس چیز کا قوم حکم دیتی ہے اس کے لئے انعامات مقرر کرنا احساس
فرض کو کمزور کر دینا اور فرمانبرداری کے تصور کی نشو و نما کو روک دینا ہے۔
یہ تصور در اصل ہر شخص سے اس کی اپنی پوری قوت کے اظہار کا طالب ہے۔
فرمانبرداری بچپن کا اولین فرض ہے۔

اگرچہ مستقبل میں ملک کی خدمت کی توقع ایک بعید توقع ہے، تاہم اس
لفظ کا مفہوم تو زمانہ حال ہی میں بچہ کے ذہن نشین ہوتا ہے۔ مزید برآں
معمولی تعلیمی حالات کے تحت اور آیندہ زندگی کی امید کے سبب سے
اسے اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ وہ مستقبل میں یہ خدمت انجام دینے والا ہے

لیکن انعامات کی وجہ سے صورت حال بالکل بدل جاتی ہے۔ سب سے پہلے انعام حاصل کرنے تک بچہ اس کا پورا مفہوم سمجھنے سے قاصر ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر وہ کوشش بھی کرے تو اس کا یقین نہیں کہ وہ انعام حاصل کریگا۔ واقعہ یہ ہے کہ عموماً کامیابی کے مواقع بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ تیسرے نہ صرف انعام حاصل کرنے کا امکان بلکہ زمانہ بھی بعید ہوتا ہے۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کامیابی کے انعامات کی طرف کمسن طلبار کی بہ نسبت بڑے بچے زیادہ راغب ہوتے ہیں۔ اسی طرح مدرسے کے کثیر التعداد معمولی طلباء کے مقابلہ میں وہ طلبار زیادہ دلچسپی لیتے ہیں جنکی قدرتی قابلیت اور محنت اٹھانے کی قوت انھیں کامیابی کا معقول یقین دلاتی ہے۔ درحقیقت یہہ کہا جا سکتا ہے کہ تقسیم انعامات کے عام حالات کے تحت طریق انعام کا معمولی طالب علم کی کامیابی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ بڑے طلبار کو یہ اسلئے زیادہ مرغوب ہے کہ انھیں اپنے تجربے کی تعلیم کی قوت حاصل ہوتی ہے اور وہ اپنے تجربے کو تعقلات میں منظم کر سکتے ہیں۔

اس قابلیت کی وجہ سے ان میں انہماک توجہ کی صلاحیت ہوتی ہے جس کی بدولت وہ بعید مقاصد کو پیش نظر رکھ سکتے ہیں۔ یہ مقاصد نہ صرف زمانہ حال سے بعید ہیں بلکہ جبلت کے قدیمی ہیجان سے اور بھی زیادہ بعید ہیں۔ چھوٹے بچوں میں جبلت کا اثر قوی ہوتا ہے۔ ان کی نظریں مستقبل کے عوض زمانہ حال پر رہتی ہیں۔ اسی لئے انعام کی توقع بھی ان میں کوئی دیرپا اور قابل اعتماد ہیجان نہیں پیدا کر سکتی۔ لہذا اتفاقی یا سالانہ انعامات کے مقابلہ میں حاضری اور رشعار کے ہفتہ واری کارڈ زیادہ موثر ہوتے ہیں۔ یہہ چونکہ بعید مقاصد نہیں، انکا عمل ہر وقت ہوتا رہتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ انعامات سے احساس فرض کی بجائے مادی نفع کی خواہش پیدا ہونے کا امکان ہے اور یہ کہ غرور، رشک، بغض اور دیگر بے فیض حسیات کی تحریک ہوتی ہے جو مدرسے کے صحیح اجتماعی احساس کے بالکل منافی ہیں۔ لیکن احساس کی یہ کشمکش ان ہی چند لوگوں تک محدود ہے جو کھلاڑیوں کی اسپرٹ رکھے بغیر ایک دوسرے سے سبقت لیجانا چاہتے ہیں۔ ان دعوؤں میں سے کوئی بھی پر زور نہیں معلوم ہوتا۔ ان امور سے بحث کرنے والے اکثر مخالف اثر کا بیان غیر ضروری مبالغہ کے ساتھ کرتے ہیں۔ ہر ہیچ فعلیت طریقہ کے ثبت اور منفی دونوں پہلو ہیں۔ لوگوں کا خیال ہے کہ مدرسے کے دیگر مسلمہ طریقوں کی طرح طریق انعام کو بھی دانشمندانہ طرز عمل سے بے ضرر بنایا جا سکتا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ ہر ممکنہ صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے ضروری تبدیلیاں کرنا پڑینگی۔ بالعموم انعامات حاضری نہیں دئے جانے چاہئیں۔ ظاہر ہے کہ اچھی حاضری اور محنت کا ثمرہ آپ ہی ملجائیگا۔ یہ ترقی کا زینہ ہیں اور جسمانی یا ذہنی طاقت کے اضافہ سے جو قوت کا احساس پیدا ہوتا ہے وہ ہر بچے کے لئے خوشی کا باعث ہوتا ہے۔

اگر مدرسے میں انعامات دینا ہی ہے تو ان کی تعداد کم اور ان کا حاصل کرنا نسبتاً زیادہ مشکل ہونا چاہیئے۔ ان کے لئے پیہم کوشش ناگزیر ہو اور ان مضامین کے لئے محدود رہیں جو خاص ترغیب کے محتاج ہیں۔ یا یہ انعامات ان تمام طلباء کو عطا کئے جائیں جن کی مسلسل محنت، مشکلات کو حل کرنے کی جد و جہد اور خاطر خواہ ترقی سے استاد مطمئن ہو۔ تقسیم انعامات کا اصول تسلیم کر لیا جائے تو ایک ہی مدرسہ میں ان دونوں طریقوں پر عمل کیا جا سکتا ہے الا آنکہ انعام کو زمانہ قریب یا بعید کے مطالعہ کے مقصد کے تحت رکھا جائے

یہ انعامات جتنی کم قیمت کے ہوں اچھا ہے بشرطیکہ وہ اور طرح برے نہ ہوں۔ بعض مدارس میں (۱) اچھے شعار اور (۲) مطالعہ میں متناسب کامیابی کے لئے انعامات دئے جاتے ہیں۔ بعض اوقات خاطر خواہ تحفظات کے ساتھ ہر جماعت کو سال میں ایک دفعہ اس بات کی اجازت دیجاتی ہے کہ اپنے ان ہمدرسوں میں سے جو سال بھر اپنی عمدہ صفات کی وجہ سے ممتاز رہے ہیں، ایک یا ایک سے زیادہ کو قرعہ کے ذریعہ منتخب کریں۔ متناسب کامیابی سے لازمی طور پر سب سے زیادہ ذہین بچے انعامات حاصل کرنے نہیں پاتے۔ بلکہ سب سے زیادہ غبی طالب علم کے لئے بھی مشکلات پر غلبہ پانے کی انتہائی کوشش سے اپنی قابلیت تسلیم کرانا ممکن ہے۔ ظاہر ہے کہ اس بارے میں استاد کا فیصلہ قطعی رہیگا۔ عمر، محنت اور معیار قابلیت کے لحاظ سے مناسب تبدیلیوں کے ساتھ، بجائے آخری امتحان کے، سال یا سبقات کے مجموعی اندراجات ہی قدرتی طور پر اس آزمائش کا ذریعہ ہیں۔

عطائے انعام کے مسئلے سے متعلق اسقدر اختلاف رائے ہے کہ کسی خالص عملی فیصلہ پر پہنچنا تقریباً ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ اس مسئلے کی نفسیات ابھی تک نامکمل ہے۔ تاہم یہ امر تعجب سے خالی نہیں کہ طریق انعام پر کم و بیش عملدرآمد ہو رہا ہے اور یہ طریقہ بالخصوص ثانوی مدارس میں مروج ہے۔ بعضوں کے خیال میں انعامات کامیابی کی بجائے سیرت کے لئے دیئے جانے چاہئیں۔ بعض اس کے خلاف ہیں اور ان کی رائے میں شعار ایک ضروری شرط ہے۔ برخلاف اس کے بعض ماہران تعلیم کے نزدیک انعامات صرف ان طلباء کو دئے جائیں جو بطور خود ہوم ورک کرتے ہوں۔ چند ایسے بھی ہیں جو اس قسم کی خارجی تحریص کو محنت کے لئے نامناسب خیال کرتے ہیں۔ ان کی رائے میں نیک ارادہ

ہی موثر ترین اور تنہا حقیقی آلۂ کار ہے۔

انعام کی حقیقی قیمت کا معیار اس کے حصول کی کوششوں کی سرگرمی اور وسعت ہے۔ بلند اور پیہم مساعی کا اصلی محرکِ حصول انعام کا اعزاز ہے نہ کہ اس کی بازاری قیمت۔ جب کہ مسلسل جدوجہد ختم ہو لے اور کامیابی کے ساتھ قوی تر اور وسیع تر زندگی کے احساس کا ظہور ہو تو وہی حقیقی اور بہترین صلہ ہے۔ فطری قابلیت کو مال غنیمت کا تمام تر یا تقریباً تمام تر اجارہ دینے کی بجائے اگر انعامات زیادہ تر "دست بند" کی بنا پر عطا کئے جائیں تو اس محرک قوت کا عملدرآمد زیادہ وسیع پیمانے پر ہو سکتا ہے۔

خیال کیا جاتا ہے کہ اگر صداقت نامجات خوبصورت نمونوں کے ہوں، ان کی عبارت موزوں ہو اور وہ اس قابل ہوں کہ انہیں ہمیشہ محفوظ رکھا جائے تو ان کے ذریعہ وہ تمام قابل تعریف مقاصد پورے ہو سکتے ہیں جو بالفعل عطائے انعامات سے حاصل ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ صداقت نامجات مختلف مدارج کے ہونگے۔ سب سے اعلیٰ قسم کے صداقت نامے تعداد میں کم رہینگے جنکا حاصل کرنا نہایت دشوار ہوگا۔ ان کی تقسیم یوں ہو سکتی ہے:-
(۱) صداقت نامجات اعزاز، (۲) صداقت نامجات قابلیت اور (۳) صداقت نامجات مہارت۔

مدرسہ کے روزمرہ کام کے سلسلے میں مناسب وقت پر دانشمندی کے ساتھ بچے کی تعریف کر دی جائے تو انعامات اور صداقت نامجات کے مقابلہ میں، جو نسبتاً دیر میں حاصل ہوتے ہیں، اس کا بہتر اثر رونما ہوگا۔ وظائف کی نوعیت مذکورہ بالا عطیات سے مختلف ہے۔ ذہین اور محنتی طلباء کو ملک کے اداروں سے بیشترین تعلیمی فوائد حاصل کرنے کا موقع دیا جائے تو اس

اصول پر کسی کو اعتراض نہیں ہو سکتا۔

سزائیں بچوں پر اس طرح مکمل حکومت کرنا کہ انہیں اس کا احساس نہ رہے، یہی ڈسی پلن کا حقیقی کمال ہے۔ لہٰذا جس حد تک سزا کی ضرورت پڑے اس حد تک استاد کی حاکمانہ قوت اس معیار سے گر جاتی ہے۔ ہر وہ کام جو عاید کیا جائے، ہر قسم کی علامت اور پابندی کی ہر وہ تدبیر جس پر عمل کیا جائے، یا حکومت کے کل پرزوں کی خامی ہے یا شخصیت اساتذہ کی کمزوری ہے۔ بہرحال ان میں سے ہر ایک کا مطلب یہی ہے کہ طالب علم پر بہترین اور سب سے دیرپا طریقوں سے اثر ڈالنے میں ناکامی ہوئی ہے۔ سزا فی نفسہ ایک برائی ہے لیکن اکثر برائی ہی سے بھلائی وجود میں آتی ہے۔

مستثنیٰ حالات میں کسی نہ کسی قسم کی پابندی یا سزا کی ضرورت عام طور پر تسلیم کر لی گئی ہے اور دانشمندی کا بھی یہی تقاضا ہے۔ سزا وہ چھوٹی برائی ہے جس کے ذریعہ مستقبل کی بڑی برائیوں کا ازالہ کیا جاتا ہے۔ بچوں کے انفرادی خصائص کے گہرے مطالعہ سے اکثر سزا کی ضرورت باقی نہیں رہتی ایک معمولی بچے میں پوشیدہ فعلیتوں کا ایک ذخیرہ بھرا ہوتا ہے جن کے اظہار سے اس کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ جبلیت بالآخر حرکت کی شکل میں رونما ہوتی ہے۔ اچھے ڈسی پلن کے معنے یہ ہیں کہ تمام عملی رجحانات تعلیمی اغراض کے لئے خاطر خواہ کام میں لائے جا سکیں۔ بچوں کی استعداد کے اختلافات اور ان کے خاص رجحانات اس بات کا ثبوت ہیں کہ ان کے میلانات طبع جداگانہ ہیں۔

بڑی جماعتوں کے سلسلے میں اس قسم کے اختلافات سے استاد کے

کام میں مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ ان حالات کے تحت زیر بحث فعلیتوں کی رہنمائی میں ذاتی قابلیتوں کے فرق کا ہمیشہ اور خاطر خواہ لحاظ کرنا عملاً ناممکن ہوجاتا ہے۔ اسی لئے احکام یا ہدایات کی تھوڑی بہت انفرادی خلاف ورزی ناگزیر ہے الا آنکہ بچے کا ضبط نفس بہت ہی قوی ہو یا اسے کامل فرمانبرداری کی عادت ہو۔ ایسی خلاف ورزی تھوڑی دیر کے لئے بچے کے حق میں ایک محافظتی کھل منفذ کا کام دیتی ہے۔ لیکن بچے کو اسکے اپنے مفاد کے لئے اطاعت گذاری اور قوت ارادی کی تربیت کا عادی بنانا چاہیئے تاکہ اس کی فعلیتیں اچھی طرح قابو میں رہیں۔ پابندئ نفس تجربہ اور تربیت ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

مدرسے کی فضاء اچھی ہو اور طلباء کے دلوں میں استاد جماعت کی عزت ہو تو اکثر دیکھا گیا ہے کہ استاد کی زجر و توبیخ اور خاطی کے شعار سے ہمدردی سے اظہار ناراضگی ہی سزا کا موثر ترین طریقہ ہے۔ لیکن اس اثر کا بہت کچھ انحصار طریقہ توبیخ پر ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ الفاظ اہم ہیں لیکن یہ اتنے اہم نہیں جتنا کہ طرز بیان اہم ہے۔ یہی چیز ان کے دل میں گھر کرتی ہے اور اس کے دیرپا اثرات ایسی قوت پیدا کرتے ہیں جس کا نتیجہ اصلاح کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ یاد رہے کہ ندامت ہی سزا کا حقیقی مقصد ہے۔

اکثر اساتذہ جماعت کے لئے سخت قسم کی حکومت کے حامی ہیں۔ بلاشبہ ان کے ارادے نیک ہوتے ہیں۔ غالباً ان کا مقصد خطا کے امکانات میں تخفیف یا ان کا ازالہ کرنا ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ طلباء کل کے پتلے بنکر رہجاتے ہیں۔ یہ ڈسپلن نہیں ہے بلکہ اس کا برعکس ہے۔ ہر طالب علم کو

اتنی آزادی حاصل رہے جو عمدہ کام کے منافی نہ ہو، ورنہ انتخاب عمل اور ارادے کی تربیت ناممکن ہے۔ آزادی سے مدرسے کی زندگی کا لطف ہے۔ قواعد کی عدم تعمیل یا خلاف ورزی کا امکان یقینی ہو تو بھی آزادی دینا ضروری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک سخت گیر ماہر ضبط نہ صرف خود پر دائمی اور غیر ضروری بار ڈالتا ہے بلکہ اسے اپنے اس رفیق کے مقابلہ میں، جو استاد کے فرائض کا زیادہ دانشمندانہ مفہوم لیتا ہے، زیادہ سزا دینے کی ضرورت پڑتی ہے۔ "نرم قاعدے سے احساس کی ایسی اصلاح ہو جاتی ہے کہ نافرمانی کا رجحان خود بخود کم ہو جاتا ہے[1]" استاد کے لئے ایک زرین اصول یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو بہت والا اقتدار نہ ظاہر ہونے دے۔

سزا کے جواز میں حسب ذیل امور داخل ہیں۔

(۱) ہر ہیئت اجتماعی یا اہالیٔ مدرسہ کو حق حاصل ہے کہ اپنے ارکین کو ان قواعد کی پابندی پر مجبور کرے جو مفاد عامہ کے لئے وضع کئے گئے ہیں۔

(۲) اپنے ماتحت ارکین کے بہترین مفاد کو ترقی دینے اور ان کی حفاظت کرنے کی ذمہ داری اہالیٔ مدرسہ کی ذمہ داریوں کا جزو ہے۔ خطاکار کو نادم کرنے کی تدابیر بھی اس میں داخل ہیں۔

(۳) قانونی جواز۔

(۴) قدرتی اور اخلاقی جواز۔

ایسی خطائیں جو کسی نہ کسی قسم کی تعزیرات کی مستحق ہیں یا تو اخلاقی ہیں

---

[1] ایجوکیشن، مصنفہ ہربرٹ اسپنسر

یا قیام ضبط سے متعلق۔ آخر الذکر میں قواعد مدرسہ کی خلاف ورزی شامل ہے
سزا کا مقصد دوگونہ ہے۔ ایک طرف اصلاح اور دوسری طرف
انسداد۔

امریکہ کے بعض مدارس میں اخلاقی تقصیر کے لئے جوری کا طریقہ نافذ کیا گیا ہے جس میں استاد بحیثیت جج کے کام کرتا ہے۔ پراویڈنس کے تھیر اسٹریٹ اسکول کا صدر کہتا ہے[1] "نہ صرف اہم معاملات کے لئے بلکہ ڈسپلن کی جزئیات کے واسطے بھی ہیں نے ہم نے حکومت خود اختیاری کے اصول پر ہر کمرہ مدرسہ کو تنظیم کی ایک علیحدہ وحدت قرار دی ہے۔ ہر کمرے میں طلبا، حکومت خود اختیاری کی کمیٹی کا قرعہ کے ذریعہ سے ماہانہ انتخاب کرتے ہیں۔ اس کمیٹی کے پانچ اراکین ہوتے ہیں۔ اس کمیٹی کا خاص فرض یہ ہے کہ عمدہ ڈسپلن اور شائستگی کے خلاف جتنے جرائم ہوں ان کی سماعت کرے۔"

"ختم مدرسہ پر یا کسی اور مناسب وقت میں اس کمیٹی کا صدر نشین جماعت کی صدارت کرتا ہے اور خاطیوں کے خلاف الزامات کی فہرست پیش کرتا ہے۔ ملزم طالبعلم کو تفہیم اور صفائی پیش کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے اور طلباء کی آراء سے سزا کا تعین کیا جاتا ہے۔ معلمہ اپنے عہدہ کی وجہ سے اس کمیٹی کی رکن ہوتی ہے اور کمیٹی کے سامنے وہ تمام شکایات پیش کرتی ہے جو کسی طالب علم کے خلاف آئے ہوں۔ اگر کسی وقت طلباء کا فیصلہ نامناسب خیال کیا جائے تو وہ اپنا استرداد کا حق استعمال کر سکتی ہے۔
صدر کا بیان ہے کہ اس طریق سے بہترین نتائج پیدا ہوئے ہیں۔

---

[1] خاص رویدادیں، جلد ۱، صفحہ ۱۳۵۔

" مدرسے کے رجحان میں بہ حیثیت مجموعی نمایاں تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ اکثر کمروں میں اب اس خیال کی کوئی تائید نہیں کرتا کہ استاد کا فرض بچوں پر نگرانی رکھنا اور بے ضابطگی اور تساہل کا انسداد ہے۔ استاد کی غیر موجودگی میں بھی ایسا ہی اچھا ڈسپلن قائم رہتا ہے جیسا کہ کمرے کے اندر اس کی موجودگی میں۔ اجتماعی ذمہ داری کے احساس کی ترقی میں یہ تدبیر خاص طور پر کامیاب ہوئی ہے۔

نیویارک کے بعض مدارس میں بلدیاتی نظام رائج ہے۔ تھیسیر اسٹریٹ کا طریق حکومت بھی اسی کی ایک ترمیم شدہ شکل ہے۔

اقسام سزا سزا کے عموماً حسب ذیل اقسام ہوتے ہیں۔ (۱) تنبیہ یا ملامت، (۲) محرومیاں، (۳) تعزیری کام، (۴) تعطل، (۵) جسمانی سزا اور (۶) اخراج۔

ملامت گو صاف طور پر نہیں بتایا گیا تاہم اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے کہ سزا کا بہت کم استعمال ہونا چاہیئے۔ مسلسل عیب چینی سے نقصان پہنچتا ہے۔ بری عادت کو ترک کر کے اچھی عادت اختیار کرنے یا کسی مشکل کو حل کرنے کی پر خلوص کوششیں اسیوقت بار آور ہوتی ہیں جب کہ ہر کامیاب یا نیم کامیاب قدم پر بچوں کی دلجوئی کر دی جائے۔ برخلاف اس کے بھدے پن یا کم عقلی پر سرزنش کیجائے تو اس کا نتیجہ بالکل برعکس نکلتا ہے۔ کسی غلطی یا خطا کے ارتکاب کے ساتھ ہی بعض ناتجربہ کار اساتذہ طالب علم پر درشت الفاظ کی بوچھار کرنے لگتے ہیں اور اسی سلسلے میں پچھلے جرائم اور عیوب کی یاد دہانی بھی کرتے جاتے ہیں۔ یہ ایک مضرت رساں فعل ہے۔ برخلاف

اس کے بچے ستائش کے بہت دلدادہ ہوتے ہیں۔ ہر مناسب موقع پر ان کی اس خواہش سے فایدہ اٹھانا چاہیئے۔

گزشتہ خطاؤں پر ملامت کرنا بچے کے حق میں زہر کا کام دیتا ہے اس کے برعکس باموقع تعریف سے قلیل عرصے میں بڑا ثمر حاصل ہو جاتا ہے۔ شاہان بوربن " نہ (تجربہ سے) کچھ سیکھتے تھے اور نہ (کسی کی خطا) دل سے بھلاتے تھے"۔ ان کا جو کچھ حشر ہوا، دنیا اس سے واقف ہے۔ جو کوئی بھی ان کی تقلید کریگا، خواہ وہ زندگی کے کسی شعبے میں سہی، اسے ناکامی سے دوچار ہونا پڑیگا۔

تخلیہ میں ملامت کرنا ھی سب میں احسن طریقہ ہے۔ تاوقتیکہ اساسی اصول معرض بحث میں نہ آئیں، ان مسائل پر کوئی قطعی رائے قائم کرنا مناسب نہیں۔ قصور کی نوعیت، خاطی کی سیرت اور میلان طبع گرد و پیش کے حالات اور نیز استاد کی شخصیت اس قدر اہم ہے کہ ان میں سے ہر ایک کا طریقہ کار سے قریبی تعلق ہے۔ ایسی صورت میں کسی خاص حالات کے تحت استاد ہی کا طریقہ کار بہترین ثابت ہو سکتا ہے چونکہ اسے تمام متعلقہ امور سے گہری واقفیت ہوتی ہے۔ بہترین مشورے ہمیشہ قابل عمل نہیں ہوتے خصوصاً جب ان کا تعلق محض عقلی مواقع سے ہو۔ تمام حالات پر غور کرنے کے بعد جب اسے یقین ہو جائے کہ جملہ متعلقہ امور پر اسے عبور حاصل ہو گیا ہے تو اس وقت استاد جماعت کو ان چیزوں میں اپنی قوت فیصلہ سے کام لینا چاہیئے۔ جب کبھی حالات غیر معمولی ہوں تو مدرسہ کے صدر سے مشورہ کر لینا بھی غالباً مفید ثابت ہوگا۔ لیکن اگر کوئی اخلاقی جرم کا علانیہ جماعت کے اندر ارتکاب کیا گیا ہے تو اسوقت

علی الاعلان خاطی کو ملامت کرنا اور اس کے جرم کی مذمت کرنا ہی غالباً بہترین طریقہ ہے۔ جو بھی طریقہ اختیار کیا جائے سزا کے عام اصول پر عمل کرنا ضروری ہے، یعنی حصول مقصد کے لئے جو کمترین سزا درکار ہے اس سے زیادہ نہ ہو۔ زیادتی سے ملامت کا مقصد فوت ہو جاتا ہے اور ناکافی مذمت سے بچوں کے دلوں میں جرم کی اہمیت کم ہو جاتی ہے۔

محرومیاں محرومیوں میں حسب ذیل چیزیں داخل ہیں:- (۱) نشانات کا نقصان۔ (۲) جگہ کا نقصان یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ ہر مدرسے میں اچھے شعار کے لئے نشانات دینے کا طریق رائج ہے۔ یہ کہنا غیر ضروری ہے کہ معمولی مضامین تدریس میں جو نشانات دئیے جائیں ان پر غلط کردار کا کسی حالت میں کوئی اثر نہیں پڑنا چاہیئے۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ گھر کے اثرات نیک ہیں اور یہ کہ بچے کی ترقی سے متعلق والدین کو وقتاً فوقتاً آگاہ کیا جاتا ہے، غلط شعار کی وجہ سے جو نشانات کا نقصان ہوتا ہے وہ ایک موثر ہتیار ثابت ہونا چاہیئے۔

خراب شعار کی وجہ سے جو نشانات کا نقصان ہوتا ہے اس کے باعث ممکن ہے کہ جگہ کا بھی نقصان ہو۔ اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں، مثلاً (۱) عارضی ذلت۔ کسی طالب علم کو اپنی جگہ سے اسلئے ہٹا دینا کہ وہ ایک معمولی جرم کا بار بار ارتکاب کرتا ہے۔ اس قسم کی علیحدگی ایک یا دو اوقات سے زیادہ مدت کے لئے نہیں ہوتی۔ (۲) تفریحی وقفہ میں کھیل کا نقصان۔ (۳) اسپورٹس کے مقابلہ میں مدرسے کی طرف سے کھیلنے کے حق سے محروم کر دینا۔ (۴) اوقات مدرسہ کے بعد روک رکھنا (۵) اچھے شعار کے لئے کلیتاً یا جزواً جو صداقت نامہ یا انعام دیا جاتا ہے، اسکا

نقصان۔ (۶) عہدہ سے محروم کردینا مثلاً سائل یا مانیٹر کے درجہ سے علیحدہ کردینا۔ ان میں (۲) سب سے کم قابل اطمینان ہے۔

ضروریات ترویج سے قطع نظر کئی اسباب ایسے بدیہی ہیں جنکا تذکرہ یہاں بیکار ہے جن کی وجہ سے تمام جماعت کو کبھی یہ سزا نہیں دینا چاہیئے۔

تعزیری کام کے ساتھ یا اس کے بغیر نصف گھنٹہ سے زیادہ اوقات مدرسہ کے بعد بچوں کو نہیں روکنا چاہیئے۔ اس مقصد کے لئے عموماً باری باری سے اساتذہ رکھے جاتے ہیں کیونکہ سخت نگرانی کے بغیر بچوں کو روکنا بیکار ہے۔ کام میں لاپروائی یا مسلسل بے توجہی کا یہ ایک اچھا علاج ہے۔ جس خطا پر بچے کو روکا گیا ہے اس سے کام کا جتنا ہرج ہوا ہے، اسوقت کے تعزیری کام سے حتی الوسع اس کی تلافی کردینا چاہیئے۔ عموماً یہ کہا جاسکتا ہے کہ جبری بیکاری بہت بھاری سزا ہے۔ اول تو یہ کسی صورت میں حق بجانب نہیں اور اگر ہے بھی تو نصف گھنٹے سے زیادہ نہ ہونا چاہیئے۔

تعزیری کام | ایک ایک لفظ یا جملے کو سو سو مرتبہ لکھنا اور نیز انجیل کے کسی ایک حصہ کو حفظ کرنے کا کام ایسی بے معنی محنت شاقہ ہے جو کبھی جائز نہیں رکھی جاسکتی۔ پابندی اور جبر کے سلسلے میں انجیل کو درمیان میں لانا اچھا نہیں۔ اگر تعزیری کام لکھائی کی شکل میں ہو تو اسی وقت بہترین نتائج پیدا ہوسکتے ہیں جب کہ وہ ایک بیجان روزمرہ کام کی بجائے کسی دلچسپی یا نفع سے متعلق کردیا جائے۔

جسمانی سزا اور اس کا اخلاقی پہلو | اخراج کے بعد جسمانی سزا کی حیثیت آخری چارہ کار کی سی ہونا چاہیئے۔ اکثر ماہران تعلیم کا خیال ہے کہ اس قسم کی سزا

ارتکاب جرم کے ایک آدھ گھنٹہ بعد خانگی طور پر دیجائے تو یہ زیادہ موثر ثابت ہوتی ہے۔ لیکن بعض حالات میں، خصوصاً جب کہ اہالیٔ مدرسہ کے خلاف کوئی سنگین جرم سرزد ہوا ہے، تو جماعت بلکہ تمام مدرسے کے روبرو اس قسم کی سزا دینا ضروری ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جسمانی سزا دیتے وقت استاد کے لئے خاطی کے خلاف غصہ کو دل میں جگہ دینا نامناسب ہے۔ اس قسم کا احساس زیادہ سے زیادہ اخلاقی غضب کی حد تک جائز ہے لیکن غیر جانبدارانہ فیصلہ کے غیاب میں زیادتی کا ہمیشہ خطرہ لگا رہتا ہے۔ برخلاف اس کے مسٹر برنرڈ شا کہتے ہیں: "بچے کو مارنا ہی ہے تو غصے میں مارو . . . . ٹھنڈے دل سے مارنا ناقابل معافی ہے۔" اس غیر معمولی خیال کی یہی ایک تفسیر ممکن ہے "غالباً مسٹر برنرڈ شا نے جتنی باتیں تہیں کہیں وہی صحیح ہیں"۔ ساتھ ہی یہ بھی خیال رہے کہ اگر سزا دیتے وقت خاطی کی ذہنی حالت غیر معمولی ہو، یعنی وہ غصہ یا انتشار کے عالم میں ہو تو سزا کا بیشتر افادہ ضائع ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر قصوروار کو صفائی پیش کرنے کا کافی موقع دینا چاہیئے۔

فرانس کے ادارے البتہ مستثنیٰ ہیں ورنہ اکثر بلکہ تمام مدارس میں جسمانی سزا ضروری خیال کیجاتی ہے۔ جہاں کہیں ایسا ہوتا ہے تو اس امر کا لحاظ رہے کہ مدرسے بھر میں سزا کا ایک ہی معیار رہے تاکہ خاطی کو یہ معلوم ہو جائے کہ سزا ایک افسوسناک ضرورت ہے اور یہ کہ ہمیشہ انصاف کی سختیوں کو رحم وکرم کی نرمی قابل برداشت بنا دیتی ہے۔

"قدرتی نتائج" کے نظریہ کے سلسلے میں ہربرٹ اسپنسر سزا کی حمایت کرتا ہے۔ جس طرح قانون قدرت کی خلاف ورزی کا لازمی نتیجہ سزا ہے، اسیطرح ایک بچہ کے فایدہ کے لئے جو قواعد بنائے گئے ہیں ان کی خلاف ورزی کا نتیجہ

تکلیف اور تعزیر کی شکل میں ظاہر ہونا چاہیئے۔ بصورت قانون شکنی اشیاء کی حقیقت کا یہ ایک پیش خیمہ ہے۔

اسپنسر یہ دلیل پیش کرتا ہے چونکہ بقائے نفس حیات کا اولین قانون ہے پس جو افعال مضرِ حیات ہیں ان کا اعادہ نہیں کیا جاتا اور جو مفید ہیں ان کا اعادہ ضروری ہے۔ مفید حیات شعار اچھا ہے اور مضرِ حیات شعار برا۔ اسلئے مسرت یا علم ہی کردار کے "قطعی معیار" ہیں۔ لہذا اس سوال کا جواب کہ آیا کوئی جسمانی شعار صحیح ہے یا غلط، اسکے ردِ عمل پر موقوف ہے۔ یعنی آیا یہ ردِ عمل مفید ہے یا مضر۔

قانون حیات کی تمام خلاف ورزیاں اپنی سزا آپ ساتھ لاتی ہیں۔ ان " اٹل نتائج " سے جو تکلیف پہنچتی ہے وہ قدرتی اور ضروری ہے۔" جسمانی مفاد کے خلاف جو فعل سرزد ہو اس کے نقصانات کا انسداد ان کا کام ہے۔" خلاف ورزیوں کی مناسبت سے تکلیف کا ردِ عمل ہوتا ہے" یا سزائیں پہنچتی ہیں۔ " ان قدرتی، پیہم، بالراست اور بلا روک ٹوک سزاؤں سے کوئی مفر نہیں۔ یہ خالی خولی دھمکیاں نہیں بلکہ خاموش اور سخت حادثے ہیں۔" ان کی وجہ سے "علت اور معلول کے صحیح تصورات" وجود میں آئے ہیں۔ یہ ایک "غیر شخصی قوت" کے اعمال کے مظہر ہیں اور" خالص عدل کو عملاً برقرار رکھتے ہیں۔" نیز یہی "حقیقی قیود" اور "موثر ترین" علاج ہیں۔

" کوئی ایسی تعزیر" اس قدرتی ردِ عمل کی " جگہ نہیں لے سکتی"۔ "مصنوعی سزائیں اصلاح میں ناکام رہی ہیں۔" "ڈسپلن کے اعلیٰ ترین نتائج صرف وہی لوگ پیدا کر سکتے ہیں جنکا " طرزِ حکومت قدرت کے طریقوں سے کم و بیش مماثل ہے۔"

قوانین قدرت کے عمل ہی میں" اخلاقی تعلیم کے اساسی اصول" مضمر ہیں۔ لہٰذا اسپنسر کا مقولہ ہے کہ قدرتی ردعمل کا بدلہ مصنوعی سزاؤں سے نہ کیا جائے۔ لیکن قدرتی سزاؤں کے ساتھ ساتھ مصنوعی سزاؤں کو اختیار نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں نظر آتی۔ بہرحال ثانوی قسم کی سزا اولی قسم کی جگہ نہ لینے پائے۔

اس نظریہ میں لفظ" قدرتی" ایک سے زیادہ معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ (۱) ہیجان قدرت، (۲) زندگی اور (۳) انسانی عقل جس چیز کو مفید یا ناگزیر سمجھتی ہے۔ مثلاً ایک بچہ آگ سے کھیل کر اپنی انگلیاں جلالیتا ہے۔ جلنے کا یہ عمل" قدرتی نتیجہ" ہے۔

ایک دوسرا بچہ ایک ڈبے سے فرش پر کھلونے گرادیتا ہے اور انھیں چن کر واپس رکھنے سے انکار کرتا ہے۔ دوبارہ جب بچہ یہ ڈبہ مانگے تو اس کی درخواست رد کردینا چاہیئے۔ یہ انکار بھی" قدرتی نتیجہ" ہے۔

ہربرٹ اسپنسر سزا اور خطا میں قریبی تعلق کا حامی ہے۔ اول الذکر آخر الذکر کا" حقیقی نتیجہ" ہونا چاہیئے۔ یہی خیال" دی وژن او ڈانٹی" میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح بنتھم نے قانون فوجداری سے متعلق یہی اصول قائم کئے ہیں۔

یہ عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ اسپنسر کے دلائل میں کئی خامیاں ہیں۔ جہاں تک قریبی نتائج کا تعلق ہے، اس میں شک نہیں کہ ارادے کی ارتقا کے ابتدائی مدارج پر ان ہی کا اثر پڑتا ہے اور وہی اس کی رہنمائی کرتے ہیں۔ اور یہ اسپنسر کی اہم ترین دلیل ہے۔ المختصر وہ انسانی سزاؤں اور قدرتی ردعمل یا قوانین قدرت کی عاید کی ہوئی سزاؤں میں مساوات کا قائل ہے۔

آرنلڈ اور تھرنگ دونوں جسمانی سزا کو ناگزیر خیال کرتے تھے۔ لیکن تھرنگ اخلاقی جرائم کے لئے اس کے استعمال کا بدیں وجہ مخالف تھا کہ "گناہ کی سزا کے لئے سختی کی بجائے دیرپا احساس کی زیادہ ضرورت ہے"[1] اسکا خیال تھا کہ بید کا استعمال خالص اخلاقی جرائم کی بجائے دیدہ و دانستہ ڈسپلن کی خلاف ورزیوں کے لئے محدود ہونا چاہیئے۔

اس موضوع پر سب سے قدیمی اور دانشمندانہ مستند قول حضرت سلیمان کا ہے۔ ان کی رائے پر اب بھی کم وبیش عام طور پر عمل کیا جاتا ہے۔ کئی بہترین کارکردگی رکھنے والے مدارس اناث اب بھی ایسے موجود ہیں جن میں جسمانی سزا کا کوئی نام تک نہیں جانتا۔ لیکن ان مدارس کی صدر ایک زبردست اور دلفریب شخصیت ہوتی ہے۔ اگر تمام اساتذہ کی شخصیت قوی اور انکا اثر مقناطیسی ہو اور وہ ایک قسم کی اخلاقی ترغیب کے ذریعہ متضاد قوتوں کو بے اثر کرسکیں اور طلباء کے اندر زندگی اور اس کے فرائض سے متعلق اپنے تصورات پیدا کر دیں تو ایسی صورت میں لڑکوں کے لئے بھی جسمانی سزا تقریباً معدوم ہو سکتی ہے۔

قانون کی ہر خلاف ورزی میں کئی امور شامل ہیں۔ سزا دینے سے قبل حتی الامکان ان کا تعین کر لینا چاہیئے۔ بعض وقت خود استاد ہی ایک اہم عنصر اور اولی سبب ہوتا ہے بے لطف طریقہ تعلیم، خاطر خواہ نگرانی کی عدم موجودگی، مقصد کی سستی اور ایسے ہی کئی اسباب قواعد کی خلاف ورزیوں کے باعث ہوتے ہیں۔ چند اصلی واقعات کو لیکر ان کے

---

[1] ایجوکیشن اینڈ اسکول۔

اجزائے ترکیبی کو علیحدہ کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ ظاہر ہے کہ ہر مثال میں بلحاظ کمیت و کیفیت کچھ نہ کچھ فرق پایا جائیگا تاہم اس تجزیہ سے معلوم ہو جائیگا کہ کتنے کثیر التعداد عناصر موجود ہیں اور ان میں بعض وقت کیسے کیسے نازک فرق پائے جاتے ہیں۔

جسمانی سزا دینے کا حق محض نظری حد تک بھی ایک بڑی بھاری قوت ہے۔ اس قوت کا راز زیادہ تر اس کے خاموش تحفظ اور ایما میں مضمر ہے۔ اس حق کو استعمال کرنے کی نسبت اس کے استعمال نہ کرنے میں زیادہ اثر ہے، اور خاص طور پر جب یہ ایک طاقتور شخصیت سے متعلق ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ جتنا زیادہ اس اختیار کو استعمال کیا جائے اتنا ہی یہ کمزور ہو جائیگا۔ جب اس پر عمل نہیں کیا جاتا تو یہ بچے کے تخیل پر ایسا چھا جاتا ہے کہ وہ اسے حقیقت سے کہیں زیادہ تشدد آمیز اور پر اسرار قوت نظر آنے لگتا ہے۔ اسی لئے تخلیہ میں سزا دینا اور کم سزا دینا نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔ تخلیہ میں سزا دینے سے خاطی کو ہمدرسوں کی ہمدردی حاصل نہیں ہونے پاتی۔

برخلاف اس کے جسمانی سزا کے مخالفین کا دعویٰ ہے کہ اس سے بہیمی قوت کا اقتدار ظاہر ہوتا ہے اور یہ کہ اس کے غیاب میں استاد کو قیام ضبط کے سلسلے میں نہ صرف اپنے اوپر حکومت کرنا پڑتی ہے بلکہ طلباء کو بھی ہمیشہ کسی نہ کسی موزون کام میں پورے ذوق کے ساتھ مشغول رکھنا ضروری ہو جاتا ہے۔ ان کے خیال میں استاد کو "بغیر عصا کے چلنا" سیکھنا چاہیئے۔

جسمانی سزا کے استعمال کے مخالفین جو اعتراضات کرتے ہیں انھیں

سلسلہ وار بیان کرنا غالباً زیادہ مناسب ہے:-

(۱) یہ بچے کے لئے باعث ذلت ہے اور سزا دینے والے شخص میں بہیمیت پیدا کر دیتی ہے۔

(۲) یہ خلاف قانون ہے۔

(۳) یہ خلاف فطرت ہے۔

(۴) سزا دینے کے لئے کوئی مناسب معیار موجود نہیں۔

(۵) یہ صرف حیوانی جبلتوں کو حرکت میں لاتا ہے۔

(۶) اس کی وجہ سے بچہ میں حکام کی مخالفت پیدا ہو جاتی ہے۔

(۷) یہ بچے اور استاد کے درمیان کدورت پیدا کرتی ہے۔

(۸) یہ ایک بزدلانہ فعل ہے۔

(۹) یہ ایک بے اثر چیز ہے۔

باستثناء (۱) اور (۸) ان تمام کی بالراست یا بالواسطہ حمایت اسپنسر کے "قدرتی نتائج کے ڈسی پلین" سے ہوتی ہے۔

جسمانی سزا کے مخالفین مدرسے کی زندگی کے حقیقی حالات اور بچپن کی خاصیت سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اپنے وجود کے مقصد کے لئے مدرسہ جو کوشش کرے اس میں غیر ضروری مداخلت نہیں ہونا چاہئے۔ حکومت کے کل پرزے اسی مقصد کے حصول کے لئے بنائے گئے ہیں۔ اس انتظام میں جو چیز حارج ہو اسے ہموار کرنا یا خارج کر دینا ضروری ہے۔ جب قانون شکن فرد سے سماج کو بچانے کے لئے تدریجی تعزیرات کا نظام قائم ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ مدرسے میں، جہاں سماجی زندگی کی تیاری کیجاتی ہے، یہ طریقہ رائج نہ ہو۔ سماج کی عاید کی ہوئی تعزیرات کے مقابلہ میں مدرسے کی

سزائیں نہایت ہی "نرم اور انسانیت پرور" نظر آتی ہیں۔ نیز مدرسہ ہر طالب العلم کے لئے اس کے سرپرست کی جگہ ہے۔ اگر کوئی بچہ بہ حیثیت بچہ کے قانون کی پابندی نہ کرے تو آیندہ بڑا ہو کر وہ کیا پابندی کریگا؟ لہذا اطاعت پر مجبور کرنے کے لئے آہنی طرز حکومت ضروری ہے۔ اس میں اہالی مدرسہ کے دیگر اراکین کی اغراض سے قطع نظر خود بچہ کا ذاتی فایدہ ہے ورنہ اس کی آخری حالت اس کی ابتدائی حالت سے بدتر ہوگی۔" جو سزا یافتہ نہیں وہ تعلیم یافتہ نہیں۔"

قدرت اکثر دیر میں سزا دیتی ہے۔ بچے کی تربیت کے لئے اس کے عمل کا انتظار نہیں کیا جا سکتا۔ دانشمندی کے ساتھ فوری سزائیں دی جائیں تو ان کے اثرات بھی فی الفور رونما ہوتے ہیں۔ بچہ طبعاً کبھی ذی اخلاق نہیں ہوتا۔ اس کی طبیعت پر نامہذب انسانی زندگی کے اثرات غالب رہتے ہیں۔ اسے ہرگز اخلاقی امتیازات یا اخلاقی اثر کا احساس نہیں ہوتا۔ جس طرح کہ دماغی قوت رفتہ رفتہ پختہ ہوتی ہے، اسیطرح اخلاقی قوت بھی بڑی عمر میں نشو نما پاتی ہے۔ ان دونوں کی ترقی یکساں تدریجی ہوتی ہے۔ جو لوگ جسمانی سزا کو باعث ذلت خیال کرتے ہیں، ان کے نزدیک بچہ وحشی انسان نہیں بلکہ فرشتہ صفت ہستی ہے۔ مزید برآں وہ استاد کی شخصیت سے پیدا ہونے والے اختلافات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ ان کی منطق غلط ہے۔ وہ حقیقت کے ایک جزو کو کل حقیقت تصور کرتے ہیں۔ ایک صاحب فکر طالب علم ان کے اکثر اعتراضات کی غلطیوں کو بہ استثناء (۴) محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا بل کے خیال میں محرومی ہی بہترین قسم کی سزا ہے۔ برخلاف اس کے لینکاسٹر کو استہزاء پر عقیدہ ہے۔

اکثر تعلیمی رقبہ جات میں اساتذہ کی رہنمائی کے لئے مقامی حکام نے قواعد وضع کئے ہیں۔ بعض رقبہ جات میں صرف سنگین اخلاقی جرائم کے لئے جسمانی سزا کی اجازت ہے اور وہ بھی اسوقت جب کہ دیگر تدابیر ناکام رہی ہوں۔ عام طور پر صدر مدرس ہی تمام قسم کی سزاوں کا ذمہ دار گردانا جاتا ہے، لیکن بعض رقبہ جات میں مقامی حکام کے مشورے سے وہ سزا دینے کا اختیار اپنے ان مددگاروں کے تفویض کرسکتا ہے جنھیں وہ اس ذمہ داری کا اہل تصور کرے۔

جسمانی سزا سے متعلق عام شرائط اور اصول پر کم وبیش اتفاق آرا ہے۔ وہ شرائط اور اصول یہ ہیں:۔ (۱) جسمانی سزا سے ان " افعال کے انسداد میں مدد ملے " جو بچہ اور مدرسے کے مفاد کے خلاف ہیں۔ (۲) اسے اخلاقی جرائم اور ڈسی پلن سے متعلق بعض ایسے قصوروں تک محدود کردیا جائے جن کے بغیر اس کی اصلاح نہیں ہوسکتی۔ (۳) خطا کی نوعیت اور خاطی کے میلان طبع کی مناسبت سے اس میں تبدیلیاں کی جائیں۔ (۴) بچے اور استاد ہر دو کے ذہن میں سزا کی وجہ کا صریح تصور ہو اور حتی الوسع دونوں اس کے مبنی بر عدل ہونے کو تسلیم کریں (۵) زیادہ تر اسے طلبا کی سیرتوں کی تشکیل کے زمانہ تک محدود رکھا جائے۔ یوں سمجھو کہ چھ اور بارہ برس کی عمر کے درمیان۔ (۶) سزا کا ہتیار لچکیلا اور کم وزن ہونا چاہیئے۔ (۷) فریقین غصے سے متاثر نہ ہوں۔ (۸) خطا اور سزا کے درمیان طویل وقفہ نہ ہو۔ (۹) اس کا مقصد ہرگز اشتعال دلانا نہ ہو۔ (۱۰) شاذ اور مستثنیٰ حالات کے سوا، نازک اور حساس بچوں کو سزا نہیں دینا چاہیئے۔ (۱۱) جسم کے کسی ضرر پذیر حصے پر، بالخصوص جیسے سر وغیرہ ہے، کبھی ضرب نہ لگائی جائے۔ اور مصنف کو ان چند لوگوں کی رائے کے ساتھ اتفاق ہے جن کا

یہ قول ہے کہ (۱۲) سزا عموماً تخلیہ میں دی جائے اور کوئی دوسرا بالغ شخص اس وقت موجود رہے۔

جسمانی سزا کا قانون چونکہ استاد کو قابل تقلید شہری ہونا چاہیئے، وہ قانون شکنی نہیں کرسکتا۔ اس لئے اس کا مختصراً اس مسئلہ کے قانونی پہلو کو جان لینا ضروری ہے۔

انگلستان کے قانون غیر مفوضہ کے تحت ہر قسم کی خلاف قانون قید بند یا سزا جو استاد کی طرف سے بچے پر عائد کیجائے قابل استغاثہ ہے۔ اس بنا پر استاد کو جرمانہ یا قید کی سزا دی جاسکتی ہے۔ بقول لارڈ چیف جسٹس کاک برن کے جب کبھی سزا "معتدل اور جائز حد تک ہو" مبنی بر انصاف قرار دی جاسکتی ہے۔ مندرجہ ذیل مقدمات کے فیصلے اس بارے میں قانون کی مختصراً صراحت کرتے ہیں:۔

رجینیا بنام ھاپلی کے مقدمہ میں فیصلہ سناتے ہوئے لارڈ چیف جسٹس کاک برن کہتے ہیں:۔

"قانون انگلستان کے تحت والدین یا اساتذہ، جو اس مقصد کے لئے والدین کے قائم مقام ہیں اور ان کا اختیار رکھتے ہیں، بچے کی کسی بری عادت کی اصلاح کے لئے معتدل اور جائز حد تک جسمانی سزا دے سکتے ہیں۔ سزا کا معتدل اور جائز حد تک ہونا اس کی لازمی شرط ہے۔ اگر کسی جذبے اور غصہ کے تحت سزا دیجائے یا اگر بچے کی قوت برداشت سے زیادہ ہو یا ایسے ہتیار سے دیجائے جو اس مقصد کے لئے ناموزوں ہو اور جس سے جان یا کسی عضو کو صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہو، ایسی تمام صورتوں میں یہ سزا بہت زیادہ تشدد آمیز اور خلاف قانون ہے۔"

گارڈنر بنام بائی گریو کے مقدمے میں نے فیصلہ سناتے ہوئے مسٹر جسٹس سیتھو کہتے ہیں:-

"قانون انگلستان کے تحت عدالت کو اس امر پر غور کرنا تھا کہ آیا استاد کا طالب علم کو ہاتھ پر بید لگانا جرم ہے یا نہیں۔ مجسٹریٹ کا بیان ہے کہ بچہ سزا کا مستحق تھا۔ اس کی رائے میں دماغی تصحیح کے لئے جسمانی سزا دینا جائز ہے۔ مدعا علیہ کے وکیل کو اس سے اتفاق نہیں ظاہر ہے کہ بچے کو ضرر نہیں پہنچا اور سزا صحیح طریقہ پر دی گئی تھی۔ مجسٹریٹ کی یہ دلیل کہ ہاتھ پر بید لگانا خواہ وہ کسی طرح کیوں نہ ہو لازماً شدید ضرر رساں ہے، (استاد کی) اس سزا یابی کے لئے کافی نہیں۔ لہذا اس فیصلے کو منسوخ کر دیا جائے۔

کلیری بنام بوتھ کے مقدمہ میں بھی اسی قسم کا فیصلہ ہوا۔

" والدین یا سرپرستوں کے جائز اختیارات جو استاد مدرسہ کو حاصل ہیں ان کے علاوہ استاد مدرسہ کو یہ بھی حق ہے کہ ایک متعلم کو اوقات مدرسہ کے باہر مدرسہ کو جاتے ہوئے یا مدرسے سے آتے ہوئے بدشعاری کے جرم میں سزا دے۔"

مدارس میں حکومت خود اختیاری کے طریقے مدرسہ ایک چھوٹی دنیا ہے اور اس لحاظ سے ایک مہذب قوم کے مشابہ ہے کہ اصولاً دونوں کی تنظیم اجتماعی ہے۔ دونوں میں ایک جماعت حاکم اور ایک محکوم ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ آخر الذکر خصوصیتوں کے معنی ایک طرف اقتدار اور دوسری طرف اطاعت کے ہیں۔ قوم کے اطاعت پر آئینی اختیارات کی حد بندیاں ہیں۔ قوم کی اظہار خوشنودی سے حکومت کی تقویت اور اظہار ناراضی سے اس کی کمزوری اور تباہی عمل میں آتی ہے

اسی اختیار سے سچائی، قومی کارکردگی اور نیک عمل کا ظہور ہوتا ہے۔ جہاں تک مدرسے کا تعلق ہے بچوں کی اطاعت غیر مشروط اور کامل ہوتی ہے اور ارباب ادارہ کے سامنے ان کی طرف سے وکالت کرنے کا کوئی مسلمہ ذریعہ نہیں ہوتا۔

یہ امر قابل لحاظ ہے کہ خود بچے جذبات طفلی اور ذہنیت طفلی کی گہری واقفیت رکھتے ہیں۔ بالغ اشخاص، خصوصاً مرد، اکثر اس علم سے محروم ہوتے ہیں۔ بچوں کی دنیا بڑوں کی دنیا سے بالکل علیحدہ ہوتی ہے اور یہ تقریباً یقینی ہے کہ قابل ترین استادوں اور استانیوں کی بہ نسبت بچے کو اس کی اپنی جسمانی اور روحانی ضروریات کی بہتر واقفیت ہوتی ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بچہ خود اپنے لئے بہترین رہنما ہے۔ استاد کی حیثیت ایک رفیق کی سی ہے جو اس کی روک تھام کے لئے مشورہ دیتا اور اس کی مدد کرتا ہے۔ بچے کو رائے دینا اور بعض وقت اس کو کام میں مصروف اور خوش رکھنے کے ذرائع سے واقف کرانا استاد کا کام ہے۔ عمومیت کی قوت و وسعت کی ترقی اس بات کی مقتضی ہے کہ طلباء کو جلد سے جلد قومی اور ذاتی فرض شناسی اور ذمہ داری کے راستوں پر لگا دیا جائے۔ لہٰذا یہ بےحد ضروری ہے کہ طلباء کو اجتماعی افادوں کے احساس کا موقع دیا جائے اور وہ ہر مہم میں اشتراک عمل کی قدر و قیمت اور ضرورت کو سمجھیں کیونکہ یہی تمدن کی اصل اور تقریباً تمام شاندار خدمات کی بنیاد ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اجتماعی ضمیر اور اجتماعی زندگی کے احساس کو ترقی دینے کا موثر ترین ذریعہ ایسے طلباء کو مدرسے کی عمدہ حکومت اور نظم و نسق میں عملی حصہ لینے کا موقع دینا ہے جو اس ذمہ داری کے اہل ہوں۔

کیونکہ لڑکے اور لڑکیوں میں خدمت کرنے اور اپنے ساتھیوں پر اختیار برتنے اور ان کی عزت حاصل کرنے کی جبلی خواہش ہوتی ہے۔ اس خواہش کا استعمال نہ صرف بچے کے حق میں مفید ہونا چاہیئے بلکہ اگر اس کی صحیح رہنمائی کیجائے تو تمام مدرسہ اس سے فایدہ اٹھا سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر طالب علم اس کام میں حصہ نہیں لے سکتا لیکن ہر طالب علم یہ تو محسوس کریگا کہ اگر وہ ضروری معیار تک پہنچ جائے تو اس عزت کا امکان ہے۔

عام شعار سے متعلقہ امور کی زاید از ضرورت رہنمائی اور نگرانی سے آزادی کی بجائے دست نگری پیدا ہونے کا امکان ہے جس کی وجہ سے معیار صریحاً مصنوعی ہو جائیگا۔ حکومت خود اختیاری کی حقیقی تربیت تربیت نفس ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ جوں جوں طلباء پر زیادہ ذمہ داریاں عاید ہوتی جائیں، اسی کے ساتھ ساتھ اگر اساتذہ مدرسہ کے ڈسی پلن کے معاملہ میں کم مداخلت کرنے لگیں تو ایسی صورت میں مدرسے کی زندگی میں ضبط نفس کے جو مواقع حاصل ہیں ان سے پورا پورا استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ اس عدم مداخلت کے یہ معنے نہیں کہ اساتذہ بیکار بیٹھے رہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اقتدار کو اس دانشمندی کے ساتھ روک رکھیں کہ جب اس کی واقعی ضرورت پڑے تو یہ بہتر طریقہ سے استعمال ہو سکے۔

نظم و نسق کے کام میں اکثر ابتدائی مدارس کے اندر چند سال سے طلباء کی مصروفیتیں دیکھنے میں آرہی ہیں۔ اس امر کا کافی ثبوت موجود ہے کہ یہ عمل روز بروز روبہ ترقی ہے۔ اصطلاحاً اسے سامانی طریق کہتے ہیں۔ سامانی طریق کی تعریف یوں کیجا سکتی ہے کہ یہ ایک انتظامی طریقہ ہے جس کے ذریعہ ممتاز لڑکے اور لڑکیوں سے توقع کیجاتی ہے کہ وہ ڈسی پلن کے قیام

واضافہ اور مدرسے کی اخلاقی فلاح کی خاطر صدر مدرس اور اساتذہ کے ساتھ بہ رضا و رغبت اشتراک عمل کریں۔

ظاہراسا ملی طریق کے قیام میں ابتدائی مدارج کے دو اہم طریقے نظر آتے ہیں۔ ایک تو وہ طریقہ ہے جس میں صدر مدرس کے ہم خیال طلباء منتخب کئے جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں اساتذہ کے مشورہ سے صدر مدرس ان طلباء کا انتخاب کرتا ہے۔ دوسری صورت میں طلباء جمہوری اصول پر منتخب کئے جاتے ہیں، یعنی مدرسے کے تمام طلباء یا سب سے اونچی جماعتوں کے طلباء کی علانیہ یا خفیہ آراء کے ذریعہ۔ آخرالذکر مثال (جمہوری انتخاب) میں برائیوں سے بچاؤ کے لئے یہ ضروری خیال کیا جاتا ہے کہ صدر مدرس کو استرداد کا حق حاصل رہے اور نیز کمیٹی کو اراکین نامزد کرنے کا استحقاق رہے۔ علاوہ ازیں بعض مدارس میں یہ بھی رواج ہے کہ اساتذہ چند اہل امیدواروں کو نامزد کر کے طلباء کے دائرہ انتخاب کو محدود کر دیتے ہیں بعض مدارس میں یہ دونوں طریقے مروج ہیں جہاں زیادہ ذمہ دار سائلین کو اساتذہ نامزد کرتے ہیں اور طلباء چھوٹے درجہ کے سائلین کو منتخب کر لیتے ہیں۔

پہلا طریقہ (اساتذہ کی طرف سے نامزدگی) اکثر مدرسین کو اس لئے پسند ہے کہ ان کی رائے میں بچوں سے من حیث الجماعت سائلین کے انتخاب میں صحیح فیصلہ کی توقع نہیں کیجا سکتی۔ گو بعض مدارس کی حد تک یہ صحیح ہے لیکن تمام مدارس پر اس کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ اس بارے میں اساتذہ کی ذات اور بالخصوص صدر کی شخصیت بیحد اہم ہے۔

بہترین قسم کے مدارس میں، جہاں کی فضا اور ڈسپلن لازماً اعلیٰ

درجے کے ہوں اور بالخصوص جہاں اچھے خاندان کے بچے پڑھتے ہوں، کوئی وجہ نہیں کہ سالمی طریق میں ابتداً ہی سے جمہوری طریقۂ انتخاب پر نہ عمل کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ مذکورۂ بالا استرداد اور حق تحفظ برقرار رہیگا۔ برخلاف اس کے نسبتاً کم کارکردگی رکھنے والے مدارس میں غالباً کلیتاً یا جزواً اساتذہ کی طرف سے انتخاب کا طریقہ ہی زیادہ قابل اطمینان ثابت ہوگا۔

بشرطیکہ ضروری فضا، پیدا کرنے کی اساتذہ میں طاقت ہو، کم از کم بڑے شعبوں کی حد تک سالمی طریق کی ضرورت میں کوئی شبہ نظر نہیں آتا۔ انفرادی تربیت کے فوری افادہ سے قطع نظر۔ اور یہ خود کچھ کم فایدہ نہیں۔ اس طریق سے اساتذہ کی بہت کچھ مشقت بچ جاتی ہے۔ جس حد تک سالمین کے امکان میں ہے، یہ طریقہ مدرسے کا اخلاقی معیار قائم کرتا اور اس کی نگرانی کا کام دیتا ہے۔ مدرسے کی عمارات یا قرب وجوار میں طلبا کے شعار کی نگرانی ہوتی ہے۔ اس طریقے کی بدولت متعدد امور انجام پاتے ہیں اور بالخصوص کمزوریوں کا ازالہ ہوجاتا ہے۔ جوں جوں روایات کی روح اس کا جزو زندگی بنتی جاتی ہے، اس کی کارکردگی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے کیونکہ اس وقت مدرسے کی فضا اور قیام ضبط میں طلباء کی خوشنودی ضم ہوجائیگی۔

مزید برآں سالمی طریق اس الزام کا جواب ہے کہ مدرسہ حقیقت سے بہت دور ہے، کیونکہ اس طریق کے تحت مسائل مدرسہ کے علاوہ زندگی سے متعلق ایسے مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے جن کے حل کے لئے اخلاقیات سے عملی واقفیت رکھنا ضروری ہے۔ اور یہ عمل

سامل کے لئے غالباً ان تمام ہیجان اخلاقی نظریوں سے بہتر ہے جن پر
ابتک ہزاروں مضامین لکھے جاچکے ہیں۔ اخلاقی احساس عملی تجربے ہی
سے نشو نما پاسکتا ہے اور جب اخلاقی افادوں کے ثبوت میں فرائض
عاید کئے جائیں تو شاید یہ عملی تجربہ فرد کے لئے اور بھی زیادہ مفید ثابت ہو
خود معلمی حقیقی تعلیم ہے۔ تحقق ذات کا یہی ایک ذریعہ ہے اور سامالی طریق
متعلقہ طلبا کو خود معلمی پانے پر مجبور کرتا ہے۔ غور کیا جائے تو معلوم ہوگا
کہ جماعت یا مدرسے سے زیادہ انفرادی ہستیوں کی قسمت استاد کے لئے
اثر انگیز ہے۔ یہی ایک چیز اس کی شخصیت کی تمام پوشیدہ قوتوں کو
برسرکار لاتی ہے۔

وارکشر کا ناظم تعلیمات اپنے علاقہ سے متعلق، جہاں چند سال سے
سامالی طریق رائج ہے، حسب ذیل بیان دیتا ہے کہ:-

"یکے بعد دیگر ہر صدر مدرس اس کے حیرت ناک نتایج کا تذکرہ کرتا ہے
اور یہ کہ کس طرح اس طریق نے ایسے بچوں کو جن کی نیکیوں سے کسی کو کوئی
فایدہ نہیں مل رہا تھا، مردانہ لڑکے اور نسوانیت پسند لڑکیاں بنا دیئے ہے
کس طرح تمام مدرسہ پر اس کے اثرات رونما ہوئے ہیں۔ دشنام بازی
فحش کلامی اور تمباکو نوشی تقریباً مفقود ہو گئی ہے۔ عزت داری کے اس
نئے ضابطہ سے بازاری اخلاق میں غیر معمولی تبدیلی ہو گئی ہے۔ والدین
نے اسے دعائیں دی ہیں۔ اساتذہ کے کام میں سہولت پیدا ہوئی ہے
جسمانی سزا کم وبیش معدوم ہو گئی ہے۔ مدرسہ کی زندگی میں خود بخود نئی
مصروفیتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ اور کس طرح اساتذہ، طلبا اور والدین کے
تمام باہمی تعلقات بدل گئے ہیں"

اپنے فرائض کی انجام دہی میں سالمین کو اساتذہ کے ساتھ جسمانی، دماغی، اخلاقی، سماجی اور ہر قسم کا اشتراک عمل کرنا پڑتا ہے۔

مدرسے کے نظم و نسق کی اس طرح امداد کیجائے تو رفتہ رفتہ نئی قسم کی مصروفیتیں پیدا ہونے لگتی ہیں۔

ایسی کئی مثالیں دیجا سکتی ہیں جن میں فرائض سالمین کے اثرات سے بچے کی سیرت میں تبدیلی واقع ہوئی ہے اور مدرسے کی فلاح کے شوق ذوق میں مختلف طریقوں سے امداد دینے کی زبردست خواہش پیدا ہوئی ہے۔

اس طرح نئے ذرائع پیدا کرکے ان سے استفادہ کیا گیا ہے اور ان سے پیدا ہونے والی تازہ قوتوں کے اظہار کے مواقع بہم پہنچائے گئے ہیں۔

اس طریقہ سے کئی مفید مصروفیتیں، جن میں سے بعض خالص جدت طبع کا نتیجہ تھیں، ہمدرد اساتذہ کی سرپرستی میں پیدا کی گئی ہیں۔ اور جب یہ مدرسے کی زندگی کا جزو بنا دی گئیں تو نہ صرف افراد بلکہ تمام مدرسہ ان سے متمتع ہوا ہے۔

اخراج اخراج کے نتائج اس قدر خطرناک ہوتے ہیں کہ جب تک مدرسہ کے تمام ذرائع ختم نہ کرلئے جائیں اور وہ ناکام ثابت نہ ہولیں اس پر عمل نہ کیا جائے۔ اگر مدرسے میں خاطی کی مسلسل حاضری سے ڈسپلن کی برہمی کا اندیشہ ہو تو یہ تدبیر اختیار کی جائے۔ مناسب یہ ہوگا کہ اپنے آپ پر اخراج کی تنہا ذمہ داری لینے کے بجائے استاد منتظمین کے اختیارات اور ان کی مدد سے کام لے۔ تعلیمی بورڈ اس مسئلہ پر

ایک خاص رائے رکھتا ہے۔ اگر اخراج کے ”معقول اسباب“ دکھائے جائیں تو مجلس منتظمین کے طرزِ عمل کی حمایت پر تیار رہے۔ اس سلسلے میں ”کھوئی ہوئی بکریوں کا معنی خیز قصہ“ یاد رکھنے کے قابل ہے۔

کتاب سزا کتاب سزا جسمانی سزا کا سرکاری لوازمہ ہے[1]۔ ہر واقعہ کے ساتھ اس کتاب میں حسب ذیل امور کا تذکرہ ہونا چاہیئے تاریخ، نام طالب علم، خطا، سزا کا ہتیار، سزا کی مقدار اور نوعیت اور استاد متعلقہ کے دستخط یا نام کا سرحرف۔

والدین اور منتظمین مدرسہ کی امداد گھر اور مدرسے کے درمیان گہرے اور ہمدردانہ تعلقات کے افادہ کو جتنی اہمیت دی جائے کم ہے۔ گھر سے متعلق حیثیت زندگی کی مقدس ترین چیزوں میں داخل ہے۔ مذہب کے بعد اسی کا درجہ ہے۔ بعض اوقات گھر کے اثرات تربیت کے ناموافق ہوتے ہیں۔ باوجود اس کے بچے کو گھر ہی سے سارا انس رہتا ہے۔ استاد کا گھر کے خلاف حقارت آمیز گفتگو کرنا کسی صورت میں دانشمندانہ طریقہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس طریقہ سے بچے کو مدرسے کی زندگی سے جو کچھ ہمدردی ہے وہ بھی جاتی رہتی ہے۔ طلبا میں ایسی عمدہ خصلتیں اور عادتیں پیدا کیجائیں جو برے رجحانات کو مٹادیں۔ یہ خاموش طریقہ ہی گھر کے مضر اثرات کے مقابلہ کا بہترین اصول ہے۔ دانشمند استاد ہمیشہ والدین کے دلوں میں اپنے لئے جگہ نکال لیتا ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ انکی تھوڑی سی محبت بھی تربیت

---

[1] جدولی فہرست ۴ ”مجموعہ قوانین ۱۹۲۲ء“ جسمانی سزا کے تمام واقعات کتاب سزا میں درج کئے جائیں۔

کے کام میں مدد دیگی۔

جب کبھی اس پر عمل کیا جاسکے والدین سے ملاقات کرنا چاہیئے۔ ذاتی تعلقات سے اکثر مشکلات حل ہو جاتی ہیں اور پر خلوص راہ و رسم پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے آیندہ غلط فہمیوں کے امکانات باقی نہیں رہتے۔ جب کبھی والدین کے دل میں اپنے بچوں کے ساتھ برتاؤ یا ان کی ترقی سے متعلق شکوک پیدا ہوں تو انھیں مدرسے میں استاد سے ملاقات کرنا چاہیئے۔ شکایات اور درخواستوں پر خوش خلقی اور ہمدردی کے ساتھ توجہ کرنا ہی سب میں زیادہ دانشمندانہ طریقہ ہے، اگرچہ یہ شکایتیں غیر سنجیدہ پیرائے ہی میں کیوں نہ کی جائیں شکایت کی معقول وجہ رکھنے والے ناراض والدین سے بہت زیادہ نقصان پہونچ سکتا ہے۔ برخلاف اس کے اچھے اور سمجھدار والدین جن کی خوشنودی حاصل کی گئی ہے، کم از کم دو مفید طریقوں سے مدرسہ کی خدمت کر سکتے ہیں اولاً ہر وہ بچہ، جس کی گھریلو تربیت اچھی ہوئی ہے، مدرسہ کے لئے قیمتی سرمایہ ہے جس کا اثر اہالیٔ مدرسہ پر پڑے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ثانیاً اس کے والدین مدرسے کے مفید کام کی اپنے محلہ میں خوشی خوشی تشہیر کرتے ہیں اور مدرسے کے اختیارات کی حمایت کر کے دیگر کم سمجھ والدین کے لئے مثال قائم کرتے ہیں۔ مدرسہ اور گھر ایک ہی گروہ کی مختلف وحدتیں ہیں جن کے اغراض مشترک اور جن کا مقصد بڑی حد تک واحد ہے۔ درپردہ ایک ہی خواہش دونوں جگہ اپنا کام کرتی ہے اور وہ یہ ہے کہ بچے اپنی زندگی میں "انصاف پسند، رحم دل اور منکسر المزاج" بنیں۔

اکثر مدارس میں منتظموں کی کمیٹی بخوشی اپنا نیک اثر ڈالنے کے لئے تیار رہتی ہے لیکن اس سے خاطر خواہ استفادہ نہیں کیا جاتا۔ مدرسے کے

اندرونی انتظام میں کسی قسم کی مداخلت کی تجویز کئے بغیر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ منتظمین کی مدد کرنے کی قابلیت اور خواہش سے فایدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ استاد کسی ایسی مقامی قوت کو نظر انداز نہیں کر سکتا جو اس کو اپنی تکمیل کار میں مدد دے۔ والدین یا بچوں کی طرف سے کوئی مشکلات پیش کی جائیں تو انفرادی یا اجتماعی طور پر منتظمین کی امداد طلب کی جا سکتی ہے۔ گھر پر ملاقات کرنا یا صدر نشین کا ایک خط لکھ دینا بسا اوقات بچے کی زندگی میں ایک نئے اور قابل قدر باب کا افتتاح کرتا ہے یا والدین کے قدیم طرز عمل میں تازہ اور خوشگوار تبدیلی پیدا کر دیتا ہے۔ مدرسے کے حالات اجازت دینے کی صورت میں منتظمین کا گھروں پر ملاقات کرنا بعض مفلس رقبہ جات میں خاص طور پر مفید ثابت ہوا ہے۔ اس مقصد کے لئے عموماً عورتیں منتخب کی جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں مدرسہ کی تمام تقاریب مثلاً سالانہ سیر و تفریح، تقسیم انعامات، کھلی میقاتیں، بزم کتب، شبان دوست انجمنیں اور کم غذا پانے والے بچوں کے ادارے۔ یہ تمام مواقع منتظمین اور والدین و اطفال کی باہمی ملاقاتوں کے لئے مناسب ہیں۔

ڈسپلن قائم رکھنے کے دیگر ذرائع

ڈسپلن قائم رکھنے کے دیگر ذرائع حسب ذیل ہیں۔ (۱) سالانہ سیر و تفریح (۲) والدین کے نام اطلاعات، (۳) سالانہ جلسہ ہائے تقسیم انعامات، (۴) کھلی میقاتیں، (۵) سیونگ بنک، (۶) گھر کے لئے اسباق، (۷) مدرسہ کا کتب خانہ (۸) رحم دلی اور اخلاق کی انجمنیں، (۹) بزم مدرسہ، (۱۰) کم غذا پانے والے بچوں کا ادارہ، (۱۱) فہرست ہائے مدرسہ، (۱۲) روزمرہ کا دفتری کام (۱۳) تالاری مخاطبہ، (۱۴) تختۂ فضیلت و لیاقت، (۱۵) مطمح مدرسہ، (۱۶) مدرسہ کی ٹوپی اور امتیازی نشان، (۱۷) سرکاری امتحانات، (۱۸) طلبا کا

سفر، (۱۹) اگن ڈرل، (۲۰) لڑکیوں کے لئے جشن ملکہ بہار، (۲۱) چھوٹے بچوں کے لئے ملکہ پرستان اور سمے پول کا تماشہ، (۲۲) بزم طلباء قدیم، (۲۳) مجلہ مدرسہ، (۲۴) دوتون کلب، (۲۵) پھولوں کی سالانہ نمائش، (۲۶) "نرسوں" کے معائنے، (۲۷) طبی معائنہ اور (۲۸) بلدیاتی نظام مدرسہ

ان میں سے چند ذرائع کی مختصر تفہیم یا وضاحت ضروری ہے۔ کون استاد اس لذت بخش توقع سے واقف نہیں۔ جوتوار کے مدرسے کی سالانہ تقریب سے مہینوں قبل بچے کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر جب وہ مبارک دن آپہونچتا ہے تو اسے کیسی بے تابانہ خوشی ہوتی ہے؟ اس قسم کی سالانہ سیر وتفریح ہر روزینہ مدرسہ کے لئے ایک ضروری ادارہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس کا رواج روز بہ روز ترقی پر ہے۔ جوں جوں بھلائی کے ذرائع بچوں کی زندگی میں ان کی خوشی کی گھڑیوں کے ساتھ وابستہ ہوتے جاتے ہیں، اسی کے ساتھ ساتھ ان کی تاثیر بھی بڑھتی جاتی ہے۔ ایسے موقعوں پر والدین اور اساتذہ کی ملاقات سے باہمی تعلقات کی کڑیاں ایسی مضبوط ہوجاتی ہیں کہ آیندہ ان کا ٹوٹنا مشکل ہے۔

والدین کے نام اطلاعات — والدین کے نام وقتاً فوقتاً اطلاعات بھجوانا اساتذہ کا فرض ہے۔ انہیں یہ معلوم کرنے کا حق ہے کہ مدرسہ کس حد تک اپنی ذمہ داری سے عہدہ برا ہو رہا ہے اور ان کے بچے کتنی ترقی کر رہے ہیں۔ یہ اطلاع مستند، صحیح، پرخلوص اور غیر جانبدارانہ ہونا چاہیئے۔ بچے کی بھی یہی فطری خواہش ہوتی ہے کہ والدین کو خوش رکھے۔ لہٰذا جب اسے ان اطلاعات کا یقین ہوجائے تو وہ مدرسے میں پیہم محنت شاقہ، اچھے شعار اور عام ترقی

کے ذریعہ استاد کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کریگا۔ اس قسم کی اطلاعات کے درمیان طویل وقفہ نہ ہونا ہی اچھا ہے۔ عموماً اطلاعات ششماہی یا میقاتی ہوتی ہیں۔ چھوٹے طلبا کے لئے ضمنی طور پر عام ماہانہ اطلاعات بھجوانا بھی مفید ہوگا۔[1] اس پر ایک بڑا اعتراض یہ عاید ہو سکتا ہے کہ اس سے دفتری کام میں بیحد اضافہ ہو جاتا ہے۔ لیکن جس محنت سے نئی پود میں ہمت اور استقلال پیدا ہو سکتا ہو اس سے کبھی جی نہیں چرانا چاہیئے۔ ان اطلاعات میں شعار، عام ترقی اور حاضری پر زور دیا جائے۔ صفحہ ۳۰۶ (اصل کتاب) پر جو فارم درج ہے، اس میں اگر ہر مضمون سے متعلق کیفیت لکھنے کے لئے ایک تیسرے کالم کا اضافہ کر دیا جائے تو مناسب ہوگا۔ ایسی صورت میں اگر استاد چاہے تو کالم (۱) اور (۲) ترک کر دیئے جا سکتے ہیں۔

کھلی میقاتیں سال میں ایک دفعہ، یا زیادہ سے زیادہ دو مرتبہ، کھلی میقاتوں کا انعقاد کارآمد ثابت ہوا ہے۔ ان میقاتوں میں مدرسہ کا معمولی کام حسب حال جاری رہتا ہے اور والدین کو مدرسے کے انتظامات کا معائنہ کرنے کی دعوت دیجاتی ہے۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ ان موقعوں پر سابقہ بارہ مہینوں کا کام دکھایا جاتا ہے۔ یہ کھلی میقاتیں والدین کی خوشی اور بچوں کی مسرت کا باعث ہوتی ہیں۔

بعض ترقی پسند مقامی حکام نے اپنے علاقوں میں "تعلیمی ہفتہ" کی بنا ڈالی ہے۔ اس ہفتہ میں مدارس کا معائنہ کیا جاتا ہے، کام کی نمایش کیجاتی ہے، تعلیم پر عوام کے لئے تقریروں کا انتظام کیا جاتا ہے

---

[1] ملاحظہ ہوں صفحات ۲۶۰ تا ۲۶۹ "انعامات"۔

اور بالعموم عام معیار کی بلندی کے لئے ارباب تعلیم کی طرف سے جو کچھ کیا جا رہا ہے، اس سے عوام کو واقف کرانے کی کوشش کیجاتی ہے۔

گھر کے لئے اسباق سمجھ بوجھ کر گھر کے لئے اسباق دیئے جائیں تو یہ مدرسہ کے کام کا ایک مفید لوازمہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ کوئی چیز گھر اور مدرسے کے تعلق میں ایسا اضافہ نہیں کرتی جیسا کہ یہ اسباق کرتے ہیں۔ ان کی وجہ سے والدین پر بچوں کی ترقی کی حقیقت کھلجاتی ہے۔ جس تعلق کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، اس میں ان کے استعمال سے معقول حد تک اتحاد پیدا ہو جاتا ہے۔ مزید برآں یہ اسباق خانگی مساعی میں کافی مدد دیتے ہیں جن کے بغیر خود اعتمادی اور طبیعت کی رسائی ناممکن ہے۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ معمولی حالات میں سہ پہر کی میقات ختم ہونے تک بچہ دن بھر کام کر چکتا ہے۔ لہذا طالب علم کو غیر معمولی بار سے بچانا ہو تو اس کی استعداد اور عمر کے لحاظ سے گھر کے لئے بیس منٹ سے لیکر ایک گھنٹہ میں ختم ہونے والے اسباق دیئے جائیں۔ عموماً ایسا کام تفویض کیا جائے۔ جس کا سکھائے ہوئے سبق سے عملی تعلق ہو۔

نصاب مدرسہ کے باہر دلچسپی پیدا کرنے والی گھریلو یا دیگر کوششیں بھی توجہ کی محتاج ہیں۔ اس سلسلے میں اساتذہ بہت کچھ صحیح رہنمائی اور بیجا مصروفیتوں کا تدارک کر سکتے ہیں۔ ایک بچہ زبان یا تاریخ کی طرف قوی رجحان رکھتا ہے۔ دوسرا نقش کشی یا دستی صنعت کی طرف اور تیسرا تاریخ موجودات کی جانب وقس علی ہذا۔ عمل کے ہر رجحان سے فکر وسعی کا دائرہ وسیع تر ہوتا جاتا ہے۔ جس کا اہائی مدرسہ پر مفید اثر پڑنا لازمی ہے۔ اصل چیز یہ ہے کہ یہ توجہ بیقاعدہ نہ ہو۔ بچہ اپنی مرضی سے جو کام کرے اس کے لئے انعامات

اور ستائشی آزمائشوں کا باقاعدہ انتظام رہے۔ اسی سلسلے میں یہ بھی کہنا ضروری ہے کہ مدرسے میں گیمس کی طرف پوری پوری توجہ کرنے کے باوجود بچے کو فرصت کے صحیح استعمال سے تھوڑا بہت آگاہ کرنا چاہیئے۔ استقلال کے ساتھ کام کرنا کھیل کے لطف کو دوبالا کر دیتا ہے۔ ذیل کے کام مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ قرات، انگریزی، ادب کے اقتباسات حفظ کرنا، نقش کشی، دستی صنعت کاری اور وہ تمام مضامین جن سے فرد کو دلچسپی ہے۔ مدرسہ یا کمرۂ جماعت میں دکھائے جانے والے تماشہ کے لئے کسی ایک سین یا کھیل کی تیاری بعض وقت تمام جماعت کو خود بخود گھر کی مصروفیت پر آمادہ کر دیتی ہے۔ اس نوعیت کے کام کے لئے ضرورت سے زیادہ وقت لینا بالعموم نامناسب ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ایک کوشش نہیں بلکہ مسلسل کئی کوششیں کرنا پڑتی ہیں۔ لہٰذا تعجیل کی بجائے انہیں کافی وقت دینا چاہیئے۔ ظاہر ہے کہ کم سن بچوں کو گھر کے لئے اسباق نہ دیئے جائیں۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں گھر کے لئے جو اسباق دئے جاتے ہیں ان سے متعلق موزلی کمیشن کے ایک رکن کا بیان ہے کہ "ہر بچہ اپنی کتابوں کی آپ حفاظت کرتا ہے، انہیں گھر لیجاتا اور ان سے کام لیتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ بہت کم سن بچوں کو مستثنیٰ کر کے سب طلباء کو عموماً گھر کے لئے اسباق دیئے جاتے ہیں[1]"

طعام اطفال اکثر شہری مدارس میں کم غذا پانے والے، خراب

---

[1] موزلی تعلیمی کمیشن کی روئیداد مورخہ ۱۹۰۴ء مؤلفہ مسٹر ایچ۔ کاورڈ۔

لباس اور پھٹے پرانے جوتے پہننے والے بچے بکثرت دکھائی دیتے ہیں۔ بیمار چہرے، سوکھی ہوئی صورتیں، پتلے پتلے اعضاء اور ناکافی اور خراب تغذیہ کی دیگر ظاہری علامتیں اکثر نمایاں طور پر نظر آتی ہیں۔ بھوکے بچے کو لازمی طور پر مدرسہ کی حاضری سے خاطر خواہ فوائد نہیں پہنچتے۔ مدت دراز تک خراب غذا پانے سے بسا اوقات بچے کے جسم میں مختلف امراض گھر کر لیتے ہیں۔ مدرسے کے کام سے یوں بھی نظام عصبی پر مسلسل بار پڑتا رہتا ہے اور جب پہلے ہی سے ناکافی غذا دیکر اسے کمزور کر دیا گیا ہے تو جسمانی انحطاط پیدا ہونا ناگزیر ہے۔

ان اغراض کے لئے خانگی اداروں کی غیر موجودگی میں استاد کا فرض ہے کہ دوسرے ذرائع سے امداد طلب کرے۔ بعض مدارس میں متمول بچے اپنے سے کم خوش نصیب ہم مکتبوں کے لئے جوتے اور دیگر سامان پوشاک ساتھ لاتے ہیں اور وہ صدر مدرس کے توسط سے در پردہ امداد کرتے ہیں۔ لیکن کھانا کھلانے کی مشکل کا حل اور ہی طریقہ پر ہونا چاہیئے۔ بچے کو کپڑا یا کھانا اسیطرح دیا جائے کہ وہ اس میں اپنی ذلت نہ سمجھے۔ کھانا اس طریقہ سے دیا جائے جیسے کہ جنگل میں من و سلویٰ اترتا ہے۔

۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات کے دفعات ۸۲ تا ۸۴ کی رو سے مقامی حکام تعلیمات مجاز ہیں کہ (۱) وہ کسی ایسی کمیٹی کے ساتھ اشتراک عمل کریں جن میں ان کے نمائندے شریک ہیں اور جس کا مقصد بچوں کے تغذیہ کے لئے "مدرسے کی ماکولات کمیٹی" قائم کرنا ہو۔ اور بشرطیکہ حکام "خریدی طعام کے مصارف برداشت نہ کریں" وہ اس مقصد کے لئے زمین اور عمارت، سامان، عہدہ دار اور ملازمین سے کمیٹی کی امداد کر سکتے ہیں۔

(۲) اگر بچوں کے تغذیہ کے لئے دیگر رقوم کا انتظام نہ ہو سکے یا یہ ناکافی ہوں تو تعلیمی بورڈ کی اجازت سے حکام" بلدی محاصل میں سے" اتنی رقم صرف کر سکتے ہیں "جتنی اس طعام کے انتظام کے لئے ضروری ہو" اور (۳) اگر والدین صاحب استطاعت ہوں تو ان سے یہ رقم واپس لے لیں۔

مدرسہ کا کتب خانہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔ سیرت کی تشکیل، محنت کی ترغیب، گھر کے ساتھ اشتراک عمل اور دیگر اغراض کے لئے اس کے افادہ میں کوئی شبہ نہیں۔" وہ مدرسہ جس میں بآسانی دستیاب ہونے والی کم از کم ایکہزار جلدوں کا کتب خانہ نہ ہو مدرسہ کہلانے کا شاید ہی مستحق ہو۔ وہ مثل ایک دواخانہ کے ہے جس میں دوا کی شیشیاں نہ ہوں یا ایک باورچیخانہ ہے جس میں مودیخانہ ندارد ہو۔[1] ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں تقریباً ہر مدرسہ کے اندر اس کا اپنا ایک اچھا کتب خانہ رہتا ہے یا سرکاری کتب خانہ سے اس کا راست تعلق ہوتا ہے۔ اس اشتراک عمل کی وجہ سے مدرسہ کو ہر وقت موزوں کتابیں میسر آسکتی ہیں۔ مسٹر ایچ آر۔ ریتھ بون کی روداد (موزلی کمیشن) کے حسب ذیل اقتباسات باعث دلچسپی ہونگے۔" ۱۸۹۵ء سے بوسٹن کے سرکاری کتب خانہ میں بچوں کے لئے ایک شعبہ مخصوص رہا ہے اس میں دو کمرے ہوتے ہیں۔ ایک تفریحی قرارت کے لئے اور دوسرا مطالعہ کے واسطے۔ دونوں کمروں میں نیچی میزیں، کرسیاں اور کتاب دان بچھے ہوتے ہیں۔ دس برس سے زیادہ عمر والے بچوں کو کارڈ دیئے جا سکتے ہیں اور انہیں وقت واحد میں فی کس دو کتابیں لینے کی اجازت ہے۔ حوالجاتی کمرہ (کمرہ مطالعہ)

---

[1] مین کائنڈ ان دی میکنگ، مصنفہ ایچ۔ جی۔ ولز۔

میں اسباق کا مطالعہ کیا جاتا ہے، مضامین لکھے جاتے ہیں اور مدرسے کے لئے دوسری تیاریاں کی جاتی ہیں اس کمرے کی ایک خصوصیت جس کا اضافہ روز بروز ثابت ہو رہا ہے۔ وہ بوسٹن کے مدارس عامہ کی نصابی کتابوں کا مجموعہ ہے۔ اساتذہ کو جماعتوں کے ساتھ کتب خانہ میں آکر بذات خود تدریب دینے اور ان کتابوں کے استعمال کی اجازت دیجاتی ہے جو ان کے لئے مخصوص ہیں اور جن کا وہ مطالعہ کریں۔" نیز مسٹر ریتھبون کا بیان ہے کہ شعبہ اطفال کے عہدہ دار بچوں کو کتابوں کے انتخاب میں مدد اور مشورہ دیتے ہیں۔ سرکاری کتب خانوں اور مدارس کے درمیان اشتراک عمل کے لئے آج کل اسی قسم کی تجاویز پر بحراوقیانوس کی اس جانب (انگلستان میں) ابھی عمل ہو رہا ہے۔ بلدی مجالس اور ان کے کتب خانوں کے محافظین ہر جائز طریقہ سے برضا و رغبت مدارس کی امداد کرنے کے خواہشمند ہیں۔ کم از کم ہر شہری مدرسہ کو ان کی اس خواہش سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ لیکن اس نوعیت کے انتظامات سے، خواہ وہ کیسے ہی مکمل کیوں نہ ہوں، کتب خانہ مدرسہ کی کمی پوری نہیں ہوسکتی۔ زیادہ سے زیادہ بڑا کتب خانہ چھوٹے کتب خانہ کا تکملہ کرسکتا ہے۔ مدرس کو طلبا سے گہری واقفیت ہوتی ہے یا ہونا چاہیئے۔ کوئی سرکاری عہدہ دار اس کے مشاورتی فرائض کو خاطر خواہ انجام نہیں دیسکتا۔ شعبہ کبیر کے کتب خانہ میں ایسی کتابوں کا ہونا ضروری ہے جو تمام بچوں کے لئے موزوں ہوں ہفتہ واری یا مہینہ میں دو مرتبہ کتابوں کی اجراء کا باقاعدہ انتظام ہونا چاہیئے۔ اونچی جماعتوں کے کمروں میں ایسی کتابوں کی فہرستیں دیواروں پر لٹکانا جو ہر لڑکے اور لڑکی کے لئے ضروری ہوں، فائدہ سے خالی نہیں۔ نیز

اساتذہ کے لئے ایک حوالجاتی کتب خانہ اور ہر اونچی جماعت کے لئے حوالجاتی کتب رکھی جائیں۔ آخر الذکر جلدوں میں ایک مستند لغت، ایک اٹلس[1]، ایک وٹیکر کی جنتری بچوں کا انسائیکلوپیڈیا اور ریلوے کے نظام الاوقات کو ان کمروں کے سازوسامان کا لازمی جزو خیال کرنا چاہیئے جو ہر وقت دستیاب ہوسکیں۔

انجمن رحمدلی اور انجمن اخلاق۔ اس نوعیت کی انجمنیں عموماً مدرسے سے باہر وسیع اداروں سے متعلق ہوتی ہیں۔ طلباء ان کے رکن بن سکتے ہیں۔ رکنیت کی علامت کے لئے بچے ایک امتیازی نشان لگا لیتے ہیں۔ رکنیت کی شرط یہ ہے کہ بچہ ان اصول کی پابندی کا وعدہ کرے جن کی اشاعت کے لئے یہ انجمن قائم کی گئی ہو۔ داخلہ سے قبل کافی احتیاط برتنا بیحد اہم ہے رکنیت کو ایک ایسا اعزاز تصور کیا جائے جس کے حصول کے لئے مقاصد انجمن کے متعلق ایک عرصہ تک بطور کارآموز اچھا شعار دکھایا جائے۔ حتمی وعدے کرنا اور پھر فوراً ان سے پلٹ جانا فایدہ کی بجائے نقصان پہونچاتا ہے۔ جس مدرسے میں طلباء کو بے زبان جانوروں کے ساتھ رحمدلی اور ہمدردی کا برتاؤ نہ سکھایا

---

[1] اونچی جماعتوں کے طلباء کے لئے لغت اور اٹلس مہیا کرنا چاہئیں مدرسے کا کتب خانہ نہ ہونے کی صورت میں، اس مقصد کے لئے جو ادارے قائم ہیں، یا کسی اور اداروں کے ساتھ اشتراک عمل کرکے طلباء کے مطالعہ کے لئے فراہمی کتب کے انتظامات کئے جائیں۔ ضمن ۲۰، مجموعہ قوانین ۱۹۱۲ء۔

جاتا ہو۔ وہاں فرائض سے نہایت افسوسناک تغافل برتا گیا ہے[1]۔ اراکین کے تصنع یا غرور سے ان اداروں کی تاثیر کا گھٹ جانا بلکہ بعض وقت مضرت رساں ثابت ہونا بھی ممکن ہے۔ جس اسپرٹ میں یہ امتیازی نشان لگایا جاتا ہے اسی کی در اصل تمام تر اہمیت ہے۔ یوں سمجھنا چاہیئے کہ حق پر رہنے اور فرض ادا کرنے کا جو عہد کیا گیا ہے یہ اس کی فقط ایک علامت ہے۔ تم دوسروں سے جس قسم کے برتاؤ کی توقع رکھتے ہو اسی قسم کا برتاؤ دوسروں کے ساتھ کیا کرو۔

فہرست ہائے مدرسہ جن طلباء کے لئے مدرسہ کے معمولی اثرات کام نہیں دیتے، ان کی ترغیب کے لئے مدرسے کے ایسے طلباء کے ناموں کی فہرستیں لکھی جائیں جنھوں نے قابل تقلید شعار، بروقت اور باقاعدہ حاضری، محنت و تندھی یا عام ترقی میں امتیاز حاصل کیا ہو۔ ایک دفعہ جب کوئی بلند معیار حاصل ہو جائے تو پھر ان کی وجہ سے وہ قائم رہتا ہے۔

روزمرہ کا دفتری کام اکثر اچھے مدارس میں یہ دیکھا گیا ہے کہ غیر معمولی قابلیت رکھنے والے طلباء کو اعزازی عہدے دیئے جاتے ہیں۔ یہ طلباء مانیٹروں کے مختلف فرائض انجام دیتے ہیں اور بالعموم اس عہدہ کے ساتھ بعض دیگر اعزازات بھی متعلق ہوتے ہیں۔ ان عہدوں کو چند منتخبہ افراد تک محدود کر دینے کی بجائے اگر باری باری سے ان تمام طلباء کا ان پر تقرر کیا جائے، جو اس ذمہ داری اور اعتماد کے اہل ہیں

---

[1] اخلاقی تدریب ہر ابتدائی مدرسہ کے نصاب کا اہم جزو ہونا چاہیئے۔ اس تدریب کا مقصد بالخصوص جانوروں کے ساتھ رحمدلی وغیرہ سکھانا ہو۔ ضمنیہ ۲ مجموعہ قوانین ۱۹۱۰ء۔

تو اثرات کا دائرہ وسیع تر ہو جائے گا۔ نیز اس گشت کی وجہ سے ایسے طلباء کو شکایت کا کم موقع ملتا ہے جو بصورت دیگر اپنے آپ کو دائمی غیر دخیل کار اسامی سمجھنے لگتے ہیں۔ مانیٹروں کے فرائض زیادہ تر روزمرہ کام تک محدود ہوتے ہیں۔ ان فرائض کی وجہ سے ان کی تعلیم میں ہرج واقع نہ ہونے دینا چاہیئے[1]۔ طلباء کی طرف سے قرعہ کے ذریعہ جماعت کے کپتان کا ماہانہ یا میقاتی انتخاب، جو بازیگاہ اور کھیل کے میدانوں میں جماعت کے شعار کی نگرانی کے لئے استاد کی امداد کرے طلباء کی حکومت خود اختیاری میں ایک ترقی کا قدم ثابت ہوا ہے۔ لیکن امریکہ میں حکومت خود اختیاری کے اس اصول کو جو کامیابی حاصل ہوئی ہے وہ کسی اور ملک کو نصیب نہیں ہوئی۔

تالاری مخاطبہ جرمنی اور امریکہ ان ہر دو ممالک میں تالاری مخاطبہ کا عام رواج ہے۔ آخر الذکر ملک میں بعض وقت طلباء سے روزانہ مختصراً خطاب کیا جاتا ہے۔ بالعموم اس سے قبل الہامی کتب مقدسہ کا کوئی ایک حصہ بغیر کسی تفسیر کے پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔

ہفتہ میں ایک دفعہ صدر مدرس کا تمام مدرسے سے خطاب کرنا ضروری ہے۔ اس کا مقصد زیادہ تر اخلاقی تربیت ہونا چاہیئے[2]۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ

---

[1] ملاحظہ ہو ان ضمن (۱۱) (ج)، ۳۴ (ھ) اور جدولی فہرست ۴ (۲۱) مجموعہ قوانین ۱۹۱۳ء۔ تعلیم کے سوا جماعت کے دیگر روزمرہ کاروبار میں استادوں کی امداد کے لئے تعلیمی بورڈ نوجوانوں کے تقرر کی اجازت دیتا ہے۔" تعلیمی بورڈ کے صدر کی تقریر دارالعوام میں، ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء۔

[2] ملاحظہ ہو ضمن ۴، مجموعہ قوانین ۱۹۱۲ء۔

بیجان سبق آموز تقریریں اس مقصد کے لئے بالکل بیکار ہیں۔ ان ہفتہ واری مخاطبات سے اسی وقت مفید نتائج برآمد ہو سکتے ہیں جب کہ ان کے موضوع ایسے حقیقی واقعات ہوں جو حالات حاضرہ، تاریخ اور انجیل سے اخذ کئے گئے ہوں۔ ان واقعات کے ذریعہ نیکی کی تعریف اور بدی کی مذمت کیجا سکتی ہے۔ اخلاقی تربیت کا اس وقت تک کوئی بالراست امکان نہیں جب تک کہ نیک عمل کے تصور سے لذت بخش جذبات اور بدی کے خیال سے تکلیف دہ یا حقارت آمیز جذبات نہ پیدا ہوں۔

تختہ فضیلت و لیاقت یہ عموماً ایک قسم کا چوکھٹے میں نصب کیا ہوا تختہ ہوتا ہے جس پر ان تمام طلباء کے نام درج ہوتے ہیں۔ جنہیں وظائف عطا کئے گئے ہیں۔ یا جنہوں نے دیگر قابل ذکر امتحانات میں کامیابی حاصل کی ہے۔ اسی طرح ایسے تمام شریفانہ کاموں کا تذکرہ بھی، جو طلباء نے انفرادی طور پر کئے ہوں۔ مدرسہ کی دیواروں پر ہمیشہ کے لئے درج رہے۔ ان اندراجات کا ایک خاص فائدہ یہ ہے کہ ان سے مفید رجحانات میں ترویج پیدا ہوتا ہے۔ طلباء مدرسہ کی اجتماعی زندگی کی اہمیت کو محسوس کرتے ہیں اور اس زندگی میں ایک تاریخی شان پیدا ہو جاتی ہے۔

طلباء کا سفر طلباء کے سفر سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ طلباء اساتذہ کی نگرانی اور انتظام کے تحت دیہات میں چھٹی منائیں تاکہ ان کی صحت درست رہے اور اُن کی تفریح اور تعلیم دونوں باتیں ہو جائیں۔

حالات کے لحاظ سے اس سفر کی مدت اور مقصد مختلف ہو سکتا ہے اس لئے یہی بہتر ہے کہ کلیات قائم کرنے کی بجائے لندن کے ایک مدرسہ کے سفر کی تفصیلات بیان کی جائیں۔

اس مدرسے میں ایسٹر کی تعطیلات اس مقصد کے لئے وقف ہیں۔ کئی ہفتے پہلے سفر کے مقام مجوزہ سے متعلق صدر مدرس والدین کے نام ایک اطلاع روانہ کرتا ہے جس میں اس کے تخمینی مصارف درج ہوتے ہیں۔ آٹھ دن کے لئے اکیس شلنگ سے کچھ زیادہ اور ساڑھے تیئس شلنگ سے کچھ کم خرچ بیٹھتا ہے۔

ایبرگیونی، چیسٹو، میلورن وغیرہ سفر کے لئے منتخب کئے گئے ہیں۔ ان مقامات کو مستقر بناکر روزانہ گرد و نواح کی ہوا خوریاں کی جاتی ہیں۔ بالعموم تیسرے درجے اور اس کے اوپر کی جماعتوں کے چالیس یا پچاس طلباء تین یا چار اساتذہ کی رفاقت میں اپنا ایک جرگہ بنا لیتے ہیں۔

ہر لڑکے کو چالیس صفحے کا ایک ہکٹوگرافی راہ نامہ دیا جاتا ہے جس میں حسب ذیل معلومات درج ہوتے ہیں۔

(۱) سفر کے لئے ذاتی ضروریات کا سامان اور عام ہدایات۔

(۲) لندن سے آمد و رفت سفر کے نظام الاوقات۔

(۳) اس سفر کی دلچسپیاں۔ یعنی راستے کے قابل دید اور قابل مشاہدہ چیزیں، مثلاً مناظر قدرت، صنعتی مرکز، سرکاری عمارات، ریلوے جنکشن پر ملنے والے مختلف راستے وغیرہ۔

(۴) ہر روز کا سفری نظام العمل جس میں دلچسپی کی چیزوں کی مختصر یادداشتیں ہوں۔

(۵) شہروں کے نقشے۔ پہاڑی سلسلوں کے حصے اور بلندی مقامات سفر کے مختلف حصوں کے ارضیاتی حصے، رکازی کے خاکے وغیرہ۔

(۶) ارضیاتی یادداشتیں۔
(۷) جرگہ کے اراکین کی ایک فہرست۔
(۸) ہر فرد کے زرِ نقد کا حساب جس میں روزانہ جمع و خرچ کے لئے جگہ رکھی جائے اور جس کی اساتذہ روزانہ تنقیح کریں۔
(۹) شعار، صفائی اور مقامی معلومات کے نشانات کے اندراجات کے لئے ایک خالی رجسٹر۔
(۱۰) ایک اشاریہ۔

اساتذہ تقاریر زیر سماں وغیرہ کرتے ہیں۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ مقامی معززین جرگہ کو بخوشی ان تمام معاملات میں امداد دیتے ہیں جن کی انہیں خاص معلومات ہوتی ہیں۔ مثلاً پادری اپنے حلقہ کا کلیسا دکھاتا ہے یا شماس اپنے گرجے کا معائنہ کراتے ہوئے تعمیراتی خصوصیات اور خوبیوں سے واقف کرلیتا اور تاریخی واقعات کی یاد تازہ کراتا ہے۔ ایک مقامی سائنس دان اپنے رقبہ کی ارضیات یا نباتیات پر چلتے چلتے تقریریں کرتا ہے۔ ایک وظیفہ یاب کرنل جرگہ کے ساتھ لڑائی کے میدان پر جاتا ہے، ان کے سامنے لڑائی کی تصویر کھینچتا ہے یا انہیں کسی ایک قلعہ یا رومائے کسی لشکر کے اسرار سے واقف کراتا ہے۔

اس قسم کے سفر میں جرگہ نے جو کچھ کیا ہے اس کی تفصیل ذیل کی مثالوں سے معلوم ہو سکتی ہے:۔ (۱) معاون دریا کا سرے سے دہانے تک پتہ چلایا۔ (۲) ایک ہزار فٹ سے زیادہ اونچے پہاڑوں پر چڑھکر اطراف کے رقبے، انکا نشیب و فراز، ان کے شہر اور دیہات اور اہم سرحدی نشانات وغیرہ دیکھے۔ (۳) رکاز کی تلاش کی۔ ہر بچہ تھوڑے تھوڑے رکاز گھر لے گیا۔ (۴) روما کے وقت کے اور خالص برطانوی قدیم لشکر اور اسی قسم کے تاریخی دلچسپی رکھنے والے

مقامات کا معائنہ کیا۔ پچھلے دن کے کام سے جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان میں ہر لڑکے کا روزانہ امتحان لیا جاتا ہے۔ اور اسی لحاظ سے اس کے راہ نامہ میں اندراجات کئے جاتے ہیں۔

جہاں تک مصارف کا تعلق ہے (۱) ریلوے کمپنی خاص سہولتیں پیدا کرتی ہے۔ (۲) ایسے چھوٹے چھوٹے دارالطعام، جہاں شراب نہیں فروخت ہوتی۔ ان بچوں کے لئے طعام، قیام اور ملازمین کا انتظام دس یا گیارہ شلنگ فی ہفتہ کے حساب سے کر دیتے ہیں۔

اساتذہ اور نیز کئی لڑکے اپنے ساتھ کیامرہ رکھتے ہیں۔ ہر سفر کے اختتام پر تصاویر کا ایک مرقع کیا جاتا ہے جس میں مقامی اخبارات کے اقتباسات اور دیگر بیانات درج ہوتے ہیں۔ یہ مرقع بطور یادگار محفوظ رکھا جاتا ہے۔

سفر کے بعض نتائج:۔ (۱) اساتذہ، طلباء اور والدین کے درمیان پر خلوص تعلقات۔ (۲) جغرافیہ، ارضیات، شہری مقامات اور مقامی تاریخ میں طلباء کی غیر معمولی دلچسپی۔ (۳) ڈسی پلن اور فضاء کی درستی کا قوی رجحان۔ ایک دن، ہفتے کے آخری دو دن بلکہ پندرہ دن کے لئے بھی اس نوعیت کے سفر روز بروز مقبول عام ہو رہے ہیں۔ بعض حالیہ سفر ہمارے مطلب کو واضح کرتے ہیں کیونکہ ان میں مقام سفر، مدت قیام اور اساتذہ اور طلباء کی تعداد دکھائی گئی ہے:۔

(ذ)[1] ڈارلی ڈیل تک ڈابی شر میں۔ ۲ جون سے ۱۶ جون تک (۶۰)،

[1] ذ= ذکور (لڑکے)۔ ا= اناث (لڑکیاں)۔ قوسین میں طلباء کی تعداد۔ نیز ملاحظہ ہو تعلیمی رسالے نمبر ۱۲، اسے، اسکول وبک اینڈ کنٹری۔ ہر پندرہ طلباء کے لئے ایک استاد رکھنا اطمینان بخش معیار ہے لیکن کسی صورت میں دو سے کم اساتذہ نہ ہوں۔

۵ اساتذہ۔ (ذ) اسٹونلی ایبیے تک کینل ورتہ میں۔ ۶ر جولائی تا ۲۰ر جولائی (۲۰) ایک استاد۔ (ذ) گوڈرسٹ تک کنٹ میں (۳۰) ۲ اساتذہ۔ (ذ) وٹ اسٹیبل تک۔ ۳۰ر جون تا ۱۴ر جولائی (۵۰)، ۴ اساتذہ۔ (ذ) ڈنٹن تک سیسکس میں ۱۸ر جون تا ۲ر جولائی (۲۵)، ۲ اساتذہ۔ (ذ) میلورن تک ۲۵ر جون تا ۹ر جولائی (۲۵)، دو اساتذہ۔ (ذ) بکس ہل تک۔ ۱۱ جولائی تا ۲۰ر جولائی (۳۰)، دو اساتذہ۔ (ذ) ڈم چرچ تک کنٹ میں (۳۶ کمسن لڑکے) یکم جولائی تا ۱۵ر جولائی، دو اساتذہ بڑے لڑکے (۳۶)، ایک استاد، دو جزوقتی۔ (الف) ونٹی شیم تک اپس وچ میں مئی سے ستمبر تک چالیس طالبات کی جماعتیں دو استانیوں کے ہمراہ تین ہفتوں کے لئے ہر ایک جماعت کے حساب سے۔

مطمح مدرسہ۔ ہر مدرسے کا ایک مطمح ہونا چاہئیے اور وہ ایسا سادہ ہو کہ ہر طالب علم اس کو پسند کرے۔ مطمح کی وجہ سے مدرسے کو ایک خاص انفرادیت حاصل ہو جاتی ہے اور اوس میں ایک ایسی خصوصیت پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ مدرسہ تمام مدارس میں ممتاز ہو جاتا ہے۔ مدرسے کی اخلاقی تعلیم جس مرکز پر قائم ہے اسے یہ مطمح مستحکم بنا دیتا ہے۔ اور اس کی مختلف وحدتوں کو ایک دوسرے سے ملا دیتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ کس طرح کسی بڑے اصول کی تعریف میں ایک چھوٹا سا جملہ ایک کثیر جماعت کو متحد کر کے ان کے مقصد میں یکسانیت پیدا کر دیتا ہے۔ مدرسے کے لئے کسی مطمح کا انتخاب کرتے وقت طلباء کے ذریعہ ان کے والدین سے درخواست کر لینا چاہئیے کہ وہ اس مقصد کے واسطے کسی نیک جذبہ کے اظہار کا کوئی مختصر نمونہ پیش کریں۔ اکثر رقبہ جات میں اس اصول پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ بعد میں صدر مدرس اور اساتذہ ان تجاویز میں سے جو بہترین خیال کیجائیں

انہیں منتخب کر سکتے ہیں اور پھر یہ معلوم کرنے کی غرض سے کہ کونسا سطح اکثریت کی پسند خاطر ہے اس پر آراء لے سکتے ہیں" مدرسہ دائمی جذبۂ اتحاد کا حامل ہونا چاہیئے"[1]

اگن ڈرل۔ اگن ڈرل ضروری ہے[2] مختلف اوقات میں ایک خاص اشارہ کے ساتھ ہی تمام مدرسے کو فوراً اچانک طور پر اس قواعد کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ یہ اشارہ عموماً دستی، برقی یا دیگر قسم کی گھنٹیاں بجا کر دیا جاتا ہے ظاہر ہے کہ اس کا مقصد بغیر کسی غیر معمولی تعجیل یا انتشار کے جلد سے جلد عمارت کو خالی کر دینا ہے۔ آتش زدگی کی صورت میں محافظتی تدبیر سے قطع نظر اس ڈرل کا افادہ یہ ہے کہ وہ بچے کو غیر متوقع اور خطرناک مواقع کا اطمینان سے کے ساتھ مقابلہ کرنا سکھاتی ہے۔ نیز اس ذریعہ سے فوری تعمیل احکام کی ضرورت ذہن نشین ہو جاتی ہے۔

جشن ملکۂ بہار بعض شعبہ جات اناث میں سال میں ایک دفعہ طالبات کو اپنی ملکۂ بہار کا انتخاب کرنا پڑتا ہے۔ ان موقعوں پر سادگی، سیرت کی پاکی اور شیریں مزاجی ہی کا زیادہ تر لحاظ کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد جو جشن منایا جاتا ہے اس میں ملکہ کو تخت پر بٹھا کر تاج پہنایا جاتا ہے اور بچیاں اس کی خوبیوں کی عزت اور اس کے احکام کی اطاعت کرتی ہیں۔ مدارس صبیان میں اسی کے مماثل ملکۂ پرستان کا تماشہ کیا جاتا ہے۔ ہر دلعزیز ملکہ کے انتخاب میں صرف اونچی جماعتیں ہی حصہ لیتی ہیں۔

---

[1] ریاستہائے متحدہ امریکہ کے لئے تعلیمی کمشنر کے الفاظ۔

[2] ضمن ۲ (۹) مجموعہ قوانین ۱۹۱۲ء۔

بزم:- قدیم طلباء کی بزموں سے متعلق بڑے شہری مرکزوں میں ایک افسوسناک بات یہ دیکھی گئی ہے کہ اختتامِ تعلیم کی عمر کو پہونچ کر مدرسہ چھوڑنے کے بعد پھر کبھی طلباء اس عمارت میں قدم نہیں رکھتے۔ جس طرح کہ مرزا کے خواب میں سایہ نما شکلیں پل پر سے گزر کر نظر سے غائب ہو جاتی ہیں، ان طلباء کی بھی بعینہٖ یہی صورت ہے۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ مدرسے کی اسپرٹ اچھی ہے اس کو سابق طلباء کے دلوں میں زندہ رکھنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ کم از کم تین یا چار سال تک ان کے ساتھ تعلقات قائم رکھنے کا کچھ نہ کچھ انتظام رہے۔ مفلس محلوں میں، جہاں گرد و پیش کے حالات طبیعتوں کو مضمحل کرنے والے ہوتے ہیں اور گناہ کی تحریص کے مواقع قوی ہیں، اس انتظام کی اور بھی زیادہ ضرورت ہے۔ چودہ سے لیکر سترہ برس تک کی عمر زندگی کے لئے سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ بالخصوص لڑکوں کے لئے یہ خطرہ اور بھی زیادہ ہے۔ "بعنفوان شباب کے بعد ہی ایک ایسا اضطراب انگیز اور طوفان خیز زمانہ آتا ہے جب کہ روح انسانی کے بدترین اور بہترین رجحانات ایک دوسرے پر غلبہ پانے کے لئے مصروف پیکار رہتے ہیں اور جب کہ طبیعتوں کا میلان یا تو انتہائی نیکی کی طرف ہوتا ہے یا انتہائی بدی کی جانب۔ جوں جوں اس اضطراب میں بتدریج کمی واقع ہوتی جاتی ہے تو یہ دیکھا گیا ہے کہ روح کے یا تو بدترین اجزاء کا احیاء ہوا ہے یا بہترین اجزاء کا اور بعض وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ دونوں ترقی کر لیتے ہیں" [1]

ان اسباب کی بناء پر مدرسہ سے متعلق سابق طلباء کی بزم کا ہونا بیحد

---

[1] "ایڈولیسنس" مصنفہ ڈاکٹر اسٹینلی ہال۔

ضروری ہے۔ مقصد یہ ہے کہ مہینہ میں ایک یا دو دفعہ یہ طلباء ایک دوسرے سے ملاقات کرنے کے لئے جمع ہوں۔ اگر روزینہ مدرسہ میں انجمنیں یا بزم ہوں تو اس قسم کی بزم کا قیام بغیر کسی دقت کے ہوسکتا ہے۔ متعلمین کے لئے اکثر مقامات میں کرکٹ یا فٹ بال کلب قائم ہوسکتے ہیں۔ اکثر مدارس میں شبینہ اور شام کی ہواخوریوں کے لئے بزم مشی مفید ثابت ہوئی ہے۔ اراکین کے انفرادی رجحانات کے مطابق عکس کشی، خاکہ سازی اور تاریخ موجودات کی طرف توجہ کیجاسکتی ہے۔ بزم شیکسپیر جس کی رکنیت اونچی جماعتوں تک محدود ہوتی ہے۔ لڑکیوں کے لئے خاص طور پر ایک قابل عمل تجربہ ہے۔ اس سلسلے میں گھر کی کوششوں کا زیادہ حصہ ہوتا ہے۔ مقصد:۔ (۱) ہر سال دو ایک کھیل کا مطالعہ کرنا، (۲) بعض حصوں کی تمثیل، (۳) شاعر کی زندگی اور ان مقامات کی واقفیت جن سے اس کا تعلق رہا ہے اور (۴) شیکسپیر نے جن پھولوں کا ذکر کیا ہے انکی کاشت اور ان سے متعلق جن جذبات کا اظہار کیا گیا ہے ان سے واقفیت حاصل کرنا۔

اس قسم کی بزمیں مدرسے کی زندگی کے ناگزیر لوازمات خیال کئے جائیں۔

مجلہ مدرسہ۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ وہ اپنے مصارف آپ ہی برداشت کریگا۔ مجلہ مدرسہ کی ماہانہ اشاعت عموماً بڑے مدارس ہی میں ممکن ہے۔ چھوٹے مدارس اور بعض بڑے مدارس میں بھی مجلہ کی اشاعت ہوسکتی ہے بشرطیکہ ٹائپ یا ہکٹوگرافی کاپیاں نکالی جائیں۔ اس میں اتنے فائدے ہیں اور بالخصوص والدین اور طلباء کو مفید اطلاعات بہم پہنچانے کے لئے یہ اس قدر ضروری ہے کہ اس کا اب تک مقبول عام نہ ہونا تعجب کا مقام ہے

طلباء میں تہیج فکر کا یہ ایک لاجواب ذریعہ ہے جن طلباء کے مضامین غیر معمولی طور پر قابلانہ ہوں انہیں اس مجلہ میں شریک کرنا چاہیئے۔ اور یہ بھی اتنا ہی اہم ہے کہ یہ مجلہ گھر کے نام مدرسے کا ماہانہ پیغام ہے۔

ان رقبہ جات میں، جہاں مدارس ایک دوسرے سے قریبی فاصلے پر واقع ہیں، کسی مرکزی مقام پر ایک کمرے میں ایک چھوٹا سا مطبع رکھنا بھی ممکن ہے۔ جسے اطراف واکناف کے مدارس استعمال کر سکیں۔ کبھی کبھی اس مطبع میں اونچے درجوں کے طلباء کو حروف جمانا اور چھاپنا سکھایا جا سکتا ہے جو خود ایک مفید تدریب ہے۔ اس طرح طلباء خود اپنے مدارس کے لئے آپ ہی مجلہ کی طباعت کا کام انجام دے سکتے ہیں۔

دتون کلب۔ دانتوں کی خاطر خواہ نگہداشت کا صحت پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ لہٰذا ابتدا ہی سے دانت صاف کرنے کی عادت ڈالنا چاہیئے۔ "بعض روزینہ مدارس میں" دتون کلب" قائم کئے گئے ہیں جو دانتوں کی صفائی کے لئے بہت کارآمد ثابت ہوئے ہیں۔ صدر مدرس یا نگہبان کمیٹی دتون ۱/۴ ۲ پنس کے حساب سے تھوک خرید کر بچوں کو فی دتون ۱/۲ ۲ پنس کے حساب سے فروخت کرتی ہے جن کی قیمت فی ہفتہ ۱/۲ یا ۱/۴ پنی کی اقساط سے وصول کر لیجاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی بچوں کو دانتوں سے متعلق کچھ ہدایات بھی دیجاتی ہیں۔ اس خرید و فروخت سے جو تھوڑا سا نفع ہوتا ہے اس سے غریب بچوں کو مفت دتون تقسیم کئے جاتے ہیں" آدھی پنی کی قیمت کے مساوی کھڑی کی تلچھٹ بھی فروخت کی جاتی ہے اور یہ دیکھا گیا ہے کہ کثیر التعداد بچے اس بزم میں شریک ہوتے ہیں اور بعض تو اپنے والدین کو سالگرہ کے موقع پر تحفہ دینے کے لئے دتون خریدنے کی غرض سے پیسے بچاتے ہیں۔ دتون کلب

میں شریک ہونے کے لئے پیسہ حاصل کرنے کی غرض سے ایک لڑکے نے یہاں تک جدت کی کہ کرسمس کے دن راستوں پر کھلونے بیچنے لگا۔ دانتوں کا وقتاً فوقتاً معائنہ کیا جاتا ہے اور بر مناسب موقع پر دانت صاف کرنے کی اہمیت محسوس کرائی جاتی ہے"[لہ]

پھولوں کی نمائش طلباء کو گھر پر پھولوں کی کاشت کرنے اور مدرسے کی عمارتوں میں خصوصاً جولائی کے مہینے میں، جو سالانہ نمائش ہوتی ہے اس میں حصہ لینے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ اس نمائش میں پودوں کی نسبتاً بہتر کاشت کرنے والوں کو، اور نیز ان لڑکیوں کو جو میزوں کی پھولوں سے اچھی طرح آرائش کریں، انعامات تقسیم کئے جاتے ہیں۔ چھوٹے بچوں کو تخم چھڑک کر پودے اگانا پڑتے ہیں لیکن شعبہ جات کبیر کے طلباء کاشت کی غرض سے یا تو مدرسے سے پودے خرید سکتے ہیں یا کسی اور ذریعہ سے انھیں حاصل کر سکتے ہیں۔ نمائش میں تقسیم انعامات کا دارو مدار عموماً اسی سہ گونہ تفریق پر ہے۔ اس قسم کے ادارے کا افادہ بدیہی ہے۔

نرسوں کے معائنے اکثر تعلیمی رقبہ جات میں مدرسے کے لئے تربیت یافتہ نرسوں کے باقاعدہ معائنوں کا انتظام ہے۔ اگر بچوں کے سر اور لباس صاف نہ ہوں تو وہ مدرسے کے ڈسپلن سے پورا فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ جن بچوں کے ماں باپ ان کی خاطر خواہ نگہداشت کرتے ہیں انہیں صاف ستھرے نہ رہنے والے طلباء سے بچانا فرض ہے۔ اس لئے بعض مدارس میں نرسیں طلباء کا معائنہ کرتی ہیں۔ جن بچوں کی

لہ ملاحظہ ہو لنڈن کونٹی کونسل کی روئداد طبی افسر ۱۹۱۰ء۔

حالت اطمینان بخش نہ ہو ان کی معرفت ان کے والدین کو ایک رقعہ بھجوایا جاتا ہے جس میں انھیں بغرض صفائی چند اصلاحی تدابیر کی ہدایات کی جاتی ہیں اور نیز انہیں آگاہ کیا جاتا ہے کہ اگر ایک ہفتہ کے اندر صفائی نہ کی جائے تو مذکورہ بچوں کو پاک صاف ہونے تک ان کے ہمدرسوں سے علیحدہ رکھا جائیگا۔ اگر ان ابتدائی مدارج میں والدین ضد سے کام لیں تو ان کا کفر توڑنے کے لئے اور ذرائع بھی موجود ہیں[1]۔

طبی معائنہ ۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات کے دفعہ (۸۰) کے تحت مقامی حکام تعلیمات کا فرض ہے کہ وہ " ابتدائی مدرسہ عامہ میں شرکت سے قبل یا شرکت کے وقت یا اس کے فوراً بعد یا ایسے موقعوں پر جب تعلیمی بورڈ حکم دے، بچوں کے طبی معائنہ کا انتظام کریں۔ اور . . . . . ابتدائی مدارس عامہ میں تعلیم پانے والے بچوں کی جسمانی حالت اور صحت کی نگہداشت کے لئے ایسے انتظامات کریں جن کی تعلیمی بورڈ اجازت دے[2]۔

---

[1] ۱۹۲۱ء کے قانون کے دفعہ ۸۷ کی رو سے مقامی حکام تعلیمات مدارس میں تعلیم پانے والے تمام بچوں کا معائنہ کرسکتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ وہ کس حد تک صاف ستھرے رہتے ہیں اور اگر ضرورت ہو تو انہیں صاف ستھرے رکھنے کی تدابیر بھی اختیار کرسکتے ہیں۔ لاپرواوالدین سے بطور سزا جرمانہ وصول کیا جاسکتا ہے۔

[2] ملاحظہ ہوں تعلیمی بورڈ کی گشتیات ۵۷۶، ۵۸۲، ۵۹۶ اور بورڈ کی کارروائیاں مورخہ ۲۵ جون ۱۹۱۰ء جن میں ۳۱ جولائی کو ختم ہونیوالے سال میں " مدرسہ میں شریک ہونے والے تمام بچوں " کے لئے اور اس سال " مدرسہ چھوڑ نیوالے تمام بچوں " کے لئے طبی معائنہ لازمی قرار دیا گیا ہے۔ نیز ملاحظہ ہو بورڈ کی کارروائی مورخہ ۲۴ جون ۱۹۱۴ء۔

بلدیاتی نظام مدرسہ جیساکہ اس کے نام سے ظاہر ہے، اس کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح شہر کی حکومت بالغ شہریوں کے ہاتھ میں رہتی ہے اسیطرح مدرسہ کا انتظام زیادہ تر طلبا ہی کے ہاتھوں میں رہے۔ تفصیلات کی یہاں گنجائش نہیں۔ امریکہ کے اکثر مدارس میں یہ طریقہ کامیاب ثابت ہوا ہے۔ (ملاحظہ ہو متذکرہ بیان، صفحات ۲۸۵، ۲۹۷ [اصل کتاب])۔

عام کیفیت تاوقتیکہ تمام تدابیر پر مکمل طریقہ سے نہ عمل کیا جائے۔ قیام ضبط کی ان تدابیر سے کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوگا۔ ان کا مقصد ذاتی آزادی کو دبائے رکھنا یا فعلیتوں میں رکاوٹیں پیدا کرنا نہیں بلکہ ان کی صحیح رہنمائی کرنا، انھیں مفید راستوں پر لگانا اور ان سے کارآمد نتائج پیدا کرنا ہے۔

"ہر چیز کا تعلق اخلاق سے ہے۔ وہ روح جو ہمارے اندر ایک حیست ہے، وہی ہم سے باہر قانون کی شکل میں رونما ہوتی ہے۔"[1]

۱۹۱۰ء کے مجموعہ قوانین کے مقدمہ میں مدرسے کے مقصد سے متعلق ایک اٹل معیار کا ان شاندار الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے: "شعار کی بنیادیں رکھنے میں اساتذہ بہت کچھ مدد دے سکتے ہیں۔ اپنی مثال اور اثر کے ذریعہ اور اس احساس ضبط کی مدد سے، جو تمام مدرسے میں ساری ہونا چاہیئے، اساتذہ بچوں کے اندر محنت، ضبط نفس اور مشکلات میں دلیرانہ تحمل کی عادتیں پیدا کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ وہ ان بچوں کو اعلیٰ چیزوں کی عظمت کرنا، ایثار نفس کے لئے تیار رہنا اور تزکیہ اور حق کے لئے انتہائی کوشش کرنا سکھا سکتے ہیں۔ وہ ان میں فرض کا زبردست احساس پیدا کر سکتے ہیں اور دوسروں کا خیال رکھنا اور ان کی عزت کرنا، جو بے غرض اور عمدہ اطوار کی صحیح بنیادیں ہیں، ان کے دلنشین کرا سکتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ

---

[1] ایمرسن۔

مدرسہ کی اجتماعی زندگی سے بالخصوص بازیگاہ میں بچوں کے اندر انصاف پسندی اور ایک دوسرے کے ساتھ وفاداری کی اس جبلت کو ترقی ہو سکتی ہے جو آیندہ زندگی میں عزت کا وسیع تر احساس پیدا کریگی۔ ان تمام مساعی میں ارباب مدرسہ کو چاہئیے کہ حتیٰ الوسع والدین اور گھر کے اشتراک عمل اور ان کی دلچسپی کو حاصل کرلیں۔ اس متحدہ کوشش سے بچے نہ صرف مکمل انفرادی ترقی حاصل کرلیتے ہیں۔ بلکہ اپنی قوم کے کارآمد اور راست باز افراد اور اپنے ملک کے قابل قدر فرزند بن سکتے ہیں۔

ساتواں باب

"مدرسہ کے رجسٹر رکھنا اور ان کی تنقیح بیحد اہم ہے"۔
تمہید یادداشت، مجموعہ قوانین سنہ ۱۹۱۱ء

مدرسہ کے رجسٹر اور اندراجات

ہر سلمہ ابتدائی مدرسہ عامہ کے لئے تعلیمی بورڈ کے وضع کئے ہوئے قواعد کے تحت اندراجات اور رجسٹر ضروری ہیں۔ ان کے اہم مقاصد حسب ذیل ہیں:۔ مدرسہ کی بحیثیت مجموعی ترقی اور نشو نما یا اس کی کارکردگی، تعداد اور اساتذہ کی تبدیلیوں کی مفصل تاریخ کو محفوظ رکھنا۔ ہر طالب علم کا نام، پتہ، تاریخ پیدائش، ترقی، روزانہ حاضری اور تاریخ ترک مدرسہ کا تختہ بنانا۔ سالانہ امداد کے لئے تعلیمی بورڈ کے پاس ضروری اعداد و اطلاعات ارسال کرنا۔ حاضری پر عمل کرانے یا اس سے مستثنیٰ کرنے کے لئے ذیلی قواعد بنانے والے حکام کو معلومات بہم پہنچانا۔ اور بالآخر تمام موصولہ اطلاعات اور منظورہ رقوم امدادی کے مستند اندراجات رکھنا۔

ہر مدرسہ میں تین قسم کے رجسٹر ہونا چاہئیں، یعنی (۱) داخلہ ترقی اور ترک مدرسہ کا رجسٹر، (۲) جماعتی حاضری کے رجسٹر اور (۳) خلاصہ کا رجسٹر۔ ان میں سے اول و دوم زیادہ تر انفرادی طلبار سے متعلق ہیں۔ برخلاف اس کے آخرالذکر کا تعلق بحیثیت مجموعی بچوں کی جماعتوں اور تمام مدرسے سے ہے۔

اندراجات سے متعلق تعلیمی بورڈ نے حسب ذیل عام شرائط نافذ کئے ہیں[1] مدرسہ کی اوسط حاضری معلوم کرنے کی غرض سے حسب ذیل قواعد کے مطابق "حاضری" کا شمار کیا جا سکتا ہے۔ اندراجات حاضری جدولی فہرست ۴ کے قواعد کے تحت رہینگے۔

(الف) کسی ایسے طالب علم کی حاضری نہیں شمار کیجا سکتی جو (۱) تین سال سے کم عمر کا ہو یا (۲) سال مدرسہ کے اختتام پر اس کی عمر سولہ برس سے زیادہ ہو۔ بشرطیکہ ۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات کے دفعہ ۲۶ کے تحت آخرالذکر حد میں توسیع نہ کی گئی ہو یا جو طالب علم بالعموم مانیٹر مقرر کیا جاتا ہو۔[2]

(ب) ہر ایسے کمسن بچے کے لئے، جو مدرسہ کے کسی میقات میں دنیوی علوم کی تدریب کے لئے ڈیڑھ گھنٹہ یا اس سے زیادہ وقت دے، اس کی ایک حاضری شمار ہونا چاہیئے۔ اس ڈیڑھ گھنٹہ میں تفریحی وقفہ بھی شامل ہو سکتا ہے۔

(ج) ہر ایسے طالب علم کے لئے جو کمسن بچہ نہ ہو، اور جو مدرسہ کے کسی میقات میں دنیوی علوم کی تدریب کے لئے دو گھنٹہ یا اس سے زیادہ وقت دے، اس کی ایک حاضری شمار ہونا چاہیئے۔ ان دو گھنٹوں میں تفریحی وقفہ

---

[1] ضمن ۴۳ تا ۴۹ اور جدولی فہرست ۴۔

[2] ضمن ۴۳ (ھ)

شامل ہے۔ اور

ایک حاضری کے لئے کمترین وقت کی مدت یوں شمار کیجا سکتی ہے:۔

(۱) مدرسہ سے باہر طلباء کو منظورہ نظام الاوقات کے مطابق جو وقت بھی دنیوی علوم کی تدریب کے لئے دیا جائے۔

(۲) (الف) اوقات مدرسہ میں تعلیمی اہمیت یا دلچسپی رکھنے والے مقامات کے سفر مدرسہ یا سیر و تفریح میں جو وقت صرف نہ ہو۔

" (ب) اساتذہ کے علاوہ حکام کے مقرر کردہ اصحاب کے ایسے مظاہروں یا تماشوں میں حاضر رہنا جن کا مقصد مضامین نصاب میں طلبار کی معلومات میں اضافہ کرنا اور بالخصوص تاریخ، ادب، سائنس یا موسیقی میں ان کی واقفیت اور ذوق بڑھانا ہو۔

" اس غرض کے لئے ایسے انتظامات کئے جائیں کہ مظاہرہ کے قبل اور بعد مضمون کی تنقید کا اور مطالعہ کا موقع ملے (مثلاً شکسپیر کا کوئی ایک کھیل) مہتمم کو وقت اور مقام کی اطلاع دینا چاہیئے۔ لیکن جہاں اس کے مشورہ سے مقامی حکام تعلیمات نے اس عنوان کے تحت منظوری اور باقاعدگی کار کے اطمینان بخش انتظامات کئے ہوں، وہاں مہتمم کی قبل از قبل اجازت درکار نہیں۔

" (۳) مہتمم کی منظوری سے طلبار کسی مرکزی امتحان میں شریک ہوں تو جو وقت اس میں صرف ہو، بشرطیکہ امتحان کا وقت ڈیڑھ گھنٹہ سے کم نہ ہو۔

" (۴) تنقیدی یا نمونہ کے اسباق کے لئے جو وقت کسی کلیہ تعلیم المعلمین یا متعلم اساتذہ کے مرکز یا کسی اور مقام پر جسے تعلیمی بورڈ پسند کرے صرف کیا جائے۔

" (۵) تفریح کے لئے ضروری وقت۔ پانچ برس سے کم عمر والے بچوں کیلئے

پندرہ منٹ کا تفریحی وقفہ دیا جائے جس میں آدھ گھنٹہ تک توسیع کیجا سکتی ہے۔ پانچ برس سے اوپر کی عمر والے طلباء کے لئے دس منٹ کا وقفہ ہونا چاہیئے۔ تفریح کے لئے اس سے زیادہ وقت دیا جا سکتا ہے لیکن یہ صرف اسی صورت میں جب کہ دینوی علوم کی تدریب اور تفریحی وقفہ کا مجموعی وقت ڈیڑھ یا دو گھنٹے سے زیادہ ہو۔

(۶) اوقات مدرسہ میں جو وقت تعلیمی بورڈ کے مجوزہ انتظامات کے تحت قابل مدربوں کی نگرانی میں بڑے بچوں کے باقاعدہ گیمس کے لئے صرف کیا جائے۔

(۷) معمولی میقات مدرسہ میں تعلیمی بورڈ کے انتظامات کے تحت اور اس کے مجوزہ نظام الاوقات کے مطابق جو وقت بچوں کی صحت اور جسمانی حالت کی درستی کے لئے کسی مدرسہ زیر سماں یا مدرسہ کے کیمپ یا کسی اور مقام پر صرف کیا جائے۔ اس ضمن کے تحت جو انتظامات کئے گئے ہیں ان کے عمل و اثر سے متعلق تعلیمی بورڈ کو اختیار ہے کہ وہ مقامی حکام تعلیمات سے مدرسے کے طبی افسر کی خاص روئداد کا مطالبہ کرے۔ مجموعہ قوانین کی اغراض کے لئے مدرسہ کے طبی افسر سے مراد وہ طبی افسر ہے جسے مقامی حکام تعلیمات نامزد کریں اور تعلیمی بورڈ اس نامزدگی کو تسلیم کرلے۔ مستثنیٰ حالات میں تعلیمی بورڈ ایک ہی رقبہ کے مختلف حصوں کے لئے مدرسہ کے مختلف طبی افسروں کو تسلیم کرتا ہے۔

" (۸) ۱۹۰۷ء کے قانون تعلیمات (انتظامات نظم ونسق) کے دفعہ ۱۳ کے مطالبات کے تحت مقامی حکام تعلیمات جو طلباء کا طبی معائنہ کرائیں، خواہ وہ معائنہ عمارت مدرسہ کے اندر ہو یا (خاص حالات میں) کسی اور مقام پر جسے

اس غرض کے لئے تعلیمی بورڈ کی منظوری سے مقامی حکام تعلیمات نامزد کریں، اس معائنہ میں جو وقت صرف ہو، وہ بھی حاضری میں شمار کیا جائے۔

"تعلیمی سال کے دوران میں مدرسہ، شعبہ یا جماعت ہائے صبیان کا کم از کم چار سو مرتبہ کام کرنا ضروری ہے۔[1]

طلباء کے داخلہ اور روزانہ حاضری کے باقاعدہ اندراجات رکھے جائیں جن پر صدر مدرس کی نگرانی رہے۔ منتظمین یا مقامی حکام تعلیمات کا نامزد کیا ہوا کوئی ذمہ دار عہدہ دار وقتاً فوقتاً ان اندراجات کی کم از کم سہ ماہی تنقیح کر لیا کرے۔

رجسٹروں کے استعمال کے عام قواعد

"(۱) رجسٹر کی جلد پر مدرسہ، شعبہ اور حاضری رجسٹر کی صورت میں جماعت کا نام صاف طور پر لکھا جائے۔ صفحہ اول پر مرسل کے دستخط اور استاد کے نام اجرائی رجسٹر کی تاریخ درج ہو۔

(۲)" تمام رجسٹروں کے صفحات پر مسلسل اعداد لگائے جائیں۔ کسی رجسٹر سے کوئی ورق نہ نکالا جائے اور نہ اس میں کوئی نیا ورق شریک کیا جائے اور اندراجات کے درمیان خالی جگہ نہ چھوڑی جائے۔

(۳)" اندراجات اصلی ہوں۔ انہیں کسی اور کتاب سے نقل نہ کیا جائے انہیں روشنائی سے لکھا جائے۔ کوئی لفظ مٹایا یا بعد کو بڑھایا نہ جائے۔

---

[1] اس قاعدہ کی تین مستثنیات ہیں۔ ملاحظہ ہو ضمن ۵۴۔

" اگر کوئی تصحیح ضروری ہو تو یہ اس طرح پر کیجائے کہ اصلی اندراج اور تصحیح دونوں رجسٹر پر بالکل صاف نظر آئیں۔

" جب کبھی ضمن ۴۸ کے تحت مدرسے کے رجسٹر تعلیمی بورڈ کے پاس معائنہ کی غرض سے بھجوائے جائیں، ہر طالب علم کی حاضری کے اندراجات ایک علیحدہ عارضی رجسٹر میں رکھے جائیں اور جونہی اصلی رجسٹر تعلیمی بورڈ کے پاس سے واپس آجائیں، جملہ حاضریوں کو ان میں منتقل کر دیا جائے۔ عارضی رجسٹر محفوظ رکھا جائے۔

(۴) " رجسٹروں کی خانہ پری کے بعد انہیں دس سال تک محفوظ رکھا جائے۔

" ہر مدرسے یا شعبہ کے اندراجات کی نگرانی اور محافظت کا صدر مدرس مدرسہ یا شعبہ ذمہ دار ہوتا ہے اور وہ سوائے حاضری رجسٹر کی نگرانی کے اس کام کا کوئی جزو اپنے کسی ماتحت کے تفویض نہیں کر سکتا۔

" سال اول کے متعلم اساتذہ رجسٹروں میں اندراجات کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ دیگر متعلم اساتذہ اپنے جماعتوں کی حاضری کے اندراجات کر سکتے ہیں۔"

داخلہ کے رجسٹر کے خاص قواعد

(۱) " مدرسہ میں داخل ہوتے ہی ہر طالب علم کا نام داخلہ رجسٹر میں درج کیا جانا چاہیئے۔ الا آنکہ یہ تحقیق ہو جائے کہ کوئی طالب علم مر گیا ہے یا دوسرے مدرسے میں شریک ہے یا محلہ چھوڑ کر چلا گیا ہے، اس کا نام اس وقت تک

خارج نہ کیا جائے جب تک کہ مدرسے کی حاضری سے اسے قانونی بریت حاصل نہ ہو۔ چار ہفتوں کی مسلسل غیر حاضری کے بعد اگر بچے کے بارے میں کوئی پتہ نہ چلے تو اس کا نام خارج کیا جا سکتا ہے۔

(۲) "داخلہ کے بعد طلباء کو یکے بعد دیگرے نمبر دیئے جائیں۔ مدرسہ یا شعبہ میں رہنے تک اس کا وہی نمبر رہیگا جس کی وجہ سے اس کی شناخت میں آسانی ہوگی۔

"جب کوئی طالب علم ایک مرتبہ رجسٹر سے نام خارج ہونے کے بعد دوبارہ شریک ہو تو اس کے لئے ایک نیا اندراج کرنا چاہیئے، لیکن اس طالب علم کا نمبر وہی برقرار رہے اور اندراجات میں تبادلی حوالے دیئے جائیں۔

(۳) "اس رجسٹر کو دیکھنے سے مدرسہ میں حاضر رہنے والے ہر طالب علم کے بارے میں حسب ذیل صحیح معلومات حاصل ہوں:-

(الف) رجسٹر میں اس کا نمبر۔

(ب) اس کے داخلے (اور دوبارہ داخلے) کی تاریخ، روز، مہینہ اور سال

(ج) اس کا پورا نام۔

(د) اس کے والدین یا سرپرست کا نام اور پتہ۔

(ھ) ذیلی قواعد اجازت دینے کی صورت میں آیا اس کی طرف سے مذہبی تدریب یا مذہبی تدریب کے وقت مدرسے کی حاضری سے معافی کا مطالبہ کیا گیا ہے یا نہیں۔

(و) اس کی پیدائش کی ٹھیک تاریخ۔ روز، مہینہ اور سال۔

(ز) اس مدرسے میں داخل ہونے سے قبل وہ جس مدرسے میں شریک رہا ہے۔ اگر وہ اس سے قبل کسی اور مدرسے میں نہ شریک رہا ہو تو اس کا نام یا

لفظ "کوئی نہیں" درج کیا جائے۔

(ح) اگر اس نے مدرسہ چھوڑ دیا ہے تو اس مدرسے میں اس کی آخری حاضری کی تاریخ اور ترک مدرسہ کرنے کا سبب۔

(م) "اس رجسٹر کا حروف تہجی کے لحاظ سے ایک اشاریہ ہونا چاہیئے۔"

حاضری رجسٹر کی تیاری کے قواعد

(۱) "ہر ایسے مدرسے یا شعبے میں، جہاں کمسن بچے اور دیگر طلباء دونوں زیر تعلیم ہیں، ان میں سے ہر ایک کے لئے حاضری کے علیحدہ رجسٹر ہونا چاہئیں۔ ایک سے دوسرے میں حاضریاں منتقل نہیں کیجا سکیں۔

(۲) "مدرسہ یا شعبہ کی ہر جماعت کے لئے حاضری کا ایک علیحدہ رجسٹر ہونا چاہیئے۔"

مخصوص جماعتوں کے لئے رجسٹر جس کسی جماعت میں ضمن ۴۴ (الف) کے تحت منظورہ نظام الاوقات کے مطابق مدرسے سے باہر دینوی علوم کی تدریب دیجائے، اس مضمون کے لئے ایک خاص رجسٹر رکھا جائے۔

جب تدریب کسی خاص مرکز میں دیجائے تو ضمن ۲ (ہ) کے تحت عملی تدریب کے ہر مضمون کے لئے ایک خاص رجسٹر رکھنا چاہیئے۔

ان رجسٹروں میں کام کی تاریخ اور اوقات، جن میں طالب علم زیر تدریب رہا ہے، صحیح صحیح طور پر دکھائے جائیں۔

ان خاص جماعتوں کا تعلق پخت وپز، شوب کاری، تدبیر منزل، متحدہ مضامین خانہ داری، شیر خانہ سے متعلق کام، باغبانی اور دستی

صنائع کی تدریب سے ہے۔ یہ مضامین عموماً مرکزوں میں سکھائے جاتے ہیں گو یہ لازمی نہیں ہے۔

حاضری رجسٹر کے خاص قواعد[1]

(۱) ”طلباء کے نام اور نمبر داخلہ کے لئے کالم رکھے جائیں۔ یہ دونوں ہمیشہ ایک ہی وقت میں درج کئے جائیں۔

تعلیمی سال میں ہر وقت کی حاضری کے لئے ایک کالم ہونا چاہیئے۔ حاضری یا غیر حاضری کا اندراج کرنے سے پیشتر ان کالموں پر باقاعدہ تاریخیں ڈالدی جائیں۔ ہر ہفتہ کے کالموں کا ایک مجموعہ ہو۔ ہر کالم کے نیچے جگہ خالی چھوڑی جائے تاکہ ختم حاضری پر حاضر رہنے والے جملہ بچوں کی تعداد اور حاضری مکمل نہ کرنے والے بچوں کی جملہ تعداد درج کیجا سکے۔

” ہر بچے کی سہ ماہی یا میقاتی جملہ حاضریوں کے اندراج کے لئے بھی جگہ چھوڑنا چاہیئے۔

---

[1] ملاحظہ ہوں ضمن ۴۳ اور ۴۴ (الف)‘ نیز جدولی فہرست ۳۔ جہاں مدرسے ہی میں تدریب کیجاتی ہے اور صرف اسی مدرسہ کے طلباء ان جماعتوں میں حاضر رہتے ہیں‘ وہاں اب خاص کتابچوں کی ضرورت نہیں۔

[2] فیس کے لئے اب سرکاری اندراجات کا قاعدہ نہیں رہا۔ ابتدائی مدارس عامہ میں فیس وصول کرنا خلاف قانون ہے۔ ملاحظہ ہو دفعہ ۳۷‘ مجموعۂ قوانین ۱۹۲۱ء۔

(۲) "ہر دفعہ حاضری لینے کے لئے مدرسے کے منظورہ نظام الاوقات میں کافی وقت رکھا جائے۔ نظام الاوقات دیکھنے سے یہ معلوم ہو کہ اسکے بعد بھی کم سن بچوں کو کم از کم ڈیڑھ گھنٹہ اور دیگر طلبار کو دو گھنٹے دینوی علوم کی تدریب دیجائیگی۔

(۳) "جونہیں نظام الاوقات کے مطابق مدرسہ یا شعبہ کام کرنا شروع کر دے، رجسٹروں میں پہلی حاضری کا عمل ہونا چاہیئے۔ مجموعہ قوانین کے تحت اغراض امداد کے لئے حاضری کا شمار اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ آخر دفعہ حاضری لینے سے قبل طالب علم دینوی علوم کی تدریب کی کمترین مقدار کو پورا نہ کرلے۔

"صبح کی میقات ختم ہونے کے بعد ایک گھنٹہ سے کم وقت کے اندر سہ پہر کی میقات کی حاضری شروع نہیں کیجا سکتی الا آنکہ خاص خاص موقعوں پر اس سے قلیل وقفہ کے لئے تعلیمی بورڈ کی خاص منظوری لے لیگئی ہو۔ یہ طریقہ نہایت ہی نامناسب ہے لیکن خاص صورتیں ایسی پیدا ہوسکتی ہیں جیسی کہ موسم سرما میں شمالی انگلستان کے مدارس دیہی کی حالت ہے جہاں مدرسے کے صبح کی میقات اور شام کی میقات کے درمیانی وقفہ کو گھٹا دینے کی معقول وجہ موجود ہے۔

(۴) "مدرسہ کی ہر میقات میں حاضری کے لئے جو وقت رکھا گیا ہو اس میں:۔

ہر ایسے طالب علم کی (حاضری) ۱ یا (غیر حاضری) ٥ کے نشان ڈالے جائیں جس کا نام داخلہ رجسٹر میں شریک کیا گیا ہو اور خارج نہ ہوا ہو۔ حاضری کا وقت ختم ہونے سے پہلے جن طلبار کی حاضری ڈالی گئی ہے ان کی تعداد

مقررہ خانہ میں لکھ لی جائے۔ صحت تعداد کے خیال سے اندراج سے قبل حاضر طلباء کا شمار کر لیا جائے۔

(۵) "حاضری کے لئے جو کمترین وقت درکار ہے اس میں:-
حاضری کی تکمیل سے قبل چلے جانے والے طلباء کے نشان حاضری کے اطراف ایک ایسا حلقہ بنا کر ⊙ اسے فوراً کالعدم کر دیا جائے۔

لیکن ایسے طالب علم کے لئے، جو مدرسے سے باہر کسی خاص جماعت میں تدریب پانے کے لئے مدرسہ چھوڑ رہے، حاضری کالعدم کرنے کی ضرورت نہیں، الا آنکہ بعد میں یہ تحقیق ہو کہ اس طالب علم نے حاضری کے کمترین وقت کی تکمیل نہیں کی ہے۔

میقات برخاست ہونے سے قبل مقررہ خانہ میں ان طلباء کی تعداد درج کر دی جائے جن کی حاضری کے نشانات کالعدم کر دیئے گئے ہیں۔

(٦) "جب کبھی پخت وپز، نقش کشی اور سائنس وغیرہ کی مرکزی جماعت کے رجسٹروں کا یا عجائب خانہ یا دیگر منظورہ مقامات کے حاضری رجسٹر کا معائنہ کیا جائے اور یہ معلوم ہو کہ ایک طالبعلم، جس کی کسی میقات میں غیر حاضری ڈالی گئی ہو، اس نے اس میقات کے وقت کم از کم دو گھنٹے دینوی علوم کی تدریب حاصل کی ہو، خواہ وہ تدریب کلیتاً ایسی جماعت میں ہوئی ہو یا قدرے اس جماعت میں اور قدرے مدرسے کے اندر تو اس صورت میں اس کی غیر حاضری کے نشان کے اندر حروف پ، ن، س، ع، م وغیرہ اس طرح پر لکھے جائیں ⓟ ⓝ ⓢ ⓔ ⓜ۔ تعلیمی سال کے ختم سے قبل کسی وقت اس قسم کی درج کی ہوئی حاضریاں ہر بچے کی جملہ حاضریوں کے ساتھ جمع کر دی جائیں۔

(۷) جب کوئی بچہ مجموعہ قوانین کے ضمن ۷۵ یا قانون پارلیمنٹ کے کسی دفعہ کی رو سے یا مدرسے کے طبی افسر کے حکم سے غیر حاضر رہنے پر مجبور کیا جائے تو اس کی غیر حاضری کا نشان اس طرح بنایا جائے ⊗ اور یہ نشان سرخی سے لگایا جائے۔

"ہر اس وقت جب کوئی طالب علم مانیٹر مقرر کیا جائے اس کے لئے نشان اس طرح بنایا جائے Ⓜ"[1]

(۸) "جب مدرسہ بند رہے تو اس وقت کے لئے رجسٹروں میں جو خانے رکھے گئے ہیں، انہیں دوسری میقات سے قبل ایک یا ایک سے زیادہ لکیریں کھینچکر خارج کر دینا چاہیئے۔ مدرسہ بند رہنے کا سبب ہمیشہ کتاب وقائع میں دکھا دیا جائے۔ نسبتاً طویل مدت کے لئے 'تعطیل' کا لفظ کالم میں آڑا لکھ دیا جائے۔

(۹) "حاضری کتنی ہی کم ہو مدرسے کی ہر میقات میں حاضری رجسٹر میں اس کا درج کرنا ضروری ہے۔ اوسط حاضری معلوم کرنے کے لئے اس میقات کا شمار کرنا چاہیئے۔

یادداشت۔ دیہاتی رقبہ جات میں، جہاں بچوں کو مدرسے میں حاضر رہنے کے لئے دور دور سے آنا پڑتا ہے، ایسے دنوں میں جب کہ خرابی موسم کی وجہ سے حاضری اتنی کم ہو کہ مدرسے کا معمولی کام برابر نہ ہو سکے تو ایسی صورت میں بلا اطلاع مدرسے کی میقات کو کبھی کبھی برخاست کیا جا سکتا ہے۔

ایسے وقت میں جو بچے مدرسہ کو آتے آتے بھیگ جائیں اور ان کے معمولی اوقات مدرسہ میں وہاں رہنے سے صحت خراب ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ان کو فوراً

---

[1] ضمن ۲ (د) اور ۴۳ (ھ)۔

گھر بھجوا دینا چاہیئے۔ معمولی اوقات مدرسہ میں ٹھیرنے سے جن بچوں کی صحت خراب ہونیکا اندیشہ نہ ہو انھیں شرکت کی اجازت دیجا سکتی ہے۔ اور بغیر حاضری لیئے یا میقات کا شمار کئے ان کو تدریب دیجا سکتی ہے۔ جب کبھی ایسا کیا جائے تو فوراً رجسٹر میں یہ بتا دیا جائے کہ میقات برخاست کر دی گئی ہے۔ کتاب وقائع میں تمام حالات بہ تفصیل درج کئے جائیں اور جتنے بچوں کو گھر بھجوا دیا گیا ہے اور جو تعداد مدرسہ میں روک لی گئی ہے اس کے اندراجات رکھے جائیں"۔

خلاصوں کے رجسٹر کی نسبت قواعد

(۱) "ہر ہفتہ یا ہفتہ کے جس حصہ میں مدرسہ کا کام ہوتا رہا ہو اس کے ختم پر خلاصوں کے رجسٹر میں اس مدت سے متعلق حسب ذیل اندراجات کرنا چاہئیں۔ (۱) ہر شعبہ کی میقاتوں کی تعداد، (۲) ہر جماعت کی جملہ حاضریاں، (۳) ہر شعبہ کی جملہ حاضریاں، (۴) ہر شعبہ کی اوسط حاضری، (۵) ہفتہ بھر میں جب کبھی سب سے زیادہ حاضری رہی ہو اس کی تعداد۔

(۲) "تعلیمی سال کے ختم پر مدرسہ یا شعبہ کے ہر حصہ کے لئے اوسط حاضری معلوم کر لینا چاہیئے۔ اس اوسط حاضری کے لئے ایک علیحدہ امدادی رقم ادا کیجاتی ہے اس کا حساب یوں لگایا جاتا ہے کہ اس سال کی جملہ حاضریوں کو مدرسہ یا شعبہ کے حصہ متعلقہ کی میقاتوں کی تعداد سے تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ پانچ برس سے کم اور زیادہ عمر والے بچوں کی حاضری کا اوسط علیحدہ علیحدہ نکالا جاتا ہے۔

(۳) "تعلیمی سال کے آخری دن ہر ہر صنف کے بچوں کی جو عمریں ہوں ان کا لحاظ سے ان کی ترتیب کر کے خلاصوں کے رجسٹر میں اندراجات کر دئے جائیں"۔

رجسٹروں کی تصدیق

(۱) "اندراجات کی تنقیح اور موثر تصدیق کے لئے منتظمین ذمہ دار قرار دیئے گئے ہیں، جنھیں تعلیمی سال کے ختم پر یہ تصدیق کرنا پڑتی ہے کہ

(۱) اس جدولی فہرست کے قواعد کے مطابق رجسٹر صحیح ہیں اور

(۲) منتظمین نے مختلف موقعوں پر ان رجسٹروں کی صحت کی تحقیق کر کے کتاب وقائع میں اپنی رائے درج کر دی ہے۔

(۲) "اندراجات کی باضابطہ تنقیح کر کے یہ صداقت نامہ دینے سے قبل منتظمین سے توقع کیجاتی ہے کہ وہ کم از کم تین مہینہ میں ایک دفعہ مدرسے کا ایسے وقت بلا اطلاع معائنہ کرینگے جبکہ علوم دنیوی کی تدریس ہو رہی ہو جو باغراض امداد تکمیل حاضری کے لئے ضروری ہے۔ یہ اسلئے ہے کہ وہ بچشم خود دیکھ لیں کہ آیا مجموعہ قوانین اور جدولی فہرست کے قواعد کے تحت ان رجسٹروں میں باقاعدہ اندراجات کئے گئے ہیں اور ان قواعد کے مطابق یہ ختم کئے گئے ہیں یا نہیں۔

(۳) "جس مدرسے میں سنہ ۱۹۰۲ء کے قانون تعلیمات کے دفعہ ۶ کے تحت منتظمین نہیں ہیں، وہاں مقامی حکام تعلیمات کے مقرر کردہ ذمہ دار عہدہ دار کو قواعد (۱) اور (۲) کے مندرجہ فرائض انجام دینے پڑتے ہیں"

جماعت اور داخلہ رجسٹر میں سب سے پہلے ہر نام درج کر لینے سے حوالہ دینے کی سہولتوں میں اضافہ ہو جائیگا۔ جماعتی رجسٹروں کی حد تک ناموں کا ترتیب حروف تہجی کے لحاظ سے کر لینا مناسب ہے۔ اس بات کا خاص طور پر لحاظ رہے کہ یہ رجسٹر وقت پر بند کئے جائیں اور یہ کہ کالم کے نیچے کی جملہ تعداد حاضر رہنے والے

بچوں کی تعداد کے مطابق ہو۔ عموماً بر وقت حاضری کے لئے سرخ نشان اور دیر حاضری کے لئے سیاہ نشان بنا دیا جاتا ہے۔ جماعتی رجسٹروں کو چار حصوں میں تقسیم کرنے کی بجائے ان کی سہ میقاتی تقسیم کرنا زیادہ سہولت افزا انتظام خیال کیا جاتا ہے بعض رقبہ جات میں اس قسم کے رجسٹر رائج کئے جا رہے ہیں۔ جماعتی رجسٹروں کو "کم از کم دس سال" محفوظ رکھنا چاہیئے۔

داخلہ اور خلاصہ رجسٹر "کبھی نہ تلف کئے جائیں"۔ مندرجہ ذیل جدولی فارم سے پتہ چل جائیگا کہ اس خلاصہ سے کس نوعیت کی معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔

ہفتہ واری اندراجات

جماعت یا درجہ	تعداد جماعت	جملہ حاضریاں	فی صد
جملہ			

ہفتے کا آخر روز		ہر صبح اور سہ پہر کی تعداد حاضری
پیر	ص	
	س	
منگل	ص	
	س	
بدھ	ص	
	س	
جمعرات	ص	
	س	
جمعہ	ص	
	س	

سہ ماہی اندراجات (تمام مدرسہ یا شعبے کے لئے)

ہفتے کا آخر روز	تعداد یبقات		تعداد جماعت	جملہ حاضریاں
	ص	س		
سہ ماہ کیلئے جملہ یا اوسط				

یاد داشت۔ مدارس صبیان کے لئے ہفتہ واری اور سہ ماہی ہر دو اندراجات کسیقدر مختلف ہوتے ہیں۔

سالانہ اندراجات میں ذیل کی جدول اور نیز سہ ماہی اندراجات کی جدول سے مشابہ ایک جدول شامل ہے جس میں سالانہ اعداد حاصل کرنے کے لئے چاروں سہ ماہی مطابق اعداد اور ان کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

	عمر کے سال	جمع		جمع
تعلیمی سال کے آخری دن داخلہ رجسٹر میں بچوں کی جملہ تعداد۔	۳ اور ۴ سے کم		سال بھر میں داخل ہونے والے طلباء کی تعداد	
	۴ اور ۵ ” ”			
	۵ اور ۶ ” ”			
	۷ اور ۸ ” ”		سال بھر میں ترک مدرسہ کرنے والے طلباء کی تعداد	
	۸ اور ۹ ” ”			
	۹ اور ۱۰ ” ”			
	۱۰ اور ۱۱ ” ”		سال کی اوسط حاضری۔	
	۱۱ اور ۱۲ ” ”		وغیرہ	
	۱۲ اور ۱۳ ” ”			
	۱۳ اور ۱۴ ” ”			
	۱۴ اور ۱۵ ” ”			
	۱۵ اور اس سے زیادہ			
	جملہ			

اعداد تحت قواعد ذیلی بالعموم اساتذہ کو قواعد ذیلی کے تحت ہفتہ واری، سالانہ اور وقتاً فوقتاً اعداد تیار کرنا پڑتے ہیں۔ ہفتہ واری اعداد میں ہر طالب علم کی حاضریاں ایک فارم پر درج رہتی ہیں جو جماعتی رجسٹر کی "بعینہ نقل" ہوتی ہے۔ بعض قصبہ جات میں "پرچہ" کا نظام نہایت کامیاب ثابت ہوا ہے۔ اس نظام میں ہر طالب علم کا نام ایک علیحدہ کاغذ کے پرچہ پر لکھدیا جاتا ہے جسمیں ہر ہفتہ اس کی سہ ماہی یا میقاتی حاضریاں درج کیجاتی ہیں۔

سالانہ اعداد زیادہ پیچیدہ نوعیت کے ہوتے ہیں۔ ان میں ہر شعبہ کی سالانہ حاضریوں کا خلاصہ درج رہتا ہے۔ جس کا انحصار بچوں کی جماعت بندی اور عمروں پر ہوتا ہے۔ موقتی اعداد بعض وقت ان انفرادی طلبا سے متعلق ہوتے ہیں جن کے والدین اپنے بچوں کی بے قاعدہ حاضری کے الزام میں مجسٹریٹ کے روبرو طلب کئے جانے والے ہیں۔

اندراجات کیفیت مدرسہ تعلیمی بورڈ اور مقامی حکام تعلیمات کی شرائط کو پورا کرنے کے لئے تعلیمی سال کی کیفیت مدرسہ کے اندراجات ضروری ہیں۔ ان اندراجات کی تکمیل کے لئے ہر جماعت کو تین کتابیں دینا چاہئیں۔ (۱) کیفیت اور اطلاع کی کتاب جس کے مطبوعہ فارم ہر تعلیمی ناشر سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔ (۲) ہفتہ واری کام کے مختصر اندراج کے لئے استاد کے واسطے ایک معمولی مشقی کتاب۔ (۳) استاد کی یادداشت کی کتاب جس کا مقصد زیادہ تر اسباق کی تیاری کے لئے یادداشتیں رکھنا ہوتا ہے۔

اکثر کیفیت اور اطلاع کی کتابیں ششماہی یا میقاتی امتحانات کی بنا پر صدر مدرس تیار کرتا ہے۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ میقاتی امتحانات سے لئے

جاتے ہیں، اس کتاب میں حسب ذیل مواد ہونا چاہیئے۔ (۱) ہر میقات یا مدت اور ہر مضمون تدریب کے لئے مجوزہ کام کا خلاصہ جس کے ساتھ صدر مدرس کی تنقیح کے لئے ایک خانہ رکھا جاتا ہے۔ (۲) ایک اور خانہ جس میں ختم مدت پر صدر مدرس حسب ذیل عام عنوانات کے تحت جماعت کے شعار اور کام کے افادہ کا مختصر بیان کر سکے۔ (الف) تدریب، (ب) ڈسی پلین، (ج) بر وقت اور باقاعدہ حاضری۔ (۳) فرداً فرداً طلباء کے لئے جدولی فہرست جس میں نصاب کے مختلف مضامین میں ہر طالب علم کی کیفیت دکھائی جا سکے۔ (۴) سادہ صفحات جن پر امتحانات کے آزمائشی سوالات اور سال کے مجوزہ نصابات درج ہو سکیں۔

ظاہر ہے کہ جس سال نصابات شروع ہونے والے ہیں، اس کی ابتداء سے قبل انہیں احتیاط کے ساتھ تیار کر لینا چاہیئے۔ بالعموم ان نصابات کے تین مدارج قائم کئے جائیں جو زیادہ حد تک ایک دوسرے کے ساتھ متراکب ہوں، سب سے زیادہ اہم یہ ہے کہ ہر نصاب اِس طرح لچکیلا ہو کہ ضروریات جماعت کے لحاظ سے اس میں وقتاً فوقتاً تبدیلیاں ہو سکیں۔ صدر مدرس کی تنقید ایک معقول حد تک مفصل ہو۔ اس کا مقصد خاص طور پر استاد جماعت کی امداد ہونا چاہیئے۔

مدرسہ صبیان میں یہ کیفیت کی کتاب صرف جماعت اول کے لئے استعمال کی جائے اور نسبتاً زیادہ اجمالی ہو۔

کارنامہ طفل کئی سال قبل تعلیمی بورڈ نے "کارنامہ طفل" کا قاعدہ نافذ کیا۔ اس کے اندر ہر طالب علم کے نام سے متعلق وہ تمام معلومات ہوتی تھیں جو اب داخلہ رجسٹر میں درج کی جاتی ہیں۔ یہ کارنامہ بچے کی

تعلیمی کیفیت کی مفصل روئیداد اور مدرسہ چھوڑنے کے وقت ترک مدرسہ کے صداقت نامے کا کام دیتا تھا۔ لیکن چند ہی دنوں کی آزمائش کے بعد "کارنامہ طفل" کا قاعدہ اٹھا دیا گیا۔ اس قسم کا کوئی سادہ صداقت نامہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ فرانس کے مدارس میں[1] اس قسم کی ایک کتاب ہوا کرتی ہے۔ مدرسہ تحتانیہ کے ہر طالبعلم کو ایک کے ہیر ڈی ڈی وار منوالس یا مشقی کتاب دیجاتی ہے جس کے اندر وہ اپنے مدرسے کی زندگی میں ہر مہینہ کے پہلے سبق کا اندراج کرتا ہے۔ اس کام میں اس کی کوئی مدد نہیں کیجاتی۔ اس کتاب کا مقصد سرکاری گشتی میں اس طرح پر بیان کیا گیا ہے:۔ ہر مدرسے میں اور بلا استثناء ہر بچے کے لئے حسب ضرورت ایک کتاب رکھنا بے حد اہم ہے۔ اس کتاب کے اندر زمانۂ تعلیم میں وقتاً فوقتاً اس قسم کے متعدد اندراجات کئے جاسکتے ہیں جن سے بچے کی تعلیمی باقاعدگی اور محنت یا تساہل کا بیّن ثبوت ملے۔

متعلم اساتذہ اور مدرس طلباء کے اندراجات موجودہ زمانہ میں مدارس روزینہ میں مدرس طلباء اور متعلم اساتذہ کے کام کے اندراجات رکھنا ضروری ہے۔ ان اندراجات کے دیکھنے سے مختصراً یہ معلوم ہو جائے کہ ہر میقات میں حسب ذیل مصروفیتوں کے لئے کتنا وقت صرف ہوا ہے:۔ (۱) تنقیدی اسباق اور ان جماعتوں یا درجوں کے نام جن میں یہ اسباق دیئے گئے تھے۔ (۲) تدریس کے علاوہ دوسرا کام۔ کام کی نوعیت اور جس جماعت یا درجہ میں یہ کام کیا گیا ہے اس کا نام۔ (۳) جماعت یا جماعت کے

---

[1] ملاحظہ ہو "فرانس میں دیہی تعلیم" مصنفہ جے۔ سی۔ ٹڈ، خاص روئیدادیں، جلد ۷۔

حصے کی تمام تر نگرانی جس کے ساتھ جماعت کی تعداد اور درجہ بتایا جائے۔ (۴) استاد جماعت کے ساتھ ملکر جو کام کیا گیا ہے۔ ہر میقات یا سہ ماہی مدت کے آخر میں صدر مدرس کو چاہئیے کہ متعلم استاد یا مدرس طالب علم کے شعار اور کیفیت کا خلاصہ درج کر دے۔

اس مقصد کے لئے ایک علیحدہ رجسٹر رکھنا چاہئیے جس میں یہ اندراجات کئے جائیں۔ ہر متعلم استاد یا مدرس طالب علم کے لئے ایک علیحدہ رجسٹر ہو۔

طبی معائنہ اور اندراجات جرمنی میں مدرسہ کے ڈاکٹر کی ایک مسلمہ حیثیت ہے تمام تحتانیہ مدارس کے لئے میعادی طبی معائنہ لازمی ہے۔ رقبہ کے لحاظ سے ڈاکٹر کے فرائض میں تھوڑا سا فرق پڑ جاتا ہے لیکن عام طور پر اس کے فرائض حسب ذیل ہوا کرتے ہیں:۔

(۱) ہر طالب علم کی صحت کا امتحان کرنا اور اس کا وزن، قد، سینہ اور دیگر اعضاء کے ناپ لینا۔

(۲) تمام مدرسے کی بہ حیثیت مجموعی یا فرداً فرداً بچوں کی صحت سے متعلق کوئی مشتبہ حالات یا واقعات پیش آئیں تو ان کا فوراً علاج کرنا۔

(۳) مدرسہ کی عمارات کا وقتاً فوقتاً معائنہ کرنا اور حفظ صحت کے نقائص کی اطلاع کرنا۔

(۴) خاص مدارس یا معذور بچوں کے مدارس کے لئے جن بچوں کو منتخب کیا گیا ہے، ان کا معائنہ کرنا۔

شارلٹن برگ کے مدارس میں طلباء کی طبی ترتیب یوں کی جاتی ہے۔ "زیر نگرانی" اور "اوسط" اول الذکر کا وقتاً فوقتاً طبی معائنہ کیا جاتا ہے اور جسمانی پیمائش کے اعداد باقاعدہ طور پر رکھے جاتے ہیں۔ اس طرح تیار

کئے ہوئے صحت کی جدولی فہرستیں احتیاط کے ساتھ محفوظ رکھی جاتی ہیں۔

امریکہ کے بعض بڑے مرکزوں میں مطالعہ طفل کے شعبہ جات قائم کئے گئے ہیں جن میں جسمانی پیمائش کے اعداد و شمار جمع کئے جاتے ہیں اور اُنکی جدولی فہرستیں بنائی جاتی ہیں۔ انجمن مطالعہ طفل کی شاخ لورپول نے بھی بچوں کے وزن اور ناپ لینے کا ایسا ہی طریقہ اختیار کیا ہے۔ سنہ ۱۸۸۴ء میں سرجیمس کرکٹن براؤن ایم۔ڈی۔ نے "تمام ابتدائی مدارس کے بچوں کی باقاعدہ پیمائش" کی پر زور سفارش کی ہے کیونکہ "اس سے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں اس کا عملی اور علمی افادہ بہت بڑھا ہوا ہے۔"[1]

سنہ ۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات کے دفعہ ۸۰ کی رو سے ابتدائی تعلیم جن مقامی حکام تعلیمات کی تفویض ہے، ان کے اختیارات اور فرائض میں داخل ہے کہ وہ ابتدائی مدرسہ عامہ میں شریک ہونے والے بچوں کا طبی معائنہ کرالیں۔ یہ معائنہ داخلہ سے قبل یا داخلہ کے وقت یا اس کے فوراً بعد اور ایسے موقعوں پر کیا جائے جن کا وزیر صحت تعین کرے۔ جن مقامی حکام کی تفویض اعلیٰ تعلیم ہے ان کے بھی وہی فرائض ہونگے۔ اُن کی زیر نگرانی جو ثانوی مدارس یا دیہاتوں کے بلدی مدارس یا تسلسلی مدارس یا ابتدائی مدارس کے علاوہ دیگر مدارس ہیں، ان میں تعلیم پانے والے نوجوانوں اور بچوں کا وزیر صحت کی ہدایات کے بموجب معائنہ کرایا جائے۔ شرطیہ ہے کہ اس دفعہ کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے

---

[1] ملاحظہ ہو ابتدائی مدارس میں کثرت کار، سنہ ۱۸۸۴ء نیز تیسری بین الاقوامی کانگریس کی روئیداد برائے بہبود و محافظت اطفال، سنہ ۱۹۰۲ء۔

مقامی حکام تعلیمات خانگی اداروں کے قیام یا تسلسل کی امداد اور حوصلہ افزائی کریں۔ اور اس مقصد کے لئے خانگی انجمنوں کے نمایندوں کے ساتھ اشتراک عمل کریں۔

"طبی معائنہ کے دو مختلف مقاصد ہیں۔ مدرسہ کی زندگی کے زمانہ میں دو یا تین یا اس سے زیادہ مرتبہ بچوں کا تفصیلی معائنہ کیا جا سکتا ہے۔ اس طریقہ میں بہت وقت ضائع ہوتا ہے اور اس کے نتائج کے قدر کی نگاہوں سے دیکھے جانے کا امکان بھی بہت کم ہے۔ اگر یہ معائنہ دلجوئی سے کیا جائے تو قوم کے لئے بہت کارآمد ثابت ہو سکتا ہے لیکن اس نقطۂ نظر سے بھی مشتقے از خروارے کے اصول پر اس کے عشر عشیر محنت سے بھی ایسے ہی نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ مثلاً تمام بچوں کی پیمائش اور ان کا وزن لینا بالکل غیر ضروری ہے۔ اس کی بجائے صرف کم جسامت رکھنے والے یا کمزور بچوں کا وزن لیا جا سکتا ہے۔ جو بچے مدرسہ کا کام برابر نہیں کرتے، ان کے وزن کی باقاعدہ یادداشتیں رکھی جاسکتی ہیں۔ لیکن اعداد و شمار یا اجتماعی تحقیق کی اغراض کے لئے صرف انھی بچوں کا وزن اور پیمائش کیجائے جن کا گہرا مطالعہ کیا جا رہا ہے اور ان صورتوں میں حتی الوسع مکمل اور صحیح یادداشتیں تیار کیجائیں۔ قلیل تعداد اور زیادہ صحیح اعداد کے ساتھ کام کرنا ضروری ہے اور یہ کام بآسانی مدرسے کے سولہ ڈاکٹروں کے تفویض کیا جا سکتا ہے۔ طلبا کی ایک کثیر تعداد کے لئے مکمل طبی معائنہ کی عام تفصیلات سے عملاً کچھ زیادہ فایدہ حاصل نہیں ہوتا طبی معائنہ کا مقصد ایسے موجودہ حالات معلوم کرنا ہے جو علاج کے محتاج ہیں اور اکثر طلبا کے لئے ان حالات کا مشاہدہ کرنا، جن کے لئے طبی یا تعلیمی علاج درکار ہے، یہی معائنہ کا مقصد واحد ہے۔[1]"

---

[1] طبی افسر کی سرکاری رویداد برائے لنڈن کونٹی کونسل مورخہ ۱۹۱۰ء

امری اندراجات اکثر تعلیمی رقبہ جات میں یہ قاعدہ رہا ہے کہ استاد طلبار کی بصارت کا ہر سال امتحان کرتا ہے۔ اس مقصد کے لئے خاص تختے مہیا کئے جاتے ہیں۔ امتحانات کے یہ اندراجات جماعتی رجسٹروں میں نقل کر لئے جاتے ہیں اور انہیں محفوظ رکھا جاتا ہے۔ جماعت میں طلبار کو انکی بصارت کے لحاظ سے بٹھایا جاتا ہے۔ جن بچوں کی بصارت کمزور رہے، استاد کے علاوہ معالج چشم بھی ان کا مزید معائنہ کر لیتا ہے اور ان کے والدین کو "فہمائش" بھجواتا ہے۔ طالب علم بہت قریب سے دیکھکر کام کرنے کا عادی ہو تو اس سے بصارت میں بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ابتدائی مدارس عامہ میں پانچ سے لیکر دس فیصدی بچوں میں بصارت کی خرابی پائی جاتی ہے۔ جس کا علاج نہ ہونے کی صورت میں عصبی خرابیاں، درد سر اور پیش از وقت تکان محسوس ہونے لگتی ہے۔

اذنی اندراجات تحقیقات[1] سے ثابت ہوا ہے کہ تیرہ سے لیکر تیس فیصدی

ملاحظہ ہو حاشیہ صفحہ (۴۴۴)۔ سے یہ اقتباس لیا گیا ہے۔ سنہ ۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات کے مذکورہ بالا اقتباس سے اگر اس کا مقابلہ کیا جائے تو مدرسہ کے بچوں کے طبی معائنہ سے متعلق نقطہ خیال کا فرق ظاہر ہو جائیگا۔ جنگ سے قبل یہ مفید اصلاح صرف سب سے زیادہ ترقی یافتہ رقبہ جات تک محدود تھی لیکن یہ اب سب کے لئے لازمی ہے۔ مزید برآں معائنہ مکمل ہوتا ہے اور بچوں کے خاص سر رشتہ یا مقامی ہسپتال میں ان خرابیوں اور بیماریوں کا علاج کیا جاتا ہے۔ یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ موثر علاج ہی سب سے اہم شئے ہے۔ سال میں کئی دفعہ ذاتی حفظ صحت کا معائنہ کیا جاتا ہے۔

[1] ملاحظہ ہو "فنڈامنٹلز آف چائیلڈ اسٹڈی"، مورخہ سنہ ۱۹۱۲ء مصنفہ ای۔ اے کرک پیٹرک۔

بچوں کے ایک یا دونوں کانوں میں سماعت کا نقص ہوتا ہے۔ ثقل سماعت کی عموماً یہ علامتیں ہوتی ہیں۔ منہ سے سانس لینا، چہرے پر تفکر، سماعت کی عدم یکسانیت، عام غباوت، بے توجہی اور ذہانت کا فرق۔ معمولی ثقل سماعت ہو تو سردی کے اثر سے اس میں اضافہ ہوجاتا ہے اور عام صحت کے لحاظ سے دوسرے اسباب کی وجہ سے بھی اس میں کمی و بیشی ممکن ہے۔ ایسی صورتوں میں اور نیز ایک کان کے ثقل سماعت کی حالت میں استاد کے لئے سماعت کی کمزوری کا پتہ چلانا مشکل ہوجاتا ہے۔ لہذا غیر معمولی نگرانی اور احتیاط شرط ہے۔ بچوں کو نافرمانی یا بے توجہی کے الزام میں سزا دینا، جب کہ یہ عارضی یا دائمی حسی نقص کا قدرتی نتیجہ ہے ایک ایسا فعل ہے جس کے اخلاقی نتائج ظاہر ہیں۔ ثقل سماعت کے اسباب کا ازالہ کرنے کے بعد جو طلبا، انتہائی غبی اور بے توجہ تھے وہی ذہین اور فرمانبردار ثابت ہوئے ہیں۔ استاد کو ہمیشہ اس قسم کے عیوب کی کھوج میں لگے رہنا اور اپنے مشاہدات کے اندراجات رکھنا چاہیئے۔ موجودہ زمانہ میں تمام حکام تعلیمات کا فرض ہے کہ اطباء کے ذریعہ ثقل سماعت اور دیگر جسمانی عیوب کا وقتاً فوقتاً باقاعدہ امتحان کرالیں۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ ان معاملات میں استاد کی نگرانی اور توجہ کم ہوجائے۔

اندراجات معذورین آئندہ والے صفحہ پر جو فارم درج ہے، اسی کے مماثل تختہ پر اس معمولی مدرسہ کا استاد جس میں بچہ زیر تعلیم ہے، اپنے دستخط ثبت کر دیتا ہے۔ اس بنا پر "خاص" استاد کے اندراجات اور طبی افسر کی تحقیقات کی جاتی ہیں۔

حرارت پیمائی اندراجات ہر وسطی تالار اور ہر کمرۂ جماعت میں ایک تپش پیما کا ہونا ضروری ہے۔ دن میں کم از کم دو مرتبہ

حرارت کے اندراجات کرنا چاہئیں۔ صبح میں نو بجے اور سہ پہر میں ساڑھے تین بجے حرارت لینے کے یہی دو بہترین وقت خیال کئے جاتے ہیں۔ نیز ایک تپش پیما کے ذریعہ، جس کا رخ شمال کی طرف ہو، مدرسہ کے باہر کی حرارت کے اندراجات کر لینے چاہئیں۔ ان اندراجات کا سہ ماہی تختہ تیار کیا جائے تو بہتر ہے جسے کمرۂ جماعت کی دیواروں پر کسی نمایاں جگہ لٹکا دینا چاہئیے۔ حرارت کی مسلسل کمی کی صورت میں مقامی حکام کو اس خرابی کی اطلاع کر دینا ضروری ہے۔ بالعموم کمرۂ جماعت کی حرارت صبح کے وقت ۵۵ درجے سے کم نہ ہو۔

مدارس کے اندراجات سے متعلق تعلیمی بورڈ کے قواعد

"ہر مدرسہ میں حسب ذیل چیزیں ہونا چاہئیں:

(الف) "ایک روزنامچہ یا کتاب وقائع جس میں تاریخ مدرسہ کے واقعات مختصراً درج ہوں۔

"کتاب وقائع کی مضبوط جلد ہو اور اس کے اندر کم از کم ۳۰۰ دھاریدار صفحے ہوں۔ اس کو صدر مدرس کے زیر نگرانی مدرسہ میں رکھا جائے۔ صدر مدرس اس میں وقتاً فوقتاً حسب ذیل واقعات کا اندراج کرتا جائے:

نئی کتابوں، آلات یا ضابطہ تدریس کا رواج، بورڈ کا منظورہ طریق اسباق، منتظمین کا معائنہ، اساتذہ مدرسہ میں سے کسی کی غیر حاضری، بیماری یا فرائض میں کوتاہی، یا مدرسہ سے متعلق کوئی ایسا خاص واقعہ جو آیندہ حوالہ دینے کے لئے یا کسی اور وجہ سے قابل اندراج ہو۔ اس میں صرف اظہار واقعات ہو۔ مدرسہ کے شعار یا کارکردگی سے متعلق کوئی رائے ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں۔ الا اس صورت میں کہ ضمن ۴۴ اجازت دے۔

"حسب ضرورت صدر مدرس کو کتاب وقائع میں اندراجات کرنا

جائیں۔ صدر مدرس مراسل، رجسٹروں کی تصحیح کرنے والے منتظمین یا مقامی حکام تعلیمات جس افسر کو اس کا مجاز قرار دیں، صرف وہی عہدہ دار اندراجات کرسکتا ہے۔

"جب کبھی مدرسہ بند کر دیا جائے تو کتاب وقائع میں اس کی وجہ کی صراحت کر دی جائے۔ نیز اس میں حاضری کی تمام اہم تبدیلیوں اور مدرسے کے معمولی روزمرہ کام کے جملہ تغیرات کا تذکرہ ہو۔"

(ب) جلسہ ہائے منتظمین کی کارروائیوں کے اندراجات کی کتاب۔

(ج) سرکاری مراسلات رکھنے کے لئے ایک قلمدان۔

(د) تعلیمی بورڈ کا مجموعہ قوانین جو فی الوقت رائج ہو۔

(ھ) ایک کتاب سزا جس میں یہ درج ہو کہ کن کن طلبار کو اور کن وجوہ سے جسمانی سزا دی گئی ہے۔

معذورین۔ داخلے کا فارم [1]

(۱) بچے کا نام	
(۲) پورا پتہ	
(۳) تاریخ پیدائش	
(۴) بچے کی مدت حاضری	

لہ (لندن کونٹی کونسل کے تحت) لندن کے مدارس میں اس کا رواج ہے۔ دماغی عیب نہ رکھنے والے معذورین کے لئے ایک اور فارم استعمال کیا جاتا ہے جو اس سے زیادہ سادہ ہے۔

(الف) مدرسہ ہذا میں؟

(ب) دوسرے مدرسہ میں؟

(۵) بچہ کیا دکھائی دیتا ہے۔ بیوقوف یا ذہین؟

(۶) آیا بچہ ۱ فرمانبردار ہے، ۲ شریر ہے، ۳ کینہ پرور ہے؟

(۷) آیا بچے کی عادتیں درست اور صفائی پسند ہیں؟

(۸) آیا بچے کے رجحانات غیر معمولی یا خطرناک ہیں؟

(۹) بچے کی ذہنی استعداد کیسی ہے؟

۱ مشاہدہ

۲ تقلید

۳ توجہ

۴ حافظہ

۵ قرأت (درجہ .... کے مساوی)

۶ لکھائی (درجہ .... کے مساوی)

۷ حساب (درجہ .... کے مساوی)

۸ رنگ

۹ خاص خاص شوق

(۱۰) آیا بچہ محبت کرنے والا ہے یا اس کے برعکس؟

(۱۱) آیا بچہ میں کسی قسم کا اخلاقی حس ہے؟

(۱۲) آیا بچے سے متعلق آپ کچھ اور معلومات رکھتے ہیں؟

دستخط ____________

مدرسہ ____________

شعبہ ____________

تاریخ ____________

بالعموم سات برس سے کم عمر والے بچوں کو خاص مدرسے کے داخلہ کیلئے نامزد نہیں کرنا چاہیئے

مدرسے کی کانفرنس کے اندراجات ہر جلسہ کے ختم پر چند ہی دنوں کے اندر مدرسے کی کانفرنسوں کی کارروائیاں اس کتاب میں درج کرلینا چاہئیں جو اس مقصد کے لئے رکھی جاتی ہے۔ اور جب یہ کانفرسیں بین شعبہ جاتی نوعیت کی ہوں تو ان کارروائیوں پر اندراج کے بعد ہی صدر مدرسین متعلقہ کے دستخط لے لینا ضروری ہے۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ان کارروائیوں کے بیان کی نوعیت بالکل رسمی ہو۔ لیکن ساتھ ہی اتفاق آرا نہ ہونے کی صورت میں اس میں اتنی تفصیل ہو کہ ہر انفرادی رائے کا تذکرہ آجائے۔

آٹھواں باب

"جو شخص قدرتی اور روحانی اشیاء میں تفریق کرتا ہے وہ فطرت انسانی سے ناواقف ہے" اور و را لی

"تربیت اصل چیز ہے۔ شفتالو کسی زمانے میں ایک کڑوا بادام تھا۔ گوبھی اسی وقت کرم کلہ بنتا ہے جب اسکی اعلیٰ تربیت ہو" واک ٹوئین۔

مدرسہ کا تعلق مقامی انتظام حکومت سے

دو قسم کے طلبا کے ساتھ خاص تاکید ضرور (۱) لایق طالبعلم (۲) پس افتادہ طالبعلم | شعبہ جات مدارس میں

بچوں کی ترتیب زیادہ تر اوسط طالب علم کی استعداد اور قابلیتوں پر مبنی ہوتی ہے۔ لیکن آئے دن کا تجربہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے ایک طرف لایق بچے سے اور دوسری طرف معذور طالب علم سے ممیز رکھا جائے۔ معذور بچوں سے مراد وہ بچے ہیں جو مدرسے کی زندگی کے معمولی حالات میں علم سیکھنے کی قابلیت کا مطلق ثبوت نہیں دیتے۔

بالعموم لایق بچے کی مزید تعلیم کے لئے باضابطہ شعبہ کے انتظامات میں

اسی وقت توسیع کیجاتی ہے جب کہ وہ معمولی مدرسے کی کسی اونچی جماعت میں پہنچ جاتا ہے جس کے بعد امتحان یا نامزدگی کے ذریعہ، غرض جو بھی اس رقبے کا عملدرآمد ہو، اسے اعلیٰ تحتانیہ مدرسہ میں ترقی دیجا سکتی ہے یا وظیفہ کی مدد سے وہ ثانوی مدرسے میں داخلہ حاصل کر سکتا ہے۔

برخلاف اس کے تربیت کے ابتدائی مراحل میں معذور طالب علم کے لئے خاص انتظام کرنا پڑتا ہے۔ بالعموم وہ جسمانی اور ذہنی ترقی میں اوسط بچے کے اس قدر پیچھے ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف اوسط قابلیت رکھنے والے بچوں کے ساتھ تعلیمی دوڑ میں پیچھے رہ جاتا ہے بلکہ بقول اسپنسر وہ اس لئے بھی نقصان میں رہتا ہے کہ مدرسہ کے معمولی ماحول سے اسے کوئی مناسبت نہیں ہوتی۔ مزید برآں ضعیف الارادہ بچہ سے اس قسم کی اخلاقی ابتری ظہور میں آتی ہے جیسے کہ کینہ پروری، بے رحمی، فاسد محبت، جس کی اگر باقاعدہ نگرانی اور روک تھام نہ کیجائے تو دوسروں کے لئے خطرناک ثابت ہونیکا اندیشہ ہے۔ لہٰذا ایسے بچوں کی تعلیم کا خاص انتظام نہ صرف ان کے اپنے حق میں مفید ہے بلکہ مملکت کی حکمت عملی کا بھی یہی تقاضہ ہے۔

یہ حساب لگایا گیا ہے کہ ابتدائی مدارس میں تعلیم پانے والے بچوں میں تقریباً ایک فیصدی معذور ہوا کرتے ہیں۔ ذہنی قوت اور جسمانی نشو نما کا باہمی تعلق عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جسمانی انحطاط کی صورت میں اسی مناسبت سے ذہنی ترقی بھی مسدود ہو جاتی ہے۔ اسیطرح تجربہ سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ جن بچوں کو جسمانی تفوق حاصل ہے ان کی فہم اور حیاتی قوت بھی بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ نیز، قوت حافظہ کی عملی آزمائشوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مختصر اور منحنی بچوں کے مقابلہ میں

قوی جثہ اور طاقتور طلباء کی حضوری قوت حافظہ بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ غالباً اس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ جو حالات جسمانی بالیدگی کے موافق ہیں وہی دماغ اور اعضاء رئیسہ کی بہترین تشکیل اور توازن کے بھی معاون ہیں[1]۔"

معذور بچوں کی خاص جماعتوں کے قیام میں جرمنی کو اولیت حاصل ہے لندن کے سابق حکام تعلیمات پر جب ہلفن شولن کی لاجواب تربیت کا افادہ روشن ہوگیا تو انھوں نے اس ملک (انگلستان) میں سب سے پہلے اس قسم کی جماعتیں قائم کیں۔ یہ واقعہ ۱۸۹۲ء کا ہے ۱۸۹۹ء میں معذور اور مصروع اطفال کے قانون[2] کے ذریعہ حکومت نے اس تحریک کو تسلیم کر لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگلستان اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے دیگر بڑے شہروں میں اس قسم کی جماعتیں قائم ہونے لگیں۔

برخلاف اس کے قوانین تعلیمات کے تحت مقرر کئے ہوئے حالیہ حکام تعلیمات پر جو وسیع ذمہ داریاں عائد کی گئی ہیں، ان کی رو سے بعض شرائط کے ساتھ ثانوی مدارس اور اعلیٰ تعلیم کے دیگر اداروں کی نگرانی، قیام اور انتظام کا ان حکام کو اختیار دیا گیا ہے۔ ایک زمانہ سے اس بات کی ضرورت تھی کہ ان اداروں کو سرکار تسلیم کرے اور انہیں امداد بہم پہنچائے۔ تعلیمی بورڈ کے نافذہ قواعد[3] کا لازمی اثر یہ ہونا چاہیئے کہ ان اداروں کو عمدہ انتظام اور

---

[1] شکاگو کے مدارس عامہ کے سلسلہ میں ملاحظہ ہو مطالعہ طفل کی روئیداد نمبر ۳۔

[2] یہ قانون ۱۹۲۱ء میں منسوخ کر دیا گیا اور اس کے دفعات ۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات میں شامل کر دیئے گئے۔

[3] ان قواعد کی رو سے یہ بھی ضروری ہے کہ نصاب تدریب چار سالہ ہونا چاہیئے جو بارہ برس سے زیادہ عمر میں نہ شروع کیا جائے۔ بالک گھر اور ثانوی مدارس کے اعدادی شعبہ جات پر عمر کی ان پابندیوں کا اطلاق نہیں ہوتا۔

ترقی کی خاطر خواہ سہولت حاصل ہو جائیگی۔ اِن قواعد میں ثانوی مدرسے کی یوں تعریف کی گئی ہے:۔

"وہ ایک ایسا غیر اقامتی یا اقامتی مدرسہ ہے جس میں طلباء کو سولہ سال کی عمر تک یا اس کے بعد ایک عام جسمانی، ذہنی اور اخلاقی تعلیم دیجاتی ہے، جس کی تدریب کا نصاب مکمل طور پر درجہ بند ہوتا ہے اور جو ابتدائی مدارس کے نصاب کے مقابلہ میں زیادہ وسیع اور اعلیٰ ہوتا ہے[1]"

رقبہ واری اور سررشتہ واری نظم ونسق کی وسیع تعلیمی حدود سے مقامی حکام کو اپنے رقبہ کے اندر تعلیمی کام کے تمام حصوں میں تطابق پیدا کرنے کی بالآخر سہولت حاصل ہونا چاہیئے تاکہ جہاں تحتانیہ مدرسے کی تعلیم ختم ہو، ٹھیک وہیں سے ثانوی مدرسہ کا کام شروع ہو جائے اور اس طرح ایک سے نکلکر دوسرے میں داخل ہوتے وقت غیر ضروری مشکلات[2] کا سامنا نہ ہو اور ابتدائی مدرسے کے سابق طلباء کو ثانوی مدرسے میں شروع ہی سے ایسی سخت جدوجہد نہ کرنا پڑے کہ وہ نصاب جاری رکھنے سے ہمت ہار دیں۔ اس ملک (انگلستان) میں ثانوی مدارس کے لئے طلباء کا انتخاب امتحانات کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔

---

[1] ثانوی مدرسہ کی بہترین تعریف اسکاٹلنڈ کے مجموعہ قوانین میں پائی جاتی ہے۔

[2] سنہ ۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات کے دفعات ۱۱ اور ما بعد کے دفعات کی رو سے مقامی حکام تعلیمات پر یہ فرض عائد کر دیا گیا ہے کہ "ان تمام افراد کے لئے جو اس سے استفادہ کرنے کے قابل ہیں" بہ منظوری بورڈ" قومی نظام تعلیم کے قیام کی غرض سے تجاویز تیار اور پیش کریں۔"

امریکن سیڑھی وہ سنہری سیڑھی جس کی مدد سے امریکہ کا مفلس سے مفلس بچہ تعلیم کے مختلف مدراج کو طے کرتا ہوا بالآخر جامعہ کے دروازہ تک پہونچ جاتا ہے۔ اس ملک (انگلستان) میں جہاں کہیں جب ہم اسے تلاش کرتے ہیں تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس کے اکثر زینے غائب ہیں۔ اکثر نوجوان امیدواروں کے لئے یہ کمی حوصلہ شکن ہے لیکن جو لوگ اس سیڑھی پر چڑھنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں وہ کسی نہ کسی طرح ان شگافوں کو پھاند ہی لیتے ہیں۔

امریکن سیڑھی کے مفہوم کی توضیح کے لئے مختصراً یہ بیان کر دینا مناسب ہے کہ ریاستہائے متحدہ میں کس طرح ہر لڑکے اور لڑکی کے لئے مختلف راستے کھلے ہوئے ہیں:۔

(۱) چار سے لیکر چھ برس تک کے بچوں کے واسطے بالک گھر۔

(۲) چھ سے لیکر چودہ برس تک کی عمر والے بچوں کے واسطے ابتدائی مدرسہ۔

(۳) چودہ سے اٹھارہ برس کی عمر والے بچوں کے لئے مدرسہ فوقانیہ۔

(۴) اٹھارہ برس سے لیکر بائیس برس کی عمر والے نوجوانوں کے لئے کلیہ یا جامعہ۔

(۵) بائیس سے لیکر چوبیس برس کی عمر والے اشخاص کے لئے جامعہ کا بعد طیلسانی نصاب۔

بالک گھر کے مدارس کو قائم ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ ان کی حاضری عموماً جبری نہیں لیکن داخلہ کی درخواستیں اس کثرت سے وصول ہوتی ہیں کہ اس طلب کی خاطر خواہ تکمیل کے لئے اسی سرعت کے ساتھ مکانات کی تعمیر ناممکن ہے گو مختلف ریاستوں میں جبری تعلیم کے مختلف قوانین ہیں، یہ کہا جا سکتا ہے کہ بالعموم

ابتدائی مدرسہ ہی امریکہ کی جبری تعلیم کا واحد ذریعہ ہے۔ اکثر ریاستوں میں عمر کی بالائی حد چودہ سال ہے اگرچہ جبری حاضری کی بیشترین حد سولہ برس سے زیادہ نہیں۔

ابتدائی مدرسہ کے مکمل نصاب سے فارغ التعلیم ہونے کے بعد" امریکہ میں بچے چار سالہ نصاب تدریب کے لئے فوقانیہ مدرسہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ یہ نصاب عموماً اٹھارہ یا انیس برس کی عمر میں ختم ہو جاتا ہے گو نصاب نہ ختم کرنے کی صورت میں طالب علم اکیس سال کی عمر تک بھی وہاں شریک رہ سکتا ہے۔ اس نصاب کو ختم کرنے کے بعد وہ فوقانیہ مدرسہ کا "فارغ التعلیم" کہلاتا ہے جس کے لئے اسے ایک صداقت نامہ دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اسے کلیہ میں داخل ہو کر تعلیمی سند حاصل کرنے کی آزادی ہے۔ بالعموم یہ سند امتحانات کے نتائج کی بجائے کلیہ کے مختلف میقاتوں میں طالب علم کے کامیاب کارنامہ کی بنا پر عطا کیجاتی ہے۔

جامعہ کے مختلف پیشہ ورانہ اداروں میں بعد طیلسانی نصاب سکھا جاتا ہے۔ اس نصاب میں اس قدر اعلیٰ اور خاص نوعیت کی صنعتی تدریب داخل ہے کہ ہر شخص اس سے مستفید نہیں ہو سکتا۔ معمولی تعلیمی نصاب کی بجائے بعض طلباء اس نصاب کی اٹھارہ اور بائیس برس کی عمر کے درمیان ہی تکمیل کر لیتے ہیں۔

غرض یہی وہ تعلیمی زینہ ہے جس کے ذریعہ امریکہ کے طلباء تہذیب و تمدن اور پیشہ ورانہ یا صنعتی مہارت کے قصر میں داخل ہوتے ہیں۔ اس منزل پر اسکے طریقے مختصراً بیان کر دینا ضروری ہے۔ چونکہ ہر ریاست اپنے قوانین آپ وضع کرتی ہے، نظام تعلیم میں اختلافات کا ہونا ناگزیر ہے۔ بہر صورت اٹھارہ برس کی عمر تک مفت تعلیم کا رواج عام ہے۔ بعض ریاستوں میں اکیس برس بلکہ بعض وقت اس کے بعد بھی تعلیم مفت دیجاتی ہے۔ ابتدائی مدارس

کے سوا حاضری ہر جگہ بالکل اختیاری ہے۔ لیکن آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کے لئے طالب علم کا سابقہ نصاب سے "فارغ التعلیم ہولینا" یا اس کا تکملہ کرلینا ضروری ہے۔ مغربی "ریاستوں" کی جامعات میں کلیہ یا جامعہ کی تربیت بھی مفت دیجاتی ہے۔ اور مقامات پر بھی یہ کم و بیش مفت ہے۔

گو تحتانیہ مدارس کے "بعد ہی" فوقانیہ مدارس کا نصاب شروع ہوجاتا ہے۔ تاہم اہل امریکہ خود اس نقطہ اتصال کو بالکل اطمینان بخش نہیں خیال کرتے۔ برخلاف اسکے فوقانیہ مدارس اور کلیہ یا جامعہ کی تعلیم کی درمیانی کڑی نہ صرف بے نقص بلکہ مضبوط ہوتی ہے۔ اول الذکر صورت کی اصلاح کے لئے ابتدائی مدرسہ کی اعلیٰ جماعتوں میں ثانوی مدارس کے بعض مضامین رائج کئے جارہے ہیں اور دونوں اداروں کے اساتذہ کے درمیان کانفرنسوں اور ایک دوسرے کے کام کے معائنہ کا طریقہ اختیار کیا جارہا ہے۔ جہاں تک فوقانیہ مدارس اور کلیہ کا تعلق ہے عام طور پر نامزدگی یا "تسلّم" کا طریق رائج ہے جس کے نتائج نہایت مفید ثابت ہوئے ہیں۔ لیکن اب بھی بعض جامعات میں داخلے کے امتحان کی شرط ہے۔

طریق "تسلّم" اس طریق کو کہتے ہیں جس میں چند فوقانیہ مدارس کو جامعہ کے ساتھ اس غرض سے ملحق کردیا جاتا ہے کہ رسدی اداروں کا کام دیں۔ اس مقصد کے لئے جامعہ کے پروفیسر مختلف اوقات میں فوقانیہ مدارس کا معائنہ کرتے ہیں تاکہ ان کے طریقہ تعلیم اور عام کارکردگی کی آزمائش کا موقع ملے۔ اس معائنہ کی بنا پر جو ادارے پسند کئے جائیں، جامعہ انہیں تسلیم کرلیتی ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ امتحان کے عوض میں مدرسہ فوقانیہ کے فارغ التعلیم طلبا کی مقامی نامزدگی جامعہ کی شرکت کے لئے کافی ہے۔ اس طرح پر اعلیٰ ترین مرکز علوم کا مطمح نظر ثانوی مدارس کا مطمح نظر بنجاتا ہے اور اگر ابتدائی مدارس بھی اسی طرح متاثر ہوں

تو اس سے بہتر کوئی بات نہیں۔

امریکہ میں وظائف کا اتنا رواج نہیں جتنا کہ اس ملک (انگلستان) میں ہے۔ وہاں یہ وظائف محض جامعات تک محدود ہیں اور زیادہ تر نامزدگی کے اصول پر عطا کئے جاتے ہیں یہ وظائف یا تو طالب علم کی ضروریات، سیرت اور قابلیت کی چھان بین کرکے اس کے نتائج پر دیئے جاتے ہیں یا جامعہ اپنے "مسلمہ" فوقانیہ مدارس سے چند وظائف متعلق کرکے ان کے حکام کو نامزدگی کا مجاز قرار دیتی ہے۔

وطن (انگلستان) کا انتظام حکومت ثانوی مدارس اور اعلیٰ تعلیم کے دیگر اداروں کا معیار اور حدود قائم کرکے ابتدائی مدارس سے اول الذکر مدارس میں داخل ہونے والے طلبار کے لئے ۲۰ فیصدی[1] "مفت نشستوں" کے تحفظ کا مطالبہ تعلیمی بورڈ[2] کا ایسا قدم ہے جس سے تعلیم کے نئے عہد کی ابتدا ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ تعلیمی بورڈ ابھی تک صرف تجربہ ہی کر رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فی الحال اس کا ارادہ مقامی حکام تعلیمات کو حتی الامکان زیادہ سے زیادہ اختیارات دینے کا ہے۔

ان حالات میں مقامی حکام تعلیمات قوم کے ہر حصہ کی تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کے مجاز ہیں۔ نیز تحت کے مختلف اداروں کے کام میں خاطر خواہ

---

[1] ذیلی قواعد کے ذریعہ حکام کو "چھ سے چودہ" یا "چھ سے پندرہ" کی شرط لگانیکا اختیار حاصل ہے۔ (دفعہ ۲۶، قانون ۱۹۰۲ء) ایسے ذیلی قواعد کے لئے تعلیمی بورڈ کی منظوری لازمی ہے۔

[2] ملاحظہ ہوں قواعد برائے مدارس ثانوی۔

یکسانیت پیدا کرنا اور ان پر عام نگرانی رکھنا ان کے فرائض میں داخل ہے۔

حکومت کے کل پرزے لازمی طور پر پیچیدہ ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے تو یہ کہ مقامی حکام کا قانونی فرض ہے کہ وہ اپنے رقبہ میں رہنے والے پانچ[1] برس سے لیکر چودہ برس کی عمر والے تمام بچوں کو مدرسہ میں حاضر رہنے پر مجبور کریں اور ان کی تدریب کے لیئے عمدہ نشستیں اور موزوں اساتذہ مہیا کریں۔ حاضری کے اغراض کے لئے تمام حکام کو ذیلی قواعد بنانے کا اختیار حاصل ہے۔ ۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات کے تحت ہر رقبے اور قصبے کا مقامی بورڈ حکام تعلیمات کا مترادف ہے۔ لیکن آبادی کی بنا پر قصبات اور شہری رقبہ جات سے متعلق بعض شرائط عاید کی گئی ہیں؟

ابتدائی تعلیم مقامی حکام تعلیمات کا فرض ہے کہ وہ ابتدائی تعلیم کے لئے اپنے رقبہ کے اندر جن ابتدائی مدارس عامہ کی ضرورت ہو ان کا صرفہ برداشت کریں۔ اور ان کی تعلیمی حالت درست رکھیں۔ اور اس مقصد کے لئے انہیں تمام مصارف پر اختیار حاصل رہیگا اور دیگر ابتدائی مدارس میں دینوی علوم کی جو تدریب دی جائے وہ اس کے تمام تر ذمہ دار رہینگے اور اس پر نگرانی رکھینگے۔

مقامی حکام تعلیمات کے قائم کئے ہوئے جملہ ابتدائی مدارس عامہ کے لئے مجلس کونٹی کے مقرر کئے ہوئے منتظمین جن کی تعداد چار سے زیادہ نہ ہو،

---

[1] ابتدائی تعلیم کے لئے دس ہزار سے زیادہ آبادی کا قصبہ یا بیس ہزار سے زیادہ آبادی کے شہری رقبہ کی مجلس صرف کونٹی کونسل اور کونٹی برو اعلیٰ تعلیم کے اختیارات رکھتے ہیں۔

ضروری ہیں یہ اس صورت میں کہ مجلس کے ہاتھ میں یہ اختیارات ہوں۔ اسکے علاوہ ان مدارس کے لئے ماتحت مقامی حکام کے مقرر کئے ہوئے دو منتظمین بھی رہیں۔ لیکن جہاں قصبہ یا شہری رقبہ کی مجلس کو یہ مقامی اختیارات حاصل ہیں، وہاں یہ مجلس اپنے کسی مدرسے کے لئے جتنے منتظمین مناسب خیال کرے مقرر کر سکتی ہے۔

مقامی حکام کے علاوہ دوسروں کے قائم کئے ہوئے ابتدائی مدارس عامہ کے لئے زیادہ سے زیادہ چار بانی منتظمین[1] اور دو دیگر منتظمین ضروری ہیں۔ اول الذکر کا تقرر سنہ ۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات کی شرائط کے مطابق کیا جائے۔

مقامی حکام تعلیمات پر فرض ہے کہ اپنے رقبہ میں دوسروں کے قائم کئے ہوئے ابتدائی مدارس عامہ کے مصارف برداشت کریں اور ان کی حالت درست رکھیں لیکن یہ اسیوقت جب کہ حسب ذیل شرائط کی پابندی کیجائے۔

(الف) مدرسہ کے منتظمین کا فرض ہے کہ مدرسہ میں دنیوی علوم کی تدریب سے متعلق مقامی حکام تعلیمات کی جملہ ہدایات پر عمل کریں۔ اس تدریب کے لئے اساتذہ کی تعداد اور قابلیتوں سے متعلق اور تعلیمی وجوہ کی بنا پر کسی استاد کی برطرفی کے بارے میں ان کے احکام کی تعمیل کریں۔ اور اگر منتظمین عدول حکمی کریں تو مقامی حکام تعلیمات کو علاوہ دیگر اختیارات کے اس کا بھی اختیار حاصل ہے کہ زیر بحث ہدایت پر خود ہی عمل کریں گویا کہ وہ خود منتظمین ہیں۔ لیکن

---

[1] ملاحظہ ہو سنہ ۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات کا دفعہ ۳۰ (۲) نیز دفعہ ۳۰ (۵) جس میں مستثنیات، اتحاد مدارس، مرکزی مدارس وغیرہ کا بیان درج ہے۔

اس دفعہ کے تحت کوئی ایسی ہدایت نہیں دیجائیگی جو اوقات مدرسہ کے اندر مذہبی تدریب کی جائز سہولتوں میں مداخلت کرے۔

(ب) مقامی حکام تعلیمات کو مدرسے کے معائنہ کا اختیار حاصل رہیگا۔

(ج) اساتذہ کے تقرر کے لئے مقامی حکام تعلیمات سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔ لیکن یہ اجازت تعلیمی وجوہ کے سوا کسی اور بناء پر نہیں روکی جاسکتی۔ الا آنکہ مدرسہ کی مذہبی تدریب سے متعلق کسی استاد کی برطرفی عمل میں آئے، اس کے لئے بھی ان حکام کی اجازت لازمی ہے۔

(د) اگر استاد کی رہائش کے لئے کوئی مکان ہو اس کے سوا مدرسہ کے لئے جو عمارت ہو، منتظمین مدرسہ اس کا مفت انتظام کریں۔ مقامی حکام تعلیمات ابتدائی مدرسہ عامہ کے لئے اس عمارت کو استعمال کریں اور منتظمین اپنے مصارف سے مدرسہ کی عمارت کی مرمت کرائیں اور مقامی حکام تعلیمات جن جائز تبدیلیوں اور ترمیمات کا مطالبہ کریں اسے پورا کریں۔ البتہ ابتدائی مدرسہ عامہ کے لئے جس عمارت مدرسہ کو استعمال کیا گیا ہے اس کے کسی کمرے میں کوئی خرابی واقع ہوئی ہے اور مقامی حکام اسے روزمرہ استعمال کا نتیجہ سمجھتے ہیں تو ایسی صورت میں جو مرمت کی جائے گی اس کے مصارف مقامی حکام تعلیمات خود برداشت کرینگے۔

(ھ) اگر مقامی حکام تعلیمات اپنے مدارس کے اندر خاطرخواہ گنجائش نہ دیکھیں تو منتظمین مدرسہ کا فرض ہے کہ ان حکام کو تعلیمی مقصد کے لئے اوقات مدرسہ کے علاوہ عمارت مدرسہ کے کسی کمرے کے مفت استعمال کی اجازت دیں۔ لیکن ہفتہ میں تین دن سے زیادہ اس قسم کی اجازت دینے پر وہ مجبور نہیں کئے جاسکتے۔

جس مدرسے کو مقامی حکامِ تعلیمات نے قائم نہیں کیا بلکہ محض اس کے مصارف برداشت کرتے ہیں، جب اس کے منتظمین اوقات مدرسہ کے علاوہ اس کا فرنیچر استعمال کریں اور مقامی حکام تعلیمات اس کے کسی کمرے کو کام میں لائیں تو اس استعمال سے کمرے اور فرنیچر کو جو نقصان پہنچے اس کے مصارف علی الترتیب یہ دونوں برداشت کریں گے۔ (روزمرہ کے استعمال سے جو فرسودگی واقع ہو اس کے مصارف اس سے مستثنیٰ ہیں)۔ منتظمین کو چاہیئے کہ عمارت مدرسہ کے کسی کمرے کو استعمال کرنے کے بعد دیگر مقاصد مدرسہ کے لئے اسے اچھی حالت میں چھوڑیں۔

سنہ ۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات کے دفعہ (۲۹) کے تحت مقامی حکام تعلیمات اور ایسے مدرسہ کے منتظمین کے درمیان، جو ان حکام کا قائم کردہ نہ ہو، کوئی نزاع پیدا ہو تو تعلیمی بورڈ اس کا تصفیہ کریگا۔

پاریمانی امداد کے حصول کے لئے ابتدائی مدرسہ عامہ کو جن شرائط کی تکمیل کرنی پڑتی ہے، ان میں سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ دفعہ (۲۹) کے تحت اسکی شرائط کے مطابق کام کرے۔

ان ابتدائی مدارس عامہ میں جو مقامی حکامِ تعلیمات کے قائم کردہ نہیں ہیں بلکہ یہ حکام ان کے مصارف برداشت کرتے ہیں، اگر ضرورت ہو تو مذہبی عقائد اور فرقہ سے قطع نظر مددگار مدرسین اور متعلم اساتذہ کا تقرر کیا جا سکتا ہے دنیوی علوم کی تدریب دینے والے ایسے اساتذہ جن کا کسی خاص مدرسہ سے تعلق نہ ہو، عملی مضامین کے اساتذہ، متعلم اساتذہ اور مدرس طلباء کے تقرر کا حق مقامی حکام تعلیمات کو حاصل رہیگا جو امتحان وغیرہ کے ذریعہ ان امیدواروں کی قابلیت کا علی الترتیب یقین کرینگے۔

جو ابتدائی مدارس عامہ مقامی حکام تعلیمات کے قائم کردہ نہیں ہیں، انکی مذہبی تدریب کی نوعیت وقف نامہ (بشرطیکہ ایسا کوئی دستاویز ہو) کے مطابق ہوگی اور یہ تدریب منتظمین کے اختیار میں رہیگی۔ اگر وقف نامہ میں اسقف یا کسی اعلیٰ کلیسائی یا دیگر فرقہ وارانہ حکام کی اجازت ضروری ہو اور کوئی ایسی شرط موجود ہو جس کے تحت اسقف یا دیگر حکام کو اس فیصلہ کا حق حاصل رہے کہ آیا مذہبی تدریب کی نوعیت وقف نامہ کی شرائط کے مطابق ہے یا نہیں تو ایسی صورت میں اس ذیلی دفعہ کا اسپر اطلاق نہ ہوگا۔ ایسے مدرسے کے منتظمین کو، جسے مقامی حکام تعلیمات نے قائم نہیں کیا مگر اس کے مصارف برداشت کر رہے ہیں، وہ تمام انتظامی اختیارات حاصل رہینگے جو ۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات پر عمل کرنے کے لئے ضروری ہیں [نیز دفعہ (۲۹) کی روسے مقامی حکام تعلیمات اختیارات کے تحت] انہیں اساتذہ کے تقرر اور برطرفی کا پورا حق حاصل ہے۔ الا اس صورت میں جب کہ قانون کا منشاء صریحاً برعکس[1] ہو۔ ۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات کے تحت تدریب دینے کے اختیارات سے مراد یہ ہے کہ تعلیمی بورڈ کے قواعد کی روسے ابتدائی مدرسہ عامہ میں یہ تدریب ان طلباء تک محدود رہے جو تعلیمی سال کے ختم پر سولہ سال کی عمر سے متجاوز نہ ہوں۔ اگر مدرسہ کے قرب وجوار میں اعلیٰ تعلیم کے خاطر خواہ انتظامات نہ ہوں تو تعلیمی بورڈ کی منظوری سے مقامی حکام تعلیمات کو اختیار ہے کہ اس قسم کے کسی مدرسہ کی تدریب کے حدود میں توسیع کریں[2] ۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات کے تحت

---

[1] دفعہ ۲۶ (۱) قانون تعلیمات۔

[2] دفعہ ۲۶ (۲) قانون تعلیمات ۱۹۲۱ء۔

کونسل کے اختیارات میں کلیہ یا مدرسے میں تعلیم پانے والے بچوں یا ان کے اساتذہ کی سواری کے انتظامات یا خرچ سفر کی مناسب مقدار کی ادائی بھی داخل ہے، بشرطیکہ اس رقبہ یا اس کے کسی حصہ کے حالات کونسل کی رائے میں اس انتظام یا ادائی کے مقتضی ہوں۔

مزید برآں ۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات کے تحت . . . . . .

۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات کی رو سے مقامی حکام تعلیمات اختیارات و فرائض میں حسب ذیل امور داخل رہینگے:۔ (۱) تعلیمی یا رعایتی وظائف کے ذریعہ سے ابتدائی مدارس عامہ کے ان طلباء کی تدریب کی امداد جن کی عمر بارہ برس سے لیکر قانون کے دفعہ ۲۶ میں تعین کی ہوئی حد تک ہو۔

(۲) ابتدائی مدرسہ عامہ میں تعلیم پانے والے بچوں کے لئے تعطیلات میں یا ایسے موقعوں پر جو مقامی حکام تعلیمات تجویز کریں، تعطیلاتی مدارس، تعطیلاتی جماعتیں، کھیل کے مرکز یا تفریح کے دیگر ذرائع مہیا کرنا۔

(۳) طبی معائنہ کا انتظام کرنا[1]

(۴) مرکزی مدارس، مرکزی یا خاص جماعتوں وغیرہ کے ذریعہ مناسب مدارج پر ابتدائی مدارس عامہ کے نصاب میں بچوں کی عمروں، قابلیتوں اور ضروریات کی مناسبت سے عملی تدریب کے خاطر خواہ اور موزوں انتظامات وغیرہ کرنا۔ نسبتاً بڑے اور ذہین بچوں کے لئے، جن میں چودہ برس کے بعد ابتدائی مدرسے میں شریک رہنے والے بچے شامل ہیں، اعلیٰ تدریب کے

---

[1] دفعہ ۸۰، قانون تعلیمات ۱۹۲۱ء

نصابات مقرر کرنا۔

(ط) دو برس سے اوپر اور پانچ برس سے نیچے عمر رکھنے والے بچوں کے لئے شش و مدرسوں کا قیام یا ان کی امداد اور ایسے بچوں کی صحت تغذیہ اور تندرستی کی نگہداشت کرنا۔

اعلیٰ تعلیم مقامی حکام تعلیمات کا فرض ہے کہ اپنے رقبہ کی تعلیمی ضروریات کے لحاظ سے اعلیٰ تعلیم کے اہتمام یا امداد کے لئے تعلیمی بورڈ کے مشورہ سے ضروری تدبیر اختیار کریں اور جملہ اقسام کی تعلیم میں عام یکسانیت پیدا کریں۔

چھوٹے قصبات اور شہری رقبہ جات کے مساوی اختیارات۔ اعلیٰ تعلیم کے اہتمام اور امداد کی غرض سے ایسی کونسل کو جو کونٹی برو یا شہری رقبے سے متعلق نہ ہو سرکاری رقوم صرف کرنیکا ایسا ہی حق حاصل ہے جیسا کہ کونٹی کونسل کو بشرطیکہ مذکورہ بالا قانون کے تحت اس مقصد کے لئے ایسی کونسل بلدی محاصل میں سے جو رقم صرف کرے وہ فی پونڈ ایک پینی کی شرح سے زیادہ نہ ہو۔

مذہبی تدریب۔ مذکورہ بالا قانون کے دفعہ ۔ ۷ کے تحت رقم صرف کرتے وقت کونسل کو اختیار نہیں کہ وہ کسی خاص قسم کی مذہبی تدریب یا عبادت یا کسی مذہبی سوال و جواب یا کسی خاص فرقے کی مختص رسومات کی تعلیم ایسے مدرسے، کلیہ یا دارالاقامہ میں لازمی قرار دے جو کونسل کا قائم کردہ نہیں بلکہ جس کے مصارف وہ برداشت کرتی ہے۔ مذہبی اعتقاد کی بنا پر کسی ایسے مدرسے، کلیہ یا دارالاقامہ سے، جو کونسل کا قائم کردہ ہے، کوئی طالب علم خارج نہیں کیا جا سکتا اور نہ اس کی حیثیت گھٹائی جا سکتی ہے۔

نیز کسی خاص مذہبی فرقے کی رسومات یا سوال وجواب لازمی نہیں قرار دئے جاسکتے۔ سنہ ۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات کے دفعہ ۷ کے تحت جس مدرسے یا کلیہ کو مقامی حکام تعلیمات امداد دے رہے ہوں یا جس کے مصارف وہ برداشت کر رہے ہوں، اس میں روزینہ یا شبینہ تعلیم پانے والے طالب علم کے داخلے پر اس مدرسے یا کلیہ میں تعلیم پانے کی یہ شرط نہیں لگائی جاسکتی کہ وہ کسی اتوار کے مدرسے یا مذہبی عبادت کی جگہ مذہبی رسوم یا اس مدرسے یا کلیہ میں یا کوئی اور جگہ مذہبی مضامین کی تدریب میں حصہ لے یا حصہ لینے سے احتراز کرے۔ مذہبی عبادت یا مذہبی مضمون کے کسی سبق کا ایسا وقت مقرر کیا جائیگا کہ اگر طالب علم چاہے تو اپنے آپ کو اس سے علیحدہ رکھے۔

غیر ابتدائی تعلیم کے اہتمام یا امداد کے اختیار میں تعلیم المعلمین کا اختیار بھی داخل ہے۔

غیر ابتدائی تعلیم کے اہتمام یا امداد کا کونسل کو جو حق حاصل ہے اس میں اس مقصد کے لئے رقبے سے باہر اس قسم کے اہتمامات کرنے کا حق بھی داخل ہے بشرطیکہ ایسا کرنا اس رقبے کے مفاد میں داخل ہو۔ اس رقبے کے اندر یا باہر مدارس یا کلیہ کے طلبار کی فیس کی ادائی یا امداد اور ان کے تعلیمی وظائف کا اہتمام یا امداد کا اختیار بھی اس میں شامل ہے۔ نیز کونسل کا فرض ہے کہ تسلسلی مدارس کی کافی تعداد قائم کرے اور ان کے مصارف برداشت کرے۔[1]

ان کلیات سے ظاہر ہو جائیگا کہ مقامی حکام تعلیمات پر کیسی اہم ذمہ داریاں

---

[1] سنہ ۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات کا یہ دفعہ (۷۵) عارضی طور پر منسوخ کر دیا گیا ہے۔

عاید ہوتی ہیں اور ان کے اختیارات کس قدر وسیع ہیں۔ اس پر بھی ان کی تفصیل ختم نہیں ہوئی۔ مثلاً ۱۹۰۸ء کا قانون اطفال جس میں بچوں کی نگہبانی اور تعلیم سے متعلق اکثر سابقہ قوانین منضبط کئے گئے ہیں، مقامی حکام کی ذمہ داریوں پر مزید روشنی ڈالتا ہے۔

نظم و نسق کے کام کی تفصیل تقریباً لامتناہی ہے جن عام قوانین کے تحت حکام عمل کرنا چاہتے ہیں، ان کے تعین کے بعد رقبے کے نظم و نسق سے متعلقہ جملہ افراد کی رہنمائی کے لئے قواعد وضع کرنا باقی رہجاتا ہے۔ منتظمین، اساتذہ اور دیگر عہدہ داروں کے فرائض کی تعریف بیان کرنا اور انہیں منضبط کر دینا، ایسے اصول قائم کرنا جن کا اطلاق کام کے ہر شعبے کے مصارف پر ہو، طویل تعطیلات کی تعداد اور مدت مقرر کرنا، مدرسے کے اوقات کار کا تعین، متعلم اساتذہ اور مدرس طلباء کی تربیت کا باقاعدہ انتظام کرنا۔ یہ تمام چیزیں ضروری ہیں۔

نیز دستی صنعت، خانہ داری اور دیگر مضامین کی مرکزی تدریب کا بھی کچھ نہ کچھ انتظام کرنا پڑتا ہے۔ بین شعبہ جاتی ترقی کی شرائط مقرر کرنا اور اعلیٰ درجہ کے اداروں کے لئے داخلوں کا انتظام کرنا بھی ضروری ہے۔ بعض حکام تعلیمات کے خیال میں الہامی کتب کی تدریب کے اصولوں کی وضاحت کر دینا، مختلف قسم کے مدارس میں بعض مضامین کو لازمی قرار دینا گانا، جسمانی ورزشیں، نقش کشی وغیرہ جیسے مضامین کے لئے ہر ہفتے کا اقل وقت مقرر کر دینا، تمام رقبے میں ختم حاضری کے وقت کا تعین کرنا اور جسمانی سزادہی کے لئے باضابطہ قواعد وضع کرنا بھی ضروری ہے۔ مزید برآں بعض رقبہ جات میں حکام تعلیمات نے یہ تصفیہ کیا ہے کہ گھر کے اسباق اختیاری رہیں اور یہ کہ اوقات مدرسہ کے بعد آدھے گھنٹے سے زیادہ بچوں کو نہ روکا جائے۔

اس مختصر بیان سے، جس میں بہت سی چیزیں شریک نہیں، ظاہر ہے کہ
مقامی حکام تعلیمات اپنے رقبے کے اندر تعلیم کی کارکردگی میں بہت کچھ اضافہ
یا تخفیف کر سکتے ہیں۔

نشستوں کا تحفظ ہر مدرسے یا شعبے کے لئے سرکاری طور پر تسلیم کی ہوئی گنجائش[1]
کا ہونا ضروری ہے۔ اور تعلیمی سال کی اوسط حاضری نشستوں
کی تعداد سے زیادہ نہ ہو[2]۔ پس ظاہر ہے کہ کسی شعبے کے طلبا کی تعداد یعنی جملہ تعداد
اس شعبے کی مسلمہ نشستوں کی تعداد سے زیادہ ہو سکتی ہے۔ تعلیمی بورڈ اس مزید تعداد
کا تعین نہیں کرتا بلکہ اس قسم کی ایک عام شرطیہ لگا دیتا ہے کہ "تعلیمی بورڈ نے
کسی کمرے کے لئے جتنی تعداد منظور کی ہے اس سے زیادہ طلبا عادتاً اس
کمرے میں بٹھائے جائیں[3]" اس لئے مقامی حکام تعلیمات کو بیشترین اضافے
کی تعداد مقرر کرنا پڑتی ہے۔ ایک رقبے کے لئے جو فیصد موزوں ہے، ممکن ہے
کہ وہ محنت کے حالات اور حاضری کے اختلافات کی وجہ سے دوسرے رقبے
کے لئے موزوں نہ ہو۔ ان ہی وجوہ کی بنا پر ایک ہی قصبہ کے دو مختلف مدارس
کے لئے یہ تعداد ناموزوں ثابت ہو سکتی ہے۔ بہر حال کوئی ایسا قاعدہ ضروری ہے
جس سے صحیح رہنمائی ہو اور حسب ذیل امور کا سدباب ہو سکے:۔ (الف) غیر معمولی
کثرت تعداد کا امکان، (ب) نشستوں کا بیکار پڑا رہنا، (ج) ایک شعبے سے دوسرے
شعبے میں ترقی کے سلسلہ میں رکاوٹیں، (د) بیرون مدرسہ سے داخلوں کا اندیشہ

---

[1] ضمن (۱۷) (ج)۔

[2] ضمن (۱۹)۔

[3] ضمن (۱۹)

جب کہ مستقبل قریب میں شعبہ صغیر کے طلباء کے داخلے کا یقین ہو۔
ایک شعبہ کی گنجائش سے زیادہ تعداد کا فیصد، جو ایک بڑے تعلیمی رقبے میں کامیاب ثابت ہوا ہے، حسب ذیل ہے:

شعبہ ذکور کے لئے ۵ فیصدی۔ اگر ۳۰۰ کی گنجائش ہو تو جملہ تعداد کی حد ۳۱۵ ہو گی۔

مخلوط شعبہ جات کے لئے ۶ فیصدی۔

شعبہ جات اناث کے لئے ۷ فیصدی۔

شعبہ جات تعیبان کے لئے ۱۰ فیصدی۔

خاص خاص مدرسوں کی ضروریات کے لئے بعض اختلافات جائز رکھے گئے ہیں۔ مثلاً ایک شعبہ ذکور جس کی سالانہ حاضری ۹۷ یا ۹۸ ہو، اس کی جملہ حاضری ۳ یا ۲ فیصدی تک محدود کر دی جائیگی۔ یہ اعداد تجربے کے بعد مقرر کئے گئے ہیں۔

مدارس صبیان اور اسی قسم کے شعبہ جات صغیر کے سوا کہیں اور اس نوعیت کے قاعدہ پر تمام سال عمل نہیں کیا جا سکتا شلاً اکثر بین شعبہ باتی ترقیات بالعموم تعلیمی سال کے آخر میں دیجاتی ہیں۔ لہٰذا اگر جملہ حاضری کی حد سے تجاوز کئے بغیر کمسن طلباء کے داخلوں کی گنجائش نکالنا ہو تو اس موقع پر اور دیگر موقعوں پر جب کہ ترقیات دینے کی تجویز ہو، شعبہ کبیر کی نشستوں کا تحفظ کر لینا چاہیئے۔ ہر مدرسے کے حالات اس قدر مختلف ہوتے ہیں کہ مقامی حکام تعلیمات بالعموم اس مقصد کے لئے بیرونی داخلوں کے روکنے یا کم کرنے کی خاص مدت کا تعین نہیں کرتے۔ اس کے عوض اس مسئلہ کو صدر مدرس کے صوابدید پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ بصورت

استفسار وہ اپنے طرز عمل کی معقول وجوہات پیش کرے۔ اگرچہ بعض دفعہ مستثنیات روا رکھے جائیں، تاہم بہترین اصول یہ ہے کہ بیرونی طلباء کی بہ نسبت مدرسے کے طلباء کو ترجیح حاصل رہے۔

نیز ابتدائی مدارس کے بعض طلباء کے لئے مقامی حکام تعلیمات اپنے علاقے کے ثانوی مدارس میں نشستوں کے تحفظ کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔

تعلیمی وظائف مقامی حکام تعلیمات ایسے تعلیمی وظائف کی تجویز پیش کرنے کے مجاز ہیں جن کی مدد سے طالب علم ابتدائی مدرسے سے بتدریج اعلیٰ درجے کے اداروں میں ترقی کرتا جائے، یہاں تک کہ وہ جامعہ میں داخل ہو جائے۔ ہر ایسے بچے کو، جس کی قابلیت اور سیرت اسے اعلیٰ تعلیم پانے کا مستحق بنا دے جو اس کے والدین یا سرپرستوں کی استطاعت سے باہر ہو، ایسے طالب علم کو چند شرائط کے ساتھ دوسروں کے مقابلہ میں تعلیمی وظائف حاصل کرنے کے مواقع دیئے جائیں۔ ان وظائف سے اسے اتنی کافی مالی امداد بہم پہنچے کہ وہ اپنی ضروریات اور قابلیتوں کے حسب حال بہترین تعلیم حاصل کر سکے۔

ایک بڑے تعلیمی رقبے میں تعلیمی وظائف کے جو طریقے مروج ہیں ان کا مختصر خلاصہ دیکھنے سے وظائف کی اکثر تجاویز کا رجحان معلوم ہو جائے گا۔[1] غالباً اور رقبہ جات کی بہ نسبت یہاں کے اعداد زیادہ مکمل ہیں۔

تعلیمی وظائف تین قسم کے ہوتے ہیں:۔

(۱) کونٹی۔ جس کے مدارج یوں قائم کئے جاتے ہیں (الف) کونٹی کے

---

[1] لندن کی کونٹی۔

وظائف صغیر
(ب) کونٹی کے تضمیمی وظائف صغیر۔
(ج) کونٹی کے وظائف متوسط۔
(د) کونٹی کے وظائف کبیر۔

(۲) صنعتی اور تجارتی۔
(۳) پیشہ مدرسی کے لئے تیاری کرنے والوں کے تعلیمی وظائف۔

اکثر حالات میں نامزدگی اور امتحان مقابلہ ضروری ہے۔

کونٹی کے وظائف صغیر گیارہ برس سے لیکر بارہ برس تک کی عمر والے بچوں کو عطا کئے جاتے ہیں ابتداءً ان کی مدت تین سال کی ہوتی ہے اور ایسے طلباء کے لئے، جو ثانوی تعلیم سے استفادہ کرنے کی خاص قابلیت دکھائیں، ان کی مدت میں مزید دو سال کی توسیع کر دی جاتی ہے۔ اس پانچ سالہ مدت کے ختم پر طالب العلم بلا ادائی فیس مدرسہ میں شریک رہ سکتا ہے لیکن اسے گزر اوقات کے لئے مصارف نہیں دیئے جائینگے۔

تضمیمی وظائف ان بچوں کو عطا کئے جاتے ہیں جن کی عمر ۱۳ سال سے متجاوز نہ ہو اور جو دیر میں نشو نما پانے یا کسی اور معقول وجہ سے کونٹی کے وظیفہ صغیر سے محروم رہے ہوں۔

سولہ یا سترہ برس کے امیدواروں کے لئے متوسط وظائف رکھے گئے ہیں۔ ثانوی مدرسہ یا اعلیٰ تعلیم کے کسی اور ادارے میں تعلیمی سال کے ختم پر جو طالب علم اٹھارہ برس کی عمر کو پہنچے، اس کی مفت تعلیم بھی اس میں داخل ہے۔ خاص حالات کے اندر ان وظائف میں مزید ایک سال کی توسیع دیجا سکتی ہے۔ اکثر ان وظائف کے ساتھ گزر اوقات کے مصارف بھی شریک رہتے ہیں؛

اٹھارہ برس یا اس سے زیادہ عمر رکھنے والے امیدوار جو جامعہ کے ہم پایہ کسی ادارے میں تعلیم جاری رکھنا چاہیں، ان کے لئے وظائف کبیر رکھے گئے ہیں۔ امیدواروں کی مالی حالت اور ان کے نصاب تعلیم کے لحاظ سے ان وظائف کی مختلف مقدار ہوتی ہے۔ یہ وظائف امتحان کے نتائج کی بنا پر نہیں عطا کئے جاتے بلکہ امیدواروں کے کارنامے اور ان کے اساتذہ کی رپورٹیں دیکھی جاتی ہیں۔ لیکن مقامی حکام تعلیمات کو حق حاصل ہے کہ اگر وہ مناسب خیال کریں تو امیدواروں کا امتحان لے سکتے ہیں۔ بالعموم یہ وظائف انہیں امیدواروں کو عطا کئے جاتے ہیں جنہوں نے جامعہ کے ہم پایہ کسی ادارے میں تعلیم پانے کے لئے کوئی اور وظیفہ حاصل کر لیا ہے۔

صنعتی اور تجارتی وظائف تعلیم کا مقصد کسی کاریگرانہ پیشے کی نظری یا عملی تعلیم کے مواقع بہم پہنچانا ہے۔ ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جن کا مقصد لڑکوں اور لڑکیوں کو زیر بحث پیشے کے لئے تیار کرنا ہو اور دوسرے وہ جن کا مقصد ان دستکاروں کو کسی پیشے سے متعلق مضامین کی مزید تعلیم دینا ہے جو پہلے ہی سے اس پیشے میں کام کر رہے ہیں۔

تجارتی وظائف تعلیم کا منشاء دو سال یا بعض وقت تین سال کے لئے کسی تجارتی مدرسے میں تعلیم دلانا ہے۔ داخلے کی عمر عموماً ۱۴ سال ہوتی ہے۔ جن پیشوں میں تدریب دی جاتی ہے وہ عموماً یہ ہیں:۔ لڑکوں کے لئے انجنیرنگ، صندوق سازی، چوبی کندہ کاری، پخت و پز، تعمیر، کتب سازی، نقروی کام وغیرہ۔ لڑکیوں کے لئے زنانہ لباس سازی اور سوزن کاری کے دیگر پیشے جس میں فرش و فروش اور زنانہ کلاہ سازی شریک ہے، عکس کشی اور شوبہ کاری۔

تجارتی وظائف تعلیم کے علاوہ ۱۴ برس کی عمر میں ابتدائی مدارس چھوڑنے والی لڑکیوں کے لئے امور خانہ داری کے وظائف رکھے گئے ہیں۔ ان وظائف کی مدد سے خانہ داری کی تربیت کا ایک یا دو سالہ نصاب سیکھا جا سکتا ہے۔

تجارتی وظائف تعلیم کے کم وبیش مماثل ان وظائف کی حیثیت ہے جو اندھے، بہرے یا لنگڑے لولے بچوں کو دیئے جاتے ہیں۔ ان کا مقصد جسمانی عیب رکھنے والے بچوں کو کوئی ایک ایسا پیشہ سکھانا ہے جس کے ذریعہ وہ بالآخر اپنی مدد آپ کر سکیں۔ صنعتی حصے میں دو چیزیں ہیں۔ (۱) وظائف اور (۲) نمائشیں۔

ان وظائف کے ذریعہ سائنس اور فن کی اعلیٰ تدریب دینے والے اداروں میں پورے وقت کی تعلیم حاصل کی جا سکتی ہے۔ یہ اُن اشخاص کی سہولت کے لئے قائم کئے گئے ہیں جو زندگی میں قدم رکھ چکے ہیں، لیکن اپنے پیشے سے متعلق سائنس یا فن کی کسی شاخ کی تعلیم کے لئے اپنا پورا وقت دینے کے لئے تیار ہیں اور کچھ مدت کے لئے اپنا پیشہ ترک کرنے پر بھی آمادہ ہیں۔ ان وظائف کے ساتھ گزر اوقات کے مصارف کے لئے سالانہ پچاس پونڈ تک بھی دئیے جا سکتے ہیں۔

نمائشوں کا مقصد ان دست کاروں کی امداد کرنا ہے جو اپنے پیشے سے متعلق مضامین کی تعلیم کے لئے شبینہ جماعتوں میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔ ان میں منتخبہ نصاب کی مفت تعلیم دیجاتی ہے اور اس کے علاوہ خرچ سفر اور دیگر ضمنی مصارف کے لئے تھوڑی سی رقم بھی دیجاتی ہے۔

تیسری قسم کا وظیفہ وہ ہے جس کے ذریعہ ایک لڑکا یا لڑکی ابتدائی مدرسہ عامہ سے نکلکر مختلف مدارج طے کرتی ہوئی کلیہ معلمی تک پہنچ

سکتی ہے۔

تربیت کا کوئی نصاب لینے میں مقامی حکام تعلیمات طلبار کی مدد کرتے ہیں۔ سولہ برس تک تعلیم دلانے کی غرض سے کونٹی کے وظائف کے ذریعہ امداد کی جاتی ہے۔ کونٹی کا وظیفہ صغیر پانچ سال تک جاری رہتا ہے۔ بشرطیکہ طالب علم کا کام اطمینان بخش ہو اور امیدوار استاد بننے پر مجبور نہیں کیا جاتا

سولہ برس کی عمر کو پہنچنے کے بعد پیشہ معلمی کا امیدوار کلیہ میں داخل ہونے سے قبل اپنی دو سالہ مدت کا نصف حصہ ثانوی مدرسے کی عام تعلیم میں اور بقیہ نصف وقت ابتدائی مدرسے کی عملی تدریس میں صرف کرتا ہے۔ اگر پہلا سال مسلسل ثانوی مدرسے میں صرف ہوا ہے اور دوسرا سال ابتدائی مدرسے میں تو امیدوار پہلے سال ”وظیفہ یاب“ اور دوسرے سال ”مدرس طالبعلم“ کہلاتا ہے۔

اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد اگر امیدوار کوئی ایسا امتحان کامیاب کرلے جس کی تعلیمی بورڈ نے اس مقصد کے لئے شرط لگادی ہے تو اسے کلیہ تعلیم المعلمین میں داخل ہونے کا استحقاق حاصل ہو جاتا ہے۔

اطفال کی نگہبان کمیٹیاں [۱]　مدرسہ کے حاجت مند بچوں کے لئے غذا کا انتظام بلدی محاصل سے کیا جاتا ہے۔ آج کل تقریباً اس کی ایک مد قائم ہوگئی ہے۔ ۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات کے دفعات ۸۲ تا ۸۵ کی رو سے مقامی حکام تعلیمات کو اختیار حاصل ہے کہ بعض حالات میں

---

[۱] ملاحظہ ہو اطفال کی نگہبان کمیٹیوں پر لندن کونٹی کونسل کی دستی کتاب۔

اپنے رقبے کے کسی ابتدائی مدرسے کے ایسے بچوں کے لئے جو "کمی غذا کی وجہ سے تعلیم سے پورا فائدہ نہیں اٹھا سکتے کھانے کا انتظام کریں اور غذا کے مصارف برداشت کریں" مزید برآں "ابتدائی مدارس عامہ میں تعلیم پانیوالے بچوں کی صحت اور جسمانی حالت کی نگرانی کے لئے تعلیمی بورڈ کی منظوری سے مناسب انتظامات کریں[1]۔" سنہ ۱۹۰۸ء کے قانون اطفال کے تحت مقامی حکام پر یہ اور اسی قسم کی جو دوسری ذمہ داریاں عائد کی گئی ہیں، ان کی وجہ سے مقامی نگہبان کمیٹیوں کا قیام ناگزیر ہے۔ ان کمیٹیوں کے مقاصد میں حسب ذیل چیزیں داخل ہیں:۔ بچوں کا تغذیہ۔ ان کی عام بہبود میں عملی دلچسپی اور بچوں کو کسی طرح پر اپنا بنا لینے کی غرض سے والدین اور موجودہ انتظامات کرنے والوں کے ساتھ اشتراک عمل۔ اس کی وضاحت غالباً سنہ ۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات کے ان دفعات سے ہو سکتی ہے جو کھانے کے انتظام سے متعلق ہیں:۔

(۱) بچوں کے کھانے کے انتظام کے سلسلہ میں مدرسے کی نگہداشت کمیٹی کو امداد دینے کے اختیارات جو مقامی حکام تعلیمات کو حاصل ہیں سنہ ۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات کے تحت وہ مقامی حکام تعلیمات، جو ابتدائی تعلیم کے ذمہ دار ہوں، اپنے رقبے کے کسی ابتدائی مدرسہ عامہ میں تعلیم پانے والے بچوں کے تغذیہ کے لئے مناسب تدابیر اختیار کر سکتے ہیں اور اس مقصد کے لئے:۔

(الف) کسی ایسی کمیٹی کے ساتھ اشتراک عمل کر سکتے ہیں جو ان بچوں کے لئے غذا کا انتظام کرنا چاہیے۔ (اس قانون میں ایسی کمیٹی "مدرسے کی

---

[1] قانون تعلیمات سنہ ۱۹۲۱ء دفعہ ۸۰۔

ماکولات کمیٹی" کہلاتی ہے۔) اور

(ب) اس طعام کے انتظام، تیاری اور اہتمام کے لئے جو زمین، عمارات، فرنیچر، آلات، عہدہ دار اور ملازمین درکار ہوں ان کی فراہمی میں کمیٹی کی امداد کر سکتے ہیں۔

الا مندرجہ ذیل شرط کے، یہ حکام اس طعام کے لئے اشیاء خوردنی کے مصارف برداشت کرنے کے مجاز نہ ہونگے۔

(۲) کھانے کے مصارف کی واپسی۔ آ اس قانون کے تحت بچے کو جو کھانا دیا گیا ہے، اس کے والدین سے اس کا اس قدر معاوضہ لیا جائیگا جس قدر کہ مقامی حکام تعلیمات مقرر کریں۔ عدم ادائی کی صورت میں حکام کا فرض ہوگا کہ اس کے والدین کو اس مقدار کی ادائی پر مجبور کریں۔ اس قسم کی رقوم عدالت کے ذریعہ بلا دقت وصول کیجا سکتی ہیں۔ اگر حکام کو یہ اطمینان ہو جائے کہ والدین عمداً ادائی سے انکار نہیں کر رہے ہیں بلکہ اس کا باعث دیگر حالات ہیں تو معافی دیجا سکتی ہے۔

۲ مقامی حکام تعلیمات مدرسے کی ماکولات کمیٹی کو بچے کے والدین سے وصول کی ہوئی رقم کا اس قدر حصہ دینگے جس قدر کہ ان کی دانست میں بچے کے کھانے پر کمیٹی نے صرف کیا ہے۔ اس رقم میں سے وصولیابی کے مصارف منہا کر دیئے جائینگے۔

(۳) بعض حالات میں مقامی حکام تعلیمات کے اختیارات قیمت غذا کی ادائی سے متعلق۔ جب کبھی مقامی حکام تعلیمات یہ محسوس کریں کہ اپنے رقبے کی کسی ابتدائی مدرسے میں تعلیم پانے والے بچے کمی غذا کی وجہ سے تعلیم سے پورا فائدہ نہیں اٹھا سکتے اور یہ معلوم کریں کہ سرکاری رقوم کے

علاوہ کوئی رقوم دستیاب نہیں ہوسکیں یا اگر ہوسکتی ہیں تو اس قانون کے تحت جو کھانا دیا جاتا ہے اس کے مصارف کے لئے ناکافی ہیں تو انہیں اختیار ہے کہ بلدی محاصل میں سے اتنی مقدار صرف کریں جتنی کہ اس غذا کے مہیا کرنے کے لئے ضروری ہو۔

(۶) [1] اساتذہ سے متعلق شرائط۔ کھانے کا اہتمام یا اس کی قیمت وصول کرنا یا ان کی نگرانی یا امداد، یا نگرانی یا امداد سے احتراز کرنا، کسی استاد کے فرائض میں داخل نہیں کیا جا سکتا۔

ظاہر ہے کہ موجودہ ذرائع سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ خانگی مساعی کی حوصلہ افزائی کی جائے اور چندوں کے فراہمی میں امداد دیجائے۔ اس طرح پر مدارس میں دلچسپی رکھنے والے مقامی اصحاب کی خدمات حاصل کرنے کا یہ قیمتی موقع ہے۔ اکثر لوگ، جنھیں تعلیمی کام سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی، سماجی مصروفیت میں بہت گرم جوشی دکھاتے ہیں۔ بچوں کے ذریعہ والدین تک پہنچنے کے لئے یہ سماجی کام غالباً بہترین ذریعہ اور سب سے زیادہ اطمینان بخش طریقہ ہے۔ مزید برآں ان کارکنوں کی دلچسپی سے اکثر دفعہ مدرسے کی عام دلچسپی میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ بالعموم تین مختلف لیکن باہمی تعلق رکھنے والے اداروں کا ہونا مناسب ہے جو حسب ذیل اجزاء پر مشتمل ہوں:-

(۱) ہر مدرسے کے لئے ایک نگہبان کمیٹی (مدرسے کی کمیٹی)۔

(۲) کسی رقبے یا محلے کے لئے نگہبان کمیٹی (رقبے کی کمیٹی)

---

[1] سنہ ۱۹۰۶ء کے قانون تعلیمات کے دفعہ کا نشان برقرار رکھا گیا ہے سنہ ۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات کے تحت اب یہ دفعہ ۸۵ ہے۔

(۳) ایک مرکزی نگہبان کمیٹی جس کے ارکین تعلیمی کمیٹی سے منتخب کئے جائیں اور جسے تمام کمیٹیوں پر اقتدار اعلیٰ حاصل رہے۔

مدرسہ کی کمیٹی (جو زیادہ تر مقامی منتظمین پر مشتمل ہوگی) کے فرائض حسب ذیل ہونا چاہئیں:-

(۱) مرکزی کمیٹی کو ان امور کی اطلاع کرنا۔ آ ۱۹۰۸ء کے قانون اطفال کے حصہ دوم (دفعہ ۱۲-(۱)) کے تحت جتنے بچے ایسے حالات میں پائے جائیں جو بظاہر قابل تدارک خیال کئے جائیں، ان کی محافظت اور نگہبانی اور انکے والدین یا سرپرستوں کو سزا دہانی۔ ۲ ۱۹۰۸ء کے قانون اطفال کے حصہ چہارم (دفعہ ۵۸ (۱)، (د)) کے تحت ہر وہ بچہ جس پر بظاہر ان دفعات کا اطلاق ہو یعنی اس کے والدین یا سرپرست عادتاً شراب خوار یا جرائم پیشہ ہوں اور اس لئے اپنے بچے کی نگہبانی کے قابل نہ ہوں۔

(۲) اس امر کا تصفیہ کرنا کہ کون سے بچے حاجت مند ہیں۔

(۳) اس کا لحاظ رکھنا کہ کوئی حاجت مند بچہ غذا سے محروم نہ رہے۔

(۴) بچوں کے گھروں پر جاکر گھر کے حالات کی درستی سے متعلق ماؤں سے گفتگو کرنے کے لئے اراکین کو نامزد کرنا۔

(۵) اوقات مدرسہ کے علاوہ اگر کوئی بچے بہت زیادہ کام کر رہے ہوں یا مضرب صحت حالات کے تحت کام کرتے ہوں تو ان واقعات کی اطلاع کرنا۔

(۶) مدرسے کے طبی رجسٹر میں جس مشورہ یا علاج کی سفارش کی گئی ہو، والدین کو اسپر آمادہ کرنے کی کوشش کرنا۔

(۷) کفایت شعاری کی ترغیب اور جہاں کہیں ممکن ہو اوقات مدرسہ کے

علاوہ تفریح کا انتظام اور بزم کا قیام۔

(۸) نفع رساں اداروں سے تعلقات قائم کرنا اور جب بچے ان کی امداد کے محتاج ہوں اُن کی وہاں تک رسائی کرا دینا۔

(۹) والدین کو ان کے بچوں کی ملازمت سے متعلق مشورہ اور مدد دینا، مقامی نوآموزی کی کمیٹیوں اور اجیری ادارہ کو مستحق بچوں کے حالات سے واقف کرانا اور بالعموم ترک مدرسہ کرنے والے بچوں پر نگرانی رکھنا، انہیں مشورہ دینا اور ان کی رہنمائی کرنا۔

رقبے کی کمیٹیوں میں مدرسے کی کمیٹیوں کے نمائندے شریک رہنا چاہیئے۔ نیز ایسے اراکین جو اس کام میں دلچسپی رکھنے والی انجمنوں کی طرف سے نامزد کئے گئے ہوں۔ مختصراً ان کے فرائض یہ ہونا چاہئیں:- (۱) خانگی طور پر چندے جمع کرنا، (۲) اس طرح پر جو رقوم جمع کی گئی ہوں یا مقامی حکام تعلیمات سے کوئی قرض لیا گیا ہو تو ان کو صرف کرنا، (۳) تغذیہ کے مرکزوں کا قیام و انتظام، (۴) مابعد نگہبانی کے لئے تدابیر سوچنا اور خصوصاً ترک مدرسہ پر بچوں کو ان کے مناسب حال کام دلانا اور (۵) وقتاً فوقتاً مرکزی کمیٹی کو اطلاعات بھجوانا۔

حاجت مند بچوں کی عام نگہبانی اور تغذیہ کے لئے جو ادارے ضروری ہوں، ان کے علاوہ، جہاں کہیں اس کی سہولتیں ہوں، مقامی حکام کو دور دراز رہنے والے طلبا یا ایسے طلبا کے لئے جو دیگر مجبوریوں سے عمارت مدرسہ میں کھانا کھانے کے خواہشمند ہوں، اس قسم کے انتظامات کرنا ضروری ہے۔ یہ بہت اہم ہے کہ کھانے کے ساتھ بچوں میں ستھرے پن اور صفائی کی عادتیں اور ایک دوسرے کی چھوٹی چھوٹی خدمات کا شوق پیدا کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے بعض رقبہ جات میں تالار یا کمرۂ جماعت کے اندر عارضی طور پر

کھانے کی میز[1] اور اس کے لوازمات رکھے جاتے ہیں۔ اس طرح پر جو طلبا بر لئے نام صرفہ سے کھانا کھانا چاہتے ہوں یا جو اپنا کھانا ساتھ لائیں، وہ اطمینان کے ساتھ شریک طعام ہو سکتے ہیں۔

قانون تعلیمات کے دفعہ ۷۸ کے تحت ابتدائی تعلیم کے لئے جو مقامی حکام ہوں، انہیں اختیار ہے کہ مدرسہ میں تعلیم پانے والے غلیظ بچوں کی صفائی کا انتظام کریں۔ اس کے علاوہ جسمانی اور دماغی عیب رکھنے والے بچوں کے لئے، جو بطور خود مدرسہ کو نہ آسکیں سواریوں اور رہنماؤں کا انتظام، نیز بچوں پر بے رحمی کرنے والے افراد پر مقدمہ دائر کرنے کے مصارف کی ادائی بھی ان کے اختیارات میں داخل ہے۔

قانون تعلیمات کے حصہ ۸ میں ابتدائی تعلیم کے لئے جو مقامی حکام ہوں انہیں حسب ذیل امور کے لئے ذیلی قواعد وضع کرنے کا اختیار بھی حاصل ہے۔

(الف) بچوں کی ملازمت کا انتظام۔

(ب) راستوں پر سامان بیچنے کا انتظام۔

"بارہ برس سے کم عمر رکھنے والے کسی بچے کو ملازم نہیں رکھا جائیگا اور نہ بارہ اور چودہ برس کے درمیان عمر رکھنے والے بچوں کو اتوار کے دن دو گھنٹوں سے زیادہ یا پڑھائی کے دن اوقات مدرسہ کے اندر یا کسی دن صبح میں چھ بجے سے پہلے یا شام میں آٹھ بجے کے بعد ملازم رکھا جائے گا۔

"ایسے پیشوں کے لئے جن کی تخصیص کر دی جائے اور ان ہی شہر کے

---

[1] کپڑے سے ڈھکے ہوئے تختے اور میز کے ڈھانچے۔

تحت جو بچوں کے مفاد کے تحفظ کے لئے ضروری ہوں، ابتدائی تعلیم کے ذمہ دار مقامی حکام کو اختیار حاصل ہے کہ وہ حسب ذیل امور کے لئے ذیلی قواعد وضع کریں: ایک، اوقات مدرسہ سے قبل بارہ برس یا اس سے زیادہ عمر والے بچوں کی ملازمت اور دوسرے، والدین کا بچوں کو ملازم رکھنا، بشرطیکہ اس ذیلی قاعدے کے تحت پڑھائی کے دن صبح میں نو بجے سے پہلے جو کام لیا جانے وہ ایک گھنٹہ سے زیادہ نہ ہو، اور جس بچے سے صبح میں نو بجے سے پہلے اس طرح کام لیا جانے، سہ پہر کے وقت اسے ایک گھنٹے سے زیادہ کام نہ کرنا پڑے۔

"چودہ برس سے کم عمر والے بچے ان کاموں کے لئے ملازم نہ رکھے جائیں:-

(الف) راستوں پر سامان بیچنا۔

(ب) ایسی وزن دار چیزیں اٹھانا، لیجانا یا منتقل کرنا جن سے بچے کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

(ج) بچے کی جسمانی حالت کا لحاظ کرتے ہوئے کوئی ایسا پیشہ جس میں اس کی جان، عضو، صحت یا تعلیم کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

"اگر ابتدائی تعلیم کے ذمہ دار مقامی حکام کسی بچے کے آجر کو کسی مصدقہ طبیب کا دستخطی صداقت نامہ ارسال کریں کہ کسی خاص وزن کے اٹھانے، لیجانے یا منتقل کرنے سے بچے کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہے، یا کسی خاص پیشے سے بچے کی جان، عضو، صحت یا تعلیم کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے، تو ان صورتوں میں بچے کی ملازمت سے متعلق آجر کے خلاف جو کارروائی کیجائے اس میں یہ صداقت نامہ بطور شہادت پیش کیا جا سکتا ہے۔"

اعلیٰ تعلیم کے ذمہ دار مقامی حکام کو اختیار ہے کہ نہ صرف حاضری مدرسہ کی مدت کے اندر بلکہ اس کے علاوہ بھی دو سال تک طلباء کو تسلسلی مدرسہ کی شرکت کے لئے ملازمت سے روک سکتے ہیں۔ اگر کسی بچے کی ملازمت سے اس کی صحت یا جسمانی نشونما کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں ابتدائی تعلیم کے ذمہ دار مقامی حکام اس کی ملازمت پر قیود عاید کر سکتے ہیں۔

(الف) اس قانون کے تحت یا اس قانون کے ان ذیلی قواعد کی رو سے جو بچے کے رہائشی رقبے میں نافذ ہیں۔ اسے اس طرح پر ملازم نہ رکھا جائے کہ وہ مدرسے کی حاضری سے قاصر رہے۔ اس قانون کے تحت ملازمت کی ممانعت یا قیود سے متعلق کوئی اطلاع باقاعدہ طور پر جاری کیجائے تو اس کے خلاف کوئی شخص کسی بچے کو ملازم نہیں رکھ سکتا۔ نیز اس قانون کے تحت جس نوجوان کو تسلسلی مدرسے میں شریک رہنا ضروری ہے۔ اسے حاضری کے مقررہ زمانہ میں یا کسی ایسی مدت میں ملازم نہیں رکھا جا سکتا جس میں تسلسلی تعلیم کے لئے از روئے قانون اس کا ملازمت سے آزاد رہنا ضروری ہو۔

مشاورتی کمیٹیاں تعلیمی مسائل کے سلسلہ میں مشورہ دینے کے لئے امریکہ میں حکام تعلیمات کمیٹیاں قائم کرتے ہیں جو زیادہ تر صدر مدرسین اور صدر معلمات پر مشتمل ہوتی ہیں۔

وطن (انگلستان) کے بعض بڑے رقبہ جات اس قسم کی کمیٹیوں کے افادے کو تسلیم کرتے ہیں۔

مثلاً ایک بڑے مرکز[1] میں حکام تعلیمات نے ہر حلقہ انتخاب کے اندر

---

[1] لندن کی کونٹی۔

دو مقامی مشاورتی کمیٹیاں قائم کی ہیں، ایک استادوں کے لئے اور دوسری استانیوں کے واسطے۔ اسی قسم کی تفریق کے ساتھ دو مرکزی مشورتی کمیٹیاں بھی قائم کی گئی ہیں۔

مقامی کمیٹیوں کے اراکین میں ابتدائی مدرسہ عامہ، ثانوی مدارس اور متعلم اساتذہ کے مرکزوں کے صدر مدرسین اور صدر معلمات اور اگر کوئی کلیہ ہے تو اس کا صدر، نیز اس رقبہ یا حلقہ انتخاب کے مخلوط مدارس کا اول مددگار شریک ہوتا ہے۔ ان کمیٹیوں کا فرض ہے کہ حکام تعلیمات یا ان کا اعلیٰ عہدہ دار کسی مسئلہ میں رائے طلب کرے تو اس پر غور کر کے مناسب رپورٹ پیش کریں۔

متعلقہ مقامی کمیٹیوں کے صدر نشین اساتذہ کی مرکزی کمیٹی کے رکن ہوتے ہیں اور مقامی معلمات کی کمیٹیوں کی صدر نشین و نائب صدر نشین معلمات کی مرکزی کمیٹی کی رکن ہوتی ہیں۔

مقامی حکام مرکزی کمیٹی کی کارروائی کے لئے فہرست تیار کرتے ہیں۔ بالعموم یہ فہرست مقامی کمیٹیوں کی منظورہ تجاویز کا خلاصہ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی ایسے معاملات درپیش ہوں جو نمایندوں کی خاص توجہ کے محتاج ہیں تو وہ بھی اس میں شریک رہتے ہیں۔

اتحاد مدارس جس کا مقصد یکسانیت پیدا کرنا نہ ہو

مقامی حکام خود بالراست یا ان کا کوئی عہدہ دار یا ان کی منظوری اور اجازت سے رقبے کے اساتذہ اس قسم کے اتحاد قائم کر سکتے ہیں۔ غیر سرکاری یا نیم سرکاری کوششوں سے قائم کئے ہوئے اتحاد کی تفصیل یہ ہے:-

(۱) پیراکی کی انجمنیں۔ (۲) ورزشیات کے لئے اسپورٹس کی انجمنیں۔ (۳)

ادبی انجمنیں۔ (۴) علم موجودات کی بزم۔ (۵) غنائی انجمنیں۔ (۶) تفریحی جلسے وغیرہ۔

جب کبھی بلدی حمام خانے یا دریا یا سمندر قریب میں واقع ہو۔ اور تیرنے کے لئے موزوں ہو تو موسم گرما میں، خصوصاً شعبہ جات ذکور کے لئے پیراکی بھی مدرسہ کی تدریب میں داخل رہتی ہے۔ رقبے کے لئے مدرسے کی ایک انجمن پیراکی کا ہونا اور اس انجمن کے تحت بین مدارس مقابلوں کا اہتمام، جس میں اساتذہ کو پیراکی کی مہارت کے لئے اور طلباء کو اس فن میں ترقی کرنے کے عوض صداقت نامے، تمغے وغیرہ عطا کئے جائیں، یہ ایسی چیزیں ہیں جن سے انفرادی اور اجتماعی کوششوں کی بہت کچھ حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ لندن کے مدارس کی انجمن پیراکی کا کام دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس طریقہ سے کیا کیا فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ روزینہ اور شبینہ مدارس کی پیراکی کے انتظام سے متعلق جتنے معاملات ہوں ان میں مقامی حکام تعلیمات اس انجمن سے امداد طلب کرتے ہیں۔

اسی طریقے سے اور ان ہی اطمینان بخش نتائج کے ساتھ اسپورٹس کی انجمنیں اور اس کی کرکٹ اور فٹ بال کی شاخیں رقبہ جاتی تنظیم کی وجہ سے بیحد مستفید ہوئی ہیں۔ لڑکے یا لڑکیوں یا دونوں کے لئے علم موجودات کی بزم صغیر[1] اکثر صورتوں میں مدرسہ کی زندگی کے لئے ایک موثر تحریک ثابت ہوئی ہے۔ ہوشیار رہنمائی اور انتظام ہو تو ہر شعبہ کبیر کے لئے یہ بزم تعلیمی قوت کا ایک اہم ذریعہ بن سکتی ہے۔

---

[1] امریکہ میں اس طریقہ کو کامیابی ہوئی ہے۔

ادبی انجمنیں اور غنائی انجمنیں مدارس شبینہ کے لئے موزوں ہیں۔ لندن کی جماعت ہائے شبینہ میں تو غنائی انجمنیں بہت ہی کامیاب ثابت ہوئی ہیں ہر بڑے رقبہ میں اس قسم کی ایک انجمن قائم ہے۔ انجمن کے تمام مدارس میں تعلیمی سال کے دوران میں مستند یا اسی قسم کی موسیقی کے منتخبات کی تعلیم کے انتظامات کئے جاتے ہیں۔ وقتاً فوقتاً متحدہ یا کم و بیش متحدہ جماعتوں سے مشق کرائی جاتی ہے اور ختم سال پر تمام مدرسہ ملکر جشن موسیقی مناتا ہے۔

ایک تجویز یہ ہے کہ دو یا دو سے زیادہ مدارس متحد ہو کر بڑے طلباء کے لئے انگریزی مستندیات کے نسبتاً آسان حصوں پر سہل تقاریر کا سلسلہ جاری رکھیں تو فایدہ سے خالی نہ ہوگا۔ کبھی کبھی "شام" کے وقت لاونگ فیلو، ٹینیسن، ڈکنس اور دیگر مشاہیر پر تقریریں کیجائیں جن میں اساتذہ اور طلباء دونوں حصہ لیں اور بچوں کے والدین بھی مدعو کئے جائیں تو اس کا بہت ہی اچھا اثر پڑنا چاہئیے۔ بعض روزینہ اور شبینہ مدارس میں یہ تجربہ کامیاب ثابت ہوا ہے۔ مدارس روزینہ میں عام طور پر یہ دلچسپ مشغلہ کمرہ جماعت ہی تک محدود رہتا ہے۔

روزینہ مدرسہ کی اونچی جماعتوں کے طلباء کا بزم شیکسپیر، بزم ٹینیسن وغیرہ قائم کرنا، تاکہ مصنف موصوف کی تصنیفات کا منظم صورت میں مطالعہ ہو سکے، ادب میں دائمی دلچسپی کا باعث ہوا ہے اور اس سے اس کے علاوہ کئی بیش بہا فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ اس قسم کی بزم کے کام کا اکثر حصہ طلباء بطور خود اپنے گھروں میں کر لیتے ہیں۔ استاد صرف کبھی کبھی مدرسے میں ان کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی کر دیتا ہے۔

اتحاد مدارس کی حسب ذیل سرکاری اقسام ہیں:۔

(۱) فانوسی توضیح کے لئے اتحاد۔

(۲) شبینہ جماعتوں کے ساتھ روزینہ مدارس کا اتحاد۔

(۳) مرکزوں میں سکھائے جانے والے مضامین کے لئے اتحاد۔

(۴) تقسیم انعامات کے لئے اتحاد۔

(۵) مقامی منتظمین کے انتظام کے لئے اتحاد۔

(۶) نمائشوں کے لئے اتحاد۔

(۷) امتحانات (وظائف وغیرہ) کے لئے اتحاد۔

(۸) بڑے طلباء کے درمیان تبادلۂ خطوط کے لئے اتحاد۔

ان میں سے بعض کی مختصر تفہیم ضروری ہے۔

جغرافیہ اور تاریخ کے اسباق کی موثر توضیح کی غرض سے لندن کے سابقہ حکام نے ایک حلقہ کے قیام کے لئے بیس شعبہ جات کبیر کی حد مقرر کردی تھی۔ فانوسی آئینوں اور حوالجاتی کتب کے مرکز کے لئے ایک مرکزی مدرسہ منتخب کیا جاتا تھا۔ صدر مدرسین کی ایک کمیٹی ان دونوں مضامین میں ایسے نصابات تدریب مقرر کرتی تھی جن میں اس حلقے کے کسی مدرسے کی ضروریات کے مطابق تبدیلی کیجا سکے۔ ان نصابات کی مناسبت سے فانوس کے موزوں آئینے ارسال کئے جاتے تھے۔ عموماً ایک ڈبے میں دس سے لیکر اٹھارہ آئینے رکھے جاتے تھے۔ باری باری سے ہر مدرسہ میں بوقت ضرورت آئینوں کے ڈبے منگوا لئے جاتے تھے۔ ظاہر ہے کہ ہر مدرسہ کے لئے ایک اچھا فانوس اور تمام لوازمات مہیا کئے جاتے تھے۔ یہ انتظام نہایت ہی کامیاب ثابت ہوا ہے۔ اس کے ذریعہ ان دونوں اہم مضامین میں پہلے سے زیادہ دلچسپی پیدا ہو چلی ہے۔

روزینہ اور شبینہ مدارس کا تعلق زیادہ تر مدرسۂ رسد کی قسم کا ہوتا ہے۔

بعض رقبہ جات میں یہ قاعدہ رہا ہے کہ ہر مدرسہ شبینہ کے ساتھ چند روزینہ شعبہ جات صغیر ملحق کر دئیے جاتے ہیں۔ آخرالذکر کے صدر مدرسین ماہانہ یا مقررہ اوقات میں ایسے طلباء کی فہرستیں ارسال کرتے ہیں جو مدرسہ چھوڑنے والے یا چھوڑ چکے ہوں اور اس طرح مزید حاضری کی پابندی سے بری ہو گئے ہوں۔ اس کے بعد مدرسہ شبینہ کے ذمہ دار استاد کا فرض ہے کہ ان طلبا یا سابق طلباء سے مراسلت کرے جن کے نام فہرست میں درج ہیں تاکہ مدارس شبینہ میں انہیں داخل کیا جاسکے۔

چوبی کام، پخت و پزا اور شوب کاری ایسے مضامین ہیں جن کی تدریس مرکزی طریق پر ہوتی ہے اور جن کے لئے مدارس کا باقاعدہ اتحاد ضروری ہے تاکہ مرکز سے پورا استفادہ کیا جاسکے، اور جن شعبہ جات کی جماعتیں اس میں شریک ہوں، انھیں حتی الامکان سہولت حاصل رہے۔

جہاں تک مقامی منتظمین[1] کا تعلق ہے، عموماً تین بلدی مدارس کو متحد کر کے ایک مقامی کمیٹی کے زیرِ انتظام رکھا جاتا ہے۔

بالعموم ہر غیر امدادی مدرسے کے لئے اس کے اپنے منتظمین کی ایک علٰحدہ کمیٹی ہوتی ہے[2]۔

---

[1] ان کمیٹیوں کے دستور مختلف ہیں۔ ملاحظہ ہو ۱۹۲۱ء کا قانون تعلیمات، دفعہ ۳۰۔

[2] ۱۹۲۱ء کے قانون تعلیمات کے دفعہ ۳۰ کے تحت متعدد خانگی یا غیر امدادی مدارس کو منتظمین کی ایک ہی جماعت کے تحت "متحد" کر دیا جا سکتا ہے۔

تبادلۂ خطوط اس مقصد کے لئے مدارس کا آپس میں متحد ہونا اچھا ہے تاکہ مدرسے کی اونچی جماعتوں کا ہر خواہشمند طالب علم دوسرے مدرسے کے کسی طالب علم سے خط و کتابت جاری رکھ سکے۔ مدارس کا فاصلہ خواہ کتنا ہی ہو اس مراسلت پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ اس طرح پر لندن سے اڈنبرا، یارک سے کینٹر بری، برمنگھم سے لورپول، مینیچسٹر سے نیو یارک تک خط و کتابت ہوسکتی ہے۔ گو یہ چنداں اہم نہیں لیکن غالباً بہترین طریقہ یہی ہے کہ ایسے شہر جو ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہوں، اس مقصد کے لئے متحد ہو جائیں مثلاً بریڈفرڈ گریمسبی کے ساتھ اتحاد کرے، نیوکاسل، نوٹنگھم کے ساتھ، سوانسی کڈرمنسٹر کے ساتھ، مینیچسٹر پلی متھ کے ساتھ وقس علیٰ ہذا۔

بعض رقبہ جات میں اس قسم کے تبادلۂ خطوط کی تجویز پر عمل ہو رہا ہے۔ لندن کی کونٹی میں چند سال سے یہ رائج ہے۔ طلباء کی مراسلت سرکاری طور پر برطانیہ سے امریکہ، جرمنی، جاپان اور برطانوی نوآبادیات تک محدود کردی گئی ہے۔ لیکن کوئی قانون ایسا نہیں جو صدر مدرسین کو اس تجویز میں توسیع کرنے سے روکے۔ وہ چاہیں تو اپنی ذمہ داری سے نئی تجاویز پر عمل کرسکتے ہیں۔ لندن کی اسکیم میں حسب ذیل اہم امور پائے جاتے ہیں:-(۱) اول اول بالعموم خطوط بیرونی ممالک کے نام لکھے جاتے ہیں اور بلدیہ کا سررشتہ تعلیمات انہیں ان مختلف مدارس میں تقسیم کر دیتا ہے جو اس اسکیم میں شرکت کے لئے تیار ہوں۔

(۲) اس کے بعد جانبین کے حکام کے انتظامات کے بموجب بالراست یا دفتر تعلیمات کے توسط سے جوابات ارسال کئے جاتے ہیں۔

(۳) جیسے ہی ابتداءً لندن میں خطوط لکھے جائیں، انہیں مدرسہ وار

بلدیہ کے سررشتہ تعلیمات کے پاس بھجوا دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ بیرونی ممالک کے ان ہی سررشتوں کے نام روانہ کر دیئے جاتے ہیں۔ لیکن پہلے خط کے بعد جتنے خطوط لکھے جائیں انہیں صدر مدرس کی زیرنگرانی بالراست مکتوب الیہ کے نام روانہ کیا جاسکتا ہے۔

(۴) جب ایک ہی مدرسے کے نام ایک ہی قسم کے جوابات بھجوانا ہوں تو ہر خط ایک لفافے میں بند کر دیا جاتا ہے جس پر پورا پتہ درج ہوتا ہے۔ پھر تمام خطوط ایک کاغذ میں لپیٹ کر اس مدرسے کے صدر مدرس کے پاس بھجوا دیئے جاتے ہیں جو انہیں متعلقہ طلبا میں تقسیم کر دیتا ہے۔

(۵) اساتذہ سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنے شاگردوں سے دلچسپ خطوط لکھوائیں۔ مراسلت کی کڑیوں کو مضبوط بنانے کے لئے کئی تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ مثلاً اپنے ذاتی حالات کے حوالے، قدیم یا جدید لندن کے مقامات کا مختصر بیان، دبے ہوئے پھول، باتصویر اخبارات وغیرہ سے نکالی ہوئی تصویریں اور لندن کی عمارات کے رنگین مناظر جیسے کہ بطور انعامی کارڈ دیئے جاتے ہیں۔

(۶) انعامی کارڈ اور خط کے لئے موزوں کاغذ مدارس کو دیئے جاتے ہیں۔ اساتذہ کو ڈاک کے مصارف بعد میں ادا کر دیئے جاتے ہیں۔

مدارس کا تعلق مرکزوں سے ظاہر ہے کہ بہترین تعلیمی نتائج اسی وقت حاصل ہو سکتے ہیں جب کہ خانہ داری کے مضامین دستکاری کی تربیت، نقش کشی وغیرہ کی تدریب کے مرکزوں کے کام میں ان مدارس کے کام کے ساتھ یکسانیت پیدا کر دی جائے جن کے طلباء ان میں شریک رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں حکام تعلیمات کا فرض ہے کہ تمام متعلقہ ادارو

کی رہنمائی کے لئے عام اصول قائم کردیں۔ ان اصول کی حسب ذیل شکل ہو سکتی ہے۔
مرکز کے مدرب کی رہنمائی کے لئے ایک ایسا عام نصاب مقرر کرنا چاہیئے جس میں
اتنی وسعت ہو کہ اس کے تحت ایک خاص نصاب مقرر کیا جاسکے جو ہر رسدی
مدرسہ کی ضروریات کو پورا کرسکے۔ صدر مدرس اور مدرب مرکز کے مشورہ سے
اس خاص نصاب کا تعین کیا جانا چاہیئے۔ مرکزی تدریب سے متعلق جتنی فنی
چیزیں ہوں، ان میں ماہر فن کی رائے کو اہمیت دینا چاہیئے۔ لیکن دیگر امور
میں، خصوصاً وہ جو عام مسائل سے متعلق ہوں، صدر مدرس کی رائے کو ترجیح
حاصل رہے۔ جن موقعوں پر مدرسہ کے طلباء مرکز میں تدریب حاصل کریں، یہ
مرکز رسدی مدرسہ کا جزو لاینفک خیال کیا جائیگا اور وقتاً فوقتاً مرکز کا معائنہ
کرنا صدر مدرس کے فرائض کا جزو متصور ہوگا کیونکہ مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ
صدر مدرس کے اختیارات اور اس کی ذمہ داری میں یہ کام بھی داخل
ہے۔

مطالعہ فطرت، باغبانی، نقش کشی وغیرہ ۱۹۰۲ء اور مابعد کے مختلف قوانین تعلیمات کی رو سے مقامی حکام کو
ایسے وسیع اختیارات حاصل ہیں جن کی مدد سے وہ اغراض مدرسہ کے لئے نئی
نئی راہیں نکال سکتے ہیں جو اب تک ان کے لئے تقریباً مسدود تھیں۔ مقامی
حکام کی زیر نگرانی عامۃ الناس کے لئے جو تفریح گاہیں اور چمن بنے ہوئے
ہیں، ان سے اب مدارس بہت زیادہ افادہ حاصل کرسکتے ہیں۔ مثلاً اول الذکر
کو قرب و جوار کے تعلیمی ادارے باقاعدہ گیمس کے لئے استعمال کرسکتے ہیں
جہاں کہیں ان تفریح گاہوں کے کسی حصے پر پھولوں کی کاشت کی جاتی ہے،
وہاں باغبانی کے لئے مدارس کو بھی کچھ قطعات اراضی ملسکتے ہیں حتی الامکان

ہر مدرسے کی عمارت کے اندر یا اس کے قریب مدرسے کا ایک باغ ہونا چاہیئے لیکن بڑے شہروں میں یہ ہمیشہ ممکن نہیں۔ ان صورتوں میں قریب ترین عام تفریح گاہ ہی اس کے لئے موزوں ترین جگہ ہے۔

باغات اور باغبانی سے کثیر آبادی رکھنے والے بڑے بڑے مرکزوں کے باشندوں کی زندگی میں تفریح کے سامان پیدا ہوجاتے ہیں۔ اگر ان مقامات کے ساتھ بچوں کی کاریگری بھی وابستہ ہو تو طلباء کے والدین اور عامۃ الناس ان تفریح گاہوں کی پہلے سے زیادہ سیر کرینگے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ بچوں کو باغبانی میں خاص لطف آتا ہے۔ وہ پتوں اور پھولوں کی نشو نما میں اپنی کوششوں کو بار آور ہوتے دیکھکر باغ باغ ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ ذرائع اور مقاصد میں خاطر خواہ مطابقت ہو، نصاب مدرسہ میں چند ہی ایسے مضامین ہونگے جو باغبانی کی طرح جسمانی اور دماغی ترقی میں توازن قائم رکھ سکیں۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ مطالعہ فطرت کی سب سے قدیمی اور بہترین شکل ہے۔

بعض رقبہ جات میں مقامی حکام نے ایک تجویز یہ نافذ کی ہے کہ مقررہ اوقات میں مدارس کو مطالعہ فطرت، نقش کشی اور نباتیات کے لئے نباتی نمونے مہیا کیا کریں۔ ایک بڑے رقبے میں چمن اور دوسرے کھلے مقامات سے ایسے نمونے جمع کرکے انہیں مہینہ میں دو دفعہ ابتدائی مدارس کو اور ہفتے میں ایک بار ثانوی مدارس یا کلیہ کو بھجوایا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لئے ان اداروں کی منظورہ فہرست بنائی جاتی ہے۔ ایک ہفتہ واری سرکاری گزٹ کے ذریعہ، جس میں بالعموم مدارس سے متعلق تمام اطلاعات شائع کیجاتی ہیں، مقامی حکام ہر ہفتے نباتی نمونوں کی فہرست شائع کرتے ہیں۔ اسی طرح پر اساتذہ جو نمونے درکار ہوں منگوا سکتے ہیں۔ اسیطرح سال میں ایک دفعہ

باقاعدہ اطلاع دیکر چمن اور دوسرے کھلے مقامات کے پودے اور قلم تقسیم کئے جاتے ہیں تاکہ خانہ باغ اور پھولوں کی گھریلو کاشت کی ترقی ہو۔ ان ذرائع کے علاوہ ہر شعبے کو اس کی تعداد کی مناسبت سے مطالعہ فطرت اور اسباق الاشیاء سے متعلق سامان خرید نے کے لیئے سالانہ چند شلنگ دیئے جاتے ہیں۔

نیز جب کبھی ایک میل سے زیادہ فاصلہ طے کرنا ہو تو اوقات مدرسہ میں تیر کنندہ کو آنے جانے کے لئے یا مجموعہ قوانین کے تحت تعلیمی تفریحات[1] کے موقع پر مقامی حکام کی طرف سے طلبا کی سواری کا مفت یا کم شرح پر انتظام کیا جاتا ہے۔

گشت کتب و تصاویر سوزوں کتابوں کی فہرستیں تیار کر لینے کے بعد شبینہ مدارس کے لئے ایک ایک ڈبے میں بیس بیس جلدیں رکھکر گشت کرانا نہ صرف ایک مفید طریقہ ہے بلکہ اس میں کفایت بھی پڑتی ہے۔ مثلاً جیسے ٹیمپسٹ یا آئی ون ہو کی بیس بیس جلدیں ارسال کردی جائیں۔ اس طریقے سے مدرسے میں کتابوں کا ذخیرہ بیکار نہیں پڑا رہتا اور ریفات بہ یفات یا سال بہ سال نئی نئی کتابیں بھی دستیاب ہوجاتی ہیں۔ اور پھر کتب کی منتقلی کے سوا کوئی مزید اخراجات بھی نہیں ہونے پاتے۔

لندن کی کونٹی کے ابتدائی مدارس میں یہ طریقہ جو "گشتی اسکیم" کہلاتا ہے نہایت کامیاب ثابت ہوا ہے۔ انتظامی رقبے کے مدارس کو متحد کر کے مختلف حصوں میں تقسیم کردیا جاتا ہے جن میں سے ہر ایک کے لئے ایک معتمد ہوتا ہے

---

[1] ضمن ۴۴ (دیکھیے)

جو بالعموم متحدہ مدارس کے صدر مدرسین میں سے کوئی ایک ہوا کرتا ہے۔ جو کتابیں دستیاب ہو سکتی ہیں ان کی فہرستیں گشت کرادی جاتی ہیں اور ہر صدر مدرس ضروریات مدرسہ کے لحاظ سے کتابوں کا انتخاب کرلیتا ہے۔ مدرسہ کی ہر فہرست مقامی معتمد کے نام ارسال کی جاتی ہے جو مقامی حکام کے توسط سے ان کتابوں کے ارسال کا انتظام کرتا ہے۔ عموماً یہ کتابیں چھ ماہ کے لئے رکھ لیجاتی ہیں جس کے بعد ضرورت ہو تو دوبارہ مبادلہ کیا جاتا ہے اس طرح پر ہر مدرسے کو ہر سال مطالعہ کے لئے نیا مواد حاصل ہو جاتا ہے اور مقامی حکام کو بھی کتابیں مہیا کرنے میں نسبتاً زیادہ کفایت پڑتی ہے۔

تصاویر کی گشت کے لئے بھی حکام تعلیمات یہی اصول اختیار کریں تو بہتر ہے۔ موجودہ عملدرآمد کے لحاظ سے ہر مدرسہ کو ہمیشہ کے لئے تصاویر دیدی جاتی ہیں۔

مدرسہ کا ثانوی فعل جس طرح حکام تعلیمات کے لئے نوجوانوں کو تدریسی کام کے واسطے تیار کرنا ضروری ہے، اسیطرح یہ بھی ضروری ہے کہ چند ایسے مدارس قائم کئے جائیں جن میں وہ اپنے آیندہ پیشے سے متعلق اہم اصول سیکھکر ان کی مشق کرسکیں۔

بالعموم جب کبھی کسی رتبے کے تعلیمی اداروں کی تعداد میں انتخاب کی گنجائش ہو، اس وقت اس قسم کی تربیت کے لئے سب سے مشہور مدارس انتخاب کئے جائیں۔ متعلم کے لئے ضروری ہے کہ وہ بہترین قسم کے کام اور طریقوں کا تجربہ رکھے اور وہ ایسے تصورات سے روشناس کیا جائے جو اس میں ایک نئی روح پھونک دیں اور منزل مقصود کی طرف اس کی رہنمائی کریں۔ ان امور کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ قبل اس کے کہ کارکردگی کی وسیع بنیادیں

رکھی جائیں یہ ضروری ہے کہ نہ صرف تصریح کی مہارت بلکہ ڈسی پلن کی قابلیت اور کئی دوسری صفات پیدا کی جائیں، جن میں اعتقاد سب سے زیادہ نمایاں ہو۔

لہٰذا متعلم اساتذہ اور مدرس طلبا کے مفاد کو مدرسے کی مصالح پر قربان نہیں کرنا چاہیئے۔ مدرسے میں شریک ہونے سے ان کی اولین غایت اپنی زندگی کے کام کی تیاری کرنا ہے اور گو قابل اساتذہ کی امداد کئے بغیر وہ اچھی تربیت نہیں حاصل کر سکتے، تاہم منتظم کو چاہیئے کہ اس امداد کو اصل مقصد کے تابع رکھے۔ واقعہ یہ ہے کہ اسے اس طرح تابع کرنے ہی کی وجہ سے طلبا اور ہونے والے اساتذہ کو انتہائی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

اگر جماعت کے استاد یا استانی کو کبھی کبھی بظاہر کچھ ایثار کرنا پڑے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ یہ ایثار اکثر دفعہ زحمت کے پردے میں ایک رحمت ہے کیونکہ جب کبھی دوسرے کو کچھ سکھایا جائے تو انسان خود بھی کچھ نہ کچھ سیکھ لیتا ہے جوانی کی تازگی اور مہارت حاصل کرنے کا شوق بسا اوقات ترقی کا محرک ہوتا ہے۔

نیز متعلم استاد یا مدرس طالب علم تعلیمی افکار کے جدید پہلوؤں سے واقف ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے کمرۂ جماعت میں کبھی کبھی علم کی ایسی روشنی پھیلتی ہے جو بصورت دیگر موجود نہ ہوتی حقیقت یہ ہے کہ اساتذہ اور دیگر ارباب علم کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ جہاں کہیں سب سے زیادہ روحانی ترقی ہوئی ہے۔ اور اسکا انحصار زیادہ تر مختلف انسانوں سے ذہنی رابطہ رکھنے پر ہے۔ وہاں عام نقطہ نظر وسیع تر ہوگا اور جس کام کی انہیں دعوت دیجائے اس میں ان کی کامیابی کے امکانات قوی تر ہونگے۔

یہ نہیں خیال کرنا چاہیئے کہ جو امور اس باب میں مختصراً بیان کئے گئے ہیں
ان سے مدرسہ اور مقامی حکام کا باہمی تعلق کلیتاً واضح ہوجاتا ہے۔ اس جلد
کے تقریباً ہر حصے میں ایسے مسائل بھی پائے جائینگے جن کا تعلق بالراست یا
بالواسطہ مرکزی یا مقامی حکومت سے ہے۔ مدرسین کا انتخاب، تقرر اساتذہ کے
اصول، مدارس اور ان کے ساز و سامان میں یکسانیت پیدا کرنا، عمارات کے
نقشوں کی تیاری اور تجاویز اور صدہا دیگر معاملات مقامی حکام کے اختیارات
اور ذمہ داریوں میں داخل ہیں۔ ان اختیارات کا قدم قدم پر مدرسے سے
تعلق ہے۔ باوجود اس کے استاد کا اثر ہمیشہ سب سے زیادہ قوی ہوگا۔ اگر مقامی
حکام بلند تصورات پر مناسب طریقہ سے بلا استثناء عمل پیرا ہوں تو طلبار کی ذہنی
ترقی اور ان کی سیرت کی تشکیل و تقویت کے کام میں استاد کو بیحد مدد ملیگی۔

ضمیمہ اول

"دواری نظام الاوقات"

اس کے عمل درآمد کا بیان "دواری نظام الاوقات" کی رو سے بچوں کی جماعتیں باری باری سے ہر مضمون کے لئے یکساں وقت دیتی ہیں۔ یعنی انگریزی کے لئے سات گھنٹے، حساب کے لئے چار گھنٹے۔ (جس میں عملی حساب کا ایک گھنٹہ شامل ہے)، ایک ایک گھنٹہ جغرافیہ، تاریخ اور تصحیح کے لئے، جملہ ہفتے بھر کے ۳۵ گھنٹوں میں سے چودہ گھنٹے ہوتے ہیں۔ یہ یکسانیت اس تجویز کا ضروری جزو ہے جس کی رو سے کسی دو بچوں کو ایک وقت میں ایک ہی کارڈ دینے کی ممانعت ہے۔ جماعت کے چوّن بچے کم و بیش ان کے استعداد کے لحاظ سے چھ چھ بچوں کے نو حصوں میں تقسیم کر دیئے جاتے ہیں۔ استعداد کے لحاظ سے قائم کئے ہوئے ان نو حصوں میں سے ہر ایک حصے سے ایک ایک بچہ لیکر کسی ایک مضمون کے لئے ایک مطالعہ کا گروہ بنایا جاتا ہے۔ استعداد کے فرق کو اہمیت دینے کے لئے یہ طریقہ نکالا گیا ہے کہ استعداد کے لحاظ سے قائم کئے ہوئے طاق عدد کے حصوں سے منتخب کئے جاتے ہیں

بچے ایک نظام الاوقات کے مطابق کام کریں اور جفت حصوں سے چنے ہوئے دوسرے نظام الاوقات کے مطابق۔ ان میں سے ہر گروہ کا ایک امتیازی رنگ ہوتا ہے جو نظام الاوقات کے بعض رنگوں کے مماثل ہوا کرتا ہے۔ دونوں نظام الاوقات ایک ہی رنگ کے ہوتے ہیں تاکہ بچے حسب ضرورت ایک سے دوسرے میں منتقل کئے جا سکیں۔

اس سے مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ ایک ہی کارڈ کے لئے مطالبات میں تراکب یا تصادم نہیں واقع ہوتا اور نہ ہی کارڈ کے مثنیٰ بنانا پڑتے ہیں۔ ہر دو نظام الاوقات بڑے مدور کارڈ پر درج کر دیئے جاتے ہیں اور انہیں ایسی جگہ رکھا جاتا ہے جہاں بچے بہ آسانی دیکھ سکیں۔ پانچ کام کے دنوں کے لئے دائرہ کے پانچ قطاعات کئے جاتے ہیں اور ہر روز کے گھنٹوں کے لئے ہر قطاع کو سات چھوٹے قطاعات میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ انفرادی کام کے لئے جو چھوٹے قطاعات بنائے جاتے ہیں ان میں مطالعہ کے لئے مقرر کئے ہوئے مضامین دکھائے جاتے ہیں۔ مطالعہ کے گروہ کے لئے جس قسم کے رنگ ہوں اسی قسم کے رنگ ان میں بھر دیئے جاتے ہیں۔ گھنٹہ شروع ہوتے ہی بچے اپنی نشستوں کو چھوڑ کر چھ چھ کی تعداد میں نظام الاوقات کے نزدیک جاتے ہیں اور کسی دن، فرض کیجئے پیر کے چھوٹے قطاع کے اندر رنگین حصوں میں مرکز سے محیط تک علی الترتیب مضامین کے نام اس طرح پڑھ لیتے ہیں: جغرافیہ، حساب، ہجہ، تاریخ، تصحیح۔ جس حصے کے لئے "نیلا" رنگ ہو وہ بچے نیلے حصے میں دیکھتے ہیں کہ حساب داخل ہے اور وہ حساب سیکھنے لگتے ہیں۔ منگل کے دن نیلے حصے میں کوئی دوسرا مضمون درج ہوتا ہے، بدھ کے دن کوئی اور وقس علیٰ ہذا۔ اپنے مضامین سے واقف ہونے کے بعد اس حصے کے بچے دیواری جیبوں سے ضروری رقعات

نکال لیتے ہیں اور پھر کام کی میزوں سے ضروری سامان لیکر اپنی نشستوں کو واپس ہو جاتے ہیں۔ یہ نوگردہ دو منٹ یا اس سے کم میں تمام کارروائی ختم کر لیتے ہیں۔ اگر کوئی رکاوٹ پیدا کرے تو ساری جماعت خاطی کے خلاف اپنی ناراضگی کا اظہار کرتی ہے۔

تصحیح اور آزمایش جب بچے کام میں لگے رہتے ہیں، استانی نگرانی میں پوری طرح مصروف رہتی ہے۔ وہ فرداً فرداً بچوں سے نشید با قرات سنتی ہے، کہانیوں کی کتاب پر بحث کرتی ہے، اچھے سوالات کے جواب دیتی ہے اور مہمل سوالات کا سدباب کرتی ہے اور بچوں کو فرداً فرداً یا گروہوں میں پاس بلا کر ان کے تحریری کام کی تصحیح کرتی اور نشانات دیتی ہے غلطیوں کی نوعیت کی صراحت کے لئے خاص علامتیں رکھی جا سکتی ہیں تاکہ بچے خود ضروری تصحیح کر لیں۔ اس طرح پر اوقات مدرسہ کے اندر ہی تمام ضروری تصحیح کا کام ختم کیا جا سکتا ہے۔ گو اس کے باوجود مدرسہ برخاست ہونے کے بعد جو طلبا بطور خود چند منٹوں کے لئے ٹھہرنا چاہیں انہیں مشورہ دینا ضروری ہے۔

ایسی کرسیوں کا استعمال ضروری ہے جن میں "آلہ سکوت" لگے ہوئے ہوں اور دو دو تین تین مسطح میزیں یکجا رکھی ہوں، جن میں ہر بچے کے لئے ایک تالابند لگا ہوا ور جن کے ڈھکنے سطح کے برابر ہوں۔ آلات کے لئے کام کرنے کی میزیں درکار ہونگی۔ پنسری کے ڈبوں کو صیقل کر کے ان میں حسب ضرورت ردوبدل کیا جا سکتا ہے۔ نو مضامین کے تحریری کام کے لئے سادہ کاغذ کی پانچ مشقی کتابیں استعمال کی جاتی ہیں۔ مضامین کو علحدہ رکھنے کے لئے انہیں کتاب کے آخر سے شروع کیا جاتا ہے۔ سادے کاغذ سے قلم پر قابو حاصل ہو جاتا ہے اور لکھنے کی مہارت پیدا ہو جاتی ہے۔ والدین اور بچوں پر مختلف مضامین میں

ترقی کی رفتار ظاہر ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ بچے ان کتابوں کے ابتدائی صفحات پر ہنسکر اپنی ترقی کے احساس کا ثبوت دیتے ہیں۔

اس طریق کی کامیابی سے انفرادی کام کا افادہ ظاہر ہوتا ہے خواہ اس کا ماخذ نظام مانٹی سوری ہو یا طریق ڈالٹن یا ان ہزارہا اساتذہ کے تجربے جو مدارس کی بقا اور بچوں کی بیداری کے لئے بطور خود تجاویز پر غور کرتے رہتے ہیں۔ اس تجویز کے حامیوں کا دعویٰ ہے کہ اس طریقے سے مدرسے کے ساتھ بچوں کو ہمدردی پیدا ہو جاتی ہے اور یہ کہ ان میں اپنے فایدے کے لئے اور مفاد عامہ کی خاطر ذمہ داری کا احساس پیدا ہو جاتا ہے، جس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ سامان کی حفاظت کرتے ہیں اور دوسروں کا لحاظ رکھتے ہیں۔ ان کے ذہن میں باقاعدہ نشو نما ہونے لگتی ہے اور ان میں تنقید ذات اور تربیت ذات کی عادتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ماخوذ از ٹائمز ایجوکیشنل سپلیمنٹ۔

اشاریہ

AG.

تنظیم مدرسہ

اصطلاحات

تنظیم مدرسہ

(مصنفہ)

ایس۔ ای۔ ٹرے۔ ایم۔ اے

"مطبوعہ"

اعظم اسٹیم پریس چارمینار

اصطلاحات

ا

اذنی اندراجات	Aural Records
امتیازی نشانات	Badges
اعداد تحت قواعد ذیلی	Bye-law Returns
ازج	Corridor
اندراجات معذورین	Defectives' Records
ابتدائی مدرسہ	Elementary school
اخراج	Expulsion
اگن ڈرل	Fire Drill
اعلیٰ ابتدائی مدرسہ	Higher elementary school
اشاریہ	Index
انجمن رحمدلی	League of Mercy
اختبارات	Eperiments
انعامات	Rewards
اسکول بورڈ	School Board
اندراجات مدرسہ	School Records
اختصاصیت	Specialisation

اعدادی مدرسہ	›reparatory School
ان سائیکلوپیڈیا	Encyclopaedia
ایضاحی کمرہ	)emonstration Room
انشاء	;omposition
استخراج	:xtraction
اگن محافظ	'ire - guard
آتش دان	'ire - Place
اگن روک زینہ	'ire - proof staircase
افقی	Iorizontal
اوک	)ak
آکسیجن	)xygen
اشعاع	:adiation
آواز روک	;oundproof
آرام سے کھڑے ہونیکی وضع	;tand - at - ease Position
انتصابی	'ertical
ارتفاعی خطوط	;ontonrs
امپیریل انسٹی ٹیوٹ کا ڈائرکٹر	)irector of the Impiral Institute
اثر انگیز	nspiring
آلات پیمائش	Ieasures
انضباط	)rder
آداب پیشہ	›rofessional etiquette

Scripsure	الہامی کتب
Scssional Correction	اوقات مدرسہ کے اندر تصیح
Iron - haund Compartments	آہن بند خانے
Suggestive nomeuclature	ایمائی تسمیہ
Ah Initio	ابتداءً
Ambulance	ایمبولنس
Atlas	اطلس
Cours elementaire	ابتدائی نصاب
Cours Superieur	اعلیٰ نصاب
"Done of Silence"	" آلہ سکوت "
Employer of Labaur	آجر
Ecoles Primaires snperieurs	اعلیٰ تحتانیہ مدارس
Free hand Drawing of Letters	آزاد بازو سے حروف کی نقش کشی
" Higher grade" schools	" اعلیٰ درجہ" کے مدارس
Inflation	انتفاخِ زر
Labaur Exchange	اجیری ادارہ
Librarian	امین کتب خانہ
Organ	اُرگن
Parental schools	ابوینی مدارس
Preliminary education	اولی تعلیم
Public Morality	اخلاقِ عامہ

Poor conduct	ادنیٰ شعار
Private Tuision	انفرادی تعلیم
Reformatory Schools	اصلاحی مدارس
Reward Cards	انعامی کارڈ
Scheme	اسکیم
Specialist Teachers	اختصاصی اساتذہ
Session	اوقات مدرسہ
School Community	اہالیٔ مدرسہ
Sunday School	اتواری مدرسہ
Word Exercise	الفاظ کی مشق
Wool work	اُونی کام
Wool mat	اُونی حصیر
Guild of Caurtesy	انجمن اخلاق
Stencelling	اسٹنل
Registration	اندراجاتِ رجسٹر
Will	ارادہ
Moral Delinquency	اخلاقی خطا یا تقصیر

بزم	Club
بالک گھر	Kindergaten
بالک کرہ	Kinder horte
بازی گاہ	Playground
بلدیاتی نظام مدرسہ	"School-City" Methoo of Government
بطل پرستی	Hero-worship
بازتکوینی گیس لیمپ	Regenerative gas lamp
بے اتمامی عمل	Disnitegrating Prosess
بدمذاقی	Lack of tone
بہی کھاتہ	Book-keeping
بیوپاری تربیت	Business Training
برگر مدرسہ	Burgher School
بیوپار گھر	Business House
بزم کتب	Book club
بروکونسل	Borough Cancil
بلدی مدارس	Cauncil Schools
بانی منتظمین	Foundation Managers
بھجن	Hymns
بوریا بافی	Mat Plaiting
بعد طیلسانی نصاب	Pist-graduate Course
بازی گاہی جماعتیں	Playground casses

بلا شور اسباق	Quiet Lessons
بلدی محاصل	Rates
بزم مشی	Rambling club
باغبانی	Gordening
بَرحلمہ	Epithelium
بالائے بنفشی شعاعیں	Ultra-violet Rays
بحری نقشے	Charts
بشر پیمائی اعداد	Anthropometric figures
بہت زیادہ والا اقتدار نہیں	Pas trop Gouveneur
باغیچۂ اطفال	Jardinsd' Fnfants
”بھرائی“	“Spoon-feed”

پس افتادہ طلبہ	Backward Scholars
پھریرے	Banness
پھولوں کی نمائش	Flower Show
پنجے	Balls of the Feet
پشتی ڈسک	Desks with Backs
پلاستر	Plaster
پڑھنا	Reading
پیمانہ	Scale
پمفلٹ	Pamphlet
پذیرائی	Receptiveness
پس انداز بنک	Saving Bank
پرچہ کا نظام	Slip System
پُرشور اسباق	Noisy Lessons
پالیسی	Policy

تعلیمی بورڈ	Board of Education
تسلسلی مدارس	Continuation Schools
تالار	Hall
تالاری مخاطبہ	Hall Address
تختۂ فضیلت ولیاقت	Honour and Merit Boord
تعزیری کام	Imposition
تبادلۂ خطوط	Interchange of Letters
تیلئے فرش	Oiled Floors
تنظیم	Organisation
تعطیلاتی مدارس	Vacation Schools
ترویح	Ventilation
تکمیلی مدارس	Finishing Schools
تلفظی حافظہ	Articnlatory Memory
تطابق	Co-ordination
تعلیمی عمل	Educative Process
تخلیص	Extraction
تاباں مشعل	Incandescent Burner
تشت	Lavatory Basin
تسییر	Propolsion
تفریحی وقفہ	Recreation Interval
تپش پیما	Mermometre

تفویض کار	Assignment work
تراوش	Leakage
تختہ جات ترقی	Pragrees-recording charts
تکمیلی مدرسین	Supplementary Teachers
تجرید	Abstraction
تختہ	Draft
تناسب	Harmony
تاریخ موجودات	Natural History
تفویضات	Assignments
ترکیب نحوی	Analysis
"تسبیحی نظام"	"Black System"
تہ پذیر اوٹ	Collapsible Sereen
تبادلی حوالے	Cross-references
تساہل	Dilatoriness
ترسیمی اندراجات	Graph Records
تالابند	Lacker
تجربہ خانہ	Laboratory
تقریری کام	Oral work
تراکب	Orelapping
ترسیم ترقی	Progress Ghaph
تصویری سبق	Picture Lesson

تبادلی جماعت بندی کا اصول	Principle of cress-classification
تنظیم جدید	Remadelling
تفریحی قرات	Recreation Reading
تعداد اساتذہ کا معینہ	Staff scale
تیلیاں بچھائی	Stick laying
تحقق ذات	Self- realisation
تیر کنڈ	Swimming Bath
تختی بچھائی	Tablet laying
ترسیم کار	Work Graph
تحسیبی مشن	Calculating Machine
تعطیلی نصاب	Holiday Course
ٹیکے دار میزیں	Desks with Backs
ٹکن	Easel
ثانوی فعل	Secondary Function
ثانوی نصاب	Cours Mayen
جماعت بندی	Classification
جماعت ہائے صغیر (صبیان)	Enfantines classes
جھنڈیاں	Flags
جشن ملکہ بہار	May Queen Festival
جگہوں کا تحفظ	Reservation of Places
جماعت کی اکائی یا وحدت شعبہ میں	The class as unit in a Department

جھنجھری اینٹیں	Air Bricks
جھونکا روک	Draught Board
جھنجریاں	Grates
جالیاں	Gratings
"جو چیز ہاتھ لگی اسے رکھ لیا" کا اصول	Omrium Gatherum Principle
جدولی فہرست	Schedule
جدولی کیفیت	Tabulated statement
جماعتی تعلق	Class - attachment
"جماعت میں انفرادی" تدریب	"Class-individual" Instruction
جمنیزیا۔ جمنیزیا مدارس	Gymnasia
جھالر	Macrame
جگہ	Place
جدولی فارم	Tabulated Form
جسمانی سزا	Corporal Punishment
ج۔م (جنوب مغرب)	S.W.
چھوٹا مدرسہ	Small School
چار ضلعی	Quadrilateral
چاک	Chalk
چاکلیٹ رنگ	Chocolate Colour
چوخانی (نقش کشی)	Chequered (Drawing)
چلتے چلتے	En Marchant

Wood Carving	چوبی کندہ کاری
Wood work	چوبی کام
Chart	چارٹ
Diswict	حلقہ
Heating	حرارت
Marable Partition	حرکت پذیر اوٹ
School Progress	حالت مدرسہ
Hygiene	حفظ صحت
Thermometric Records	حرارت پیمائی اندراجات
Convection	حمل
Reference Library	حوالجاتی کتب خانہ
Vital Properties	حیات بخش خواص
Book - keeping	حساب کتاب
Protayonist	حامی
Protagonist	حلیف
Registration	حاضری
Sentiment	حمیت
Governor	حاکم
Special Schools	خاص مدارس
Chamber	خانہ
Bent Iron Work	خمیدہ آہنی کام

Brigade	خشون
Design	خاکہ سازی
Femme de Service	خادمہ
Piivate Tiution	خانگی تعلیم
Self - adjustment	خود تطبیقی
Self - development Methed	خود بروزی طریقہ
Self - conseionsness	خود شعوری
Self - education	خود معلمی
Sketching	خاکہ اتارنا
Self - expression	خود اظہاری
Summary	خلاصہ
Graded School	درجہ بند مدرسہ
Tooth Brush Club	دتون کلب
Circles of Thonght	دوائر خیال
Fume Closet	دخان خانہ
Chimney Extractor	دود کش
"Dim Religions Light"	" دھندلی کلیسائی روشنی "
Disinfectant	دافع تعدیہ
Dual Desk	دونشستی ڈسک
Fatly Matlers	دہنی مادّے
Flue	دود راہ

دھانی خاکستری رنگ	Pale - greenish gray
دواری نظام الاوقات	Rotary. Timetable
دفعہ	Section
دلی اطاعت	Layal Occeptance
دفتی	Mill Board
دستی عینی تربیت	Hand and Ey Training
دلیلِ وجود	Raison d'etere
دستکار	Artisan
دستور	Constitution
دعا	Grace
دستی کتاب	Handbook
دستی صنعتیں	Handicrafts
دست بند	Handicap
دفتر مزدوران	Labour Burean
دارالسلطنتی رقبہ	Metropoliton area
داخلی	Subjective
دفتری کام	Secretorial Work
دستخطی اقرارنامہ	Signed Decloration of Intertion
دیواری جیب	Wall Packet
ڈسپلن	Discipline
ڈرامہ شدہ قصے	Dramatised Stories

String Work	ڈوری کا کام
Mental attitude	ذہنی کیفیت
Privats Study	ذاتی مطالعہ
Personal Equation	ذاتی (یا شخصی) تعادل
Contributory School	رسدی مدرسہ
Day Classes	روزینہ جماعتیں
Day Schools	روزینہ مدارس
Dislrict	رقبہ
Ophthalmic Records	رمدی اندراجات
Register	رجسٹر
Supply Teachers	رسدی مدرسین
Passage Rooms	راہی کمرے
Hygrametre	رطوبت پیما
Ventilator	روشن دان
Comaraderie	رفاقت
Attilude of Mind	رجحان طبع
Bearings	راستے
Colour Lesson	رنگ سبق
Colouring	رنگ کاری
Colour Drawing	رنگین نقش کشی
Day Trade Schools	روزینہ تجارتی مدارس

English	اردو
Guide Book	راہ نامہ
Minutes	روئداد
Tenor	روش
Extra Room	زاید کمرہ
Visiting Teachers	زائری مدرسین
Right Angle	زاویہ قائمہ
Alfresco Lectures	زیر سماں درس
Dress-making	زنانہ لباس سازی
Millinery	زنانہ کلاہ سازی
"Under Control"	"زیر نگرانی"
Class Excursion	سیر و تفریح جماعت
Fittings	ساز و سامان
Social Sciences	سماجی علوم
Three Decker	سہ عرشے
Pavilion Schools	سائبانی مدارس
Object Lessons	سبق الاشیاء
Sink	سیلابہ
Audio-visual Memory	سمعی بصری حافظہ
Needlework	سوزن کاری
Opening	سوراخ
Social Instinct	سماجی جبلت

English	اردو
Government Certificate Examination	سرکاری سندی امتحان
Government Certificate Syllabus	سرکاری سندی نصاب
Breathing Exercises	سانس کی ورزشیں
Clinic	سریر
Itinerary	سفری نظام عمل
Occulist	سُجھیا
Pricking	سپوزش
Prefect	سائل
Prefect System	سائلی نظام
Saving Bank	سیونگ بنک
Title Page	سرورق
Glass Globes	شیشہ ہنڈے
Medical Research Council of the Empire	شاہی مڈیکل ریسرچ کونسل
Quasi-hour-glass Phenomenon	شیشہ ساعت آسا کے آثار
Adolescence	شرقِ شباب
Dean	شماس
Juvenile Friendly Societies	شبان دوست انجمنیں
Laundry	شوب کاری
Laundry	شوب گاہ
Nursery Rhyme	شِشو گیت
Royal Arsenal	شاہی سلح خانہ

Departmental Teaching	شعبہ واری تدریس
nfancy	صِغر سنی
Fir (or Pine)	صنوبر
Form of Curriculum	صورتِ نصاب
Plasticity	صیاغت
Leaving Certificate or Certificat d'e'ludes	صداقت نامہ ترک مدرسہ
Cabinet Making	صندوق سازی
Appendix	ضمیمہ
District	ضلع
Article	ضمن
Susceptible to injury	ضرر پذیر
Feeble - minded	ضعیف العقل
Public Conscience	ضمیرِ عامہ
Dalton Plan	طریقِ ڈالٹن
Plan of Rotation	طریقِ گردش
lluminating	طلاکاری
Printing	طباعتی حروف لکھنا
General Remarks	عام کیفیت
Premises	عمارات
Curiosities	عجائبات
Museum Case	عجائبات کی الماری

عددی قیمت	Numerical Value
عاکس	Reglector
عقدہ کشائی	Cutting the Gordian knot
عنفوانِ شباب	Adolescence
عروج	Climax
عرشہ کی کرسیاں	Deck Chairs
عملی حساب	Manual Arithmetic
عزلی	Musculor
علم موجودات کی بزم	Naturalist Club
عہد نامہ جدید	New Testament
علم موجودات (علمِ فطرت)	Natural Science
عہد نامہ قدیم	Old Testament
عکاسی	Photography
عدد نویسی	Writing Figures
غیر مسطور مدرسہ	Uncovered School
غنائی انجمنیں	Choral Unions
غیر زبان	Foreign Language
غلط کردار	Misbehaviour
غیر امدادی مدارس	Non - provided Schools
غالیچہ بافی	Rog Making
غِنا	Singing

غیر دخیل کار آسامی	Tenant - at - will
فنون لطیفہ کی تدریب	Art Instruction
فرنیچر	Furniture
فہرست ہائے مدرسہ	School Lists
فانوسی اسباق	Lantern Lessons
فلزی لازمات	Metel Fittings
فلزی ڈھانچے	Metal Frameworks
فوری علاج کا سامان	First aid Equipment
فریق	Section
فعلیت	Actiuity
فیصلہ کن عنصر	Determining Factor
فارم	Form
فعل	Function
"فہمائش"	"Advice Card"
فلاحِ عامہ	Common Welfare
فینسی کام	Fancy Work
"فکر انگیز" سوالات	"Mind - Working" Questions
فاسد محبت	Perverted Affection
فوٹوگرافی	Photography
فرش فروش	Upholstery
قبضہ	Hinge

Law of Capillary Attraction	قانون کشش شعری
Reading	قرائت
Shortsightedness	قریب نظری
Apriori	قیاسی
Antiquated	قدیم
Drill Instructor	قواعد آموز
Natural Objects	قدرتی اشیاء
Child's Book	کارنامۂ طفل
Class Room	کمرۂ جماعت
Conference	کانفرنس
Infant Rooms	کمرہائے صبیان
Open sessians	کھلی میقات
School Progress	کیفیت مدرسہ
Punishment Book	کتاب سزا
Working unit	کام کی اکائی
Cathedral Glass	کلیسائی شیشہ
Cubic Space	کعبی وسعت
Ledge	کگر
Qualities	کیفیات
Quantities	کمیات
Valve	کھل بندن

کثیر تعدادی طریقہ	Mass Methad
کہنہ	Antiquated
کمیٹی برائے نوآموزان	Apprenticeship Committee
کتب سازی	Book Production
کارڈ	Card
کروشیا	Crochet
کالم	Column
کشیدہ کاری	Embroidery
کارخانہ	Firm
کھیل کی انجمن	Guild of Play
کتاب وقائع	Loy Book
کائناتی مکالمہ	Nature Talk
کحال	Occulist
کاغذ شکنی	Paper folding
کثیر حرفتی ادارہ	Polytechnic
کاہ بافی	Stram Plaiting
کھیل کی اسپرٹ	Sporting Spirit
کاریگرانہ پیشے	Skilled Trades
کلب	Club
کھریا	Chalk
گیلری	Gallery

رگلی نمونہ سازی	Clay Madelling
"گشتی اسکیم"	"Circulating Scheme"
گورنر	Governor
گانا	Singing
لڑکپن	Childhood
لبادہ کمرہ	Clook Room
لائق طالب علم	Talented Scholar
لٹکا	Flap
لکھائی	Luriting
لندن کونٹی کونسل	L. C C,
لون سبق	Colour Lesson
لسانی سبق	Langvage Lesson
لپشوان پٹ	Roller Shutters
لازمات	Flttings
ملامت	Censure
مرکزی مدرسہ	Central School
مشترک مدرسہ	Combined School
مشاورتی کمیٹیاں	Consultative Committees
محرومیاں	Deprivations
مدارس اطفال	Ecoles Gardiennes
مدارس شبینہ	Evening Schools

Day Schools	مدارس روزینہ
Ecoles Maternelles	مادرانہ مدارس
Infant School	مدرسۂ صبیان
Journal	مجلہ
Nature Study	مطالعۂ قدرت مطالعۂ کائنات مطالعۂ موجودات
Open air schools	مدارس زیر آسماں
Problems	مسائل
Pupil Teachers	متعلم اساتذہ
School Motto	مطمح مدرسہ
Student Teachers	مدرس طلبہ
Genius Laci	مقامی مشاہیر
Encyclopaedia	مخزنِ علوم
Mechamical Devices	میکانی ترکیبیں
Accessory	معاون
Burner	مشعل
Concave	مقعر
Convex	محدب
Deflected	منصرف ہوکر
Enamelled Tiles	میناکھپریل

English	اردو
Glazed Bricks	مجلا اینٹیں
Labour Party	مزدور جماعت
Mantle	مینٹل
Metre	میٹر
Monitor	مانیٹر
Motive Power	محرک قوت
Odor Scholasticus	مکتبی بو
Three R's	مضامین ثلاثہ
Vacation	موسمی تعطیل
Mechamical	میکانی
Opening	موکھا
Porous	مسامدار
Prism	منشور
Rectangular Corners	مستطیل گوشے
Central Care Committee	مرکزی نگہبان کمیٹی
Cade	مجموعہ قوانین
Inspection de L'enseignement Primaire	معائنہ تعلیم ابتدائی
Migratory scholars	مہاجر طلبہ
Mill Board	موٹا مقوہ
"Mothering" Principle	"مادرانہ" اصول
School for Boys	مدرسہ ذکور
Abstract	مجرد

Cerebral Growth	مخی نشو نما
Climax	منتہیٰ
Disposition	میلان
Matron	میٹرن
Rhythmic Instinct	متوازن جبلت
Transition Department	عبوری طبقہ
Adventurer	مخاطر
Ambulance	منقالہ
"After - Care" Committee	"مابعد نگہبانی کمیٹی"
Academic Subjects	مکتبی مضامین
Accountancy	محاسبی
Correspondence Classes	مراسلتی جماعتیں
"Contract of Work"	"معاہدۂ کار"
Corporate Body	مستند جماعت
Cahier de devoirs Mensuels	مشقی کتاب
Conversational Lesson	مکالمتی سبق
Corespondent	مراسل
Classical Music	مستند موسیقی
"Duplicate"	"مثنیٰ"
Disciplinarian	ماہر ڈسی پلن
Eurythmics	موزونیات

English	اردو
Epileptic	مصروع
En Marchant	مارچ کرتے ہوئے
Fairy Queen	ملکۂ پرستان
Maypole Fete	مے پول کا میلہ
Four R's	مضامین اربعہ
Free Libraries	مفت کتب خانے
Free Lectures	مفت تقاریر
Hymns	مناجات
Intermediate Schools	مابینی مدارس
Make - believe Devices	[illegible]
Macrame'	میکرمے
Model Lesson	مثالی سبق
Occulist	معالج چشم
Objective	معروضی
Occasional Teacher	موقتی مدرس
Overlapping	متراکب
Qualified Success	مشروط یا محدود کامیابی
Shorter Periods	مختصر گھنٹے
Subject Matter	مواد مضمون
Session	میقات
School Canteen Committee	مدرسے کی کینٹین کمیٹی

Short hand	مختصر نویسی
School Camp	مدرسہ کا کیمپ
Stndy Group	مطالعہ کا گروہ
Transition Class	مروری جماعت
Topagraphical Maps	مقامیاتی نقشے
Analysis of Timetable	نظام الاوقات کا تجزیہ
Care Committies	نگہبان کمیٹیاں
Drawing	نقش کشی
System of Education	نظام تعلیم
Sheffield System	نظام شیفیلڈ
Visits of Nurses	نرسوں کے معائنے
Articulatory Memory	نطقی حافظہ
Curiosities	نوادر
Damp-proof Course	نم روک تہہ
Felt-covered Boards	نمدہ مڑے ہوئے تختے
Spinal	نخاعی
Organic Impurities	نامیاتی لوثیں
Recital Lesson	نشیدی سبق
Recitation Ro·m	نشیدی کمرہ
Ribbed Glass	تاب دار شیشہ
Model Drawing	نمونے کی نقش کشی

Relief Maps	ناتی نقشے
Recitation	نشید
Ac?ion Song	نرت گیت
Apprentice	نو آموز
Duplicate	نقل
Goodwill	نیک نیتی
Madel Lesson	نمونے کا سبق
Plumliess Work	نل کاری
Posture	نشست و برخاست
Securing the Exhibitions	نمائشی انعامات حاصل کرنا
"Spoon-feed"	" نوالہ بنا کر منہ میں رکھنا "
Scheme	نظام العمل
Stencilling	نقش پٹی کا کام
Texts	نصوص
Transcription	نقل نویسی
Measure	ناپ
Athlesics	ورزشیات
Diagonal Form	وتری شکل
Gymnasium	ورزش گاہ
Intuition	وجدان
Fuuction	وظیفہ

Nethelands	ولندیز
Watch word	وردِ زبان
Bursar	وظیفہ یاب
Provisional Code	وقتی مجموعہ قوانین
Position	وضع
Trust Deed	وقف نامہ
Scullery	ہودی کمرہ
Hormony	ہم آہنگی
Flush	ہموار
Flush	ہم سطح
Hectograph	ہکٹوگراف
Note	یادداشت
Lady Day	یوم مریم

مطبوعہ

اعظم اسٹیم پریس
چارمینار حیدرآباد دکن